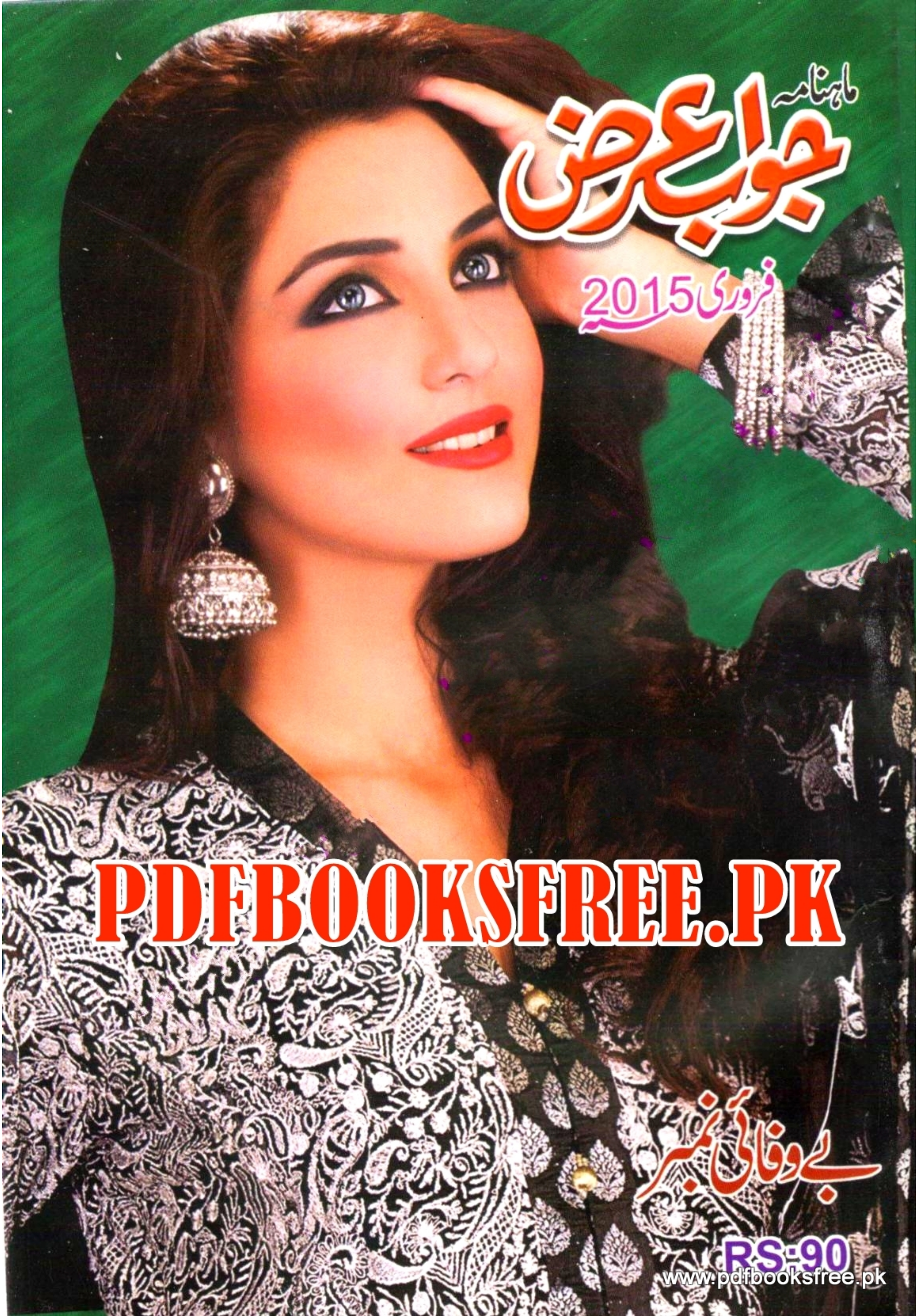
ماہنامہ
جوابِ عرض
فروری 2015
PDFBOOKSFREE.PK
بے وفائی نمبر
RS:90
www.pdfbooksfree.pk

CPL No.220

# ماہنامہ جواب عرض لاہور

بانی۔شہزادہ عالمگیر
نگران اعلیٰ۔شہلا عالمگیر
چیف ایگزیکٹو۔شہزادہ التمش
جنرل منیجر۔شہزادہ فیصل

آفس منیجر۔ریاض احمد
فون۔0341.4178875
سرکولیشن منیجر۔جمال الدین
فون۔0333.4302601

مارکیٹنگ۔کرن۔ماہا۔نور۔
فاطمہ۔رابعہ۔بہارا۔زارا

## بے وفائی نمبر

جلد نمبر 40۔شمارہ نمبر 9
ماہ فروری 2015
قیمت۔90روپے

جواب عرض پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ III

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔رائٹر۔ادارہ۔یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔(پبلیشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)


عذاب محبت — معاویہ عنبر وٹو — 82

کیسی ہے یہ زندگی — ڈریم گرل

محبت کا دوزخ — سراج اللہ خٹک — 176

پچھتاوا — عائشہ علی چکوال — 94

صنم تیری بیوفائی — ندیم امانت

بے وفائی — زین نصیر۔لاہور — 136

بے وفا ہے زندگی — محمد سلیم کنگن پور — 104

کیا یہی پیار ہے — شاہد رضا جڑانوالہ

یکطرفہ عشق — عارف شہزاد صادق آباد — 122

غم عاشقی تیرا شکریہ — ثناء اجالا — 194

محبت کے لالچ — ملک محمد حسین سرگودہا

تقدیر کے کھیل — محمد ابوہریرہ۔ بہاولنگر — 126

عورت کی شان — چوہدری پرویز سہو — 132

زندگی امتحان لیتی ہے — عامر جاوید ہاشمی — 156


www.pdfbooksfree.pk

Copyrighted material

## ماہنامہ جواب عرض ماہ فروری 2015 کے شمارے بے وفائی نمبر کی جھلکیاں

جلتے خوابوں کی راکھ
ملک عاشق حسین ساجد
5

کاش تو بیٹی نہ ہوتی
عافیہ گوندل
78

جلد نمبر 40
شمارہ نمبر 9

دل خون کے آنسو روتا ہے
انتظار حسین ساقی
50

کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے
ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ
74

فروری
2015

پیار کا سراب
فلک زاہد لاہور
20

ماں کہاں ہے تو
شاہد رفیق سہو
98

بے وفائی نمبر

آخر کب تک
راشد لطیف
66

ریشم
آر اے رانی ساہیوال
104

وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا

غلطی ہوگئی
عائشہ نور عاشا گجرات
70

میرے سپنوں کا راجہ
آصف جاوید زاہد
110

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# عالمگیر ہسپتال

شہزادہ عالمگیر صاحب کی دیرینہ خواہش کی تکمیل پوری ہونے جارہی ہے

قارئین کرام آپ حضرات کے تعاون سے ہم عالمگیر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہزادہ عالمگیر صاحب کے خوابوں کو پورا کیا جائے۔ یہ فیصلہ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے امید ہے کہ آپ قارئین ہمارے اس فیصلہ کو ویلکم کہیں گے اور اپنے تعاون سے نوازیں گے اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں کی ضرورت ہے آپ کے تعاون سے ہم اس ہسپتال کی بنیاد میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ سے جو بھی ہو سکتا ہے اس ہسپتال کی تعمیر میں ہماری مالی مدد کریں آپ کی مدد سے ہی ہم اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ کا ایک ایک روپیہ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمارے لیے بہت اہم ہوگا۔ بہت جلد ہم اس کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں آپ حضرات سے مالی تعاون کی پرزور اپیل کرتے ہیں امید ہے کہ آپ اس نیک مقصد کو پورا کرنے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں گے۔ چاہے سو روپے ہی سہی آپ ہمارے اس اکاؤنٹ میں ڈال سکتے ہیں۔ آپ کے ایک ایک روپے کی حفاظت کی جائے گی اس ہسپتال میں نہ صرف غریبوں کا فری علاج کیا جائے گا بلکہ ان کے لیے کھانے کا بھی بندوبست کیا جائیگا۔ یہ ہسپتال آپ کا ہسپتال ہوگا۔ آپ کے تعاون سے بننے والے اس ہسپتال کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ تمام قارئین کرام اپنی رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کروا کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں اور دعا کریں کہ ہم اس نیک کام میں جلد کامیاب ہو جائیں۔

شہزادہ التمش

اکاؤنٹ 01957900347001 حبیب بنک کمرشل ایریا کیولری گراؤنڈ لاہور

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# جلتے خوابوں کی راکھ

--تحریر۔ملک عاشق حسین ساجد۔مظفر گڑھ۔ 0308.6783157

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

جلتے خوابوں کی راکھ کی پانچویں اور آخری قسط حاضر خدمت ہے کس حد تک ٹھیک لکھ سکا ہوں اس کا فیصلہ اور رائے تو آپ اور میرے پیارے قارئین کرام دیں گے۔بحرحال پھر بھی اتنا یقین ضرور ہے کہ اس دلگداز اور پلکیں نم کر دینے والی کاوش کا تاثر مدتوں قارئین کے دل ودماغ پر نقش رہے گا جن بہن بھائیوں نے مجھے اپنی آرا اور محبتوں اور دعاؤں میں یاد رکھا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں سعودی عرب سے بھائی عبدالمجید۔مزمل رضا۔عمران راجو اوچ شریف سے اختر علی اختر۔بہاولپور سے علی عباس بنے والا لودھراں سے ساجد آزاد ماموں کانجن سے قمر عباس لاہور سے مصباح ہیڈ خانکی سے نازیہ منڈی بہاؤالدین سے مہناز وہاڑی سے ساجدہ شگفتہ اور شاہین ننکانہ صاحب سے علینہ گوجرانوالہ سے علیزہ شورکوٹ سے آمنہ جویریہ کراچی سے نشاء خوشاب سے فوزیہ بھکر سے فرحت۔قصور سے عائشہ حفیظ کراچی سے صائمہ اسلام آباد سے کرن گل بنوں سے اختر صبا خانیوال سے آمنہ شہزادی لودھراں سے انمول ملتان سے حورین نور ہری پور سے لائبہ حافظ آباد سے مشعل نازیہ کنول شہزادی کوئٹہ۔سے ایمان زہرہ فیصل آباد سے فرض بی بی فلک خان مظفر گڑھ سے سحرش غزل۔مہوش گوجرانوالہ سے کومل ملک۔لاہور سے مہک رحیم یار خان سے فرزانہ اور شبانہ میاں چنوں سے محسن آرائیں۔چشتیاں سے اے ایچ تابش۔ملتان سے ملک آصف ظفر وینس وہاڑی سے ایم راحیل۔محمد عثمان حیدر۔ہڑانوالہ سے عابد شاہ۔اوکاڑہ سے جعفر یاسر اور عمران لودواں سے عمران اسلم۔مظفر گڑھ سے رانا مبین راشد خان ترین۔لاہور سے رانا بابر علی ناز۔نثار حسرت۔سرگودھا سے سیف اکبر راجن پور سے صابر علی بھکر سے شاہد لودھراں سے محمد طیب ملتان سے ایم زبیر شاہد میانوالی سے زعفران خان بورے والا سے شاہد پریمی نوشہرہ سے سمیع اللہ جہلم سے توقیر پرنس مظفر شاہ۔کراچی سے ماجد خان عباسی جھنگ سے محمد اظہر قصور سے منظور گلگت بلتستان سے خرم شہزاد جتوئی سے عمران منظور ٹہ سلطان سے اعجاز اسلام آباد سے علی ساہیوال سے حافظ جاوید آزاد کشمیر سے حضر اٹک سے آکاش خیبر پختونخواہ سے عابد ناز۔اور آخر میں ہمارے بھائی ریاض احمد لاہور۔ریاض بھیا آپ سے کچھ شکوے ہیں۔وہ ضرور کروں گا آپ کو میری باتیں سننی ہوں گی۔اور کئی نام ہیں جو نہیں لکھ سکا سب کا ہی بہت شکریہ۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

صبر کر دیئے تمہاری زندگی بچانے کے لیے شانوں کو تھپتھپایا میں نے آسمان کی طرف دیکھا
ایسا کرنا ضروری تھا ڈاکٹر نے میرے اور پھوٹ کر رو پڑا زندگی ایک نیا امتحان



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

بن کر میرے سامنے آ گئی تھی غم سے نڈھال میں نے اپنا سر ممتا کی پناہ گاہ میں چھپالیا تقدیر ایک بار پھر مجھے ڈاج دے گئی تھی ڈاج بھی ایسا کہ اب میرے پاس کوئی راستہ باقی نہیں رہا تھا جس پر مسافت طے کر کے میں منزل پر پہنچ پاتا۔ اس کڑے امتحان میں میرے بہن بھائی اور بہنوئی نے خوب ساتھ دیا تھا والدین تو اس صدمے کو دل سے لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ ہر شخص میرے اپاہج ہونے پر غمزدہ تھا تین ماہ تک میں ہسپتال میں زیر علاج رہا یہ ماہ میری زندگی کے بدترین تھے جنہیں میں ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا تھا کہتے ہیں نہ زندگی دھوپ چھاؤں کی مانند ہے اس میں کبھی دکھ ملتے ہیں تو کبھی سکھ میں نے اپنی زندگی پر نگاہ دوڑائی تو مجھے دور دور تک سایہ سایہ نظر نہیں آیا جس کے نیچے بیٹھ کر میں تھوڑی دیر کے لیے سستا لیتا ان دنوں مجھے شدت سے ممی کا خیال آیا اور یاد ستانے لگی جسے دیکھے دو سال ہونے کو تھے بیڈ پر لیٹے جب بھی مجھے ممی کا خیال آتا میری آنکھیں بے اختیار ساون کی بارش کی طرح آنسو برسانے لگ جاتیں اور اب تو میری آنکھوں میں آنسو بہنا ایک معمولی سا بن گیا تھا میری آنکھیں متورم زدہ ہو گئیں تھیں اور ان کے گرد سیاہ حلقے دکھائی دینے لگے تھے۔

ابھی زندگی کا یہ گھاؤ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مندمل ہو رہا تھا کہ ایک روز ابا جان دار فانی سے کوچ کر گئے ان کی وفات کے سانحے نے پورے خاندان کو رلایا اور ہمیں ہلا کر رکھ دیا تھا پے در پے ٹوٹ پڑنے والے ستم کی بدولت ہمارے خاندان کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا تھا امی جان میری معذوری کے غم میں پہلے ہی غمزدہ تھیں پھر شریک زندگی کی اچانک موت ان پر بجلی بن کر گری اور وہ فالج کی شکار ہو کر بستر سے ہی لگ گئیں ابا جان کی ناگہانی موت امی جان کی بیماری اور میری ایک ٹانگ سے محرومی نے مجھے زندگی سے بیزار کر دیا تھا تنہائی مجھے اس قدر راس آئی کہ دو چار پل کے لیے اگر کوئی میرے پاس آ کر بیٹھتا تو مجھے کوفت ہونے لگتی چڑ چڑا پن بھی میرے مزاج کا حصہ بنتا جا رہا تھا میری تمام تر مایوسیوں نا امیدیوں کا مداوا میری محبت جو میری معذوری کے بعد خود ساختہ پابندی کے وجہ سے میری دسترس سے دور ہو گئی تھی

کئی روز گزر گئے سردیوں کے شب و روز میں گھر کے صحن میں بیٹھا دھوپ سینک رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی کوئی بچہ نظر نہیں آیا جو دروازے پر کر پتہ کرتا کہ کون ہے دستک دوبارہ ہوئی تو مجبوراً میں بیساکھی کے سہارے چلتا ہوا دروازے تک گیا دروازہ کھولا تو دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا کہ سامنے اقبال۔ بھابی۔ اور بچے کھڑے، تھے اقبال نے چند لمحے مجھے بغور دیکھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہوں پھر آگے بڑھ کر۔ راول تم ہو کہتا ہوا میرے گلے لگ گیا

اقبال سے گلے ملتے ہی دکھ پانی بن کر آنکھوں کے راستے سے باہر ابل پڑے جلد ہی میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور سب کو سلام پیار کر کے اندر لے آیا۔ رباب گھر کے باہر کام کاج میں مصروف تھی امی جان اپنے کمرے میں محو استراحت تھیں رباب نے مہمانوں کو دیکھا تو کام چھوڑ کر سب کو سلام کیا اور کچھ دیر خیریت وغیرہ دریافت کرنے کے بعد ان کے لیے چائے وغیرہ بنانے چلی گئی۔

یہ سب کیسے ہوا میرے دوست اقبال نے روہانسی آواز میں میرے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا

پھر میں نے اس کو رات سے لیکر ابا جان کی وفات تک پیش آنے والا تمام واقعہ سے آگاہ کیا



www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
Copyrighted material

وہ ہونقوں کی طرح میری بپتی سنتا رہا۔

راول چھوٹی سی زندگی میں تم نے زمانے بھر کے دکھ اپنی جھولی میں بھر لیے ہیں۔ جو کچھ قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے تمہاری محبت اپنی تمام تر سچائیوں کے ساتھ انمول حقیقت ہے تقدیر ایک مدار کے مانند ہے جس کے گرد انسان گردش کرتا رہتا ہے انسان باوجود کوشش کے تقدیر کے مدار سے باہر نکل نہیں سکتا۔

اقبال نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔ میرے دوست اس رات تمہاری ناراضگی تمہاری بے لگام محبت کا تقاضا تھا اس دنیا کے اور اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے زندگی کے اور بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں اگر اس رات میں تمہیں جو دیتا تو تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کیا قیامت برپا ہوتی۔

جمشید تو اس صدمے سے جس طرح بھی نبرد آزما ہوتا تھے اور میرے بیوی بچوں کو در بدر کی ٹھوکریں کھانا پڑتیں سارا الزام ہمارے سر پر آنے کی وجہ سے ہم مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں سے دو چار ہوتے بدنام ہوتے بدنامی اور رسوائی الگ سے ہوتی اور تم دونوں کی زندگی بھی اس خود ساختہ جرم و گناہ کی وجہ سے اجیرن ہو جاتی اس رات جب تم روٹھ کر چلے گئے تو مجھے اپنے رویے پر بہت دکھ پہنچا میں نے تمہاری کامیابی کی راہ مسدود کر دی تھی مگر طمانیت کا احساس بھی پیدا ہوا کہ صرف تم دونوں گناہ سے بچ گئے بلکہ جمشید کے روپ میں محبت کرنے والا دل اک عظیم صدمے سے بچ گیا میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح تم سے رابطہ کر کے تمہیں سمجھاؤں کہ محبت کرنے والے تو بہت فراخدل ہوتے ہیں میں تمہیں جمشید کی زندگی کی خاطر اپنی زندگی کی خوشیاں اس کے نام کرنے کو تیار ہو جاؤ گے میں نے تمہیں مخلص دوست اور سگے بھائیوں کی طرح سمجھا تھا مگر تم پر قیامت بیت گئی مگر تم نے ہماری طرف اپنے حادثہ اور خیریت کی اطلاع بھجوائی نہ ہی والد محترم کی موت کے بارے میں کہلا بھیجا یہ تو تمہارے گاؤں کا ایک شخص ملا جس کے باتوں ہی باتوں میں تمہارے بارے میں حالات معلوم ہوئے میں اپنی فیملی کے لیے تمہارے پاس چلا آیا۔

راول بھائی ہم آپ کو ہرگز نہیں بھولے تھے اکثر تر آپ کا تذکرہ ہمارے گھر میں ہوتا رہتا ہے مگر افسوس آپ نے ہمیں اس کے قابل ہی نہیں سمجھا کہ اپنے بارے میں کسی کے ذریعے حال حقیقت بھجوا دیتے بھابی بھی شکوہ کیے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

نہیں بھابی ایسی بات نہیں تھی آپ لوگ میرے دل میں رہتے ہیں پے در پے ایسے واقعات صدمات رونما ہونے کہ کچھ بھی ہوش ہی نہ رہا

میں نے ایک میں نے اپنی صفائی میں کہا تو اسی دوران رباب چائے بنا کر لے آئی سب نے مل کر چائے پی کچھ ہی دیر بعد ہم سب نے ایک ہی دستر خوان پر اکٹھے کھانا کھایا اقبال اور اس کے بچوں کے آ جانے سے گھر میں رونق آ گئی تھی اور یہ بھی سچ تھا کہ ان لوگوں کی آمد سے امی جان کے بے جان لاشے میں حرارت کے آثار پیدا ہونے لگے تھے اس خوش نما تبدیلی کو ان لوگوں نے بھی محسوس کیا تھا مگر انہیں یہاں مستقل طور پر تو نہیں رہنا تھا چوتھے روز اقبال نے واپسی بگل بجایا مگر امی نے اسے ایک دن مزید رک جانے کا کہا تو اس نے بخوشی قبول کر لیا اس دوران وقفے وقفے سے میری برین واشنگ کا سلسلہ بھی جاری رہا لیکن جب بھی کسی طرح ممی کا ذکر چھڑتا میرے چہرے پر کرب کے آثار نمایاں ہو جاتے کیوں کہ

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

یہ میرے بس کا روگ نہیں تھا کہ میں ثمی کو بھول جاؤں وہ میری رگ رگ میں تو کیا میری روح میں سما چکی تھی۔

اسی کی محبت اور سہانی یادوں ہی کے سہارے تو میں آج تک جی رہا ہوں کسی کو کیا معلوم کہ جنگ کے میدان میں پسپائی اختیار کرنا آسان مگر محبت کے میدان پیچھے ہٹنا سب سے مشکل کام ہے اقبال بھی کو ابا جان کی وفات اور میری معذوری کا پتہ ہے

میں نے پوچھا میرے خیال میں نہیں کیوں کہ اگر اسے علم ہوتا تو ضرور ملنے چلی آتی۔ بلکہ جمشید کو بھی کوئی معلوم نہیں ہوگا اقبال نے جواب میں کہا تو میں نے پھر پوچھا

تو تمہاری ملاقات نہیں ہوتی ایک دوسرے کے ساتھ۔

کیا مطلب ہے۔ میں نے حیرانی سے ایک بار پھر پوچھا انہیں تو ایک سال ہونے کو ہے دونوں ملتان میں ہیں کیوں کہ جمشید کی کسی جگہ پر ملازمت ہوگئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جمشید کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزار رہی ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا آخر کب تک وہ میری خاطر خود کو ہلکان کئے رکھتی اور میرے واپس جانے کا انتظار کرتی وقت زخموں پر مرہم کا نام ہے لہذہ زندگی کا ہر ایک گزرتا ہوا لمحہ میری یادوں کا نقش دھندلا رہا ہوگا ضروری نہیں کہ میں اسے یاد کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد کرتی ہوگی وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی سمجھوتہ کر چکی ہوگی۔

تو بصد شوق کسی اور سے لفت کر لے
تیرے پیار کے جذبات میرے قیدی تو نہیں

اپنی زندگی ایک نئے انداز سے شروع کرو خوشی کے ساتھ ساتھ جینا سیکھو مسکراتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرو اور وقت کے ساتھ ساتھ چلنا سیکھو۔

یہی وقت اور حالات کا تقاضا ہے جو ہو چکا ہے سے بھول جاؤ مایوسیوں کے اندھیرے سے نکل کر روشنی کی طرف نکلو اسی میں تمہاری بھلائی اور کامیابی ہے ورنہ اسی طرح وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پچھتاوے تمہارے مقدر بن جائیں گے۔

اپنے اپنے لیے جیو بہن بھائیوں کے لیے اپنی ماں کے لیے پلیز راول پلیز۔

اقبال نے اچھا خاصا لیکچر دیا تھا میرے دل میں دماغ پر اس کا اثر ہونے لگا تھا

تم ٹھیک کہتے ہو اقبال بھائی۔ تم میرے لیے دعا کرو

میرے اتنا کہنے سے اقبال بھائی کے چہرے پر اطمینان کی جھلک ابھری شاید وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا تھا۔

اگلے روز اقبال اپنی فیملی کے ساتھ چلا گیا تھا ان لوگوں کے جاتے ہی ہمارا گھر سونا سونا سا نظر آنے لگا تھا مگر میں نے محسوس کیا پہلے کی نسبت فضاء کافی بدلی ہوئی تھی کیوں کہ میں مایوس اور نا امید کی گہرائیوں سے باہر نکل چکا تھا ایک نئے عزم ولولے کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کا عہد کر چکا تھا۔

ایک دن میں نے امی جان سے ان کا علاج کرانے کا مشورہ کیا تو انہوں نے بہت واویلا کے ساتھ کہنا شروع کر دیا کہ بیٹا اب میری فکر نہ کرو اپنی زندگی کا سوچو ذریعہ معاش کے بارے کوئی لائحہ عمل اپناؤ۔

میرا کیا ہے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں موت کا فرشتہ آئے اور جسم و جان کا رشتہ توڑ کر چلا جائے۔ امی کے یہ الفاظ سنکر میرے دل کو یہ بات ناگوار گزری تھی کہ میں کیوں کہ امی جان کی بیماری سے لاپرواہ ہو جاتی ہوں اگلے ہی لمحے میرا


www.pdfbooksfree.pk

دل بھر آیا اور جھک کر میں نے احترام اور عقیدت سے کہا۔

نہیں امی جان اس طرح میں آپ کی ذات سے لاتعلق نہیں ہوسکتا آپ کا علاج کرواؤں گا آپ کی خدمت کروں گا اب مجھ سے اس طرح کی غلطی نہیں ہوگی کہ میں آپ کو نظر انداز کروں آپ میری کل کائنات ہیں اور میرا عظیم رشتہ ہیں آپ کے بغیر میں ادھورا ہوں اور اب آپ کا راول جاگ گیا ہے امی جان۔ انشاء اللہ اب وہ ایسا ہی ہوگا جو آپ چاہیں گیں کیوں کہ آپ کی سوا میرا اس دنیا میں اور ہے ہی کون آپ تندرست و توانا ہونگی پہلے والی صحت منداور ہنستی مسکراتیں۔

میری یہ باتیں سن کر ان کی پلکیں بھیگ گئیں اور میں دیکھ رہا تھا اظہار تشکر میں وہ اللہ کے حضور میرے لیے خیر و عافیت کی دعائیں مان رہی تھیں۔

امی جان مجھے دلاسہ دیتے ہوئے اپنے علاج معالجہ کے لیے حامی بھر لی میں نے سکھ کا سانس لیا۔

اگلے روز امی جان کا نشتر ہسپتال میں داخلے کے انتظام مکمل ہو گئے اور ہم نے نشتر ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آ گئیں ہماری کوشش اور دعائیں رنگ لائیں امی جان ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آئیں تو میں نے اپنے تمام تر توجہ کاروبار پر مرکوز کر دیں کاروبار خوب چمکا اسی دوران رباب کی شادی ہوگئی میرے دل و دماغ سے بھاری ذمہ داری کا بوجھ اتر گیا تو سکون کے لمحات نصیب ہوئے ایک دن امی جان نے مجھے شادی کے لیے آمادہ کر لیا کیوں کہ مہوش ابھی تک شاید میرا ہی انتظار کر رہی تھی اور اس کے گھر والے یہی آس لگائے بیٹھے تھے کہ میں ان کی بیٹی کو اپناؤں مگر یہ میری بھول ثابت ہوئی یہ تو میرے خیالات تھے

امی جان نے میرے لیے مہوش کے رشتے کی بات کی تو مہوش کے گھر والوں نے بھی کچھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔

امی جان بے عزت ہو کر واپس آ گئیں۔ تقدیر نے یہ دن بھی دکھانا تھا کہ مجھے معذوری کے طعنے ملیں گے اور یوں میں دھتکار دیا جاؤں گا اف اللہ کچھ دن تک اسی دکھ میں کشمکش میں گھر رہا امی جان نے کسی اور جگہ میرے رشتے کے لیے بھاگ دوڑ کرنے کی کوشش کی تو میں نے یہ کہہ کر معذرت کر لی

امی جان آپ میری خاطر پریشان نہ ہوں فی الحال شادی کا نہ سوچیں جب کبھی مجھے شادی کرنی ہوگی میں آپ کو بتا دوں گا پلیز امی آپ میری بات مان جائیں

چھ سال کا عرصہ بیت گیا تھا۔ میں نے بیساکھی کا استعمال ترک کر دیا تھا اور احساس محرومی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے مصنوعی ٹانگ بنوا کر اس کا باقاعدہ استعمال شروع کر دیا تھا جس سے مجھے کافی خود اعتمادی حاصل ہوگئی میری زندگی میں ایک ٹھہرائی سا آ گیا تھا اور زندگی پر سکون گزرنے لگی تھی کہ وقت نے پھر ایک پتھر مار کر تلاطم کر دیا تھا۔

امی جان پر دوبارہ فالج کا حملہ ہوا اس دفعہ کی شدت کچھ زیادہ تھی مگر بروقت ہسپتال پہنچ جانے کی وجہ سے ان کی بیماری پر کسی حد تک کنٹرول ممکن ہو گیا نشتر ہسپتال میں تل جانے کی جگہ نہیں تھی مریضوں اور ان کے اقرباء کا رش معمول کے مطابق بہت زیادہ تھا اگر زندگی کی تلخ حقیقتوں کا عبرت ناک مشاہدہ کرنا ہو تو کسی بھی بڑے ہسپتال کا رخ ک لیجئے گا۔

اس سے زیادہ زندگی او رموت کی آنکھ مچولی کا کھیل آپکو کہیں دیکھنے کو نہیں ملے گا سٹریچرز


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پر لائے بے بس انسانی جسم آپریشن تھیٹرز میں موت سے برز آرما ہستیاں جگہ جگہ سسکتی تڑپتی زندگیاں ہسپتال کی زندگی کا خاصا ہوتی ہیں ایک میلہ سا لگا ہوا ہے کوئی آرہا ہے تو کوئی جا رہا ہے کوئی جام صحت پی رہا ہے تو کوئی ماتم کناں ہے اور مشاہد یہی زندگی ہے میڈیکل سٹور پر میں امی جان کے لیے دوائی خرید رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے پکارا۔

راول۔ آواز جانی پہچانی سی محسوس ہو رہی تھی مگر میں یقین نہیں کر سکا تھا کہ کون ہے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا ایک خاتون ہاتھوں میں دوائیوں کا شاپر لیے ہوئے کھڑی تھی اس کے ساتھ چھ سات سال کی عمر کا ایک لڑکا بھی تھا میں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے خاتون کے قریب ہو گیا۔

جی فرمائیے آپ نے مجھے بلایا۔ معاف کیجئے گا میں نے آپ کو نہیں پہچانا

میرے اتنا کہنے پر خاتون نے نقاب الٹ دیا میرے سامنے کائنات کھڑی تھی اس نے اچانک میرے سامنے آ کر مبہوت کر دیا تھا وہ ثمی تھی جی ہاں میری ثمی جس کے چہرے کی زردی نمایاں نظر آ رہی تھی اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ چکی تھی اس نے آٹھ نو سال کا عرصہ گزارا اس کا اندازہ اس کی حالت دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا تھا ۔حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے سے عیاں تھے میں ایک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا اس بات سے بے نیاز کہ سٹور میں موجود ہر شخص کی نظریں ہماری طرف تھیں۔

آیئے۔ ادھر سبزے پر بیٹھتے ہیں

اس نے قریبی ایک چھوٹے سے گراس پلاٹ کی طرف اشارہ کیا تو میں خیالوں کی دنیا سے واپس آ گیا ہم ہسپتال کے دروازے سے چند قدم دور گراس پلاٹ پر جا کر بیٹھ گئے میں والہانہ انداز میں اسے گھور رہا تھا۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ ثمی نے میری نگاہوں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

دیکھ رہا ہوں کہ وقت نے تمہیں کتنا بدل کر رکھ دیا ہے چہرے پر سرخی کی جگہ زردی اور آنکھوں میں شراتوں اور چمک کی جگہ پژمردگی، اُف خدایا کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

خود کو دیکھا ہے شگفتگی کی جگہ ویرانی اور شادابی کے بدلے ویرانی نظر آ رہی ہے۔

بے اختیار میرے لبوں سے سرد آہ نکلی اور پلکوں پر شبنمی سی تیرنے لگی ذومعنی باتوں کا سلسلہ شاید دیر تک چلتا میری نظریں اچانک ثمی کے ساتھ کھڑے ہوئے لڑکے پر جا پڑیں جو ہمیں دیکھ کر سوالیہ نظروں سے ہماری باتیں سن رہا تھا۔

یہ کون ہے۔ لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے پوچھا۔

یہ میرا بیٹا ہے راول ۔ ہے ثمی ۔ نے جواب میں کہا تو میں ہکا بکا رہ گیا۔

ہاں راول جب تمہاری امیدیں دھندلانے لگیں تو تمہاری یادوں کو ہر دم جواں رکھنے کے لیے میں نے اپنے بیٹے کا نام پر راول رکھ لیا۔

راول کو میں نے کچھ رقم دی اور کہا کہ سامنے ڈرنک کارنر سے کوک لے کر آئے وہ کوک لینے چلا گیا پھر ثمی کے لہجے میں شکایت بھرا انداز در آیا۔

تم ہوں نہیں آتے راول ۔ اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے سوال کیا۔

ہوں ۔۔ سب لمبی کہانی ۔ ہے ۔۔ میں نے سرد آہ لیتے ہوئے اسے رات سے لے کر اب تک جو وقعات تک سب ماجرہ کہہ سنایا پھر جب میں حادثہ والے واقعات تک پہنچا تو میری آواز بھرا گئی۔

یہ دیکھو ثمی تقدیر نے میرے ساتھ کیا کھیل

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کھیلا ہے۔اسی دوران میں نے اپنی مصنوعی ٹانگ کھول کر رکھ دی۔۔

نن۔نہیں راول۔۔ اس نے میری کٹی ہوئی ٹانگ دیکھی تو بے اختیار چیخ پڑی میں نے اسے بمشکل سے سنبھالا کیوں کہ بہت سے لوگ اس کی چیخ سن کر ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔

پلیز ممی سب لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں میں نے وقت کی نزاکت کا احساس دلایا۔آنسو تھے کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

میں ہر صورت تمہارے پاس آتا ہوں مگر تقدیر کی بے حسی کی بدولت ٹانگ کٹ جانے کے بعد بکھر سا گیا ہوں میری ساری آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔تم خود سوچو میں اس حالت میں کس طرح تمہارے پاس آتا۔

راول تمہیں میری چاہت کا اعتماد نہیں تھا۔ممی نے مجھ سے پوچھا۔

نہیں میں تمہاری لازوال محبت پر شک کو تصور بھی نہیں کر سکتا میں تو زندہ ہی محض تمہاری چاہت،وفا اور محبت پہ یقین کی بنا پر ہوں ورنہ اس دنیا نے مجھے کیا دیا ہے کہ اپنی ہی اپاہج بھی تمہارے کھاتے میں ڈال دیتا میں نے کہا تو وہ بولی۔

تم محبت کی توہین کر رہے ہو راول ہماری محبت جسمانی نہیں روحانی ہے تمہاری ٹانگ کا کٹ جانا تمہاری ذات سے میری محبت کو کوئی کم نہیں کر سکتا جتنا بھی طویل عرصہ گزرا ہے تمہاری یاد کبھی نہیں دھندلائی ہر لمحے ہر وقت ہر حال میں تمہاری ذات میرے دل ودماغ پر حاوی رہی ہے۔

میں تو اب بھی تمہاری راہ تک رہی ہوں میں اب بھی یہی کہتی ہوں یہ دوریاں یہ فاصلے یہ آزمائشیں ختم ہو جائیں۔

ممی بالآخر اپنے دل کی بات زبان پر لے آئی اسی دوران راول کوک لے کر آ گیا ہم نے موضوع بدل دیا میں نے اسے امی جان کی بیماری کے بارے میں بتایا تو اس نے اصرار کیا کہ وہ امی جان سے ملنا چاہتی ہے اس کے پر زور اصرار پر میں انکار نہ کر سکا راول دوڑ کر خالی بوتلیں واپس کر آیا تھا میں دونوں ماں بیٹے کو ساتھ لے کر امی جان کے پاس پہنچا۔رباب امی جان کے پاس بیٹھی ہوئی دبا رہی تھی۔

میں نے سب کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا تو جلدی ہی سب ایک دوسرے سے گھل مل گئے۔امی جان سے خیریت وغیرہ پوچھنے کے بعد ممی نے امی جان سے پوچھا۔

ماں جی آنا کہاں سے آتا ہے۔ہوٹل سے اور کہاں سے۔

امی کے بجائے رباب نے جواب دیا۔

مگر اس طرح تو آپ کی صحت خراب نہ ہوگی تو اور کیا ہوگی۔سب بری بات ہے جو ہو چکا سو ہو چکا اب ہوٹل کا کھانا نہیں چلے گا آج شام سے کھانا ہمارے گھر سے ہی آیا کرے گا۔ممی نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

مگر۔۔میں نے کچھ کہنا چاہا مگر اس نے میری بات کاٹ دی۔

کوئی اگر مگر نہیں چلے گی جو کہہ چکی ہوں وہی ہو گا بس۔۔کچھ دیر بعد بیٹھ کر وہ ہمیں خدا حافظ کہہ کر گھر چلی گئی۔

جتنے دن ہم وہاں رہے صبح شام کھانا ممی کے گھر سے ہی آتا رہا۔ایک شام ممی کے بجائے جمشید کھانا لے کر آ گیا پہلے پہل تو میں جمشید کو پہچان ہی نہ سکا کہاں وہ بات بے بات پر قہقہہ بکھیرنے والا سرخ وسفید رنگت کا حامل جمشید اور کہاں یہ ہلدی رنگت کی طرح مرجھائے ہوئے چہرے والا ادھیڑ عمر شخص۔میں دیکھ رہا تھا کہ اس



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

کی داڑھی کے بالوں میں سفیدی چمک رہی تھی لگتا تھا کہ وقت نے اس سے ساتھ خوب انجوائے کیا ہے اسے، وقت سے پہلے ہی صرف بوڑھا کر دیا ہے بلکہ ہر لمحے اسے وادی موت کی طرف دھکیلنے کا سلسلہ زور سے جاری ہے۔

میں نے جمشید کو پہچانا تو اسے گلے لگا لیا۔

میرے دوست یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی

میں نے زور سے پوچھا بس یار حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ زندگی سے پیار نہیں رہا ۔۔احساس آدمی نے مجھے اس حال میں پہنچا دیا ہے ۔۔اور تم نے بھی تو کلینک ختم کرنے کے بعد بھول کر بھی خبر نہیں لی کہ کس حال میں جی رہے ہیں اور کتنے طوفان تمہارے سر پر سے گزر رہے ہیں مگر تم نے میں ہوا تک نہ لگنے دی۔

ہاں جمشید یار دکھ سکھ تو اس فانی زندگی کا لازم جزو ہیں وقت نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی مہلت ہی نہ دی رابطہ کس طرح کرتا میں نے کہا۔

اچھا باتیں تو ہوتی رہیں گی پہلے تم لوگ کھانا کھا لو جمشید نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں جمشید کو باہر چھوڑنے آیا۔

جمشید یار تمہارا مسئلہ کیا ہے کون سا احساس ہے جس نے تمہیں اوائل عمر میں بوڑھا کر دیا ہے

میں نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے سوال کیا تو جمشید رک گیا اور کہا۔

تمہارے پاس وقت ہے۔

عجیب بات کہتے ہو وقت ہی وقت ہے۔ یہ غیر دل، کس طرح باتیں کرنا تمہیں اچھا نہیں لگتا میں نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

ہم تھوڑا چل کر گراسی پلاٹ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک تو خاموش بیٹھا رہا اپنی قوت مجمع کرتا رہا پھر یوں گویا ہوا۔

راول تمہیں یاد ہے کہ تمہارے کلینک پر چھاپے سے چند روز بعد میرا تمہارے کلینک پر آنا جانا تقریباً ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ میں اپنے گاؤں کی ایک خوبصورت لڑکی کو اپنا دل دے بیٹھا تھا میں نے اس لڑکی کی محبت کے حصول کے لیے بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ملی میرے ذہن پر اس کی محبت کا بھوت سوار ہو چکا تھا یہ بات جاننے کے باوجود کہ وہ لڑکی میری محبت یکطرفہ ہے جس کی خاطر میں اپنے آپ کو فراموش کر چکا ہوں وہ لڑکی میرے طرف آنکھ اٹھانا بھی گوارہ نہیں کرتی لیکن ظالم دل کا کیا کیا جائے کہ کسی کی سنتا ہی نہیں اپنی کئے جاتا ہے چند روز میں اس لڑکی سے اتنی محبت کرنے لگا کہ دن میں ایک دو بار اس کا دیدار نہ کر لیتا تو مجھے چین نہیں آتا تھا۔

میں نے اس لڑکی کو خطوط لکھے مگر اس نے بھول کر بھی ایک نگاہ الفت نہ ڈالی میں سارا دن اس کی راہیں تکتا رہتا مگر جب وہ میرے سامنے سے گزرتی تو میری ساری قوت حوصلہ میرا ساتھ چھوڑ دیتے اور نہ بھی اس کے دل میں میری محبت نہ جاتی جوں جوں وقت گزرتا گیا میں اس کی محبت میں الجھتا چلا گیا۔ جب ایسا کوئی مثبت راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے اپنی والدہ کے ذریعے لڑکی کے ہاں اپنا رشتہ بھیجا مگر اس بات کو جواز بنا کر انکار کر دیا کہ لڑکی کی پہلے سے منگنی ہو چکی ہے یہ سنتے ہی میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی جی چاہا کہ خودکشی کر لوں مگر بزدل تصور کرتے ہوئے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ اس کی محبت حاصل کر کے ہی رہوں گا اچانک ایک روز گاؤں میں شور ہوا کہ میری محبوبہ نے خودکشی کی کوشش کی ہے یہ خبر سنتے ہیں مجھے شاک سا لگا میں نے اللہ تعالیٰ سے


www.pdfbooksfree.pk

منتیں کیں کہ اس کی زندگی بچ جائے بیشک مجھے
موت آ جائے اللہ تعالیٰ نے بہتری کی کہ میری دعا
قبول ہو گئی اور اس کی زندگی بچ گئی لڑکی کے منگیتر کو
یونہی اس کی خودکشی کی کوشش کا پتہ چلا تو اس نے
منگنی توڑنے کا اعلان کر دیا میرے لیے اپنی محبت
کو حاصل کرنے کا سنہرا موقع تھا قسمت نے ساتھ
دیا اور مجھے میری محبوبہ مل گئی یہاں پہنچ کر جمشید رک
گیا اس کی آنکھوں میں تیرگی کے آثار نمایاں تھے
۔

پھر تو تمہیں خوش ہونا چاہیے اس دنیا میں
بہت کم خوش نصیب ہوتے ہیں جنہوں نے کسی کو
چاہا اور وہ اسے مل گیا میں نے اسے مبارکباد دیتے
ہوئے کہا مگر میں ایسے خوش نصیبوں میں سے نہیں
ہوں جمشید نے افسردگی سے کہا کیا۔

مطلب ۔ بے چینی کے عالم میں میری حیرت
کی دیدنی تھی میں نے اس کا جسم تو حاصل کر لیا مگر
اس کی محبت آج تک مجھے حاصل نہیں ہوئی اس
نے دور جا کر خلاؤں میں تکتے ہوئے درد بھرے
لہجے میں کہا

وہ کیسے ۔۔ میں نے دوبارہ بیتابی سے پوچھا
۔

شادی کی پہلی رات ہی اس نے میرے دل
کے نشیمن پر برق گراتے ہوئے صاف کہہ دیا تھا۔
جمشید تم نے میرا جسم تو حاصل کر لیا مگر میرا
دل اور روح کو حاصل نہ کو سکو گے۔

وہ لڑکی ہے کون ذرا وضاحت بھی کر دو یار ۔
میں نے تقریبا انجان بنتے ہوئے سوالیہ
انداز کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔

وہ ثمرین ہے جمشید نے کہا تو میں نے اپنی
نظریں چرا لیں اس خیال سے کہ وہ کہیں میرے
دل کا چور نہ پکڑ لے۔

راول تم ہمارے گاؤں برس رہے ہو لوگ
تمہیں اچھے نام سے یاد کرتے ہیں اور ثمرین بھی
تمہاری بہت عزت کرتی ہے جب سے وہ
تمہارے پاس آنے جانے لگی ہے اس کے رویے
میں مثبت تبدیلی آ گئی ہے اچھا تو نہیں لگتا مگر پھر بھی
ایک دوست ہونے کے ناطے تم پر حجت کر رہا ہوں
کسی طرح میری محبت اور محرومیوں کا اسے
احساس دلا دو کہ وہ بہت ٹھیک طریقے سے مجھے اپنا
شوہر تسلیم کر لے میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں
بھولوں گا۔

یہ کہتے ہوئے وہ رو پڑا اور میرے آگے
ہاتھ جوڑ کر منتیں کرنے لگا تقدیر مجھ سے میری محبت
کا اخراج مانگنے کے لیے پھر میرے سامنے آن
کھڑی تھی۔

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

کے مصداق مجھے جمشید کی حالت پر ترس
آ گیا میں نے آگے بڑھ کر اس کے لوزیدہ ہاتھوں
کو تھاما اور گلے لگاتے ہوئے کہا ایسا نہیں کہتے
میرے دوست اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو وہی بہتر
حل نکالے گا برف پگھلنے لگی خودغرضی پنی موت
آپ مرنے لگی تھی اور دوستی اپنا حق مانگ رہی تھی
شاید کہانی کا رخ اختیار کر رہی تھی۔

جمشید سے ملاقات کے بعد میرے لیے
زندگی کا ایک کٹھن مرحلہ شروع ہو گیا تھا جمشید نے
میری ذات پر بے پناہ اعتماد کرتے ہوئے مجھے
اپنے دکھوں کے مداوا کے لیے میری خدمات مانگی
تھی حقیقت میں ویسے بھی میری ذات اس قابل
نہیں رہی تھی کہ میں مجنونہ حرکتیں کرتا اور جب سے
جمشید نے مجھے قربانی والا کردار ادا کرنے کا
اصرار کیا تو رہی سہی کسر بھی دل سے دماغ سے
کوچ کر گئی مجھے نامعلوم کیوں دل ہی دل میں
عجیب سی راحت اور انجانی سی خوشی کا احساس ہو



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

رہا تھا

اے اللہ مجھے توفیق دے کہ میں انسانیت کی [ر]اج رکھوں اے اللہ مجھے اس نیک مقصد میں کامیاب کر میں نے اللہ سے دل ہی دل میں دعا کی ۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر ثمی کو مناسب انداز میں قائل کرنے میں ناکام رہا تو وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھا لے دکھوں کی ماری ثمی کے ساتھ اس کی نظروں میں زیادتی ہوتی جسے وہ برداشت نہ کرنے کی اپنے اندر طاقت کھو بیٹھتی اسی وجہ سے میری ہمت جواب دے جاتی تھی مگر اسے قائل بھی تو لازمی کرنا تھا۔

گلے روز ثمی کھانا لے کر آئی تو خاصی نکھری نکھری [لگ] رہی تھی بلکہ یوں کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ جب سے ہماری ملاقات ہوئی تھی اس روز سے لے کر اب تک ثمی کے اندر خوشی کا اظہار و تاثرات نمایاں سا محسوس ہوتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس کی صحت رنگت اب روز بروز سنورنے لگی تھی ۔میں نے باتوں ہی باتوں میں ایک روز اسے کہا۔

ہم کل صبح ہسپتال سے واپس گھر جا رہے ہیں

[اد]اسی کی پرچھائیاں اس کے حسین چہرے پر پھیلتی چلی گئیں اور کہا

[و]ا اس نے بے یقینی سے سوال کیا۔

تم کیا چاہتی ہو کہ امی ساری زندگی ہسپتال میں ہی داخل رہیں میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا تو وہ جھینپ دی گئی۔

نہیں ۔۔نہیں اس نے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے والہانہ نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی اور پوچھا۔

تمہیں اپنا وعدہ تو یاد ہوگا۔

[کیسا] وعدہ واضح کرو ۔۔ میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

تم نے وعدہ کیا تھا کہ ہسپتال سے فارغ ہو کر ایک دن میرے گھر میں قیام کرو گے اس نے معصومیت سے میرا وعدہ مجھے یاد دلایا۔

اس مرتبہ تو نہیں البتہ اگلے ماہ امی جان کا چیک اپ کروانا ہے تو ضرور تمہارے گھر میں آئیں گے فی الحال تو معذرت قبول کرو۔میرے اس جواب پر وہ مرجھا دی گئی اور کہا

ٹھیک ہے کہہ کر گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

ثمی تمہارے پاس وقت ہو تو آج شام پانچ بجے قلعہ والے باغ میں آ جانا کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

میں نے کب انکار کیا ہے کہ اب کروں گی تم جان بھی مانگو تو میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کروں گا میں نے کہا

جی بہتر۔وہ کہہ کر چلی گئی۔

میں صبح چار بجے قلعہ کے باغ پہنچ گیا مین گیٹ بائیں جانب خوبصورت گراس پلاٹ میں بیٹھ کر بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگا پانچ بجنے میں ابھی کچھ ہی منٹ باقی تھے کہ وہ بھی آ گئی ۔گہرے کیچی کلر کا لے کپڑوں میں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔سلام دعا اور تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوئی باتوں کے بعد میں نے اصل موضوع کی طرف لے کر آ گیا۔

ثمی تمہیں یاد ہے جب پہلی بار ملے تھے ہماری نظریں آپس میں ملی تھیں دنیا کی نظروں سے اوجھل وہ ملاقات شرارتیں ایک دوسرے سے ملنے کے بہانے پیپل کے گھنے درخت کی تاریکی اور پھر چاندنی راتوں میں ہمارا ملاپ ۔ماضی کے حسین تصورات جس کا ذکر کرتے ہوئے میں نے یاد دلایا۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

راول یہی خوش کن یادیں ہی تو ہمارا کل اثاثہ ہیں ورنہ زندگی میں قدم قدم پر جتنی ٹھوکریں لگی ہیں کیا زندہ رہنے کی کوئی صورت ہو سکتی تھی بھلا۔؟

ثمی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

ماضی اور حال میں کتنا فرق ہوتا ہے کیا تم نے کبھی غور کیا ہے

میں نے پوچھا تو وہ بولی۔

کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ ہم دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہنے کے باوجود ایک کیوں نہ ہو سکے کیا ہمیں اس دنیا میں صرف اس لے بھیجا گیا ہے کہ تمام عمر ایک دوسرے کو پانے کی تگ ودو میں گزار دیں اور زندگی یونہی تڑپتے ہوئے گزار دیں آخر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوتا آرہا ہے ثمی نے الٹا مجھ سے سوالات کر ڈالے تھے۔

تم اپنے ارد گرد غور سے دیکھو تو تمہیں ہزاروں چہرے ایسے ملیں گے جن کے چہروں پر اسی طرح کے کئی سوالات تمہیں پڑھنے کو ملیں گے یہ دنیا ایک اسٹیج ہے جس پر ہر کردار اپنی اپنی پرفارمنس کا مظاہرہ کرتا ہے اور دنیا کی بے ثباتی کا شکار ہو کر تاریخ کے گمنام گوشے میں دفن ہو جاتا ہے ہم بھی اسے ہی دو کردار ہیں میں نے دلیل دی

۔

آخر کیوں راول کب تک آخر کب تک ہم خوابوں کے سہارے زندہ رہیں گے ثمی خواب تو کب کے جل کر ماضی کی راکھ میں دفن ہو چکے ہیں

تم کن خوابوں کی بات کرتی ہو۔غم کے بوجھ نے میری آواز میں کرب کا احساس دوچند کر دیا۔

ان خوابوں کی بات جو ہم نے ماضی میں دیکھے تھے وہ خواب جنہوں نے ہماری سانسوں کو برقرار رکھا ہوا ہے۔راول میں ان خوابوں کو جلنے نہیں دوں گی ثمی گلوگیر ہوگئی تھی۔

خواب تو خواب ہوتے ہیں خوابوں کے طلسم میں کھو کر ہم زمینی حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے میں نے کہا تو وہ پہلی بار ثمی کو معاملے کی نزاکت کا احساس ہوا۔

یہ تم کن حقائق کی بات کر رہے ہو راول میں سمجھی نہیں۔اس نے واقعی کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا

۔

یہ حقیقت ہے تو ہم آج ہی ایک دوسرے سے دلی محبت کرتے ہیں تلخ ہی سہی مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جمشید کو تمہاری ضرورت ہے اسی طرح تمہارے اپنے بیٹے راول کو بھی ایک دوسرے کو حاصل کرنے کی تگ ودو میں ہم عمر کی جس سٹیج پر پہنچ چکے ہیں اس عمر میں محبت کا مفہوم اور تقاضے بدل جاتے ہیں اس سٹیج پر محبت قربانی مانگتی ہے اور آج شاید میری محبت سے قربانی مانگتی ہے میں دل کی بات زبان پر لے ہی آیا تھا تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی میں تو اپنے دل کی امیدوں کے ہزاروں چراغ روشن کر کے آئی ہوں تم انہیں بجھا دینا چاہتے ہو اپنی وفا اور اپنی آرزاؤں کو مصلحت کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گی تو تقریباً احتجاجاً چیخ اٹھی تھی۔

جذباتی پن کا مظاہرہ مت کرو ثمی میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو میں نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا

میں جذباتی پن کا مظاہرہ کر رہی ہوں راول ۔جس نے تمہاری محبت کی خاطر شیشے کے ٹکڑے پیٹ میں اتار لیے جس نے اپنی محبت کی خاطر اپنی جوانی بیواؤں کی مانند سسکتے ہوئے گزاری دی وہ بدنصیب جس نے مخمل بھرے بستر پر کانٹوں بھری پگڈنڈی پر سفر کو ترجیح دی۔تم نے کتنی آسانی سے قربانی مانگ لی ثمی مجھ پر برس پڑی۔

کہاں گئے تمہارے وعدے تمہاری قسمیں



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اگر تم نے اسی طرح کا سلوک کرنا تھا تو پہلے کیوں برباد کیا۔ وہ زار و قطار رونے لگی۔

دیکھو ثمی مجھے غلط مت سمجھو مجھے محبت تمہاری وفا پر ناز ہے محبت ایک لافانی جذبہ ہے یہ مر نہیں سکتا میں محبت کرنے والوں کو چاہتا ہوں کہ محبت صرف پا لینے کا نام نہیں محبت کی اصل معراج تو کسی کے پا کر کھو دینے کا نام ہے میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

ثمی کی سسکیاں میرے دل دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھی میں اس کے آنسو صاف کر رہا تھا ساتھ سمجھا بھی رہا تھا اور وقت و حالات کے تقاضے کے اپنی بات منوانے کے لیے اس کی منتیں کر رہا تھا۔

ثمی تمہیں میری پاکیزہ محبت کی قسم تمہیں تاروں بھرے آسماں تلے کیئے گئے پیماں وفا کی قسم میری محبت کا بھرم رکھ لو میں تمہارا یہ احسان مرتے دم تک یاد رکھوں گا ورنہ میں سمجھ لوں گا تمہیں مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے۔ ثمی

روئے بھی جا رہی تھی اور ساتھ میری باتیں بھی سن رہی تھی۔

راول تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو قیامت ڈھا رہے ہو مجھے جیتے جی مار دو گے اس کا تو میں نے سوچا تک نہیں تھا ثمی روتے ہوئے بولی۔

میرے دل میں اب بھی تمہاری محبت ہے اب بھی وہی جگہ ہے مگر یہ قربانی حالات و وقت کا تقاضا ہے تم ایک چاہنے والے مرد کی بیوی ہو ایک معصوم بچے کی ماں ہو تم پر بہت برے حقوق اور ذمہ داریاں فرض ہیں اسی میں اللہ و رسول ﷺ کی رضامندی اور ہماری بہتری ہے میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے قدرے توقف کے بعد کہا۔ مجھ سے وعدہ کر دو ثمی کہ تم میری ذات کی خاطر جمشید سے ٹوٹ کر محبت کرو گی اس کا گھر بساؤ گی اس کی محرومیوں کا ازالا کرو گی تب میں سمجھوں گا مجھے محبت مل گئی۔

تم بے وفا ہو راول تجھے میری محبت اور زندگی کی کوئی پرواہ نہیں ہے تم اچھا نہیں کر رہے ہو راول یہ تم کہہ رہے ہو کہیں مجھے آزما تو نہیں رہے ہو۔

نہیں ثمی یہ حقیقت ہے تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو یہ قربانی تمہیں دینا ہو گی میں تمہاری منت کرتا ہوں میں نے آنسوؤں سے بھرا چہرہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اوپر اٹھایا۔

ثمی پتھر کا بت بنی میرے سامنے ساکت بیٹھی تھی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں ایسا لگتا تھا کہ اس کے خواب جل رہے ہیں اور وہ خوابوں کی راکھ بننے پر ماتم کناں ہے میں تھوڑا سا آگے جھکا اس کا ایک ہاتھ اٹھایا اور اپنے سر تک لے آیا اور کہا۔

پلیز ثمی تمہیں میرے سر کی قسم میری عرضی اور محبت کی لاج رکھ لو اور کہہ دو کہ تمہیں یہ قربانی منظور ہے پلیز پلیز ثمی میری بات مان لو

ثمی بدستور خاموش تھی کئی لمحے یونہی خاموشی میں گزر گئے کچھ ہی دیر بعد وہ سکتے کی کیفیت سے باہر نکلی اور تھرتھراتے ہوئے لبوں سے کہا۔

راول تمہارے حکم کے آگے میں اپنی شکست تسلیم کر رہی ہوں اس شرط پر کہ ہم ایک دوسرے کے دوست بن کر تو رہیں گے۔ میری بات مان کر اس نے مجھے ایک اور آزمائش میں ڈال دیا تھا ثمی میرے جواب کی منتظر تھی اور میں اس چیز کے حق میں نہیں تھا۔ کہ ثمی اور میں دوسرے بن کر رہے کیونکہ جمشید کی برسوں کی دوستی اور خوشگوار رفاقت مجھے ایسا کرنے سے روکے ہوئے تھی دوسرا یہ بھی کہ ہم ایک دوسرے کے قریب رہ کر اپنے عہد سے انصاف بھی نہ کر پاتے میں قربانی دے کر



www.pdfbooksfree.pk

ایک اور رسک نہیں لینا چاہتا تھا جس سے جمشید اور میری دوستی میں دراڑیں پڑنے کا اندیشہ ہوتا۔

کیوں خاموش ہو گئے ہو راول لگتا ہے تمہیں میری شرط ناگوار گزری ہے اگر یہ بات ہے تو میں اپنی شرط واپس لیتی ہوں ہر چند جو یہ مجھ پر ظلم ہے مگر اپنی محبت کے پیش نظر اور اپنے محبوب کی خوشی اور رضا کے لیے دلی طور پر یہ قربانی دینے کو تیار ہوں بلکہ تمہارے دوست اور میرے مجازی خدا اور میرے بیٹے راول کے ابو کے ساتھ دلی طور پر بھی خوشی زندگی بسر کرنے کا اعلان اور خدا کے آگے عہد کرتی ہوں اپنی زیادتیوں غلطیوں کا ازالہ کروں گی اسے اتنا پیار دوں گی اور خدمت کروں گی کہ وہ اپنی ساری زندگی کے تمام غم اور میری ناانصافیوں کو بھول جائیگا۔ میرا خدا بھی مجھے معاف کر دے میرے جلتے خوابوں کی راکھ اس کے حقوق پر اثر انداز نہیں ہوگی بلکہ جمشید نے جو میرے بارے میں جو خواب دیکھے ہوں گے اس کی سہانی تعبیر بن کر اس کے ساتھ رہوں گی۔ یہ میرے محبوب کا حکم ہے تو مجھے سب منظور ہے

ثمی یہ سب کہتے ہوئے اپنا نیچے والا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر زخمی کر دیا آنکھیں بند کر کے اٹھ کھڑی ہوئی شاید اس کی آنکھوں میں اندر کا درد آنسوؤں کی صورت میں باہر نکلنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔

تم بہت عظیم ہو ثمی۔ مجھے تمہاری ذات پر فخر ہے ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

یہ کہتے ہوئے خوشی اور غم کے جذبات کے پیش نظر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ اجازت لے کر جانے لگی تو اچانک رک کر کہا۔

راول نہ میری شرط ہے نہ ضد اور نہ حکم بس اتنی سی التجا ہے ہو سکے تو تم کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر لینا تاکہ تم بھی پرسکون زندگی گزار سکو اور ہاں امی جان کی جب ہسپتال چھٹی ہو جائے تو پلیز ایک دن اور رات ہمارے گھر قیام کرنے ضرور آنا گھر آئے مہمان کی خدمت و عزت کر کے مجھے خوشی ہوگی۔

انشاءاللہ ضرور آئیں گے مگر اس بار نہیں اگلی بار جب امی جان کا دوبارہ چیک اپ کرانے آئیں گے میں نے یقین دلاتے ہوئے کہا وہ دوبارہ گویا ہوئی۔

اور وہ شادی والی بات۔

ہاں۔ ضرور ایسا کروں گا بلکہ اپنی شادی پر تم لوگوں کو ضرور بلواؤں گا۔ ثمی چلی گئی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے دل و دماغ سے برسوں کا بوجھ اتر گیا ہو کچھ ہی روز بعد امی جان کی طبیعت سنبھل گئی اور ڈاکٹر چھٹی بھی دے دی۔ جمشید اور ثمی ہمیں الوداع کہنے آئے تھے ہماری ویگن چل پڑی تھی وہ ہاتھ ہلا ہلا کر دعا اور الوداع کہہ رہے تھے کچھ ہی دور جا کر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ثمی بدستور ہم پر نظریں جمائے کھڑی تھی اور جمشید مسرور نظروں کے ساتھ اپنا ہاتھ فضا میں بلند کر کے خدا حافظ کہہ رہا تھا۔ میں نے بھی خدا حافظ کہتے ہوئے جوابا ہاتھ لہرا کر کہا۔

گاڑی چلی جا رہی تھی اور میں تخیلات کی دنیا میں محو پرواز ہو گیا کسی سر پر چارہ اٹھائے آ رہی تھی میں نے ایک نظر اسے دیکھا نظریں چار ہوئی اس کے حسین چہرے پر بکھرنے والی پر مسرت مسکراہٹ نے میرا دل اس کے نام کر دیا ثمی کے گھر کا سجا ہوا کمرہ جس میں چار سوؤں کی محبت کی مہک پھیلی ہوئی تھی اس میں بیٹھا دیا میں چائے پی رہا تھا اس کی اوپر اٹھتی ہوئی اور نیچے جھکتی ہوئی نظروں نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا۔ بچپن کا خوبصورت زمانہ میرا ڈسپنسر بنا پھر ڈاکٹر بنا ٹیوب ویل کے کوارٹر میں کلینک لگا ثمی



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سے پہلی ملاقات میں دل کا نکل جانا اس کا سر پر چارہ لے آنا اظہار محبت ہونا پیپل کے پرانے گھنے درخت کے نیچے ثمی سے ملاقات کا منظر میری آنکھوں کے سامنے آیا تو میں نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔ کلینک کو ختم کر کے میرا کراچی چلے جانا روبی سے ملاقات کا ہونا اس سے الگ ہو جانا پھر اس کا بچھڑ جانا ڈاکوؤں اور پولیس کا ٹکرانا اور میرا درمیان میں زد کا آ جانا واپس ثمی کے دیس میں اسے فرار کر کے لے جانا اور اونچی نیچی پگڈنڈیوں پر ثمی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامنے بھاگنے کا منظر اقبال کا اچانک سامنے آ جانا پھر میرا ثمی کو کھو دینا میری ٹانگ کا کٹ جانا ملتان میڈیکل سٹور پر ثمی سے ملاقات جمشید کی دیوانگی اور مجھ سے ثمی کی محبت کی اپیل کرنا ثمی سے میرا قربانی مانگنا یہ تمام مناظر فلم کی سکرین کی طرح میری نظروں کے سامنے آئے اور گزر گئے محبت کی راہ میں جتنی کٹھن مسافتیں ہم نے طے کیں اور کن کن آزمائشوں سے گزرے ایک لمبی آہ نکل گئی میرے ساتھ بیٹھیں امی جان نے پوچھا۔

بیٹا کیوں کیا ہوا۔

کچھ نہیں امی جان بس ماضی کی کچھ یادیں پریشان کر رہی تھیں خیالات کی دنیا سے واپس آتے ہوئے میں نے جواب دیا

اسی اثنا میں ہماری منزل آ گئی ہم نے احتیاط سے امی جان کو ویگن سے نیچے اتارا اور گھر لے آئے چند دن پرسکون حالت میں گزر گئے امی جان کی طبیعت پھر خراب ہو گئی ایک مہینے بعد ہم دوبارہ نشتر ہسپتال امی جان کو لے گئے ڈاکٹر نے کچھ ادویات لکھ کر دیں اور امی کو گھر آرام کرنے کا مشورہ دیا اس مرتبہ ہم ثمی کے گھر نہ جا سکے مجھے ثمی کے گھر جانے کے لیے کئے گئے وعدے کا احساس تھا پھر بھی یہ حسرت دل ہی میں رہ گئی۔

دو ماہ مزید گزر گئے ایک روز امی جان کا باتھ روم سے باہر نکلتے ہوئے پاؤں پھسل گیا۔ جس سے ان کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہم فوراً انہیں ہسپتال لے کر گئے علاج کے دوران ہی ان پر فالج کا ایک مرتبہ پھر حملہ ہوا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ زندگی نے امی جان سے رشتہ توڑ لیا۔ ایمبولنس کے ذریعے ہم واپس گھر آ گئے تو گھر میں کہرام مچ گیا میری دنیا اندھیر ہو گئی اور میں دعائیں دینے والی ایک شفیق اور عظیم ہستی سے محروم ہو گیا زندگی کے دکھوں نے مجھے اتنا تہی دست کر دیا تھا کہ اب میری آنکھوں میں آنسو خشک ہو گئے تھے امی جان کی وفات سے میری دنیا اندھیر ہو گئی تقدیر نے بھیس بدل بدل کر اتنے چرکے لگائے تھے کہ اب پے در پے زخم کھانا اور ٹھوکریں کھانا معمول سا بن گیا اور دکھ سہنے کا عادی ہو گیا

امی جان کی وفات کے بعد پندھوریں روز قل خوانی کا پروگرام رکھ لیا گیا میں نے اپنے دور دراز کے دوستوں اور رشتہ داروں کو ایصال ثواب کے لیے اطلاع دینا شروع کر دی گرمیاں انجان کو پہنچ رہی تھیں اکتوبر کا مہینہ تھا دن کو دھوپ کی حدت محسوس ہوتی تھی اور شب کا ٹھنڈمی کے بتلائے ہوئے ایڈریس کے مطابق ملتان پہنچا ان کے گھر دروازے پر کال بیل دی تو سفید بالوں والی سانولی رنگت کی حامل خاتون نے دروازہ کھولا میں نے سلام کے بعد جمشید سے ملنے کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا۔

جمشید کو یہ گھر چھوڑے ہوئے چند ماہ ہو گئے ہیں شاید وہ اپنی فیملی کو لے کر گاؤں واپس چلا گیا ہے

یہ سن کر میرے دل میں ایک چھناکا سا ہوا ایسا لگا کہ کانچ کا ننھا منا گھر ٹوٹ گیا ہے پھر دل کو



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

تسلی دے کر میں براہ راست نواز آباد گاؤں پہنچا ایک ہلکی سی امید اور ثمی کو دیکھنے کی آرزو تھی کہ اس سے مل کر اپنا دکھ شئیر کروں گا دوسرا میں ان لوگوں سے معذرت بھی کرنا چاہتا تھا کہ انکے گھر بوجہ مجبوری نہ جاسکے بس یہی دل میں خواہش تھی اور چند لمحوں بعد میں ان سے ملنے والا تھا اقبال کے گھر جاتے ہوئے ٹیوب ویل کے قریب سے گزرا تو ٹیوب ویل بند اور کوارٹر ویران پایا کوارٹر کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اسے ویران ہوئے کافی مدت بیت چکی ہے اچانک مجھے پیپل کے اس درخت کا خیال آیا جو میرے ماضی کا حصہ بن چکا تھا۔ میں ہر اس چیز کو دیکھنا چاہتا تھا جو میری محبت کے گواہ کے طور پر تھا پیپل کے درخت والی جگہ پر گیا تو دیکھا کہ درخت موجود نہیں ہے شاید کسی تیز آندھی کی بھینٹ چڑھ گیا تھا یا اسے کاٹ دیا گیا تھا پتہ نہیں کیوں پیپل کے درخت کو موجود نہ پا کر میری روح کا کرب مزید گہرا ہوگیا وہاں کا ماحول اور نقشہ دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں ہماری ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں

قیصر سے ملنا چاہتا تھا مگر اس کے بارے پتہ چلا کہ وہ کافی عرصہ سے دوبئی میں مقیم ہے جبکہ شاہد کے بارے میں یہ جان کر تو دلی رنج ہوا کہ اسے فوت ہوئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں بابا جی بھی کافی عرصہ سے اللہ کو پیارے ہو چکے تھے جمشید اور ثمی کے گھر پہنچا تو ویران کھنڈرات میرا منہ چڑا رہے تھے اس گھر کی حالت دیکھ کر نجانے کیوں میری آنکھوں میں آنسو آگئے جی چاہا کہ دیواروں کو گلے لگا کر خوب بین کروں تقدیر کی ستم ظریفی پر ماتم کروں مگر میں ایسا نہ کرسکا دل میں درد و یاس کے نشتر محسوس کرتا ہوا اقبال کے گھر قدم رکھا تو اس سے میرا پہلا سوال جمشید اور ثمی کے بارے میں تھا۔

وہ تو چند ماہ ہوئے ہیں سعودی عرب چلے گئے ہیں اور تقریبا ڈھیر عرصہ وہیں قیام کریں گے اقبال نے بتایا تو میں گہرا سانس لے کر رہ گیا ملاپ کی آخری امید دم توڑ گئی تو ایسے لگا کہ میرے وجود سے ساری طاقت ختم ہوگئی ہے غم سے نڈھال اقبال کو امی جان کے ایصال ثواب۔قل خوانی کی دعوت دے کر ہارے ہوئے جواری کی طرح جلتے خوابوں کی راکھ لیے واپس اپنے گھر کی طرف عازم سفر ہوگیا۔

بند آنکھوں میں سپنے تھے سپنوں میں وہ اپنے تھے

آنکھ کھلی تو ہم نے جانا سپنے آخر سپنے تھے

-------------------

## غزل

زمانہ کچھ بھی کہے اس کا احترام مت کرنا
جسے ضمیر نہ مانے اسے سلام مت کرنا
شراب پی کر بہکنا ہی ہے اگر تونے
حلال چیز کو اس طرح سے حرام مت کرنا
ادھر زندگی کا جنازہ اٹھے گا
ادھر زندگی ان دلہن بنے گی
عشق کو درد سر کہنے والو سنو
کچھ بھی ہو ہم نے یہ درد سر لے لیا
وہ نگاہوں سے بچ کر کہاں جائیں گے
اب تو ان کے محلے میں گھر لے لیا
آئے بن ٹھن کے شہر خاموشاں میں وہ
قبر دیکھی میری تو کہنے لگے
ارے آج تو اس کی اتنی ترقی ہوئی
اک بے گھر نے اچھا سا گھر لے لیا

ایم ظہیر عباس جنڈ اٹک

-------------------



www.pdfbooksfree.pk

# پیار کا سراب

## ..تحریر .فلک زاھد. لاھور..قسط نمبر ۱

شہزادہ بھائی ۔السلام وعلیکم ۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔نامکمل

میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر پیار کا سراب لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں،میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چونکیں گے،کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بیچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے مخلص ہونا پڑے گا وفا کی وفا کہانی ہے اگر آپ چاہئیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

آج رات آسمان پر تقریبا پورا چاند چاند اپنی روشنی چاروں طرف پھیلائے ہوا تھا ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا ایک گھنا جنگل تھا جسکی دوسری جانب ایک کچی سڑک تھی جو سنسان پڑی ہوئی تھی تیز ہوائیں چل رہی تھیں جو جنگل کے مضبوط درختوں کی شاخوں کے پتوں کو جھکا رہی تھیں درختوں پر چمگادڑیں الٹی لٹکیں ہوئی تھیں آسمان پر کالے بادل نمودار ہونے لگے جن کے باعث چاند کی روشنی مدہم پڑنے لگی آہستہ آہستہ بارش کے موٹے موٹے قطرے برسنے لگے ایک درخت پر بیٹھا الو اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہوا حویلی کے اوپر سے چیختا ہوا مغرب کی جانب اڑ گیا۔ اسکی زوردار چیخ نے زاہد حیات کو ایک دم کیلئے چونکا دیا تھا وہ اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا اپنے دفتر کام میں محو تھا کہ الو کی زوردار چیخ سن کر وہ ٹھٹک کر رہ گیا وہ اپنی کرسی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کھڑا ہوا اور میز پر پڑی فائلیں بند کر کے لیمپ بھی بجھا دیا اسکا ذہن کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک چکا تھا اور وہ مزید کام کرنے کی حالت میں نہیں تھا اُس نے اپنا دراز کھول کر اس میں سے ایک سگار نکال کر اپنے منہ میں دبوچ لیا اور لائیٹر کی مدد سے اُسے سلگا کر اُسکا ایک بھاری کش لے کر ہوا میں دھواں اُڑایا اسکے کمرے کی بائیں جانب میں ایک آتش دان تھا۔جس میں آگ جل رہی تھی اس آگ کی وجہ سے کمرے میں مدہم سی روشنی چھائی ہوئی تھی اور اسی کی بدولت کمرے میں گرماہٹ محسوس ہو رہی تھی کمرے کی اوپری دیوار سے شیشے کا ایک نہایت خوب صورت جھومر لگا ہوا تھا۔

کمرے کے درمیانی حصے میں زاہد حیات کا بیڈ پڑا ہوا تھا اور اس کے دونوں جانب لکڑی کے دو دراز تھے کمرے میں چاروں کونوں پر لمبے چوڑے گلدان پڑے ہوئے تھے جن کے اندر آرٹیفیشل پھول بہت ہی خوبصورتی سے سجائے گئے تھے بائیں جانب کی دیوار پر شیلف بنی ہوئی تھی۔




www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

جس میں مختلف قسم کی کتابیں پڑی ہوئی تھیں کمرے میں مزید زاہد حیات کی کپڑوں کی الماری ایک میز اور کرسی تھی جس پر بیٹھا وہ اپنے کاروبار کا کام سرانجام دیتا تھا بیڈ کی بالکل سامنے والی دیوار پر ایک بہت ہی پرکشش اور خوبصورت خاتون کی بہت بڑی تصویر لگی ہوئی تھی یہ خاتون کوئی اور نہیں زاہد حیات کی اہلیہ انمول حیات تھی زاہد حیات اپنے نائٹ گاؤن کی گرہ باندھتے ہوئے کمرے کی دائیں جانب بنے [illegible] سے شیشے کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اس شیشے سے باہر سارا جنگل دکھائی دیتا تھا۔

زاہد حیات نے سگار کا کش لیکر اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت پر رکھ لئے اور باہر ہونے والی موسلا دھار بارش کو دیکھنے لگا کچھ دیر وہ یونہی کھڑا سگار پیتا رہا اور پھر سگار ختم کر کے سنگ مرمر کی ایش ٹرے میں پھینک دیا اسی شیشے کے سامنے ایک آرام دہ کرسی موجود تھی جو ہمیشہ یہیں پڑی رہتی تھی وہ بھرپور کام کرنے کے بعد اسی کرسی پر آرام کرنے کیلئے بیٹھ جایا کرتا تھا اور آج بھی حسب معمول کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسی کرسی پر براجمان ہو گیا یہ کرسی اسکو بہت پیاری تھی اس پر بیٹھنے کے بعد وہ خود کو بہت ہلکا محسوس کرتا تھا اس نے پیچھے مڑ کر اپنی مرحومہ بیوی کی تصویر کو پیار سے دیکھا۔ اور پھر چہرہ دوبارہ شیشے کی جانب کر کے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر کے کرسی جھلانے لگا اور ماضی کی یادوں میں لمحے بھر کیلئے کھو گیا۔

بیٹا تم دوبارہ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔

ایسی گہری تاریک رات میں کلثوم بیگم نے بیڈ پر بیٹھے اپنے بیٹے جاوید حیات سے بہت ہی نرمی سے پوچھا۔

نہیں امی جان میں عظمی سے بہت پیار کرتا ہوں اور میں اس پر کوئی سوکن لاکر نہیں بیٹھانا چاہتا جاوید نے دوٹوک انداز میں ان سے کہا۔

لیکن بیٹا تمہاری عظمی سے شادی کو پورے تین سال ہونے جا رہے ہیں لیکن اب تک تمہاری گود ہری نہیں ہوئی کلثوم بیگم نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

یہ بات آپ مجھ کو تین سالوں میں ہزار بار یاد دلا چکی ہیں اور میں آپ سے یہی کہتا آرہا ہوں کہ مجھے شادی نہیں کرنی عظمی جیسی بھی ہے میری بیوی ہے اور مجھے اس سے بے حد پیار ہے وہ جب سے میری زندگی میں آئی ہے سب کچھ اچھے سے اپنا کام سرانجام دے رہی ہے اس نے آپ کو بھی یہاں تک کہ ابو کو بھی شکایت کا موقع دیا تھا مجھے بھی اس سے کوئی شکایت نہیں ہے ہاں گروہ مجھے باپ بننے کی خوشی نہ دے سکی تو کیا ہوا خدا نے چاہا تو انشاء اللہ میری عظمی یہ خوشی بھی ضرور دے گی اس لئے اچھا ہوگا کہ آپ دوبارہ اس موضوع پر بحث نہ کریں۔

جاوید نے قدرے ناراضگی کے ساتھ اپنی بات کہہ دی کلثوم بیگم نے اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر خاموشی اختیار کی کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی پھر جاوید اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ یہ رات کا وہ پہر تھا جب ہر رات جاوید سونے سے پہلے سارے دن کی مصروفیت کے بعد اپنی امی کو وقت دیتا اور پھر سونے کیلئے چلا جاتا حسب معمول آج بھی وہ ان کے پاس آیا تو یہ بحث شروع ہو گئی۔

جاوید حیات کا نام گاؤں میں کون نہیں جانتا تھا گاؤں کا ہر شخص ان کے نام سے واقف تھا جاوید حیات کی بہت سی اپنی زمینیں تھیں دو زمینوں پر فصلیں اگائی ہوئی تھیں تیسری زمین پر انکی اپنی وسیع و عریض حویلی تھی جس میں وہ رہائش پذیر تھے چوتھی زمین پر انہوں نے ایک فارم ہاؤس بنا رکھا تھا۔ اور کچھ زمینیں انہوں نے بیچ دی تھیں ان کے پاس اپنی گائے اور بھینسیں بھی تھیں جن سے انہوں نے دودھ کا کاروبار شروع کر رکھا تھا اور وہ ان سے کروڑ



www.pdfbooksfree.pk

وں کی کمائی کرتے تھے وہ واحد تھے جو گاؤں میں امیر ترین تھے جاوید اتنی بڑی حویلی میں اپنی عظمی اور بڑھی اماں کے ساتھ رہتا تھا حویلی میں بہت سے ملازم اور ملازمہ کام کرتے تھے مالی روز صبح لان میں لگے پودوں کو پانی دیتا اور باقی گھر کی صفائی دوسرے ملازم کرتے لیکن کھانا عظمی ہی تیار کرتیں اور کلثوم بیگم کی دیکھ بھال کیلئے ہمیشہ خادمائیں موجود رہتی۔

آج رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عظمی اپنے کمرے میں سونے چلی آئیں اور جاوید حسب معمول اپنی والدہ کے پاس سے جب واپس آئے تو عظمی کو کمرے میں ٹہلتا پایا آپ آ گئے۔

میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ عظمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے بھئی خیریت تو ہے ناں جاوید نے عظمی کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا اور بیڈ پر بیٹھ گیا عظمی بھی اس کے پاس برابر بیڈ پر بیٹھ گئیں اور جاوید سے کہنے لگیں۔

اماں جی کے بار بار اصرار کرنے پر دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے۔

جاوید حیات کو جیسے جھٹکا سا لگا انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا اور ناقابل یقین نظروں کے ساتھ اپنی بیوی کو دیکھنے لگے اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عظمی مطمئن تھیں اور اسے مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی تھیں۔

تم نے۔کیا۔۔کہا جاوید اٹکا۔

جی ہاں آپکو میری طرف سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں مجھے قبول ہے خوشی نے عظمی بولیں جاوید خاموش رہا وہ کچھ کہہ نہ سکا اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ، ، کیا کہیں عظمی اس کی خاموشی سمجھ چلی تھیں وہ یہ جانتی تھیں کہ جاوید اس نے بے حد پیار کرتا ہے اس لئے اس کیلئے یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ اس سے کیا کہہ رہی تھیں۔ عظمی نے خاموشی توڑی اور اپنی بات جاری رکھی۔

جاوید میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ نے مجھے سب کچھ دیا کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی اور ضرورت سے زیادہ پیار بھی دیا اور دے رہے ہیں۔ اور میں کتنی بدقسمت ہوں میں نے آپ کو کتنی بڑی خوشی سے محروم رکھا ہوا ہے میں ایک دفعہ بھی آپ کا احسان نہیں لٹا سکی ضرور کہیں نہ کہیں آپکو بھی اس بات کا غم ضرور ہوگا مجھے بھی ہے اس لئے مجھے سوکن سے کوئی شکایت نہیں۔

عظمی نے آخری لفظ پر بہت زور دیتے ہوئے کہا جاوید نے عظمی کی بات سرد مہری سے لی اور کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔

مجھے نیند آ رہی ہے مجھے سونے دو جاوید حیات نے لاپرواہی سے کہا اور بیڈ کر لیٹ کر اپنی آنکھوں پر اپنا بازو رکھ لیا عظمی انہیں چپ دیکھتی رہی پھر وہ بھی سونے کیلئے تیاری کرنے لگیں۔ عظمی بیگم دن رات آنسو بہاتے ہوئے خدا سے ایک ہی دعا مانگتیں کے انہیں اولاد دے اور انہیں کچھ نہیں چاہیے اور آخر اتنی شدت سے مانگی جانے والی دعائیں قبول ہو گئیں

شادی کے پورے دس سال بعد خدا نے ان کے ہاں پھول جیسی نرم و نازک گڑیا پیدا کی جسکا نام میاں بیوی نے شمائلہ رکھا جاوید حیات اس خوشی پہ پھولے نہیں سمایا تھا کلثوم بیگم کیلئے بھی یہ انتہا کی خوشی تھی۔ عظمی اپنی گود میں چھوٹی شمائلہ کو لئے ہوئے تھیں کہ اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اپنے شوہر جاوید حیات سے کہنے لگیں۔

مجھے یقین نہیں آ رہا آخر میرے خدا نے میری سن ہی لی انہوں نے مجھ پر ترس کھایا اور اتنی پیاری بچی دی جس کے رخسار گلابی رنگت سفید براؤن بال اور براؤن آنکھیں ہیں۔

جاوید حیات مسکرا دیا اور اپنی امی سے مخاطب ہوا کہا تھا نہ جو اماں خدا نے چاہا تو میرے گھر بھی

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ضرور اولاد ہوگی۔

کلثوم بیگم نے ایک فخریہ نگاہ ننھی شمائلہ پر ڈالی اور ساتھ میں اپنی بہو عظمی کا ماتھا بھی چوما اور اپنے بیٹے سے کہا۔

مجھے تم پر ناز ہے سدا سکھی رہو شمائلہ ابھی صرف تین سال کی تھی جب عظمی دوبارہ امید سے ہوئیں اور شمائلہ کے چار سال پورے ہونے ہی تھے کہ خدا نے ان کے ہاں چاند سا بیٹا پیدا کیا کلثوم بیگم نے خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ بے تحاشا روتے روتے سجدے میں چلی گئیں اور خدا کا شکر ادا کرنے لگیں اس وقت جاوید اپنے فارم ہاؤس پر تھے جب انہیں اپنے ملازم کے ذریعے بیٹا پیدا ہونے کی اطلاع ملی وہ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے بجائے سیدھا مسجد میں ظہر کی نماز ادا کرنے چلا گیا۔ اور اس نے خدا کا بہت شکر ادا کیا واپس جو وہ گھر لوٹا تو اس کو شمائلہ دروازے پر ہی کھیلتی نظر آئی وہ اسے گود میں اُٹھائے عظمی کے پاس چلے آیا عظمی نے مسکراتے ہوئے اُٹھنے کی کوشش کی تو جاوید نے اسے فوراً واپس لٹا دیا۔

کلثوم بیگم اس وقت اپنے ہاتھوں میں چاند سے بیٹے کو لئے بیٹھی تھیں جاوید نے ان سے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اسے پیار سے جھلانے لگے۔

شمائلہ کے بعد مجھے ایک بیٹے کی آرزو تھی اور خدا نے میری یہ خواہش بھی پوری کردی عظمی بی بی نے پیار بھری نگاہوں سے بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جاوید بیٹا یہ تمہارے ابو جیسا ہے کلثوم بیگم نے نرمی سے کہا۔

میں اسکا نام زاہد حیات رکھوں گا جاوید نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

گھر کی رونق میں چار چاند لگ گئے تھے ننھے امجد اور شمائلہ کی وجہ سے جاوید حیات کے کاروبار میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اب وہ اور بھی مصروف رہنے لگا تھا عظمی بی بی گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ بچوں کا بھی خیال رکھتیں اور کلثوم بیگم تو بچوں کے ساتھ سارا دن رہتی اتنی بڑی حویلی میں وہ دونوں کھیلتے کودتے رات کو جب جاوید گھر لوٹتا تو پورا خاندان اکھٹے بیٹھ کر کھانا کھاتا امجد اور شمائلہ جو فرمائش کرتے جاوید اسے پورا کرتا کیونکہ آخر انہیں اس اولاد کیلئے کتنا انتظار کرنا پڑا تھا۔

آہستہ آہستہ وقت گزرنے لگا یہاں تک کہ شمائلہ نے میٹرک پاس کرلیا اور امجد نہم میں پہنچ گیا تھا گاؤں میں یہ ایک ہی سکول تھا جہاں دیہات کے ہر گھر کے بچے پڑھنے لکھنے کیلئے آیا کرتے تھے یہ سکول صرف میٹرک تک ہی تھا اس لئے آگے مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے شہر جانا پڑتا تھا۔ جاوید حیات نے فیصلہ کیا کہ شمائلہ کو اب گھر بٹھالیا جائے اور ایسا ہی کیا شمائلہ انہوں نے عظمی بی بی سے مشورہ کر کے شمائلہ کو گھر بٹھالیا۔

آپ ایسا نہیں کرسکتے ابا جان مجھے اور پڑھنا ہے آخر آپ نے اتنا بڑا فیصلہ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے کرلیا شمائلہ نے افسوس کیساتھ امجد حیات کو کہا آج رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عظمی بی بی اور جاوید نے شمائلہ کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔

سردیوں کی رات تھی رات گہری تاریک تھی آسمان پر پورا چاند تھا کمرے میں صرف روشن دان کی مدھم سی روشنی تھی پر براجمام تھے جبکہ شمائلہ ان کے سامنے باادب نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

تم اور پڑھ کر کیا کروگی آخر بیاہ کر دوسرے گھر ہی تو جانا ہے اور میں نے تم سے کوئی نوکری بھی نہیں کروانی کیونکہ اتنے زیادہ مردوں کے بیچ تم کام کرو یہ مجھے گوارہ نہیں جاوید نے شمائلہ کے جواب میں کہا شمائلہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر کچھ کہہ نہ پائی۔

تم گھر بیٹھ کر اب گھر سنبھالنا سیکھو عظمی بی بی نے بات کو آگے بڑھایا شمائلہ نے ماں باپ کے

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk

اصرار کرنے پر انکی بات مان لی اور چپ چاپ کمرے سے چلی گئی وہ بجھی بجھی سی اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اس کا ذہن کسی گہری سوچ میں الجھا ہوا تھا کافی دیر یونہی بیکار لیٹنے کے بعد وہ بستر سے اُٹھ کر کھڑکی کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی ثمائلہ نے کھڑکی پر لگا پردہ کا دیا اور باہر کی باریکی کو دیکھنے لگی باہر دھند چھائی ہوئی تھی چاروں طرف سناٹا تھا۔ پھر اس نے ایک نگاہ آسمان پر ڈالی ستارے آسمان پر ٹمٹمارہے تھے اور پورا چاند جو آسمان کو ایک نہایت کشش دیئے ہوئے تھا۔

وہ ابھی بھی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے دماغ میں ایک ہی خیال اسے بار بار ستا رہا تھا کہ آخر وہ گھر بیٹھ کر کرے گی کیا وہ ساری زندگی چاردیواری کے اندر تو نہیں گزار سکتی یہی سب سوچتے سوچتے اسکی پلکیں بھاری ہونے لگی اور نیند کب اسے اپنے آغوش میں لے گئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔

بی بی صاحبہ اب اُٹھ بھی جائیں صاحب آپکو نیچے کھانے کیلئے بلا رہے ہیں۔ ملازمہ پروین نے ثمائلہ کو جگاتے ہوئے کہا اور پھر ثمائلہ کے کمرے کی صفائی کرنے لگی۔

ثمائلہ نے بہ مشکل اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کھولیں اور فوراً ایک نگاہ آلارم کلاک پر ڈالی کلاک صبح کے دس بجا رہی تھی ثمائلہ انگڑائی لیتے ہوئے بستر سے اُٹھی کھڑکی کی طرف چلی گئی اور باہر کے نظارے سے لطف اندوز ہونے لگی باہر کچی سڑک میں بچے کرکٹ کھیل رہے تھے یہ وہ بچے تھے جن کے والدین کے پاس انہیں پڑھانے کیلئے پیسہ بھی نہیں تھے۔ ثمائلہ کو ان بچوں پر ترس آیا اور ساتھ ہی اسکے گلابی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی پھر ثمائلہ نے نیلے آسمان پر نگاہ ڈالی جو اس وقت بالکل صاف تھا ثمائلہ اپنے سر کو کھجلاتے ہوئے غسل خانہ میں چلی گئی اور شاور لینے کے بعد dining table میں آئی جہاں عظمی بی بی کلثوم بیگم اور جاوید حیات پہلے سے موجود تھے ثمائلہ کسی سے کچھ کہے بغیر ناشتہ کرنے لگی کافی دیر ٹیبل پر خاموشی رہی پھر ثمائلہ نے اس خاموشی کو توڑا۔

بابا میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں گھر میں ہی بیٹھوں گی۔

ثمائلہ نے بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے کہا۔

جاوید اس وقت اخبار پڑھ رہا تھا اس نے اخبار بند کر کے میز کے اوپر رکھ دیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔

یہ تو بہت اچھی باتے ہے بیٹی تم نے اپنی والد کی بات مان لی لیکن ایک شرط میری بھی ہے ثمائلہ چائے کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ میز پر بیٹھے جاوید نے اپنی بیوی اور اماں کو نظروں ہی نظروں میں کچھ کہا۔

کیسی شرط جاوید نے الجھتے ہوئے انداز میں ثمائلہ سے کہا سب ثمائلہ کے جواب کے منتظر تھے

میں اس طرح گھر میں نہیں بیٹھ سکتی یوں سارا دن گھر کے کام کر کے پاگل ہو جاؤں گی آپ گھر ہی میں ایک چھوٹا سا دفتر کھول دیں تا کہ میں گاؤں کے ضرورت مند لوگوں کی مدد کرسکوں ثمائلہ نے دوٹوک انداز میں کہا۔

خاموش۔۔۔ عظمی بی بی نے اپنی بیٹی ثمائلہ کا نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور خوشی سے کہا۔

میں تم سے سہمت ہوں میری بچی اور پھر اپنے شوہر جاوید کو ان کا فیصلہ سنانے کیلئے تکنے لگیں جاوید اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں لئے بہت گہری سوچ میں گم تھا۔ کلثوم بیگم نے ثمائلہ کے سر پر پیار دیا اور کہا۔

مجھے تم پر ناز ہے میری بچی کتنی نیک سوچ ہے تیری اللہ بھی بہت خوش ہوگا زندگی میں تو جس چیز کی خواہش کرے۔ خدا تجھے وہ سب دے ہر قدم


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
Copyrighted material

پر کامیابی تیری ہو ۔ایک لمبی خاموشی کے بعد جاوید حیات نے بھی اپنی رضامندی دے دی۔

ٹھیک ہے تمہاری یہ شرط منظور ہے مجھے لیکن یہ دفتر عورتوں کیلئے ہوگا مردوں کیلئے نہیں اور جس چیز کی بھی ضرورت ہو جتنے پیسوں کی بھی ضرورت ہو مانگ لینا جاوید نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

جی بابا شمائلہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس نے بے اختیار جاوید حیات کو گلے لگالیا اور کہا۔آپ بہت اچھے ہیں بابا اور چیختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور سہیلیوں کو فون کر کے اس منصوبے کے بارے میں بتانے لگی۔

---

دفتر کی تیاریاں زور و شور سے ہونے لگیں شمائلہ نے پورے گاؤں میں اس خوشخبری کے بارے میں سب کو آگاہ کر دیا تھا اس طرح پورے گاؤں میں دھوم مچ گئی کہ غریب اور ضرورت مندوں کو بھی اب کوئی پوچھنے والا ہے دیکھتے ہی دیکھتے چار دنوں کے اندر دفتر بنالیا گیا اور باہر سائن بورڈ پر لکھ کر لگایا گیا۔

help entre برائے خواتین یہ دفتر حویلی کے اندر ہی بنایا گیا تھا اور اس دفتر کا دروازہ باہر کھیتوں میں کھلتا تھا دفتر کے بیچ میں ایک میز لگائی گئی تھی جس پر ضرورت کی چیزیں پڑی ہوئی تھیں میز کی ایک کرسی شمائلہ کے بیٹھنے کیلئے اور اس کے سامنے دو کرسیاں گاہکوں کیلئے لگائی گئی تھیں ۔۔۔۔۔دفتر کی دیواروں پر طرح طرح کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور بک شیلف پر کتابیں بہت ہی خوب صورت طریقے سے سجائی گئی تھی دفتر کا دوسرا دروازہ حویلی کے اندر کھلتا تھا۔

یہ لو تمہارے دفتر کی چابیاں جاوید حیات نے چابیاں شمائلہ کی آنکھوں کے سامنے جھلاتے ہوئے کہا شمائلہ نے جھپٹ کر وہ چابیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور اپنے باپ جاوید حیات کو گلے لگالیا۔

تم اب اپنا کام شروع کرو میں چلتا ہوں جاوید اتنا کہہ کر دفتر سے باہر نکل گیا۔

شمائلہ نے فخریہ نگاہوں کیساتھ دفتر کی چاروں دیواروں پر نظر دوڑائی اور مسکراتے ہوئے اپنی کرسی پر ہاتھ پھیرنے کے بعد اس پر براجمان ہوگئی۔

---

آج شمائلہ کے دفتر کا پہلا دن تھا اور اس بات کی خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی شمائلہ اس خوشخبری پر پھولے نہیں سما رہی تھی وہ اندرونی اور بیرونی طور پر اتنی خوش تھی کہ اسے خود پر قابو کرنا مشکل لگ رہا تھا کیا میں اندر آسکتی ہوں یہ ایک خاتون کی آواز تھی شمائلہ کو اپنا پہلا گاہک دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی اور اس نے فوراً اسے اندر آنے کا کہہ دیا۔

کیا نام ہے شمائلہ نے خاتون سے سوال کیا۔

ثمینہ خاتون نے جواباً کہا۔

کیا کرتی ہو شمائلہ نے پھر سوال کر دیا

جی گھریلو عورت ہوں ثمینہ نے اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

شادی شدہ ہو۔

خاتون نے شمائلہ کی بات کاٹ دی اور کہا شادی شدہ ہوں بچے دو بیٹیاں ہیں۔

شوہر کیا کرتے ہیں۔

کسان ہیں۔

میں آپکی کیا مدد کرسکتی ہوں ثمینہ سے سارا bio data پوچھ لینے کے بعد شمائلہ اصل سوال پر آئی۔

جی۔وہ میری بیٹی ثمرین کی شادی ہے اس کے جہیز کیلئے کچھ تعلیم چاہیے ثمینہ نے اٹک اٹک کر اپنی بات مکمل کی۔

کتنی۔

وہ جی دس ہزار روپے ثمینہ نے ہچکچاتے ہوئے


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کہا شمائلہ حیرت سے چونکی۔

بس اتنے سے۔

ہاں جی شمائلہ اُٹھ کر تجوری سے پاس چلی گئی اور اس میں سے دس ہزار روپے نکال کر خاتون کے سامنے رکھ دیئے۔

ثمینہ کیلئے یہ رقم ایک ہزار جتنی تھی اپنے سامنے اتنے زیادہ روپے دیکھ کر ثمینہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا شمائلہ فائل کھول کر اس پر کچھ لکھنے لگی اور ایسا کرنے کے بعد جب وہ فارغ ہوئی تو ثمینہ سے پیسے لے کر جانے کیلئے کہا۔

شکریہ بی بی جی آپکا بہت بہت شکریہ میں آپکا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی بہت بڑا دل ہے آپ کا خدا آپکو اور زیادہ دے ثمینہ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ارے شکریہ کی کوئی بات نہیں یہ تو میرا فرض ہے شمائلہ نے اس کے جواب میں کہا اور ثمینہ دفتر سے چلی گئی۔

شمائلہ کا گلا خشک ہو رہا تھا اس نے پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگایا ہی تھا کہ باہر سے شور آنے لگا شمائلہ اٹھ کر دروازے پر گئی اور حیرت سے اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں باہر بہت لمبی عورتوں کی قطار لگی ہوئی تھی دفتر کے پہلے ہی دن اتنی بھیڑ ہو جائے گی۔شمائلہ کے تو یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا باری باری سب ایک ایک کر کے اندر جاتے رہے اندر جانے سے پہلے سب عورتیں پریشان ہوتیں لیکن دفتر سے واپس لوٹنے کے بعد سب خوش دکھائی دیتیں اور جو عورتیں اپنی باری کے انتظار میں کھڑی ہوتیں وہ ان خواتین سے شمائلہ اور اسکے دفتر کے بارے میں پوچھنے لگتیں تو وہ عورتیں جن سے سوال کیا جاتا جواب میں وہ ڈھیروں تعریفیں اور دعائیں دیتیں ساتھ میں خدا کا شکر بھی ادا کرتیں۔

بی بی صاحبہ میرے تین بچے ہیں ان کیلئے یونیفارم سکول کی فیس اور سکول کی کتابوں کیلئے پیسے دے دیں میرا شوہر کسان ہے کھیتوں میں ہل چلانے کیلئے ٹریکٹر چاہیے اس کیلئے پیسے دے دیں گھر میں پانی کی ٹونٹی لگوانے کیلئے پیسے دے دیں میرے بیٹے کو ایک سائیکل لے دیں گھر میں پنکھا لگوانے کیلئے پیسے چاہیے میرے بچے کو ملازمت دلوا دیں۔

شمائلہ نے اپنے اس دفتر کے آغاز کے پہلے ہی دن اتنا کام کیا جس وجہ سے اس کا جسم تھکن سے چور اور نڈھال ہو رہا تھا وہ مزید کام کرنے کی حالت میں نہ تھی اس نے کلاک پر نظر ڈالی رات کے دس بج رہے تھے شمائلہ نے اونگھ کو اپنے اُلٹے ہاتھ کی پشت سے روکا گاہک آنا بند گئے تھے باہر کھیتوں میں خاموشی چھا گئی تھی۔اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھی ہلکی ہلکی سرد ہوا بھی چلنے لگی آسمان پر کالے کالے بادل چھانے لگے اور پلک جھپکتے زور شور سے بارش ہونے لگی بادل کے گرجنے کی آوازیں بہت خوفناک لگ رہی تھی۔پرندے پھڑ پھڑاتے پروں سے اُڑ گئے بجلی بھی چمکنے لگی شمائلہ کا ذہن بہت تھک چکا تھا اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے۔

شمائلہ نے دفتر بند کیا اور اپنے بستر پر بے حال گر پڑی اور کھانا کھائے بغیر سو گئی فجر کی اذان کی آواز دور سے آتی سنائی دے رہی تھی بارش رک چکی تھی پرندے خدا کا ذکر کرتے ہوئے سنائی دے رہے تھے شمائلہ نے انگڑائی لیتے ہوئے کروٹ بدلی اس کے کانوں میں آذان کی آواز گئی تو وہ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئی اپنے سر پر دوپٹہ لیا اور کمرے کی لائٹ آن کر کے کلاک کی طرف دیکھا صبح کے پانچ بج رہے تھے۔اس کا جسم ابھی بھی بہت زیادہ کام کی زیادتی کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اس نے اتنا زیادہ non stop کام زندگی میں پہلے کبھی نہیں کیا تھا لیکن

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پھر بھی اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا کیونکہ خدا نے اسے اپنی بارگاہ میں بلایا تھا تبھی اسکی اس وقت آنکھ کھلی جب کے وہ اتنی تھکی ہوئی تھی ۔۔۔لگتا تھا جیسے وہ دو دن تک اُٹھ نہیں سکے گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا وہ وضو کے کرنے کیلئے غسل خانہ چلی گئی اور وضو کرنے کے بعد اپنے کمرے میں جائے نماز بچھا کر نماز ادا کرنے لگی شمائلہ نے قرآن پاک کی تلاوت بھی کی اور پھر تسبیح لئے لان میں ایک درخت کے سائے کے نیچے لگے جھولے میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی رہی۔

سورج آسمان پر نکل آیا تھا لیکن ہر طرف دھند چھائی ہوئی تھی جب شمائلہ کو سردی زیادہ ستانے لگی تو اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گئی کافی دیر یونہی خیالوں میں گم سم رہی اور اپنے اوپر لگے پنکھے کو پلکیں جھپکائے بغیر گھورتی رہی اور پھر کب سوگئی اسے پتا ہی نہ چلا جب شمائلہ کی آنکھ کھلی تو نو بج رہے تھے اب وہ بالکل تروتازہ تھی کسی قسم کی بھی تھکن اب اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی شمائلہ ناشتے کیلئے نیچے میز پر گئی جہاں صرف جاوید حیات موجود تھا۔

آؤ بیٹھو بیٹا کیسا رہا پھر دفتر کا پہلا دن جاوید نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

بہت اچھا لیکن تھکن سے بھرپور شمائلہ نے جواباً کہا اس پر جاوید نے قہقہہ لگایا۔

اِٹس اوکے پاپا۔ میرا انداق تو مت اُڑائیں شمائلہ نے منہ بناتے ہوئے کہا جاوید حیات نے اپنی ہنسی کو قابو میں کرنا چاہا لیکن وہ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا شمائلہ نے ناراض ہو کر اپنا چہرہ دوسری جانب کر لیا۔

اچھا بابا اب ناراض مت ہوئیں ہم نہیں ہنستے جاوید نے شمائلہ کو مناتے ہوئے کہا شمائلہ اس پر مسکرا گئی ۔بس پھر بھی اس کام کو جاری رکھوں گی مجھے بہت خوشی ہوئی سب کی مدد کر کے۔

تم جیسا چاہو کرو بیٹا جاوید حیات نے پیار سے کہا شمائلہ اپنے لئے اور جاوید کیلئے چائے بنانے لگی۔

ایک idea ہے میرے پاس جس سے تم اتنا نہیں تھکو گی جاوید نے کچھ سوچ کر کہا۔

وہ کیا پاپا شمائلہ چونکی۔

کیوں نہ ایسا کر لو وقفہ برائے نماز لنچ بریک یا پھر دو گھنٹے کیلئے آف 12 سے 2 تک کا کیا خیال ہے جاوید نے شمائلہ کے چہرکا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

واہ واہ کیا idea ہے پاپا شمائلہ کے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا میں لنچ بریک اور نماز کا وقفہ لوں گی شمائلہ نے جاوید کے سیدھے گال پر بوسہ دیا اور اپنے دفتر میں جانے کیلئے تیار ہونے لگی۔

دفتر کے باہر بہت زیادہ خواتین دفتر کے کھلنے کا انتظار کر رہی تھیں شمائلہ نے سب خواتین کو کچھ دیر انتظار فرمانے کیلئے کہا اور اپنے ملازم سے کہہ کر دفتر کے دروازے پر ایک پرچی لگا دی جس پر لکھا تھا وقفہ برائے نماز اور لنچ بریک بارہ تا دو شمائلہ نے باری باری سب کو اندر آنے کی اجازت دے دی اور ایک گارڈ بھی دروازے کے باہر کھڑا کر دیا شمائلہ سب کے مسائل حل کرنے لگی۔

اگر کسی کے گھر میں کوئی مسئلہ ہوتا تو شمائلہ ملازم بھجوا دیتی یا پھر اگر کسی مریض کی عیادت کرنے کوئی نہ ہوتا تو بھی شمائلہ ملازم کو بھجوا کر مسئلہ حل کر دیتی پورے گاؤں میں شمائلہ کا نام بچے بچے کے منہ پر آیا شمائلہ کی لوگ بہت عزت کرتے اور ساتھ میں اس کے گھر والوں کی بھی کیونکہ خدا نے شمائلہ کو ان کا رہنما بنا کر بھیجا تھا شمائلہ یا اس کے گھر والے کہیں بھی جاتے تو گاؤں والے ان کی بہت عزت کرتے جاوید حیات کو اپنی خوبصورت بیٹی شمائلہ پر بہت فخر تھا۔

تم نے بہت اچھے نمبر لئے ۔ہے بیٹے مجھے ناز ہے تم پر کہ تم نے بہت دل



www.pdfbooksfree.pk

لگا کر پڑھا اور امتحانات اچھے نمبروں سے پاس کر کے 1st division لی ہے تم نے میرا سر اونچا کر دیا۔

جاوید حیات نے اپنے بیٹے زاہد حیات کے کندھے پر پورے زور کے ساتھ تھپکی دیتے ہوئے کہا لنچ سے فارغ ہونے کے بعد پورا خاندان ٹی وی لاؤنج میں موجود تھا۔

آج زاہد کے میٹرک کا رزلٹ آیا تھا جس پر پورا خاندان خوشی کے موقع پر celebrate کرنے کیلئے اکٹھا تھا congsagulation بھائی جان شمائلہ نے خوشی دلی سے کہا۔

خدا تجھے مزید کامیاب کرے میرے بچے کلثوم بیگم نے پرجوش ہوتے ہوئے کہا میری دعا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں بیٹا تم جہاں بھی ہو گے میرے سائے میں ہو گے۔

عظمی بی بی جذباتی ہونے لگیں زاہد نے انہیں فوراً گلے لگا لیا اور اپنی پیاری ماں کے پاؤں چومے

آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے بیٹے جاوید نے موضوع بدلا۔

فلحال میری سوچ ہے کہ میں لاہور جا کر کسی اچھے کالج سے آئی کام کروں۔۔۔ میں اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتا ہوں اور پھر بعد میں دیکھا جائے گا کہ میں جاب کروں یا کاروبار زاہد نے دوٹوک انداز میں کہا۔

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے جاوید نے چبھتی ہوئی نگاہوں کیساتھ زاہد کو دیکھا۔

زاہد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جاوید حیات نے غور کرنے کے انداز میں سر کو جنبش دی کافی دیر کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

ٹھیک ہے اگر تمہاری یہی ضد ہے تو میں تمہیں لاہور جا کر پڑھنے کی اجازت دے دیتا ہوں جاوید نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور ہاں تم کسی فلیٹ وغیرہ میں نہیں رہو گے میں تمہیں ہاسٹل میں کروا دیتا ہوں اور اپنی خبر دیتے رہنا۔

یہ کہہ کر جاوید کمرے سے باہر چلا گیا اور زاہد انہیں بے یقینی کی سی حالت میں جاتا دیکھتا رہا شمائلہ اپنے دفتر میں حسب معمول باقاعدگی سے جاتی رہی جاوید حیات کے کاروبار میں مزید اضافہ ہو گیا اور زاہد لاہور جانے کی تیاری کرنے لگا۔

شمائلہ نے ضرورت کی سب چیزیں زاہد کے بیگ میں پیک کر کے رکھ دی جاوید حیات نے لاہور کے ہاسٹل میں زاہد کا داخلہ کروایا تھا جب جانے کا وقت آیا تو زاہد کا دل گھبرانے لگا اس کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزر گئے اس کا دل اداس ہونے لگا۔

پاپا اگر میرا وہاں دل نہ لگا تو زاہد نے جذباتی ہوتے ہوئے پوچھا۔ بیٹے کو ایسا دیکھ کر جاوید بھی عجیب سا ہو گیا۔

یہ تمہارا ہی تو فیصلہ ہے بیٹا جاؤ دل لگا کر خوب پڑھو اور اپنے ماں باپ کا نام روشن کرو مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا زاہد کچھ بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ کسی ایرے غیرے کا بیٹا نہیں ہے میرا بیٹا ہے جاوید نے زاہد کو حوصلہ دینے کی کوشش کی پھر باپ بیٹے ایک دوسرے سے بہت جوش میں گلے ملے۔

کلثوم بیگم کی آنکھیں نم ہو گئیں اور انہوں نے زاہد کے سر پر پیار دیا اور سینے سے لگایا عظمی بی بی نے تحاشہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں زاہد نے انہیں فوراً سنبھال لیا اور اُنکو گلے سے لگایا عظمی بی بی نے اپنے آنسو صاف کر کے زاہد کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

بھائی آپ بہت یاد آؤ گے شمائلہ روہانسی ہونے لگی۔

ارے پگلی یہاں میں یہاں آتا رہوں گا کہیں نہیں جا رہا تجھے چھوڑ کر ہمیشہ تیرے پاس ہی رہوں زاہد نے شمائلہ کو پیار سے چھیڑتے ہوئے کہا۔

سب نے زہد حیات کو خدا حافظ


www.pdfbooksfree.pk

کہااورزاہداعلیٰ شان گاڑی میں بیٹھ کرڈرائیور کیساتھ لاہور کیلئے روانہ ہوگیا گھر کی رونق میں کافی کمی آئی زاہد کے بغیر گھر خاموش لگتا جیسے گھر کی دیواریں اس کیلئے اداس ہوں کلثوم بیگم، عظمیٰ بی بی شمائلہ اور جاوید حیات سب ہی زاہد کیلئے دعائیں کرتے اسکی صحت اور خیر وعافیت کیلئے زاہد ہفتہ میں ایک بارڈاک کے ذریعے خط لکھ دیتا جسکی بدولت سب کوزاہد کے خیریت سے ہونے کا سکون مل جاتا اورایک دفعہ توزاہد weekend پرگھر آجاتااور پھر لاہورواپس چلا جاتا۔ جب کبھی زاہدمصروفیت کے باعث گھر نہ آپاتا یا خط نہ لکھتا تو سب کادل ڈوبنے لگتااور بار بارلاہور فون ملاتے جب کبھی زاہدفون racieve نہ کرتاتو ڈرائیور کو لاہورزاہدکی خیریت معلوم کرنے بھیج دیتے اور بعض اوقات خودگھر میں سے کوئی زاہد سے ملنے چلا جاتا زاہدکوکوئی پریشانی نہیں تھی وہ settle تھا سکون سے پڑھائی بھی دل جمعی کیساتھ کرر ہاتھا آہستہ آہستہ وقت گزرنے کیساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ٹھاک اور سنبھال گیا تھا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا چرند پرندخوراک کی تلاش میں ادھراُدھراُڑتے آرہے تھے گاؤں میں اردگرد بلکہ ہرجگہ باتیں ہورہی ہیں لوگ اسکی تعریفیں کرر ہے ہیں

lovely lady ہے میں نے اسے ایک دوبارد یکھا ہے اس بارتو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بہت پیاری ہے۔

کیانام ہے اس کاابراہیم نے اپنی بہن تسنیم سے سوال کیا۔

شمائلہ تسنیم نے جوابا کہا۔

تسنیم شمائلہ کے بچپن کی سہیلی تھی یہ دونوں آپس میں میٹرک تک پڑھی تھی تسنیم غریب گھرانے کی شریف لڑکی تھی جس وجہ سے یہ دونوں بہن بھائی کچے مکان میں رہتے تھے ان کے والدین اللہ کو پیارے ہوچکے تھے ابراہیم اپنی بہن تسنیم کے ساتھ رہتا تھاان دونوں کے علاوہ گھر میں کوئی نہیں تھا اپنے بھی انہیں نہیں پوچھتے تھے۔

یہ صرف دوہی بہن بھائی تھے تسنیم ابراہیم سے دس سال چھوٹی تھی ابراہیم نے والدین کی وفات کے بعدتسنیم کواپنی بیٹی کی طرح پالا کیونکہ ابراہیم صرف بارہ سال کا تھاجب اسکے والد Heart attack کی وجہ سے وفات پاگئے اوروالدہ شوہر کے غم میں چل بسیں اس وقت تسنیم دوسال کی تھی پڑوسن کی تسنیم کا خیال ماں جیسارکھا تھااور ساتھ میں ابراہیم کا بھی دونوں بہن بھائی میں بہت پیار تھا۔

ابراہیم گاؤں میں درزی کی حیثیت کی وجہ سے سے پہچانا جاتا تھا۔اوروہ بھی اپنااوراپنی بہن کا پیٹ پالتا تھالیکن تسنیم کے جہیز کیلئے تھوڑی سے رقم بھی جمع ہوپائی تھی ایک دم بیٹھے بٹھائے اس کے دماغ میں خیال آیا کہ کیوں نہ شمائلہ سے جھوٹ موٹ کے پیار میں پھنسا کراس سے شادی کرلوں کیونکہ اس نے گاؤں سے اسکے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سونے کی چڑیا ہے اوراس کے پیسوں سے تسنیم کی شادی کرلوں گا خود بھی کوئی اچھی ملازمت کرلوں گا۔

انہی خیالوں کی وجہ سے وہ اس دوپہراپنی بہن تسنیم سے شمائلہ کا نام پوچھ بیٹھا تھاابراہیم کی طبیعت بہت خراب رہنے لگی تھی۔اس کی عمرلگ بھگ 28 سال تھی جس کے باعث وہ کام پے نہیں جارہا تھا اور ہاتھ مزید تنگ ہوگیا تھادوزی کی دکان میں ملازم تھا اوردکان کے مالک کا نام شہزادتھاابراہیم دکان میں بارہ گھنٹے کام کرتا اورتنخواہ صرف چھ ہزارملتی جس وجہ سے ان کے خرچے پورے نہ ہوپاتے تسنیم کوابراہیم نے کسی طرح پیسے جوڑ جوڑ کرمیٹرک تک تعلیم دلوادی

تھی لیکن شہر جا کر پڑھنے کیلئے ابراہیم کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے اس لئے اس تسنیم کو گھر بیٹھا لیا ابراہیم خود بھی میٹرک تک زیر تعلیم تھا تسنیم گھر کے سارے کام اکیلی کرتی صبح سے گیا جب ابراہیم گھر لوٹتا تو تسنیم کھانا لگا دیتی۔

میرا ایک کام کروگی۔ تسنیم ابراہیم نے چارپائی سے بہ مشکل اُٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں جی ضرور بھائی جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر تسنیم نے دوائی اور پانی کا گلاس ابراہیم کو دیتے ہوئے کہا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح شمائلہ کو یہاں لے کر آؤ آگے کیا کرنا ہے وہ میں سنبھال لوں گا ابراہیم کچھ سوچتے ہوئے بولا اور دوائی کھا کر پانی کا خالی گلاس واپس تسنیم کو دیتے ہوئے دیا۔

میں آپ کا مطلب سمجھی نہیں تسنیم الجھی

ادھر آؤ میری بہن میں سب سمجھاتا ہوں ابراہیم نے پیار سے تسنیم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا

میں چاہتا ہوں کہ تم کسی بھی طرح شمائلہ کو بہانے سے یہاں لے کر آؤ ہمارے حالات کے بارے میں بتاؤ پھر بعد میں میں اسے پیار کے چکر میں پھنساؤں گا جب موم پگل جائے گی تو ضرور مجھ سے شادی کا کہے گی اور پھر میں شادی کرلوں گا لڑکیاں بیوقوف ہوتی ہیں۔ اور پھر اسکی جائداد سے تمہاری شادی بھی کروں گا۔

تسنیم کو اپنے بھائی کی بات سن کر جھٹکا سا لگا وہ اپنے بھائی سے ایسی بات کی توقع نہیں رکھتی تھی اس کے پاس کوئی الفاظ نہ تھے تبھی اس نے سادھ لی ابراہیم تسنیم کے جواب کا منظر تھا۔

کیا بات ہے تمہیں idea اچھا نہیں لگا ابراہیم نے معصومیت سے پوچھا۔

نہیں بھائی میں ایسا نہیں کرسکتی وہ میری بہت اچھی سہیلی ہے اور ویسے بھی اس کے والدین اس شادی پر کبھی راضی نہیں ہونگے یا پھر شمائلہ ہی بیوقوف نہ ہو یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے والد اُسے اپنی جائداد سے عاق کردیں تب آپ کیا کریں گے کیسے کریں گے میری شادی شمائلہ کو دھوکہ دے کر یہ گاؤں چھوڑ کر کہا جائیں گے آپ تسنیم سر جھٹک کر غصے سے اونچی آواز میں بولی۔

حوصلہ رکھو اور آہستہ بولو دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں جب یہ سب ہوگا تب دیکھا جائے گا ابراہیم لاپرواہی سے بولا۔

تسیم اپنے بھائی کا حیرانگی سے منہ دیکھتی رہ گئی

اگر شمائلہ کے والد آپ کو داماد بنانے میں راضی ہو گئے تو پھر کیا آپ ساری دولت ہڑپ کر کے شمائلہ کو طلاق دے دیں گے۔ تسنیم نے بے صبری سے کہا۔

نہیں میں اسے اپنے ساتھ ہی رکھوں گا ابراہیم نے جواب دیا۔

تسنیم نے اطمینان کا سانس لیا۔ یعنی آپ مکمل فراڈ نہیں کرنا چاہتے تسنیم نے بے یقینی سے پوچھا۔

نہیں بہن ہم شریف لوگ ہیں تم میری پوری بات سنی ہی نہیں تھی کہ مجھ پہ آگ بھگولہ ہوگئی ابراہیم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

اور اگر شمائلہ ہی نہ پھنسی تو پھر آپ ابراہیم نے زور سے قہقہہ لگایا تو تسنیم کہتے کہتے چپ ہوگئی اور اپنے بھائی کو حیرانی سے دیکھنے لگی۔

پاگل نا سمجھ ہو تم میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ضرور پھنسے گی ابراہیم نے ہر لفظ پر دے کر پریقین لہجے میں کہا۔

اگر شمائلہ نہ پھنسی تو اس بار ابراہیم نے تسنیم کی نکل اتاری تسنیم کو اس قدر ہنستا دیکھ کر حیرت سے چونکی لیکن خاموش رہی اس کے دماغ میں عجیب و غریب قسم کے خیالات آرہے تھے جو اسے الٹا سیدھا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔

---

شمائلہ بیٹا تم سے کوئی تسنیم نام کی کوئی لڑکی ملنے آئی ہے ملازمہ پروین نے نیچے سے ہی شمائلہ کو آواز لگائی شمائلہ اس وقت اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی کیونکہ دفتر میں لنچ بریک ہوئی تھی۔

ملازمہ پروین کی آواز سن کر وہ سیڑھیاں اترتی سیدھا Guast room میں گئی اور وہاں اس تسنیم کو اپنا منتظر پایا۔

ارے تم کب اور کیسے یہاں آنا ہوا شمائلہ نے پر جوش ہو کر تسنیم سے مصافحہ کیا۔

ابھی آئی ہوں ضروری کام تھا دفتر بند تھا سوچا گھر چلی جاتی ہوں تسنیم نے بیٹھتے ہوئے کہا اور شمائلہ اس کے برابر لیکن کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئی۔

تم یہیں بیٹھو میں ابھی آتی ہوں شمائلہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی اور ایک ملازمہ کو بازار سے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لانے کیلئے بھیج دیا اور پھر واپس آ کر کمرے میں بیٹھ گئی۔

اب بتاؤ کیسی ہو تسنیم کیا کر رہی ہو آج کل شمائلہ نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

ٹھیک ہوں۔ تسنیم نے جواب دیا تم سناؤ اس بار تسنیم نے سوال کیا۔

دفتر میں مصروف رہتی ہوں شمائلہ نے اپنی پیشانی سے بال جھٹک کر کہا

اتنے میں ملازم ہاتھ میں ٹرے لئے دو گلاس کوک اور نمکو پیکٹ چپس سمیت اندر داخل ہوا سامنے پڑی میز پر سب کچھ سجا کر چلا گیا۔

اس کیا ضرورت تھی خوامخواہ تم نے میری وجہ سے اتنی تکلیف کی تسنیم نے معذرت کرنے والے انداز میں کہا۔

پہلی دفعہ ہمارے گھر آئی ہو میں تمہیں ایسے کیسے جانے دیتی شمائلہ نے کوک کا گلاس تسنیم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے تسنیم نے کوک کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

گھر میں کوئی نہیں ہے سب زاہد بھائی کو ملنے لاہور گئے ہیں میں گھر میں اکیلی ہوں شمائلہ نے کوک کے سپ لیتے ہوئے کہا۔

تم کیوں نہیں گئی تسنیم نے نا سمجھنے والے انداز میں پوچھا۔

دفتر کی وجہ سے تمہیں پتہ تو ہے زور کتنا رش ہوتا ہے شمائلہ نے جواب دیا۔

یہی وقت ہے شمائلہ کو گھر لے جانے کا اس نے سوچا موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا تسنیم نے دل ہی دل میں سوچا۔

ہاں سچ۔

تم کہہ رہی تھی کہ تمہیں مجھ سے کوئی ضروری کام ہے تو بتاؤ کیا کام تھا شمائلہ اصل موضوع پر آئی۔

او۔ ہاں یاد آیا تسنیم نے ہوش سنبھالا دراصل بات یہ ہے کہ میرے بھائی بہت بیمار ہیں وہ درزی ہیں کافی دنوں سے کام پر بھی نہیں جا رہے جس وجہ سے ہمیں بہت دقت ہو رہی ہے گھر میں جتنا کچھ تھا سب ان کی دوائیں خرچ ہو گیا اور پھر تسنیم نے باقی کی ساری کہانی سنا دی کہ وہ کس کس مشکل وقت سے گزرے تسنیم نے۔

اسکی ساری آپ بیتی سن لینے کے بعد شمائلہ گہری سوچ میں ڈوب گئی اور پھر یہ سوچ کر تسنیم کے ساتھ چل پڑی کہ جاوید حیات اور باقی گھر والے کل شام تک واپس آ میں گے تسنیم جب شمائلہ کو لے کر گھر کے اندر داخل ہوئی تو ابراہیم اپنے سینے پر ہاتھ رکھے بری طرح کھانس رہا تھا۔

تسنیم نے جلدی سے آ کر اپنے بھائی کو سنبھالا اور جب ابراہیم نے اپنا سر اٹھایا یہ دیکھنے کیلئے کہ تسنیم کس کو ساتھ لائی ہے تو وہ دم بخود رہ گیا اور کھانسی



www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

ہی بھول گیا ایک ہی نظر میں ابراہیم شمائلہ کی آنکھوں سے دل میں اتر گیا تھا اتنا خوبصورت شمائلہ خود کو ایسا سوچنے پر رک ہی نہ پائی۔

ارے شمائلہ ابھی تک تم یہاں دروازے پر کیوں کھڑی ہو آؤ اندر آؤ تسنیم نے ابراہیم کو چارپائی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

شمائلہ اندر آ گئی اور دوسری چارپائی پر براجمان ہو گئی جو ابراہیم کے بائیں طرف تھی تسنیم باورچی خانہ میں چائے بنانے چلی گئی۔شمائلہ اور ابراہیم کے بیچ اب تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی دونوں خاموش اور ساکت بیٹھے تھے ابراہیم وقفے وقفے سے کھانس رہا تھا اور شمائلہ کے ننھے دل کو اس پر بہت ترس آ رہا تھا شمائلہ چوری چوری ابراہیم کو دیکھتی لیکن جب ابراہیم اسے دیکھنے لگتا تو وہ چہرہ دوسری طرف کر لیتی ایسا تین چار بار ہوا جس پر ابراہیم دل ہی دل میں مسکرایا بھی کہ چڑیا ہاتھ آ گئی تھی وہ شمائلہ کی ایک ایک حرکت سے بہ خوبی واقف تھا یہ تو انسان کے روپ میں فرشتہ معلوم ہوتا ہے شمائلہ کو خود پر قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ کاش یہ شہزادہ گلفام اس کا ہمسفر ہوتا تسنیم چائے لے آئی خود بھی لی اور اُن دونوں کو بھی دی۔

ارے تم دونوں نے ابھی تک کوئی بات نہیں کی تسنیم نے ترچھی نگاہوں سے ابراہیم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

چائے کے دوران رسمی علیک سلیک کی گفتگو ہوتی رہی۔

میں نے آپ کے بارے میں بہت سنا ہے اچھا ہوا ہے آپ یہاں آئیں آپ کو ہمارے لئے کتنی تکلیف اٹھائی معذرت چاہتے ہیں کہ آپ کے دفتر خود نہ آ سکے بلا لیا ابراہیم نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بڑی چالاکی سے کہا۔

نہیں ۔نہیں معذرت کی کوئی بات نہیں مجھے خوشی ہوئی یہاں آ کر شمائلہ ہلکا سا شرمائی تسنیم خوشی سے بیٹھے دونوں کی گفتگو اور انکے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی اور اسے تشویش بھی ہو رہی تھی۔

آپ بہت گرم ہیں سورج کی طرح آپ فکر نہ کریں آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے میں جو آ گئی ہوں میں روز آپکی عیادت کو آیا کروں گی شمائلہ نے ابراہیم کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کرتے ہوئے کہا۔

شمائلہ زندگی میں پہلی بار کسی غیر لڑکے سے باتیں کر رہی تھی اور اب اسے چھو بھی لیا تھا اسے چھو لینے کے بعد شمائلہ کے دل کے اندر ایک بلبل نے میٹھا سا نغمہ گنگنایا شمائلہ پہلی ہی ملاقات میں اپنا دل کھو بیٹھی تھی اور اس نے جھٹک کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا شمائلہ نے دس ہزار روپے تسنیم کو دینے کے بجائے ابراہیم کے ہاتھ میں دیئے اور ابراہیم نے جان بوجھ کر پیسے پکڑنے کیساتھ شمائلہ کے ہاتھ چھوا شمائلہ کے ہاتھ سے ایک دم دل اور بدن ٹھنڈ سے لرز گئے اور اس نے گھبرا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

ان پیسوں سے علاج کر و لینا اور دوا بھی لے لینا کم پڑ جائیں تو اور مانگ لینا شرمانا نہیں اس بار شمائلہ تسنیم سے مخاطب ہوئی تھی اب میں چلتی ہوں آپ اپنا خیال رکھیے گا۔

شمائلہ نے پیچھے پلٹ کر پیار بھری آنکھوں سے ابراہیم سے کہا ابراہیم نے شمائلہ کو جواب میں مسکراہٹ پیش کی اور پھر شمائلہ واپس اپنے گھر آ گئی۔اور اس نے اپنے گارڈ سے کہہ کر دفتر بھی بند کروا دیا تھا شمائلہ کام کرنے کے موڈ میں نہیں تھی کیونکہ ابراہیم کے خیالوں نے اس کے دل و دماغ میں قبضہ کر رکھا تھا اور وہ اپنے بیڈ پر ایک پگلے کی طرح آ کر لیٹ گئی

جاری ہے باقی آئندہ شمارے میں پڑھیے۔

---

http://www.booksstube.net/
http://www.urdutube.net/



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# صنم تیری بے وفائی

۔۔تحریر۔ندیم امانت میرپوری بھمبر۔ 0341.6208677۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں پہلی بار ایک کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں۔ جس کا نام میں نے۔ صنم تیری بے وفائی۔ رکھا ہے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقعہ دیں اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا جواب عرض کا میں مستقل قاری ہوں لیکن آج اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظوں کے ساتھ حاضر ہوں اس کہانی کو مزید بہتر کر کے شائع کرنے کی کوشش کرنا۔ اور مجھے آگے بھی لکھنے کا موقع دینا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

صبح صبح کام سے چھٹی تھی موسم بھی خوشگوار تھا بہت ہی دیکھتے بادل اپنی آغوش میں لیے آسمان کو ڈھکے ہوئے تھے ہر دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا میں اپنی چھت پہ کافی دیر بیٹھا موسم کو انجوائے کرتا رہا چاروں طرف پہاڑوں پہ بہار اپنے رنگ بکھیر رہی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی جو پہاڑوں کے حسن میں اور بھی اضافہ کر رہی تھی۔

دل نے کہا کیوں نہ آج پہاڑی اونچائی پہ جا کر موسم کا لطف لیا جائے اور آہستہ آہستہ چلتے چلتے ایک پہاڑ پہ گیا تو ایک طرف سے گانے کی آواز آ رہی تھی

توں ہیں تے تیریاں یاداں سہی۔
یاداں دے سہارے جی لاں گے
تو ہو گئے سنگ جی صدقے
اسی کلے کارے جی لاں گے

تھوڑا آگے جا کر دیکھا تو ارسلان سگریٹ کے کش لیتا اور آہستہ سے دھواں چھوڑتا اور اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس سگریٹ نوشی کی وجہ پوچھنے پر وہ بے خیالی سے بولا کہ شاعر کہتا ہے۔

اس کی یاد آتی ہے تو سگریٹ اٹھا لیتا ہوں
اس دھوئیں سے اس کی تصویر بنا لیتا ہوں

شعر پڑھنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا میں بھی اس کے پاس ایک پتھر پہ بیٹھ گیا تھا کافی پیار سے بار بار پوچھنے پر وہ سگریٹ بجھا کر کہانی سنانے پہ تیار ہو گیا مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور چند لمحے میرے سامنے رکھ کر اپنی کہانی سنانا شروع کر دی اتنے میں بارش کی چھم چھم برسنے لگی تھی بارش اتنی خاموشی سے برس رہی تھی لیکن میں بھی ارسلان کی آپ بیتی پہ رو رہا تھا۔

ارسلان کی کہانی اسی کی زبانی سنیے۔

میں نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ ایک متوسط گھرانہ تھا ہم دو بھائی تین بہنیں تھیں بڑی کا نام اقراء اس سے چھوٹا بھائی احسان۔ اس سے چھوٹی دو بہنیں امبر اور ایمان تھی سب سے چھوٹا میں ارسلان تھا جب میں پانچ سال کا ہوا تو سکول میں داخل کروا دیا گیا میں پڑھائی میں کافی حد تک بہتر تھا مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

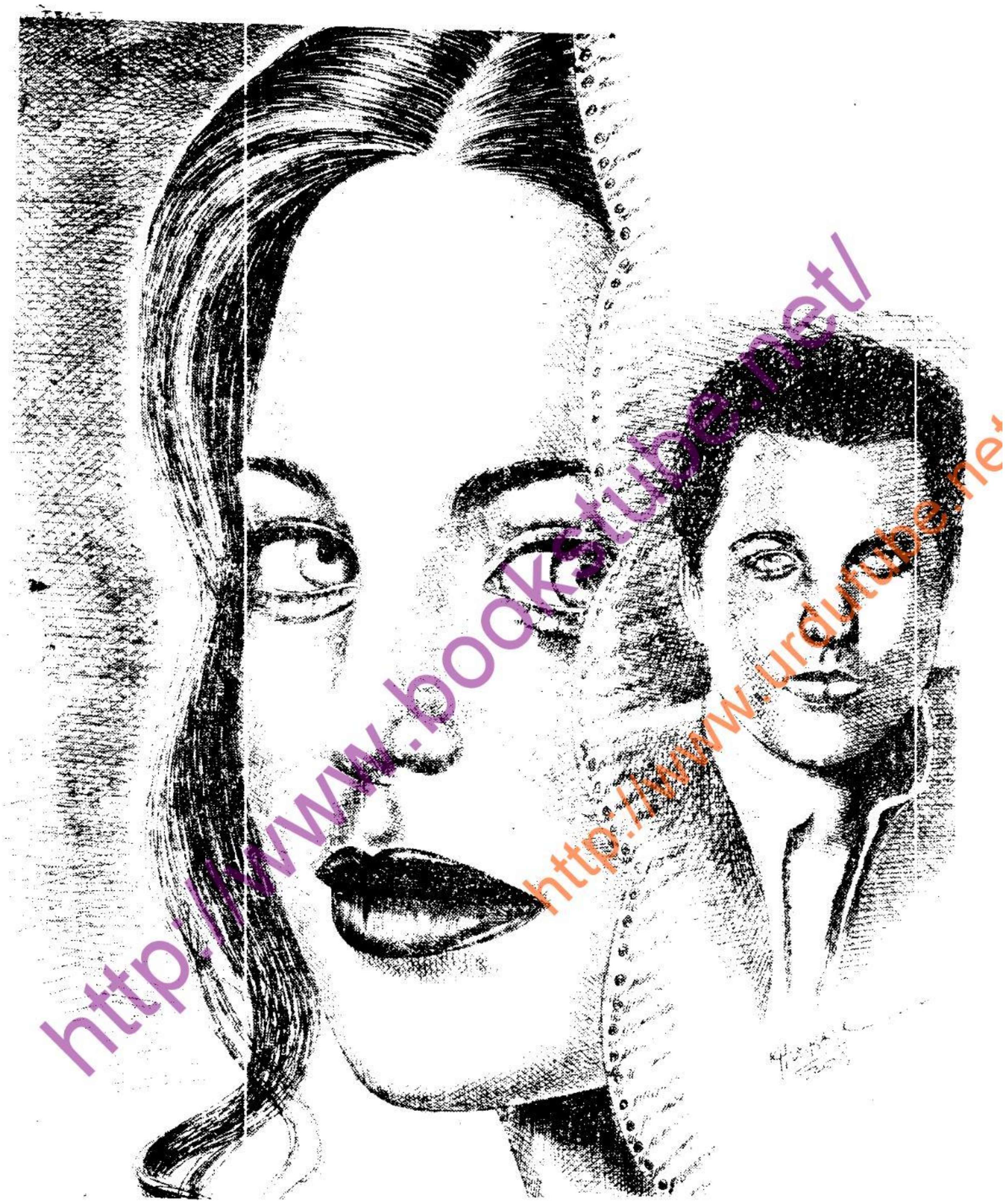



www.pdfbooksfree.pk

وقت اپنی رفتار کے ساتھ چلتا رہا میں نے پرائمری اچھے نمبروں سے پاس کر لی میرے پاس ہونے پر والدین بہن بھائی بہت خوش ہوئے تھے خاص کا والد صاحب بہت خوش تھے بھائی بھی ایف اے میں تھے ان کا آگے پڑھنے کا کوئی شوق نہ تھا اس لیے والد صاحب نے کہا میں تو اپنے بیٹے کو ڈاکٹر بناؤں گا امی پاس ہی بیٹھی تھیں بولی ہاں تم تو اپنے بیٹے کو ڈاکٹر ہی بنانا اور میں تو اپنے بیٹے کو فوجی افسر ہی بناؤں گی۔ میں بتاتا چلوں کے مذاق مذاق میں ابو کا بیٹا تھا اور بھائی امی کا بیٹا تھا کیوں کہ میں سب سے شرارتی تھا میری شکایت اکثر ابو کو ملتی تھی اور ابو مجھے کچھ نہ کہتے تھے۔

اب میں چھٹی جماعت میں ہو گیا تھا وقت اپنی رفتار میں گزر رہا تھا اب میرے مڈل کے امتحان شروع ہو گئے تھے۔

میں آپ کو بتاتا چلوں کہ لڑکیوں کے پیپر بھی ہمارے سکول میں تھے آج ہمارا پہلا پیپر تھا صبح جب میں اور عدنان سکول داخل ہوئے تو سامنے ایک کونے میں کافی لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں ان کے ساتھ والے پلاٹ میں میں اور ہمارے کلاس فیلو بیٹھ گئے ہم نے ان کو جا کر سلام کیا اور باتوں میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر بل ہوئی اور پیپر شروع ہو گیا میرا پیپر بہت اچھا ہوا تھا اس طرح ہمارے دو تین پیپر ہو گئے تھے ایک دن ہمارے پڑوس کی لڑکی عائشہ آئی اور مجھے کہنے لگی بھائی ارسلان اگر آپ نے ماڈل پیپر سے پیپر یاد کر لیا ہے تو ایک بار مجھے دینا میں صبح سکول جا کر واپس کر دوں گی۔

صبح جب میں سکول سے باہر آ رہا تھا تو سامنے عائشہ اور اس کی ایک دوست کھڑی تھیں جب میں باہر آیا تو وہ لڑکی میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی میرے قریب آتے ہی عائشہ نے میرا شکریہ ادا کیا ماڈل پیپر واپس کر دیا۔

قارئین کرام میں محبت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا یعنی کے کوئی بھی دلچسپی نہ تھی کیوں کہ میرا سپنا ڈاکٹر بننے کا تھا اسی طرح پیپر ختم ہو گئے سکول سے چھٹیاں ہوئیں ایک دن میں کسی کام سے عائشہ کے گھر گیا تو اس کے ساتھ وہ لڑکی بھی تھی پہلے تو عام حالت میں باتوں میں مصروف تھی وہ میرے داخل ہوتے ہی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی جیسے وہ میرے ہی انتظار میں تھی میں نے آنٹی یعنی عائشہ کی امی سے بھائی قاسم کا پوچھا تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھے ان سے چارج لیا اور گھر واپس آ گیا۔

اب ہمارے رزلٹ آ گئے تھے میں عدنان اور عائشہ پاس ہو گئے تھے ہمارے گاؤں میں مڈل سکول ہی تھا ہمیں آگے پڑھنے کے لیے ہائی سکول میں داخلہ لینا پڑا جو ہمارے گاؤں سے اڑھائی کلومیٹر دوری پر تھا یہاں لڑکیوں کا بھی ہائی سکول تھا میں عدنان اور عائشہ بھی ہائی سکول میں داخل ہو گئے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ عدنان میرا جگری دوست یا یوں سمجھیں کہ میرے بھائی جیسا تھا اور عائشہ میری بہن جیسی تھی۔

آج سکول میں میرا پہلا دن تھا اور سکول میں اور عدنان ہی گئے تھے خیر کسی طرح ہمارا دن ختم ہوا تو عدنان کہنے لگا ارسلان دکان پر چلتے ہیں وہاں سے نمکو اور بسکٹ لے کر آئے تو لڑکیوں کو بھی چھٹی ہو چکی تھی ہم نمکو کھاتے ہوئے آ رہے تھے کہ اچانک میرے کانوں میں ایک کوئل جیسی آواز آئی۔

ارسلان صاحب۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ لڑکی جو کہ عائشہ کی دوست تھی وہ تیز تیز قدموں سے میری طرف آ رہی تھی قریب آ کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سلام کیا اور عائشہ کے بارے میں پوچھنے لگی کل سے اس کے گھر کا فون بھی بند ہے وہ کب سے سکول آنا شروع کر رہی ہے۔ میں خاموش ہی رہا اور عدنان بولا کہ کل سے آئے گی ہم چلنے لگے وہ بھی ہمارے

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پیچھے ہی آنے لگی آگے اس کا گاؤں آ گیا اور وہ اپنے گھر داخل ہو گئی۔

اس دن مجھے پتہ چلا کہ وہ اس گاؤں کی ہے اس طرح معمول سے ہم چاروں سکول جانے لگے دو ماہ کا وقت گزرنے پر عدنان کو کچھ مسائل کی وجہ سے سکول چھوڑنا پڑا تھا اسی دوران میری اور عائشہ کی دوست کرن کی آنکھیں چار ہوتی رہی مجھے اس کا نام بھی معلوم ہو چکا تھا اور عدنان بھی سکول چھوڑ چکا تھا اس کے تھوڑے دنوں بعد چھٹیاں ہو گئیں ان چھٹیوں میں کرن کا مسکراتا ہوا چہرہ کبھی کبھی میرے سامنے آ ہی جاتا تھا پھر خیال آتا کہ میرا سپنا ڈاکٹر ہے پیار دیار نہیں کرنا۔

اس طرح کرتے کرتے چھٹیاں ختم ہو گئی تھی اور میں اور عائشہ جب سکول جا رہے تھے تو وہ بھی اپنی چھت پر ہمارا انتظار کر رہی تھی ہمیں دیکھ کر خوش ہو گئی جیسے خزاں میں بہار اور دھوپ میں بارش جسم میں روح آ گئی ہو چاند جیسا چہرہ گلاب جیسے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ پھر وہ بڑی تیزی سے چھت سے نیچے آئی اتنے میں عائشہ نے دروازے پر دستک دی میں تھوڑا آگے جا کر رک گیا تھا۔

کرن باہر آ کر عائشہ سے گلے ملی اور میرے پاس آ کر سلام کیا ارسلان صاحب کیسی گزری چھٹیاں ہماری یاد بھی کبھی آئی کہ نہیں۔ اس طرح کی کافی سوال اس نے ایک ساتھ ہی کر ڈالے تھے عائشہ بولی میڈم بس کرو ارسلان بھائی کو جواب دینے کا بھی موقع دو نا کیوں کہ وہ عائشہ کی دوست تھی اس لیے اسے پتہ تھا کہ کرن مجھے پسند کرتی ہے۔

میں نے صرف اتنا سا ہی کہا کہ اچھی گزری ہیں اس طرح آتے جاتے عائشہ کے ساتھ مجھے مخاطب کرنا اس کا معمول بن گیا تھا میں بھی کبھی کبھی اس کی بات کا جواب دے دیتا تھا اس طرح کرتے کرتے ہمارے نویں کے پیپر ہو گئے۔

اب دسویں کی کلاس بیٹھ چکی تھی ایک دن ہم سکول جا رہے تھے عائشہ اور کرن دونوں ہی میرے آگے آگے جا رہی تھیں میں نے دیکھا کہ کرن کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا وہ عائشہ کو دیتی اور عائشہ پھر اس کو دے دیتی اس طرح کرتے کرتے عائشہ نے اپنے کتاب میں رکھ لیا چھٹی کے وقت جب کرن اپنے گھر چلی گئی تو عائشہ کہنے لگی ارسلان بھائی آپ کی ایک چیز میرے پاس ہے اس نے اپنے کتاب سے وہ کاغذ کا ٹکڑا میری طرف بڑھا دیا کسی نے آپ کے لیے لیٹر بھیجا ہے پوچھنے پر عائشہ بولی پڑھ کر خود ہی دیکھ لو میں نے وہ لیٹر اپنے پاس رکھ لیا اور گھر آ گئے گھر آ کر میں نے کھانا کھایا عصر کی نماز پڑھ کر گھر آیا تو خط کا یاد آیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

ترس رہی ہیں جو تیرے انتظار کو مدت سے
وہ بے قرار نگاہیں تمہیں سلام کہتی ہیں

سلام الفت ارسلان صاحب جب سے تم کو دیکھا ہے تم اچھے لگنے لگے تھے ہر وقت تم میری سوچوں کا مرکز رہے ہو بہت کوشش کی آپ کو بھول جانے کی۔

آپ کی یاد نے برا حال کر دیا
تنہا میرا جینا محال کر دیا
دلا جو آپ کو یاد نہ کریں
دل کمبخت نے دھڑکنے سے انکار کر دیا

لیکن آپ کو بھولنے میں ناکام ہی رہی پلیز میری محبت کا جواب محبت سے ہی دینا آپ کی کرن ارسلان۔

میں خط پڑھ ہی رہا تھا کہ عدنان بھی آ گیا آتے ہی میرے ہاتھ سے خط لے کر اچھل اچھل کر کہنے لگا مبارک جی مبارک آپ کو کب سے پیار ہو گیا ہے آج تو پورے گاؤں کو پتہ چلنا چاہئے دوسروں کو پیار نہ کرنے کی نصیحت کرنے والا بابا آج خود محبت کے گیت گا رہا ہے اتنے میں مغرب کی آذان ہونے لگی


www.pdfbooksfree.pk

ہم نے جا کر نماز پڑھی اور اپنے اپنے گھر چلے گئے خیر میں خط کا جواب نہ دے سکا اس خط نے مجھے پریشان کر دیا تھا کرن کی یاد میں تیزی آ چکی تھی میں اس کی محبت سے جان چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا تیسرے دن کرن کا ایک اور خط وصول ہوا۔ سلام محبت ارسلان صاحب مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ آپ میری محبت کا جواب خاموشی سے دیں گے میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں آپ نے میرے پیار کا جواب مثبت نہ دیا تو میں کچھ کر لوں گی۔

مت چھین اپنا نام میرے لب سے اس طرح
بے نام زندگی میں تیرا نام ہی تو ہے

فقط آپ کی کرن ارسلان۔

آج رات مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اس کا مسکراتا ہوا چہرہ بار بار میرے سامنے آ رہا تھا نجانے رات کے کس پہر میں آنکھ لگ گئی صبح امی نے آ کر جگایا کہ بیٹا سکول نہیں جانا کیا باہر عائشہ تیرا انتظار کر رہی ہے ناشتہ کیا سکول کی طرف نکل گئے آج کچھ دیر ہو چکی تھی آگے کرن بھی بڑی بے تابی سے انتظار کر رہی تھی جواب نہ پا کر کرن کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے کرن کے آنسو دیکھ کر مجھے خود پہ بہت غصہ آیا پھر دل اور دماغ کی جنگ شروع ہو گئی آخر کار دل ہی جیت گیا گھر آ کر کھانا کھائے بغیر ہی سونے کے لیے چلا گیا نیند تو دور دور تک کہیں بھی نہیں تھی کبھی کرن کی آنکھوں والے آنسو یاد آتے تو کبھی اس کا مسکراتا ہوا چہرہ کرن کی محبت کا جواب کیسے دوں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ پتہ نہیں عدنان کہاں سے آ ٹپکا آ کر کہنے لگا شہزادے کہیں پیار تو نہیں ہو گیا۔ نہیں یار۔ پھر تیری شکل پر یہ بارہ کیسے بجے ہیں۔ اور زور زور سے چلانے لگا آنٹی آپ کے صاحبزادے کو محبت ہو گئی ہے اس کا علاج کرواؤ میں نے اٹھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا یار تم تو اپنی بکواس بند کرو تھوڑی دیر بعد عدنان تو چلا گیا میں کاغذ قلم لے کر بیٹھ گیا شاعر کے

اس شعر کے ساتھ ہی خط کا آغاز شروع کیا۔

کھائی تھی قسم نہ پیار کرنے کی زمانے میں
تمہاری صورت دیکھ کر اللہ کی قسم نیت بدل گئی

کرن صاحبہ آپ کے خط ملے پڑھے اور آپ کا پیار اپنے دل میں تلاش کرنے میں ٹائم لگ گیا جس کے لیے سوری میں بھی آپ سے بہت پیار کرتا ہوں کرتا رہوں گا فقط آپ کا ارسلان۔۔

میں صرف خط میں اتنا کچھ ہی لکھ سکا میں نے کبھی کسی کو خط نہیں لکھا تھا خط کیا میں نے کبھی کسی لڑکی کو دیکھا تک نہ تھا صبح عائشہ کے ذریعے خط کرن کو دیا کرن خط لے کر بہت خوش ہوئی اس کو جیسے بہت ہی پیاری چیز سالوں بعد مل گئی ہو اس نے چلتے چلتے ہی خط پڑھنا شروع کر دیا تھا پڑھ کر بڑے جوشیلے انداز میں شکریہ ادا کیا۔

اس طرح ہمارے پیار کی گاڑی بغیر کسی خطرے کا خیال کیے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گئی ہر روز ہماری ملاقات ہو جاتی کبھی کبھی رات کو فون پر بھی بات ہوتی تھی کرن کی طرف سے ایک پھول ہر صبح فون پر میرا منتظر ہوتا تھا وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا اس طرح ہمارے دسویں کے پیپر بھی ہو گئے اور سکول سے چھٹیاں ہو گئیں ملنے کا تو نظام ختم ہو گیا تھا لیکن فون پر ہمارا رابطہ مستقل رہا تھا۔ ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور کبھی جدا نہ ہونے کے وعدے کیے اب رزلٹ بھی آ چکا تھا ہم سب پاس ہو گئے عائشہ اور کرن نے سکول چھوڑ دیا تھا۔

میں نے آگے کالج میں داخل لے لیا تھا کالج کافی دور تھا اور افسوس کی بات کی کالج کا راستہ کرن کے گھر سے دوسری طرف تھا اور اس طرح دن رات میں اور راتیں دن میں تبدیل ہونے گئے۔

ایک دن عائشہ آئی اور کہنے لگی میں کرن کے پاس گئی تھی۔ اس نے میرے بارے میں کچھ کہا تو نہیں مجھے تو کچھ نہیں کہا بلکہ آپ کا ذکر تک بھی نہیں کیا


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

میں غصہ سے اٹھ کر باہر جانے لگا عائشہ جلدی سے بولی مجھ سے نہیں اس کاغذ سے بہت کچھ کہا ہے عائشہ خط مجھے دے کر باہر چلی گئی۔

میں پڑھنے لگا جس کی تحریر یوں تھی

بڑھ بڑھ کر چومتی رہیں خوشیاں تیرے قدم
بھولے سے بھی نہ آئے تیری زندگی میں غم
پھول کیا چیز ہے تم خود پھول ہو
کچھ لکھنے سے پہلے میرا سلام قبول ہو

سلام الفت میری دعا ہے کہ آپ دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں لیکن ترقی میں ہمیں مت بھول جانا کہیں کسی اور لڑکی سے ترقی تو نہیں ہو گئی کل رات فون بھی بند تھا کبھی ہمارے ہاں چکر بھی نہیں لگایا پلیز کبھی تو آ کر اپنا دیدار کروایا کرو ان آنکھوں کو آپ کے دیدار کی حسرت ہے میں آپ کو دیکھے بنا نہیں رہ سکتی اب اجازت دیں۔

دل کا کیا ہے یہ تو تیری یادوں کے سہارے جی لے گا
بات تو آنکھوں کی ہے جو ترپتی ہیں تیرے دیدار کو

آپ کی دیوانی کرن ارسلان دوسرے دن عائشہ ہمارے گھر آئی ارسلان بھائی میں کرن سے آپ کی ملاقات کروا سکتی ہوں۔۔۔ میں نے پوچھا ہو کیسے۔ اس ہفتے ہمارے سب گھر والے شہر شادی پر جا رہے ہیں۔ کرن کے تو نہیں۔ او میرے بدھو بھائی کرن کو فون کر کے اتوار کا ٹائم ہمارے گھر کا دے دو اوہ گڈ آئیڈیا کرن کو جب ملاقات کا کہا تو اس نے انکار کر دیا میں ملاقات نہیں کر سکتی ہمارے گاؤں کے لوگ اچھے نہیں ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔ او پگلی میں نے کب کہا کہ میں ملاقات کے لیے تمہارے گھر آ رہا ہوں بلکہ آپ ہمارے گاؤں آؤ گی میں لڑکی ہو کر آپ کو ملنے آؤں۔

ہیلو میڈم بات تو پوری سن لو جی فرمایئے میرے شہنشاہ کیا حکم ہے کنیز کے لیے۔

اس اتوار کو عائشہ کے گھر والے سب شادی پر جا رہے ہیں آپ عائشہ سے بنے اس کے گھر آنا اتوار کو جب میں عائشہ کے گھر گیا تو سامنے کرن کھڑی مسکرا رہی تھی کرن کی مسکراہٹ پر یہ شعر اس کے قریب جا کر کہا۔

صنم اس طرح مسکرایا نہ کرو ہونٹوں کی شان جاتی ہے
تمہارے لب کھلتے ہیں ہماری جان جاتی ہے

پھر ہم باتوں میں مشغول ہو گئے ٹائم کا پتہ ہی نہ چلا دو بج چکے تھے ہماری محبت سچی تھی ہم نے کبھی ایک دوسرے کو چھوا نہ تھا پھر ہمارے جدا ہونے کا ٹائم آ گیا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں جدا ہونا تھا۔

اب میرا کرن کے بغیر ایک منٹ گزرنا مشکل ہو گیا تھا ایسا لگتا تھا کہ کرن میری نہ ہوئی تو میرا زندہ رہنا مشکل ہے کرن کی یاد میری زندگی کا ایک حصہ بن گئی تھی دو سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔

آج صبح بستر پر لیٹا کرن کے میسج کا انتظار کر رہا تھا کافی ٹائم بعد فون کرنے کی کوشش کی فون بھی بند تھا خیر دل کو اس کی بیٹری لو ہونے کا لالچ دے کر اٹھا غسل کیا ناشتہ کیا اب تک بھی اس کا کوئی میسج نہیں آیا تھا فون بھی بند تھا پہلے دن پھر رات ہو گئی تھی فون بند تھا دوسرے دن نہیں جا کر فون لگا تو سکھ کا سانس آیا اسے کیا پتہ تھا کہ یہ فون بند نہ تھا بلکہ میری دنیا اجڑ رہی تھی۔

فون پر لڑکے کی آواز تھی آج کے بعد اس نمبر پر فون کرنے کی ہمت نہ کرنا فون کے ساتھ ہی نمبر بھی بند ہو گیا تھا میں کئی روز تک فون کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر فون بند ہی ملتا تھا عائشہ سے پوچھا اس کے پاس بھی اس کی بے وفائی کا ہی قصہ تھا کہنے لگی آج کل مجھ سے بھی سیدھے منہ بات نہیں کرتی۔ خیر میں اس سے آپ کے بارے میں بات کروں گی۔

میرا نہ تو کھانے کو دل کرتا تھا اور نہ ہی دنیا کی کوئی چیز اچھی لگتی تھی کسی سے بھی بات کرنے کو دل نہیں کرتا تھا بس ہر وقت کرن کی ہی یاد آتی رہتی جس

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk

کی وجہ سے گھر والے بھی پریشان تھے عدنان بھی مجھے کافی ہنسانے کی کوشش کرتا لیکن ناکام ہی رہتا کرن کے فون پر کافی ایس ایم ایس بھی کر چکا تھا۔

ایک دن کرن کا فون آیا وہ فون نہ تھا طوفان تھا نہ سلام نہ دعا بس برس ہی پڑی آج کے بعد میرے فون پر کال یا میسج مت کرنا میں نے تم سے محبت کی ہی نہیں تھی میں تو کسی اور سے محبت کرتی ہوں اور اسی سے شادی کرنا چاہتی ہوں عائشہ نے بھی بات کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہی رہی بلکہ وہ عائشہ سے بھی ناراض ہوگئی تھی میں کئی بار اس کے گاؤں بھی گیا لیکن وہ مجھے نہ ملی۔

ایک دن عائشہ نے بتایا کہ وہ اپنے کسی کزن سے شادی کرنا چاہتی ہے کیوں کہ اس کے بقول اگر آج کے بعد تم نے ارسلان کے بچے کی وکالت کی تو میں تم سے بھی دوستی ختم کرلوں گی وہ آپ کو دھوکہ دے رہی تھی کہتی میں نے اس کو چند خط لکھ دیئے اس کے ساتھ چند وعدے کیے ان کو وہ سچ سمجھ بیٹھا ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے ایسا نہیں ہوسکتا میں تو شادی اپنے کزن سے کروں گی اور بھی اس نے بہت بکواس کی میں نے اس سے دوستی ختم کر دی ہے آپ بھی اسے بھول جاؤ کیوں کہ وہ بے وفا لوگوں کے لیے اتنا تڑپا نہیں کرتے۔

اتنی محبت کرنے والے کو وہ دولت کی خاطر چھوڑ رہی ہے کیا مطلب بھائی جس کزن سے وہ شادی کرنا چاہتی ہے وہ امیر لڑکا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دولت کی خاطر چھوڑ رہی ہے ندیم صاحب کیا پیار کرنے کا حق صرف امیر لوگوں کو ہی ہوتا ہے تو میرے جیسے لوگوں کو حسین خواب کیوں دکھائے جاتے ہیں کیا ان کا دل نہیں ہوتا کیا ان کو درد نہیں ہوتا اس وقت ارسلان کی آنکھوں میں آنسو غائب ہو چکے تھے وہ یہ الفاظ بڑی مشکل سے ادا کر رہا تھا ایسے لگتا تھا جیسے اس کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے پتہ نہیں کیوں میری آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے ارسلان کی حالت ہی کچھ ایسی تھی خیر میں نے اپنے آنسوؤں کو بڑی مشکل سے قابو کیا۔

میں بتاتا چلوں کہ ارسلان بھی اتنا غریب نہیں تھا بس ارسلان کے پاس گاڑی اور کوٹھی نہیں تھی پھر ایک گلاس پانی پینے کے بعد لڑکھڑاتی زبان سے بولا ایک دن میں پہاڑی کے اس ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا قارئین اس ٹیلے کی خاص وجہ کرن کا گاؤں نظر آتا تھا جس وقت بھی کرن کی یاد آتی وہاں چلا جاتا آج کرن کے گھر میں شازیانے بج رہے تھے ڈھولوں اور گولوں کی آوازیں آ رہی تھی مجھے ایسا لگ رہا تھا کوئی میری بے بسی پر خوشیاں منا رہا ہو۔

میں اسی وقت گھر آیا عائشہ سے پوچھا کہ کہیں کرن کی شادی تو نہیں عائشہ نے وہ میں وہ میں کرنا شروع کر دیا کیا ہو میں۔۔وہ میں۔۔بھائی وہ میں بتانا بھول گئی تھی آج کرن کی شادی ہے میں نے اس لیے نہیں بتایا کہ آپ پریشان ہوں گے۔

عائشہ تو چلی گئی آج مجھے خود سے نہ ختم ہونے والی نفرت ہوگئی تھی دل بولا اب جینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اٹھا سٹور روم میں گیا وہاں سے گندم میں رکھنے والی گولیاں ملیں جتنی ہاتھ میں آئی لے کر کمرے میں آ گیا تھوڑی دیر میں آنکھوں کے آگے اندھیرا ہو گیا پانی پینے کے لیے اٹھا چل نہ سکا فرش پر ہی گر گیا عائشہ کے بقول اس وقت میں آپ کے گھر آئی آنٹی امبر سے کہہ رہی تھی ارسلان کو دیکھو اس کو کھانے کو کچھ دو اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا امبر جب کمرے سے باہر آئی تو اس کا رنگ اڑا ہوا تھا ام۔۔ام۔۔امی ۔۔بھ۔۔بھائی کے منہ سے خون بہہ رہا ہے احسان بھائی بھی گھر میں تھے آپ کو ہسپتال میں لے گئے ڈاکٹر کی بھرپور کوشش کے بعد چار گھنٹے بعد ہوش آیا سب کا رو رو کر برا حال تھا اس وقت ہر آنکھ میرے لیے نم تھی ہر دل میری زندگی کی دعا کر رہا تھا۔


www.pdfbooksfree.pk

دوسرے دن میں گھر آیا سب کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے سب نے مجھ سے لپٹ کر رونا شروع کر دیا تھا یہ دیکھ کر میرا اندر کا انسان جاگ گیا۔ اور کہنے لگا ارے پگلے تیرے ساتھ ایک نے بے وفائی کی ہے اور تو اس کے بدلے میں ان سب باوفا لوگوں سے بے وفائی کرنے جا رہا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ تم کو کبھی معاف نہ کرتا تم نے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے اگر تیری موت ہو جاتی تو نہ اس جہاں کا رہتا نہ اس جہان کا میں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے بھی اور اپنے گھر والوں سے بھی معافی مانگی آئندہ کوئی ایسا کام نہیں کروں گا۔ اتنے میں باجی اقراء بولی آئندہ ایسا سوچنا بھی مت سوچا تو اتنے تھپڑ ماروں گی کہ سات جنم تک درد ہوتا رہے گا اور سب کی آنکھوں میں اانسو آ گئے اس وقت مجھے کرن کو بھولنے کے لیے یہ شعر یاد آیا۔

کٹ جائے گی یہ زندگی تم بن
تم کوئی شرط زندگی تو نہیں

اتنے میں امی فون پر بات کرتے ہوئے آئی اور آتے ہی مجھے دو تھپڑ مارے بات کرنے کو کہا فون پر عدنان تھا میں نے بات کرنے کی کوشش کی مجھے چپ کرا دیا۔ تجھے پتہ ہے تیری اس بے وقوفی کی وجہ سے ہم سب پر کیا بیتی ہے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں جیتے جی مر جاتا۔۔یار مجھے کچھ ہوا تو نہیں۔۔چپ اپنی بکواس اپنے پاس ہی رکھو ایسے بات کر رہا ہے جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہے تم نے گناہ نہیں کیا بلکہ بہت بڑا گناہ کیا ہے اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔

عدنان نے کبھی مجھ سے اس طرح بات نہیں کی تھی آج تو وہ آگ ہی برسا رہا تھا بڑی مشکل سے راضی کیا کافی دیر باتیں ہوئیں اور خوب گپ شپ ہوئے کافی حد تک اس نے حوصلہ دیا وہ تھپڑ مجھے امی نے عدنان کے کہنے پر مارے تھے میں آپ کو بتا تا ہی بھول گیا تھا ماہ سے عدنان دبئی چلا گیا تھا۔

اب دن بدن میری صحت کافی بہتر ہوتی جا رہی تھی کرن بے وفا کو کافی حد تک بھولنے اور مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا اب کالج جانا بھی شروع کر دیا تھا اب جب کرن بے وفا کی یاد آتی ہے تو سگریٹ لگا لیتا ہوں یا اس ٹیلے پر جا کر بیٹھ جاتا ہوں اور سوچتا ہوں اس کا میری طرف دیکھ کر مسکرانا اور اظہار محبت کرنا خط لکھنا ہر روز مجھے فون پر پھول والا میسج کرنا بات کرنا ملاقاتیں کرنا ساتھ جینے مرنے کے وعدے اور قسمیں کھانا یہ سب اس کا ناٹک ہی تھا اگر وہ مجھے برباد کرنا چاہتی تھی تو اور کوئی راستہ اپناتی اسے محبت کا ہی خیال کیوں آیا۔

برباد کرنے کے اور بھی راستے تھے کرن بے وفا
نجانے تم کو محبت کا ہی خیال کیوں آیا

یہ تھی ندیم صاحب میری سگریٹ نوشی کی داستاں اور اس کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گیا بے وفا دوست سے تو سگریٹ ہی اچھا ہے دل تو جلاتے ہیں مگر ہونٹ سے ہونٹ تو ملاتے ہیں۔

قارئین ارسلان کے لیے ضرور دعا کرنا اللہ تعالیٰ اس کو صحت دے وہ اپنا اور اپنے والدین کا سپنا پورا کرے کرن بے وفا کو بھولنے میں کامیاب ہو جائے اور کرن جیسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے وہ کسی کی زندگی کیساتھ نہ کھیلیں۔

اگر آپ کسی سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کر سکو تو وعدہ کرنا ہی نہیں چاہیے کیوں کہ وعدہ کر کے توڑنا بہت بڑا گناہ ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا

قارئین آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا آپ کی دعاؤں کا طلبگار ندیم امانت ملپوری بھمبر آزاد کشمیر۔

---


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# کیسی ہے زندگی

تحریر۔ ڈریم گرل۔ جہلم۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک نئی کہانی کے ساتھ آپکی بزم میں حاضری دینے آئی ہوں یہ کہانی ایک بے بس عورت کی ہے ان عورتوں کے لیے ایک سبق اموز کہانی ہے جو اپنی پہلی زندگی کا راز اپنے شوہر کو بتا کر آخری زندگی کو تباہ کر لیتی ہیں میں نے اس کہانی کا نام ۔کیسی ہے یہ زندگی۔ رکھا ہے امید ہے پسند آئے گی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کیسی ہے یہ زندگی ہر پل ہی روتے ہوئے گزر گی جس شخص کو ہم میں نے ہمسفر چنا اُسی نے اذیت دی ہمیشہ رولایا ہر پل میں اک نیا زخم دیا۔

آج پورے دس سال ہوگئے ہیں میں ان تمام ظلم وستم کو سہتے ہوئے میں بھی تو انسان ہوں میں نے بہت بڑی غلطی کی جو اس شخص کیلیے اپنی محبت قربان کرڈالی۔ جی ہاں میں نے اپنے پیار کو چھوڑ دیا مجھے آج بھی یاد ہے وہ حسین چہرہ دلنشین تھا جتنا وہ باہر سے حسین تھا اس سے بڑھ کر اسکی سیرت اندر سے دلکش تھی ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے ایک دفعہ دیکھا دوسری بار ملے مگر افسوس ہم تیسری بار مل نہ سکے ہم دونوں کا پیار بہت گہرا تھا وہ مجھ پر جان نچھاور کرتا تھا میری چاہت میں پاگل تھا میری خاطر وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھا میری خاطر وہ خود کو کتنا ٹارچر کرتا تھا مجھے پانے کے لئے اسنے کیا کچھ نہیں کیا وہ ایک آرمی ممبر تھا بالکل ینگ اچھی ذات کا دل بہت ہی پیارا ہر لحاظ سے وہ میرے لیے بہت پرفیکٹ تھا ہمیں پیار بھی پہلی ہی نظر میں ہوا تھا وہ مجھے کورٹ میرج کے لیے کہتا رہا میں انکار کرتی رہی میرے پیرنٹ نے میری شادی کہیں اور طے کر دی مجھے نا چاہتے ہوئے بھی یہ شادی کرنا پڑی تھی۔

اس کے دل پہ کیا بیتی یہ خدا جانتا ہے وہ مجھے بہت پیار کرتا تھا اور مجھے یقین ہے وہ مجھے آج بھی پیار کرتا ہے۔

سوچا تھا اسے بھلا دوں گی مگر شادی کی پہلی رات سے لیکر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جب اس کو یاد نہ کیا ہو عورت کو کبھی بھی اپنے پہلے پیار کا راز اپنے شوہر کو نہیں بتانا چاہیے کیوں کہ پھر باقی کی زندگی جینا بہت مشکل ہو جاتی ہے۔۔

جی ہاں قارئین میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے شادی کے بعد کیا بیتی آیئے بتاتی ہوں شادی کے بعد میرے اوپر کیا بیتی یہ جان کر کوئی


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

بھی لڑکی اپنے پہلے پیار کے بارے میں
اپنے شوہر کو نہیں
بتائے گی شازل میرا شوہر فرسٹ نائٹ سے
ہی شک میں مبتلاء ہو گیا تھا کیوں کہ اس نے جب
مجھے چھوا تو میرے منہ سے بلا اختیار میرے پہلے
پیار کا نام نکلا جوں جوں اس نے قربت بڑھائی
میرے منہ سے میرے پیار کا نام ہی نکلتا گیا۔
اس کو بہت غصہ آ گیا پھر اس نے مجھے
میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا کہ جو میں بیان
نہیں کر سکتی پھر اس نے دوسرے دن سے ہی
پوچھنا شروع کر دیا کہ کون ہے وہ جس کے لیے تم
ہر پل رو رہی ہو اور جس کی وجہ سے تم مجھے مسلسل
اگنور کر رہی ہو۔ میں نے بتانے سے انکار کر دیا
میں نے اپنی زندگی کو بحال کرنے کی ٹھان لی مگر
جیسے ہی رات ہوئی میرے شوہر کی قربت میں
میرے منہ سے پھر وہی میرے پیار کا نام نکلا۔
ایک دن رات کو میں سوتے میں سب کچھ
بول گئی جو اس نے سن لیا تھا پھر کیا تھا تیسرے دن
میں اور میرا شوہر اپنی فیملی کے سامنے بظاہر بات
چیت کر لیتے پھر رات کو وہ بیڈ پر سوتا اور میں فرش
پر میں بظاہر تمہارا شوہر ہوں مگر تم سے میرا دل
اچاٹ گیا ہے میں آج کے بعد تمہارے نزدیک
نہیں آؤں گا کبھی بھی تمہارے منہ سے کسی اور کا
نام نکلا ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔
میں نے بہت یقین دلایا کہ میں آج کے بعد
کبھی اس کے بارے میں سوچوں گی بھی نہیں وہ
بظاہر تو نارمل ہو جاتے مگر بات بات پر طعنے کستے
ہیں میں ماں کے گھر جاتی تو وہ مجھ پر نظر رکھتا تھا
میں پابندیوں میں گرفتار ہو گئی تھی میرا شوہر میرا نہ
بن سکا میں نے بہت کوشش کی اپنی لائف کے
ساتھ کمپورومائز کیا کہ نہیں اب تمہارا نکاح ہو
چکا ہے تم اپنے شوہر کی عزت ہو تمہیں اسی کے
ساتھ ہی زندگی گزارنی ہے مگر افسوس اس شخص نے
مجھ پر آج تک اعتبار نہ کیا مجھ پر طرح طرح کے
الزام لگائے شادی کے بعد ایک ماہ وہ میرے
ساتھ رہا پھر مجھے چھوڑ کر دوسرے شہر چلا گیا فون
کرتا تو بات کر لیتی مگر ہر بار ہی کوئی نہ کوئی ایسی
بات کرتا کہ مجھے اپنی زندگی عذاب لگنے لگتی دل
کرتا کہ خودکشی کر لوں۔
تم سمجھتے ہوں گے کہ میں چین سے زندگی بسر کر رہی
ہوں گرل
جتنے عذاب میرے گرد لپیٹے ہیں تو ان سے بے خبر
ہی اچھا ہے
ادھر ماں کا فون آتا تو ان کو بتاتی ماں
میں بہت خوش ہوں اتنی خوش ہوں کہ بتا بھی نہیں
سکتی لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ میرے ساتھ کیا بیت
رہی ہے مجھے آج بھی یاد ہے میری شادی کو چار
سال ہو گئے ہیں میری ساس کا رویہ میرے ساتھ
پہلے بھی ٹھیک نہ تھا مگر اب تو اور بھی زیادہ خراب
رویہ شروع ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ان کو
اولاد نہ دے سکی۔
لیکن یہاں بھی قصور ان کے بیٹے کا ہی تھا وہ
بظاہر تو ایک ہی روم میں ہوتے مگر لاکھوں دور
فاصلے پر ہوتے شادی کے بعد آج پھر عید کا دن تھا
ہمیشہ کی طرح آج بھی پھر اس نے مجھے نظر انداز کر
دیا میں نے ہر بار پاؤں میں گر کر معافی مانگی یہ
یقین دلایا کہ میں آپ کی ہوں میرا اعتبار کرو لیکن
کہتے ہیں ناں شک کا کوئی بھی علاج نہیں ہوتا۔
آخر ایک دن ایسا بھی آ گیا کہ میں نے چیخ
چیخ کر کہا کہ خدا کے لیے میرے ساتھ ایسا نہ کرو
مجھ پر اتنے ظلم نہ کرو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے پھر
ہمیشہ کی طرح انہوں نے مجھے مارا میں نے سب
کہہ کر بھی کسی کو خبر نہیں ہونے دی کہتے ہیں ناں
برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے پھر میں بھی تھک


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

گئی تھی میں نے بھی کہہ دیا کہ اگر میں تمہیں اتنی گندی نظر آتی ہوں تو مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے میرا اتنا کہنا تھا کہ ایک زوردار تھپڑ میرے منہ پر رسید کیا اور کہا کہ کہ تم اگر میری نہیں ہو سکی تو میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا تمہارا خیال ہوگا کہ تم مجھ سے جان چھڑا کر اپنے عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں مناؤ گی۔

خدا کے لیے چپ ہو جاؤ مانتی ہوں میں نے پیار کیا تھا بہت چاہتی تھی کسی کو میں نے آپ کی خاطر اسے چھوڑ دیا مجھے تو اب یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ اب کہاں ہے کس حال میں جی رہا ہے۔

تم بھی میری بات کان کھول کر سن لو میں عنقریب ہی دوسری شادی کر رہا ہوں اور تمہیں چھوڑ دوں یہ تمہاری بھول ہے مس امبر۔ مرنے کے بعد ہی تمہیں مجھ سے رہائی مل سکتی ہے قارئین میں بہت ٹوٹ چکی تھی میرے اندر بھی غموں کا طوفان تھا آخر کار وہ دن بھی آ گیا وہ ہوا جس کا مجھے ڈر تھا مجھ پر سوتن آ گئی پھر کیا تھا وہ غم تو پہلے دن سے ہی میرے نصیب میں لکھے جا چکے تھے اس کے بعد تو سلسلہ مزید بڑھ گیا۔

تجھے چاہا حد سے زیادہ پا نہ سکی گر ل
اتنا نہ چاہتی تو شاید مل بھی جاتے

میری حسرت ہی رہی کہ میں ایک نہ ایک دن ان کو اپنا کر لوں گی ان کے دل میں جگہ بنا ہی لوں گی مگر یہ ساری کوششیں ناکام رہی جب گھر میں ان کی دوسری بیوی آ گئی مجھے اور بھی زیادہ نظر انداز کیا جانے لگا یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے میں ایک زندہ لاش بن کر رہ گئی تھی کوئی قدر نہ تھی میری مجھ سے اچھی تو گھر کی ملازمہ ہی تھی جس سے سب سیدھے منہ بات کر لیتے تھے وقت گزرتا رہا میری زندگی تو تباہ ہو چکی تھی اب جینے کی کوئی امید باقی نہ تھی۔

جب میرے شوہر نے دوسری شادی کر لی تو مجھے سچ میں اپنے پیار کی یاد آنے لگی اتنا ٹائم گزرنے کے بعد بھی میری جان کا ایک ایک لفظ جو اس نے مجھے پیار میں کہے تھے سب کچھ یاد ہے اب تو میں اور کمرہ اور میری تنہائی اور میرے پیار کی یادیں شروع شروع میں جب میں اپنے شوہر کو سوتن کے ساتھ دیکھتی تو مجھے بہت دکھ ہوتا تھا اور مجھے غصہ بھی آتا کہ اس کے لیے ان کے پاس اتنا پیار۔ وقت بڑا بے رحم ہوتا ہے سب کچھ سکھا دیتا ہے میں نے بھی صبر کرنا شروع کر دیا میرا وجود ایک سوکھے تنکے کی طرح ہو گیا تھا ہر وقت سوچتا اپنے ماضی کو اپنے بچپن کو اپنی شادی سے پہلے کی زندگی کو پھر جب ہم ملے تھے ان حسین پلوں کو مجھے آج بھی یاد ہے جب ہم سیکنڈ ٹائم ملے تھے تو میں نے اپنی تین تصویریں اور دو کنگن دیئے تھے اس امید پر کہ جب ہم دوبارہ ملیں گے تو ایک ہو جائیں گے۔

پتہ نہیں ایسا کیوں نہ ہوا تھا اب میں پہلے کی طرح نہ رہی تھی انسان پر جب دکھوں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو وہ خود بھی نیچے دب جاتا ہے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ آج دس سال ہو گئے ہیں میری سوتن سے دو بچے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔

آپ ہی بتایئے قارئین اس میں میرا کیا قصور ہے میں نے اپنا پیار بھی قربان کر دیا اور میری زندگی میں آگے جا کر کیا ملا میں نے پیار ہی تو کیا تھا کتنی بڑی غلطی کی ہے میں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار کر۔

کاش میں اس وقت شاہ زیب کا ساتھ دیتی بھاگ جاتی اس کے ساتھ اور یا اسے کہتی ہی نہ لیکن یہ سوچ کر ایسا کام نہیں کیا کہ ہم عزت دار لوگ ایسا نہیں کرتے جس سے ہمارے ماں باپ کی ناک کٹے انہوں نے تو اپنی طرف سے بہتر کیا


www.pdfbooksfree.pk

مگر جب اوپر والے نے مقدر میں ہی یہ لکھ دیا تھا تو اسے کون جھٹلا سکتا ہے۔
کچھ پل بھی تو راحت کے نہ ملے مجھے سحر گرل
باقی کی زندگی کیا خاک جئیں گے
قارئین میری ان تمام لوگوں سے درخواست ہے کہ خدا کے لیے کسی کو اتنا نظر انداز نہ کیا کرو غلطیاں تو انسان سے ہو ہی جاتی ہیں اگر کوئی اعتراف کر لے تو اسے معاف کر دینا چاہئے

زندگی نام ہی کمپرومائز کا ہے جیسے کہ میں نے کیا پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اپنی اپنی قسمت ہوتی ہے ضروری نہیں کہ ہر کسی کو وہ مل جائے جس کی اس کو تمنا ہوتی ہے میں اور میرا پیار ایک ساتھ ہیں اور ایک ساتھ رہیں گے کیا ہوا جو ہم ساتھ نہیں یادیں تو ساتھ ہیں ناں کچھ لمحے تو ہیں تا جو احساس دلاتے ہیں میرے پیار آپ جہاں بھی ہو آپ کا دامن خوشیوں سے بھرا رہے۔
اگر یہ کہانی آپ کی نظر سے گزرے تو جان لینا کہ آپ بن جان کی زندگی کیا ہے۔
قارئین میرے حق میں دعا کرنا کیا پتہ کس نیک بشر کی دعا قبول ہو جائے۔
ڈریم گرل جہلم۔

اک دعا گلناز کے نام
گل ناز جی میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہو آباد رہو خدا سارے جہاں کی خوشیاں آپ کو دے میں ہر وقت دعا کرتا ہوں کہ اسے خدا گل ناز کے زندگی میں کوئی دکھ نہ دینا گل کو ہر خوشی بن مانگے ہی مل جائے اور میری زندگی بھی گل کو لگ جائے گل کوش رہے آباد رہے شاد رہے۔
محمد اشرف شریف دل بجھیکی ننکانہ صاحب

گل کے نام
سب تمہارے لیے
جان جاں یہ جہاں یہ زمیں آسماں
یہ میرے رات دن خاک ہیں تیرے بن
یہ میری زندگی دوستی دشمنی
راستے واسطے سب تمہارے لیے
سب تمہارے لیے
تم جو دیکھوں تو میرے شب و روز کو
کوئی مطلب ملے
تم کو دیکھوں تو میرے ہر حرف کو
کوئی رتبہ ملے کوئی منصب ملے
تم جو سوچو میرے واسطے کچھ بھی
میں ستاروں کو مٹھی میں بھر لاؤں گا
تم اگر ایک دن مجھ کو آواز دو
میں جہاں پر بھی ہوں لوٹ کر آؤں گا
یہ میرے جسم و جاں میرے شعر و سخن
میری تنہائیاں۔ بزم آرائیاں
سب تمہارے لیے۔ سب تمہارے لیے
محمد اشرف شریف دل بجھیکی

جان سے پیاری گل ناز کے نام
جان جاں گل ناز میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور تمہیں حد سے زیادہ چاہتا ہوں تم سے عشق کرتا ہوں میری کائنات تم ہو میری زندگی تم ہو۔
محمد اشرف شریف دل بجھیکی۔

مجھے شکوہ ہے گل ناز سے
وہ پیار تو مجھ سے کرتی ہے مگر ملنے کا وقت نہیں دیتی۔
آئی مس یو۔ گل ناز۔
محمد اشرف شریف دل بجھیکی ننکانہ صاحب


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
Copyrighted material

# کیا یہی پیار ہے

تحریر۔شاہد رضا۔جڑانوالہ۔0345.4449256

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں ایک بار پھر آپ کی دکھی محفل میں ایک دکھی داستان کے ساتھ حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ آپ اس سٹوری کو پسند کریں گے اور اپنی قیمتی رائے ضرور دیں گے۔قارئین محبت صرف امیروں کے لیے نہیں نہیں بلکہ یہ تو ایسا پودا ہے جو ہر قسم کی زمین میں اُگ سکتا ہے بشرطیکہ اسے احساس کا پانی اور خلوص کی باڑ کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔میں نے اس کہانی کا نام کیا یہی پیار ہے۔رکھا ہے یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے امید ہے کہ پڑھ کر ضرور بتائیں گا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی میں آپ کی نذر کر رہا ہوں میرے دوست کی داستان ہے پڑھنے کے بعد اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیں گے آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

معزز قارئین۔ہم صرف دو بھائی ہیں ماں جسے لوگ جنت سے مترادف کرتے ہیں کا سایہ رحمت سے بچپن سے ہی محروم ہو گیا تھا تو دوسری طرف والد نے بھی ہم نے علیحدگی اختیار کر لی تھی زندگی ایک عجیب ہی ڈگر پر چلنے لگی تھی میں بہت معصوم تھا قریب وجوار کی کوئی خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں۔

پھر خدا کو ہماری حالت زار پر رحم آ گیا بھائی کو ایک اچھا سا کام مل گیا بھائی نے دن رات محنت کر کے مجھے پڑھایا لکھایا زندگی کی ہر خواہش پوری کی میں نے بھی ان کی امیدوں پر پورا اترتے ہوئے تمام تعلیم مراحل عبور کرنے لگا یہاں تک کہ میں نے ایف اے اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔

پھر میں نے پڑھنے کی مزید خواہش ظاہر کی تو بھائی نے میرا ایڈمیشن کروادیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب ٹیپ کی ابتدائی کلاس میں تھا وہ سردیوں کی ایک بہت ہی خوبصورت شام تھی میں اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرا سیل فون بجنے لگا میں نے کال پک نہ کی یہ سوچتے ہوئے کہ محفل کا تسلسل نہ ٹوٹ جائے تھوڑی دیر بعد پھر اسی نمبر سے کال آئی اس بار بھی میں نے پہلے کی طرح ہی پک نہ کی۔

ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد پھر اس نمبر پر میں نے کال ملائی تو ایک لڑکی اس سے پہلے کہ وہ میرے سوال کا جواب دیتی الٹا اس نے سوال کر دیا آپ کون میں نے کہا میرے نمبر پر آپ کی دو دفعہ کال آئی ہیں جو کہ میں مصروف ہونے کے باعث پک نہ کر پایا اس نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا کہ میں نے کوئی کال نہیں ملائی میرا اس سے الجھنے کا خاص موڈ نہ تھا میں نے کہا ٹھیک ہے اور ہاں پلیز اب دوبارہ کال مت آئے۔اس کے ساتھ ہی ہمارا رابطہ کٹ گیا۔

مجھے اس کو سر پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں تھی میں نے ہوا کے آوارہ جھونکے کی مانند اس واقعہ کو بھلا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

دیا تھا رات کی سیاہ چادر کا ہر طرف راج تھا رات کے دس بج چکے تھے میں ابھی سونے ہی لگا تھا کہ اس نے ایک مرتبہ پھر کال ملا دی میں نے کہا اب کیا ہے اس نے مودبانہ لہجے میں سوری کہا اس لیے بولا کہ شاید میری وجہ سے آپ پھر ہرٹ ہوتے ہوں میں نے کہا نہیں نہیں آپ نے کچھ برا نہیں کیا اور داد دی کہ اپنی غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی آپ نے سوری بولا اس نے کہا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اس کائنات میں کسی ذی روح کا دل میری وجہ سے دکھے اس سلسلہ کے ساتھ باتیں کرتی رہی اور میں بت کی مانند اسے سنتا رہا پھر [illegible] نے اس سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا مجھے دوستی میں [illegible] اور ساتھ ہی اس نے کال ڈراپ کر دی۔

میں نے ایک مرتبہ پھر کال ملا دی اور جب بات شروع ہوئی تو اسے ہاں کر دی اور ساتھ ہی مجھے چند شرائط بتا دیں اس نے کہا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولنا شرم و حیا کی دیوار کو عبور نہیں کرنا اور سب سے اہم بات کبھی ملنے کی ضد نہیں کرنا کوشش نہ کرنا میں نے اس کی تمام باتیں قبول کر لیں پھر ہمارا رابطہ ختم ہو گیا میں کافی دیر اس کے بارے میں سوچتا رہا رات کا نجانے وہ کون سا پہر تھا جب نیندی دیوی مجھ پر مہربان ہوئی

آج اتوار تھا میں کافی دیر تک سوتا رہا یوں کہ دن کے آٹھ بج چکے تھے جب میں اٹھا تو سب سے پہلے موبائل چیک کیا موبائل پر میری دوست کا ایس ایم ایس آیا ہوا تھا جب میں نے اسے اوپن کیا تو وہ ایک پھولوں کا خوبصورت گلدستہ تھا اور ساتھ مورننگ وش کی گئی تھی میں نے ریپلائی کیا تھینکس اور پھر فریش ہونے کا بول کر موبائل ٹیبل پر رکھ دیا۔

ناشتے کے بعد میں نے اس سے کال کرنے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا یہ ممکن نہیں لیکن میرے بے حد اصرار کے آگے اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور کہا کہ دن میں صرف ایک بار بات ہو گی اور وہ بھی دو منٹ تک محدود ہو گی میں نے کہا ٹھیک ہے اور ساتھ ہی کال ملا دی اس نے مجھے اپنا نام لیلیٰ بتایا آواز کے ساتھ ساتھ اس کا نام بھی کافی حد تک پسند آیا یوں ہم ایک دوسرے سے طرح طرح کے سوالات پوچھنے لگے جب میں نے موبائل کی سکرین پر نظر دوڑائی تو پانچ منٹ کال چل چکی تھی تو میں نے کال کاٹ دی۔

کال کے کٹتے ہی اس نے کال کر دی اور بولی کیا ہوا میں نے کہا کہ آپ نے بولا تھا دو منٹ سے زیادہ بات نہیں ہو گی تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی وہ ہنسنے لگی وہ ہنستے ہوئے بہت اچھی لگ رہی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے کانوں میں بہت سرور بخش دھن بھر دی ہو اس طرح ہماری دوستی مضبوط ہوتی گئی اور ہم پھر آئے روز گھنٹوں باتیں کرنے لگے۔

نجانے وہ کونسا نازک لمحہ تھا جب وہ میرے دل میں گھر کر گئی اور اس کا پیار سر چڑھ کر بولنے لگا اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے خفا ہو جائے اور ہم میں دوریاں آ جائیں یہی سوچ کر میں نے اپنے پیار کو دل میں دبا دیا اور منظر عام پر نہ لا سکا۔

پھر ایک دن اس کی کال آئی تو میں نے پوچھا کہ آپ نے میرا نمبر کس کے نام سے سیو کیا تو اس نے کہا [illegible] کے نام سے وہ پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح کھل کھلا کر ہنسنے لگی میں بہت خوش ہوا مجھے ڈر تھا کہ شاید میرا یہ نام اس کو اچھا نہیں لگے گا اس نے نام کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا بس یوں کہ آپ مجھے اچھی لگی ہو آپ کی آواز آپ کی باتیں کرنے کا انداز سب بہت اچھے ہیں۔

پھر اس نے کہا ٹھیک ہے وہ بھی خوش خوش لگ رہی تھی میں نے موقعہ غنیمت جانا اور اسے کہہ ہی دیا کہ مجھے آپ سے پیار ہو گیا ہے میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں ایسا پیار جو بے لوث اور پانی کی طرح صاف ہے۔ اسے لگا جیسے میں نے اس سے مذاق کر


www.pdfbooksfree.pk

رہا ہوں اس نے میرے الفاظ کوئی اہمیت نہ دی اور میری بات ہنسی میں اڑاتے ہوئے ٹاپک چینج کر دیا میں اندر ہی اندر جلتا رہا پھر اظہار محبت نہ کر سکا اب پھر زخم کھانے کی مجھے میں ہمت نہیں رہی تھی معمول کے مطابق ہماری باتیں ہوتی رہیں۔

وقت پتنگ کی طرح اڑتا رہا یہاں تک کہ ایک دن اس نے خود کہہ دیا کہ شاہد مجھے آپ سے پیار ہو رہا مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا دل بار بار یہی الفاظ سننے کے لیے بیتاب ہو رہا تھا اور میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے میں نے کہا پلیز پھر کہنا تو وہ ہنسنے لگی اور کال کاٹ دی کال کٹنے کے فورا بعد اس کا ایس ایم ایس آیا جسے میں نے بڑی بے چینی سے کھول کر دیکھا آئی لو یو۔تحریر تھی جس کو میں سننے کے لیے بے چین تھا۔

پھر اس نے کال کی اور اپنے پیار کی یقین دہانی کرواتے ہوئے بولی کہ اگر میری شادی ہوگی تو صرف آپ سے ورنہ کسی سے نہیں مجھے اپنی قسمت پر بہت ناز ہو رہا تھا میں بہت خوش تھا جسے چاہا وہ پا لیا مجھے اپنی منزل بہت قریب نظر آنے لگی

پھر ایک دن اس نے کہا کہ میں آج آپ کے شہر آنا ہے اور آپ مجھے ضرور دیکھنے آؤ گے اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔دن کا ایک بج رہا تھا میں گھر آیا تیار ہوا اور شہر کی طرف گامزن سفر ہوا ابھی آدھا گھنٹہ سفر طے ہوا تھا کہ بائیک اچانک بند ہوگئی اور چلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی میں کافی پریشان ہو گیا اس کے بار بار ایس ایم ایس آرہے تھے کہ جلدی آؤ۔

دوستو بتاتا چلوں کہ شہر اور گاؤں کا درمیانی فاصلہ پینتیس کلومیٹر کے لگ بھگ تھا اور دور دور تک کسی بھی قسم کی کوئی دکان نظر نہیں آرہی تھی جس سے میں بائیک ٹھیک کروا لیتا پھر ایک جگہ سے میں نے بائیک ٹھیک کروائی اور پھر سے اپنا سفر جاری کر دیا اس نے کال کی تو میں نے بتایا کہ بس بیس منٹ تک پہنچنے والا ہوں۔شہر پہنچ کر میں نے اس کا نمبر ملایا تو اس نے بولا کہ فلاں جگہ پر جلدی آؤ وہ ہمارے شہر کا اک مشہور پارک تھا میں نے وہاں پہنچ کر رابطہ کیا لیکن وہ نہ آئی اور بولا دوسری جگہ پر آؤ مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر میں نے رابطہ کیا تو وہ پھر بھی نہ آئی وہ اپنی کزن کے ساتھ آئی تھی میں نے کہا اپنی گاڑی کا نمبر بتاؤ میں آجاتا ہوں لیکن اس نے نا بتایا اور کہا ٹھہرو میں آرہی ہوں میں اس کا ویٹ کرتا رہا وہ اس جگہ بھی نہ آئی تب میرے نمبر پر اس کا ایس ایم ایس آیا اب کوئی رشتہ نہیں اور کال کاٹ دی۔

پھر میں نے فورا کال کی لیکن اس نے نہ اٹھائی میں کافی دیر کالیں کرتا رہا ناکامی کا سامنہ کرنا پڑا پھر میں ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ شام کو واپس چلا گیا رہ رہ کر اس کی یاد آنے لگی لیکن ایک وہ تھی کہ پل میں ہمیں بیگانہ کر دیا تھا دو دن لگا تار میں نے اسے کالیں کیں تیسرے دن اس نے کال اٹھائی اور میں نے کہا کہ میرے سے کیا غلطی ہوگئی ہے جس پر آپ نے اتنی بڑی سزا دے رہی ہو اس نے کہا کہ مجھے بھول جاؤ اب میں آپ کی نہیں ہو سکتی لیکن میں نے اسے ایک بار پھر راضی کر لیا اور ہم پھر سے پہلے کی طرح ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے ہمارا ہر دن عید اور ہر رات شب برات کی مانند لگنے لگا۔

ایک بار پھر اس نے مجھے شہر ملنے کے لیے بولا میں پھر شہر چلا گیا دوستو بتا چلوں ان دنوں میں گھر رہتا تھا کیوں کہ کالج سے تمام سٹوڈنٹس فری کر دیئے گئے تھے اور ان دنوں میں گھر پر ہی امتحان کی تیاری کر رہا تھا اس نے کہا کہ میں نے صرف آپ کو دیکھنا ہے تو میں نے ہاں کر دی لیکن میں نے وجہ ضرور پوچھی اس نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں ہے میں نے اسے کافی مجبور کیا لیکن اس نے نانا کی رٹ لگائے رکھی آخر میں نے چپ سادھ لی۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میں پچھلے دو گھنٹوں سے اس کافی بے چینی سے ویٹ کر رہا تھا ہر شہر میں ایک مشہور ہسپتال تھا اس نے مجھے وہاں آنے کا بولا وہ اکیلی نہیں تھی وہ اپنی آنٹی کے ساتھ آئی ہوئی تھی میں ہسپتال میں داخل ہوا تو تب اس نے ایس ایم ایس کیا کہ میں نے آپ کو دیکھ لیا ہے اب ایسا کرو اپنی اک تصویر مجھے دیتے جاؤ میں نے کہا وہ کیسے اس نے ایک چھوٹی سی بچی کو میرے پاس بھیجا میں نے اسے تصویر دے دی بچی تصویر لے کر اندر چلی گئی پھر اس نے میسج کیا کہ شکریہ تصویر مل گئی ہے میں نے ایک بار پھر اسے باہر آنے کا اصرار کیا لیکن وہ نہ مانی میں نے کہا ٹھیک ہے میں کافی دور جا رہا ہوں اس نے کہا نہیں ابھی تھوڑا رکو میں رک گیا میں وہاں کافی دیر بیٹھا رہا پھر میں نے کہا اب میں چلتا ہوں اس نے کہا ٹھیک ہے پھر میں گھر واپس آ گیا شام کو میں نے اسے کال کی اس کا لہجہ بدلا بدلا سا تھا میں نے پوچھا میری تصویر کیسی لگی اس نے کہا بہت ہی اچھی ہے اس نے کہا کہ آپ کو ایک بات بتانی ہے جس سے شاید آپ کو بہت زیادہ دکھ ہو گا میں نے کہا بتاؤ تو سہی کیا بات بتانی ہے میرے ہاتھ کانپ رہے تھے میں بہت ڈر سا گیا تھا جب ان کے پاس ملنے کی غرض سے گئی تو اس نے مجھے ایک سونے کی انگوٹھی اور ایک ہار پہنا دیا میں اس کے اس عمل سے حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی تھی میں نے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے تو سب نے ایک زبان ہو کر بتایا کہ آپ کی منگنی آپ کے کزن کے ساتھ کر دی گئی ہے وہ یہ سب ایسے بتا رہی تھی جیسے ایک معصوم سا بچہ استاد کو اپنا سبق سنا رہا ہو تب میں رونے لگا میرے تمام خواب ٹوٹ چکے تھے میں برباد ہو چکا تھا اک وہ تھی کہ اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا میں نے اپنے حواس قابو میں کرتے ہوئے اسے پوچھا کہ آپ کو کچھ نہیں ہوا تو اس نے جو جواب دیا میرے نزدیک ایٹم بم کے مترادف تھا بالکل بھی نہیں مجھے کیا ہونا تھا پھر اس نے کہا سمجھ نہیں آ رہی اور کال بند کر دی۔

میرا دل کہیں نہیں لگ رہا تھا مجھے اس کی باتیں سن کو بہت دکھ ہو رہا تھا مجھے اس کے لیے ہوئے وعدے رہ رہ کر یاد آ رہے تھے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر پھر کال کر دی اس نے بیگانہ کے سے لہجے میں کہا جی کیا ہے اب تو میں نے کہا کہ اس شادی سے آپ کو خوشی ہے تو اس نے کہا ہاں بہت زیادہ خوش ہوں مجھے یہ سن کر ایک مرتبہ پھر رونا آ گیا پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ مجھ سے پیار نہیں کرتی اس نے کہا کیا بالکل نہیں اس نے کہا میری شادی میں لازمی آنا اور کال بند کر دی۔ دوسرے دن جب پھر سے اس سے بات ہوئی تو اس نے کہا آئندہ مجھے کال یا کسی قسم کا رابطہ نہ کرنا میں اپنے کزن کے ساتھ پیار کرتی ہوں بے انتہا کرتی ہوں۔ میں نے کہا جو پیار آپ نے مجھ سے کیا تھا وہ سب دھوکہ تھا اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں پتہ مجھے بھول جاؤ میں بس اپنے کزن کو چاہتی ہوں چاہتی تھی اور اب ہماری شادی ہو گی تو آپ بھی ضرور آنا میں بھلا ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ اس کی شادی میں کیسے جاتا۔

دوستو اس بے وفا کو آج بھی بہت یاد کرتا ہوں اور اس کی یادوں میں رونا اب مشغلہ بن چکا ہے اس نے ہمیں ٹھکرا دیا لیکن ہم پھر بھی اسے دعائیں دیتے ہیں کہ خدا اسے اتنی خوشی دے کہ اس سے سمیٹی نہ جائے۔ معزز قارئین اب اجازت چاہتا ہوں اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

---

کوشش سے امید بر نظر نہیں آتی
تیری قسمت سنورتی نظر نہیں آتی

ہو نہ جاؤ کہیں تم ناامید جہاں
آگے بڑھ کر روی جستجو نظر نہیں آتی

عبدالجبار رومی چوہنگ لاہور

---

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# دل خون کے آنسو روتا ہے

تحریر۔انتظار حسین ساقی۔تاندلیانوالہ۔0300.6012594

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں ایک بار پھر ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوا ہوں امید کرتا ہوں کہ یہ کہانی بھی سب کے دلوں پر ایک زخم چھوڑ جائے گی یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ اگر آپ پڑھ لو گے تو پوری زندگی یہ کہانی آپ کے دماغ میں رکس کرتی رہے گی اور آپ کو ایک نصیحت ملے گی کہ کبھی بھی اپنی اولاد کے ساتھ ناانصافی نہ کرو کیوں کہ اسی اولاد کی خاطر انسان بہت کچھ کر جاتا ہے اور جب اس اولاد کی خوشیوں کی باری آتی ہے تو ہم اپنی انا کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی اولاد کی خوشیوں کے دشمن بن جاتے ہیں اور وہ اولاد ہمیشہ کے لیے ہم جیسے ماں باپ کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے میں نے اس کہانی کا نام دل خون کے آنسو روتا ہے رکھا ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دنیا میں جب بھی کوئی حادثہ ہوتا ہے
دل میرا خون کے آنسو روتا ہے
اک شخص بچھڑے ساری دنیا ختم نہیں ہوتی
مگر اک شخص ساری دنیا ہوتا ہے

قارئین دل خون کے آنسو روتا ہے جب دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے دل کرچی کرچی ہوجاتا ہے دل کے اندر بیٹھا ہوا انسان دھاڑیں مار مار کر روتا بین کرتا ہے دل کے اندر ٹوٹ پھوٹ کا سلسلہ جاری رہتا ہے دل روز بہت کچھ سوچتا ہے مگر پھر بے بس ہوجاتا ہے معاشرے کے آگے حالات کے آگے میرا جب ان واقعات کو دیکھتا ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔

جب بھی معاشرے میں ایسے منظر میری آنکھوں کے سامنے ہوں تو دل دکھتا ہے دل روتا ہے آنکھوں سے پانی کی جگہ خون بہتا ہے وہ کون سے حالات ہیں جب کوئی دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے کیسے کب اور کہاں کہاں جب شہر کے کسی مشہور سڑک کے ٹریفک اشارے پر بہت سی لمبی لمبی گاڑی کھڑی ہوتی ہیں اور اشارے پر کھڑے چھوٹے چھوٹے بچے پھولوں کے بنے ہوئے گجرے ایک ایک گاڑی کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں گجرے لے لو بابو جرے لے لو میڈم گجرے۔لے لو بھائی جان بہت افسوس ہوتا ہے اس وقت مجھے۔کتنے پیارے اور خوبصورت چہرے ہیں پھولوں جیسے چہرے ہیں پھولوں کی طرح کے بچے ہیں پھولوں سے زیادہ خوبصورت وہ بچے ہیں جو پھولوں کو بیچ کر اپنے خاندان کا سہارا ہوتے ہیں۔

کبھی ہم نے غور کیا ان معصوم بچوں کے ہاتھوں میں وہ گجرے کتنے خوبصورت لگتے ہیں مگر قسمت کی کیسی ستم ظریفی ہے کہ وہ بچے کبھی وہ گجرے پہن نہیں سکتے بہت دل روتا ہے دل خون کے آنسو اس وقت بھی روتا ہے۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

جب دسمبر کی ٹھٹھرتی راتوں میں جب اتنی سردی ہوتی ہے کہ خون برفاب بن جاتے ہیں تو ان برفاب رتوں میں ایک بچہ گرم انڈے بیچ رہا ہوتا ہے کتنی افسوس کی بات ہے کہ وہ بچہ سردی سے تو کانپ رہا ہوتا ہے مگر دوسروں کو سردی ختم کرنے کے لیے گرم گرم انڈے دیتا ہے وہ کتنا بدبخت ہوتا ہے کہ ایک انڈا خود نہیں کھا سکتا کیونکہ اس نے اپنے مالک کو حساب دینا ہوتا ہے۔

جب دیکھتا ہوں تو بہت افسوس ہوتا ہے پھر جب اس بچہ کو دیکھتا ہوں جب کسی چائے کے ہوٹل میں ٹیبل صاف کرتا ہے اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے چائے پیش کرتا ہے اور پھر کوئی چائے کا کپ ٹوٹ جائے کسی ٹھوکر سے تو پھر اس ہوٹل کا مالک اس کو ایک زوردار تھپڑ بھی رسید کرتا ہے تب دل خون کے آنسو روتا ہے پھر میرا دل اس وقت دکھتا ہے جب ایک ریڑھی میں کوئی بچہ ہوتا ہے اور اس کو دھکا ایک لڑکی لگا رہی ہوتی اور ساتھ ساتھ وہ بھیک بھی مانگ رہی ہوتی بہت دل دکھتا ہے۔

جب پارکوں میں جوان لڑکیاں نقاب اوڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگتی ہیں بہت افسوس ہوتا ہے جب کوئی حوا کی بیٹی کسی درندے کی ہوس کا نشانہ بنتی ہے بہت افسوس ہوتا ہے جب گلیوں کوچوں بازاروں میں جسم فروشی ہوتی ہے بہت افسوس ہوتا ہے جب جسم فروشی جیسے گھناؤنے دھندے میں عزت کی تذلیل کی جاتی ہے بہت افسوس ہوتا ہے جب کوئی لڑکی بہت سارے لوگوں کے سامنے رقص کرتی اور پھر اپنے فن پر ناز کرتی ہے بہت افسوس ہوتا ہے۔

اس معروف دور میں کسی کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ وہ کسی کا حال تک پوچھ لے ہمارے ادھر ادھر اس قسم کی نجانے کتنی کہانیاں اور جنم لیتی ہیں گر ہم نے کبھی ان پر غور نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی ان کی طرف توجہ کی ہے۔

قارئین میں نے ایک کالم لکھا تھا جس کے لیے میں چاہتا تھا کہ میں اپنے کالم کو اس نے ارد گرد کو اپنے آنکھوں کے سامنے دیکھوں اور پھر لکھوں مجھے ویسے ہی بہت مزہ آتا ہے جب میں کسی سٹوری کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھوں۔ میں اپنے کالم کی سچائی کے لیے اپنے شہر شہر کی ہر گلی ہر جگہ پر گیا جہاں پر مجھے جانا تھا۔

سڑکوں پہ بازاروں میں گلیوں میں پارکوں میں سکولوں میں ہسپتالوں میں مسجدوں میں مندروں میں گرجہ میں گھروں میں گوردواروں میں سردی میں ٹھٹھرتے بچے بھی دیکھے۔ بھیک مانگتی مائیں بھی دیکھی ہیں بے آبرو ہوتی بہنیں بھی دیکھی ہیں ان کی داستانیں بھی سنی ہیں۔

مجھے بہت افسوس ہوا یہ جان کر مگر جس سٹوری نے مجھے خون کے آنسو رولا یا ہے جس کی وجہ سے میرا دل ٹوٹ گیا وہ کہانی آج تک میں نے پہلے نہ دیکھی نہ سنی تھی اور نہ ہی پڑھی ہے جس بات کی وجہ سے میرا دل خون کے آنسو روتا ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔

اس سٹوری کے لیے مجھے سارا دن شہر کی خاک چھاننی پڑی تھی میں ہر جگہ گیا مگر مجھے سب سے زیادہ جس بات نے متاثر کیا جس کی وجہ سے میں اس سٹوری کا نام ہی دل خون کے آنسو روتا ہے رکھا ہے وہ کچھ یوں تھی۔

ہمارے شہر میں ایک اولڈ ہاؤس ہے وہاں یہ سب سارے بزرگ لوگ ہوتے ہیں جب میں بزرگ مرد اور بزرگ عورتیں بھی ہوتی ہیں میں اپنے کالم کی تکمیل کے لیے اولڈ ہاؤس گیا وہاں پر وہ لوگ ہوتے ہیں جس کا کوئی وارث نہ ہو اور حکومت اور پرائیویٹ ادارے ان کی کفالت کرتے ہیں اولڈ ہاؤس ان کے کھانے پینے کے ساتھ ان کی ضروریات زندگی کو بھی پورا کرتے ہیں۔

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کچھ لوگ تو بے وارث ہوتے ہیں اور قابل رحم بھی ہوتے ہیں جہاں یہ جاتے ہیں کچھ لوگ اپنی اولاد کی وجہ سے وہاں پر آتے ہیں مثلاً کسی بیٹے نے اپنی بیوی کی وجہ سے اپنے والدین کو گھر سے نکال دیا اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے مختلف شہروں کے اولڈ ہاؤس میں آجاتے ہیں۔

ایک ایسی سٹوری میرے شہر کے اولڈ ہاؤس کی جو مجھے ملی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

میں اولڈ ہاؤس گیا تو وہاں کی انتظامیہ سے ملا میں نے ان کو اپنا پریس کارڈ دکھایا اور بتایا کہ میں ایک صحافی ہوں میرا تعلق میڈیا سے ہے تو مجھے انہوں نے اجازت دے دی اس اولڈ ہاؤس کے اندر جانے کی اولڈ ہاؤس کے اندر مجھے بہت افسوس ہوا کہ کہیں یہ کوئی بوڑھی ماں بیٹھی ہوئی ہے اور کہیں یہ کوئی بوڑھا باپ میں چلتا چلتا ایک اسے شخص کے پاس رکا جس کی عمر اسی سال تک ہو گی اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے اس کے سر کے سارے بال سفید تھے۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہا۔

انکل جی آپ کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے کہ آپ اس اولڈ ہاؤس میں آگئے ہیں کیا آپ کی اولاد نہیں ہے آپ کی بیٹی بیٹا آپ کی بیوی آپ کے بہن بھائی آپ کے رشتے دار ایسی کیا مجبوری تھی کہ آپ ادھر آگئے ہیں۔

اس نے انکل نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اپنی کہانی کچھ یوں سنائی آیئے آپ بھی میرے ساتھ اس اولڈ ہاؤس میں اس اسی سالہ شخص کی دکھ بھری داستان سنتے ہیں۔

میں نے روکا بھی نہیں اور وہ ٹھہرا بھی نہیں
حادثہ کیا تھا جسے دل سے بھلایا بھی نہیں
جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی
تم چلے ہو تو کوئی روکنے والا بھی نہیں
وہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچا تھا
تو نے منہ پھیر کے جس شخص کو دیکھا بھی نہیں

میرا نام ہارون ہے اور میں ایک شہر میں رہتا تھا میرا ایک اچھا سا اور بہت ہی خوبصورت سا خاندان تھا میری بیوی تھی میری اولاد تھی میرے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ہماری اپنی زمین تھی ہم زمیندار تھے بہت کچھ دیا ہوا تھا خدا نے ہمیں نوکر چاکر گاڑی گھر سب کچھ دیا ہوا تھا۔

ہم بہت امیر تھے میں نے اپنے بیٹوں کی شادیاں کر دی اور ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی بھی شادی کر دی تھی اپنے اپنے گھر میں سب ہی خوش تھے سب اچھی خوشگوار زندگی گزار رہے تھے ان کے بچے تھے جو نانا جان دادا جان اور اپنی دادی کو دادی جان کہتے تھے بہت پیارے بچے تھے وہ جب پیار سے ملتے تو ساری کائنات کے غم بھول جاتا تھا۔

زندگی بہت ہی خوشگوار گزر رہی تھی سب بچوں کی شادیاں کر دیں تھیں بس اب صرف ایک بیٹی کی شادی کرنا باقی تھی میری سب سے چھوٹی بیٹی تھی گھر میں سب سے لاڈلی تھی سب بہن بھائی اس سے پیار کرتے تھے وہ سب کی جان تھی، پڑھتی تھی بہت ذہین تھی اور قابل تھی اس کا نام مہوش تھا مہوش کی شادی کرنا رہتی تھی میرا دل چاہتا تھا کہ ایک بیٹی کی شادی کر کے یہ فرض ادا کر دوں کیوں کہ مہوش کی بات اس کے کزن سے چل رہی تھی۔

مہوش اور علمدار بچپن سے اکٹھے کھیلتے رہے تو مہوش کی بات پکی ہوگئی مہوش اور علمدار دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے دونوں میں بہت پیار تھا کیوں کہ ساتھ ساتھ تو گھر تھے، ہر وقت بھی ادھر بھی ادھر بس سوچ رہے تھے کہ مہوش کی شادی کر دیں مگر وہ بھی تعلیم حاصل کر رہی تھی کیوں کہ مہوش کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت ہی بلکہ جنون کی حد تک شوق تھا اور وہ ابھی شادی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

مہوش پورے خاندان میں اپنی زبان کی وجہ



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سے اور اپنے اخلاق کی وجہ سے ہر دل عزیز تھی مہوش کی شادی کے دن جیسے جیسے قریب آتے جا رہے تھے مہوش خاموش خاموش رہتی تھی اور بجھی بجھی سی رہنے لگی تھی ہر وقت اپنے کمرے کے اندر ہی رہتی تھی کسی سے کچھ بات نہیں کرتی تھی بس ضرورت کے مطابق ہی بات کرتی تھی۔

مہوش کی وجہ سے سارے گھر میں رونق تھی اور وہ چپ چپ اور اداس اداس رہنے لگی تھی پھر ایک دن ہم مہوش کو شہر ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے ڈاکٹر نے چند منٹ میں ٹیسٹ لکھ کر دیئے ہم نے وہ کرائے مگر ڈاکٹر کی بات سن کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی ڈاکٹر نے بتایا تھا۔

مہوش کے دل کے جو وال ہوتے ہیں وہ بند ہیں کبھی چل پڑتے ہیں کبھی رک جاتے ہیں اور جب رک جاتے ہیں تو اس کی حالت ٹھیک نہیں ہوتی ڈاکٹر نے کہا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے میں آپ کو دوائی لکھ دیتا ہوں انشاءاللہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی مگر آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھو۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ جتنی خوش رہے گی اتنا ہی جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔

ہم نے اپنی جان سے بھی زیادہ اس کو دھیان سے رکھا تھا اس کی ہر خواہش کو پورا کیا اس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش بھی کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ بیٹی مہوش تم اگر شادی نہیں کرنا چاہتی تو ہم مجبور نہیں کریں گے۔

مہوش بہت خوش ہوئی تھی مہوش کے دل کے وال بند ہو جاتے ہیں جب اس کے بچپن کے کزن نے سنا تو اس نے بجائے مہوش کو تسلی دینے کے اس نے منہ موڑ لیا وہ سرکاری ملازم تھا اس نے مہوش کو بیمار سمجھ کر اس سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔ ہمارے گھر آنا جانا چھوڑ دیا تھا۔

مہوش کو اس بات کا بہت دکھ ہوا کہ جس کے ساتھ میری شادی ہونا تھی جس کے ساتھ اس نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں تھی وعدے کیے تھے سب ایک دم ہی بھول گیا ہے صرف اس وجہ سے کہ میرے دل کے وال بند ہو جاتے ہیں میں بیمار ہوں میری زندگی کا چراغ کسی وقت بھی گل ہو سکتا ہے مہوش کو ایک بہت بڑا سانحہ درپیش آیا کیسی محبت تھی یہ جس نے زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا جو مہوش سے محبت کے دعوے کرتے کرتے زمین آسمان کی قلابیں ملا دیتا تھا ایک دم سے ہی بدل گیا ایک دم نظریں پھیر لیں ایک دم بدل گیا۔

ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا
زندہ ہیں کتنے لوگ محبت کیے بغیر

مہوش اس کی بے وفائی کو برداشت نہ کر پائی اور اس کی طبیعت اور بھی خراب ہونے لگی وہ دنوں میں صدیوں کی بیمار رہنے لگی نہ کچھ کھاتی نہ پیتی کسی سے بات تک نہیں کرتی تھی مہوش نے سکول کالج سب کچھ چھوڑ دیا تھا میں اس بیٹی کا باپ تھا میں بہت پریشان ہوتا تھا کہ میرے پاس سب کچھ ہے مگر میں مہوش کے لیے خوشیاں کہاں سے تلاش کر کے لاؤں میں مہوش کے آگے بے بس تھا۔

مہوش بس ایک زندہ لاش بن کر رہ گئی تھی اس کی صورت سے خوف آنے لگا کبھی مہوش پورے گھر پورے خاندان میں خوبصورت تھی آج مہوش پورے خاندان میں بدصورت بن گئی تھی پھر زندگی نے ایک موڑ لیا مہوش کو رسالے ڈائجسٹ پڑھنے کا بہت شوق تھا اس نے ڈائجسٹ پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ دل کی مریضہ تھی اس لیے میں نے اس کو کبھی کسی بات سے نہیں روکا تھا وہ جو کہتی میں کر دیتا کیوں کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف اس کو خوش رکھنا تھا اور زندہ دیکھنا تھا مہوش اپنے کزن کی بے وفائی کو بھول کر پھر زندگی کی طرف لوٹنے لگی آہستہ آہستہ اس کی زندگی میں پھر بہار آنے لگی تھی مہوش ہنسنے لگی کھیلنے لگی



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

مسکرانے لگی زندگی کو انجوائے کرنے لگی۔

مہوش نے سب غم بھول کر ایک نئی زندگی کا آغاز کیا تھا مہوش کی خوشی اور مسکراہٹ صرف اس وجہ سے پھر لوٹ کر آئی تھی کہ مہوش جو رسالہ پڑھتی تھی اس میں کسی رائٹر کی اس نے سٹوری پڑھی تھی اس سے بات کی اس کو اپنی زندگی کی کہانی بتائی تو اس رائٹر نے نجانے کیسا کمال کیا کہ مہوش ہر وقت مسکرانے لگی بہت خوش تھی، اس باکمال شخص نے اس کے اندر ایک ایسی زندگی کو شامل کر دیا تھا کہ وہ لگتی ہی نہیں کہ اس کو کچھ ہوا بھی تھا۔

ہم ہفتہ وار مہوش کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے تھے چیک اپ کے لیے اور ساتھ دوائی بھی لیتے تھے مگر اس بار جب ہم گئے تو ہماری خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی کیوں کہ ڈاکٹر نے کہہ دیا تھا اب تو یہ پہلے سے بہت بہتر ہیں آپ اس کا اسی طرح ہی خوش و خرم رکھیں یہ بہت جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔

ہم بہت خوش تھے کہ مہوش کی زندگی دوبارہ لوٹ آئی ہے مہوش جس رائٹر سے بات کرتی تھی وہ بہت اچھا انسان تھا اس نے مہوش کو بتایا کہ زندگی ایک بار ملتی ہے اس کو بھول جاؤ کیوں کہ زندگی کسی ایک شخص پہ ختم نہیں ہو جاتی دنیا میں ابھی بھی بہت سے اچھے انسان ہیں محبت کرنے والے انسان ہیں اس عظیم انسان نے مہوش کو بتایا کہ آپ سے محبت کرنے والے کتنے لوگ ہیں آپ کے بہن بھائی آپ کے امی ابو سب آپ سے بہت پیار کرتے ہیں تم خوش رہا کرو۔

مہوش اس سے روز بات کرتی تھی اور پھر آہستہ آہستہ مہوش سب گھر والوں سے اس رائٹر کی بات بھی کروائی تھی وہ رائٹر سچ میں ایک اچھا اور سچا انسان تھا اس کی باتوں سے شرافت اور انسانیت کی خوشبو آتی تھی سارے گھر والے اس سے بات کرتے تھے وہ سب کو اچھا لگتا تھا وہ باتیں بھی اچھی کرتا تھا مگر ہم سب کو وہ اچھا اس لیے لگتا تھا کہ اس کی وجہ سے ہماری بیٹی کو ایک نئی زندگی ملی تھی نئی زندگی کی بہار آئی تھی مہوش آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگی اب تو وہ اتنی اچھی ہو گئی تھی کہ کبھی کبھی خود ہی گاڑی لے کر شہر چلی جاتی تھی ہم نے اس کو تمام رپورٹ اور ٹیسٹ کروائے ڈاکٹر نے بھی کہہ دیا کہ اب ان کو کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے بس اس کا اتنا خیال رکھنا کبھی یہ اداس نہ ہونے پائے یہ خوش رہے گی تو زندہ رہے گی اگر یہ اداس ہو گئی تو یہ اس کی موت ہو گی اس وجہ سے ہم سب مہوش کو خوش رکھتے تھے۔

دل میں بہت ساری خواہشات تھی مگر وہ ہم اس سے کہہ نہیں سکتے تھے میں چاہتا تھا کہ مہوش پہلے والے تمام دکھ کو بھول جائے اور ایک نئی زندگی کا آغاز کرے میری دلی خواہش تھی کہ مہوش کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے گھر کی ہو جائے میں اس کی خوشیاں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا میں سارے جہاں کی خوشیاں اس کے قدموں پہ نچھاور کرنا چاہتا تھا مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ شادی کے لیے راضی نہ تھی میں چاہتا تھا کہ اس کی جس سے بھی شادی ہو جائے وہ شخص اس کے نازنخرے اٹھائے اس کو صرف خوش رکھے کبھی اداس نہ ہونے دے میں کسی بھی اچھے سے اچھے لڑکے سے اس کی شادی کرنا چاہتا تھا میں اس کو اپنے گھر کی رکھ لوں گھر داماد بنا کر کیوں کہ میں اپنی بیٹی کی خوشی اور زندگی چاہتا تھا۔

زندگی نے ایک اور موڑ لیا زندگی میں طوفان یوں آیا کہ میرے رشتہ دار تھا جس کا نام ڈاکٹر عمران تھا اس کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے تھے اس کی عورت اس کی بیوی بیمار ہوئی اس کو دل کا اٹیک ہوا اور وہ اس دنیا فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چل بسی اس کے بعد ڈاکٹر عمران بہت امیر ترین تھا اور شہر کا بہت مشہور ڈاکٹر تھا اس کے بچوں کو سنبھالنے والا کوئی نہ تھا ڈاکٹر عمران نے چند رشتہ داروں کو میرے گھر میں بھیجا مہوش کے



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

رشتے کے لیے پہلے تو مجھے بہت عجیب سا لگا تھا پھر سوچا کہ ڈاکٹر عمران امیر ہے گھر ہے بنگلہ ہے گاڑی ہے سب کچھ ہے اور سب سے بڑی بات کہ میرے پاس میری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے رشتے کے لیے ہاں کردی۔

یوں میری بیٹی کا رشتہ ہوگیا سب گھر والوں اور خاندان کے سامنے طے پایا گیا اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب سارے رشتہ داروں کے سامنے مہوش کا نکاح ہوگیا اور رخصتی بعد میں ہونی تھی ڈاکٹر عمران بہت ہی اچھا انسان تھا مگر فرق اتنا تھا کہ اس کے پانچ بچے تھے اس کی عمر زیادہ تھی اور مہوش تو ابھی اکیس سال کی تھی مہوش نے مجھے کچھ نہ کہا نہ کہا کہ میں شادی کرتی ہوں نہ کہا کہ نہیں کرتی ہوں بس میرے فیصلے کو چپ چاپ قبول کرلیا۔

آہستہ آہستہ پھر مہوش کی طبیعت خراب ہونے لگی پھر ڈاکٹر کے پاس گئے تو ڈاکٹر نے صاف کہہ دیا کہ آپ نے اس کو کوئی بہت بڑا دکھ دیا ہے جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہوگئی ہے مجھے اس وقت بہت افسوس ہوا کہ مجھے مہوش سے اس کا نکاح کرتے وقت ضرور پوچھ لینا چاہیے تھا رائے ضرور لینی تھی مگر اب کیا ہوسکتا تھا میں اپنے خاندان میں زبان دے چکا تھا مجھے مہوش کی شادی کا فیصلہ کرتے وقت ضرور سوچنا چاہیے تھا ضرور مہوش کی رضامندی لینی چاہیے تھی مگر میں نے اپنے خاندان اور اپنے سارے رشتہ داروں کے لیے اپنی انا کے لیے اپنی خاندانی عزت کے ۔ یے اور معاشرے میں اپنے خاندان میں اپنی ناک اونچی کرنے کے لیے مہوش کی زندگی کا فیصلہ کر دیا مہوش مشرقی لڑکی تھی اپنے باپ کے فیصلے کے آگے نا نہیں کرسکی بس چپ چاپ اپنے باپ کے خاندانی عزت واحترام کے خاطر ڈاکٹر عمران سے نکاح کرلیا۔

مجھے اپنے فیصلے پر بہت افسوس ہوتا ہے کیا ہوسکتا ہے میں سب کے سامنے زبان دے چکا تھا میری ناک رہ جائے گی خاندان میں میرا مقام رہے گا میری عزت میری شان وشوکت برقرار رہے گی میری بیٹی مہوش نے میری عزت کی خاطر یہ زہر کا گھونٹ بھی پی لیا تھا۔

مہوش کی اچھی بھلی زندگی گزر رہی تھی وہ بہت خوش تھی مگر ڈاکٹر عمران سے نکاح کے بعد اس کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی اور وہ پھر سے بیمار رہنے لگی بہت علاج کروایا مگر وہ ٹھیک ہی نہیں ہوتی تھی پھر ایک دن میں نے مہوش کی امی یعنی اپنی بیگم سے کہا کہ تم مہوش سے بہت پیار سے پوچھو کہ بیٹی آپ کو کیا مسئلہ ہے آپ اتنی اداس اداس کیوں رہتی ہو میری بیگم اور مہوش کی امی نے اس سے ایک دن پوچھ لیا کہ بیٹی مہوش آپ کو کیا ہوگیا ہے تم اتنی پریشان کیوں رہتی ہو مہوش نے اپنی امی کے گلے لپٹ گئی اور اونچا اونچا رونا شروع کردیا اور کہا۔

امی جان آپ نے جس شخص سے میرا نکاح کیا ہے اس کی عمر پچاس سال ہے، اور میری عمر امی جان میری عمر کی اس کی بڑی بیٹی ہے اس کے اتنے بچے ہیں اس کی بیٹی میری کلاس فیلو ہے امی جان آپ مجھے خوش رکھنا چاہتے ہیں ناں تو یہ کیسی خوشی ہے ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ جو پہلے سے شادی شدہ ہے اس شخص کے سات میری زندگی جوڑنا چاہتے ہیں امی جان ذرا خود سوچیں اس انسان کے ساتھ میں کیسے خوش رہ پاؤں گی جس کو میرا دل ودماغ تسلیم نہیں کرتا امی جان میں اس پچاس سال بوڑھے کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا مجھے اس انسان سے نفرت ہے میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی امی جان ہر لڑکی کے خواب ہوتے ہیں میرے خواب تو پہلے سے ہی چکنا چور ہوچکے ہیں اب میری زندگی کو تو مت کرچی کرچی کریں پلیز امی جان میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں آپ میری اس



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ڈاکٹر سے شادی نہ کریں میں شادی نہیں کرنا چاہتی بس تم ڈاکٹر عمران اور اس کے گھر والوں سے کہہ دیں مجھے شادی نہیں کرنی۔

جب مہوش کی امی اور میری بیگم نے یہ ساری باتیں مجھے بتائیں تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ میں نے کیا کر دیا ہے جس کی خوشیاں تلاش کرتا تھا اس کے لیے دکھ خرید کر دے چکا ہوں ادھر میری بیٹی کی خوشی کا مسئلہ تھا مرتا کیا نہ کرتا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا ادھر ڈاکٹر عمران اور اس کے خاندان والوں نے زور دے رکھا ہے کہ آپ جلدی سے جلدی مہوش کی رخصتی کر کے دیں ڈاکٹر عمران کو جلدی تھی شادی کی اور مہوش کو یہ شادی پسند نہ تھی روز وہ پوچھتے کہ شادی کی کون سی تاریخ رکھیں ڈاکٹر عمران چاہتا تھا کہ انتہائی سادگی سے ہم چند لوگ برات آئیں اور مہوش کو دلہن بنا کر لے جائیں مگر مہوش تھی کہ کسی قیمت یہ شادی کے لیے تیار نہ تھی اگر میں مہوش کا رشتہ ڈاکٹر عمران کو نہ دیتا تو خاندان میں میری ناک کٹ جاتی اپنی ناک اونچی رکھنے کے لیے میں نے شادی کے لیے ہاں کر دی اور شادی کی تاریخ بھی دے دی۔

دل بہت پریشان تھا کہ نجانے کیا ہوگا مہوش ڈاکٹر عمران سے کسی صورت بھی شادی کے لیے راضی نہ تھی اور نہ ڈاکٹر عمران اس کو پسند کرتا تھا کیوں کہ اس کی عمر زیادہ تھی مجھے اس بات کا احساس تھا کہ مہوش اور ڈاکٹر عمران کا کوئی جوڑ نہیں تھا ایک دن میں نے ہمت کر کے اور خود ہی مہوش سے بات کی بیٹی میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو ڈاکٹر عمران اپنا رشتہ دار ہے سب کچھ ہے اس کے پاس دولت ہے گاڑی ہے بنگلہ ہے نوکر ہیں ساری زندگی آرام سے سکون سے گزارو گی سارے لوگ خاندان والے سب آپ کی عزت کریں گے مہوش نے پہلی بار مجھے کہا تھا۔

پاپا میں ڈاکٹر عمران سے شادی نہیں کر سکتی میں اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی جو انسان مجھے پسند ہی نہیں ہے اس کے ساتھ شادی کا بندھن کیسے قائم کیا جا سکتا ہے اس کی بڑی بیٹی میری ہم عمر ہے میری عمر کی ہے ڈاکٹر کو شرم نہیں آئی مجھ سے شادی کرتے ہوئے پاپا اگر آپ میری خوشی چاہتے ہو تو ڈاکٹر عمران سے میرا رشتہ توڑ دو جس کی وجہ سے مجھے دوبارہ زندگی ملی ہے جس کی وجہ سے میں مسکراتی ہوں مجھے وہ رائٹر پسند ہے اچھا لگتا ہے وہ جو بھی ہے جیسا بھی ہے مجھے پسند ہے۔

میری حیرت کی انتہا ہوگئی جب مہوش نے یہ بتایا کہ وہ ڈاکٹر عمران سے شادی نہیں کرنا چاہتی بلکہ رسالہ ڈائجسٹ کے رائٹر سے شادی کرنا چاہتی ہے یہ ایک اور مشکل بات سامنے آ گئی ہم مہوش کے آگے بے بس تھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے میں بہت پریشان تھا اب کیا کیا جائے۔

اس رائٹر کیا کیا پتہ تھا وہ کون ہے کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے کیوں کہ ہم سب اس کی کبھی بات تو کرتے تھے مگر کبھی اس قسم کا سوال نہیں پوچھا تھا جب اس کا پتا کیا تو وہ لاہور کا رہنے والا تھا اور مگر وہ ہمارے خاندان کے مطابق نہیں تھا وہ بہت عام انسان تھا مگر وہ اچھا انسان تھا بہت پڑھا لکھا تھا مگر وہ ایک غریب سے خاندان سے تعلق رکھتا تھا وہ ایک عام سی جاب کرتا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ میری بیٹی کو شادی کے بعد کسی چیز کی کمی ہو میں نے مہوش کی امی کو کہا

بیگم صاحبہ مہوش کو پیار سے سمجھا دو مہوش کی شادی رائٹر سے کبھی نہیں ہو سکتی شادی ہوگی تو صرف اور صرف ڈاکٹر عمران سے اور کسی سے نہیں ہوگی۔ میں مہوش بیٹی کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جو کہتی جائے میں کرتا جاؤں میں نے جو فیصلہ کر دیا ہے بس مہوش کی شادی اب بہت جلد ہو جائے اور ہاں آج کے بعد مہوش سے یہ بھی کہہ دینا کہ اس رائٹر سے کبھی فون پر بات نہ کرے ورنہ۔۔۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

مہوش کی امی نے جب مہوش کو میری باتیں بتائیں تو وہ بہت روئی اتنا روئی کی اپنی امی جان کے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر روتی مہوش نے اپنی امی سے بہت منتیں کیں اس کے آگے ہاتھ جوڑے پلیز امی جان آپ ابو سے کہیں کہ میری شادی ڈاکٹر عمران سے نہ کریں میری شادی اس رائٹر سے کر دیں میں جس کو پسند کرتی ہوں

مگر میں نے مہوش کی اور اس کی ماں کی ایک نہ سنی میں نے ڈاکٹر عمران سے شادی کی تاریخ بھی طے کر دی ہمارے گھر میں شادی کی تیاری ہونے لگی ادھر ڈاکٹر عمران کے گھر میں بھی شادی کی تیاری ہونے لگی۔

مہوش نے شادی سے پہلے ایک دن اپنی امی سے کہہ دیا تھا کہ میری جان میری باتیں غور سے سن لیں میں نے آپ کے خاندان والوں کو گھر والوں سے کہہ دیا کہ میں شادی نہیں کرنی مگر میرے والد صاحب میری شادی کرنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھنا میری اس گھر سے ڈولی تو اٹھے گی مگر ڈاکٹر عمران کے گھر میرا جنازہ ہی جائے گا میں خودکشی کو لوں گی میں مر تو سکتی ہوں مگر ڈاکٹر عمران کے گھر میں کبھی دلہن نہیں بن کر جاؤں گی آپ سب لوگوں کو میں بتا رہی ہوں میری ڈولی کی جگہ میرا جنازہ ہی اٹھے گا میں جیتے جی یہ زہر نہیں پی سکتی میرے مرنے کے بعد آپ لوگوں کی خاندان میں بہت عزت ہوگی اور آپ لوگوں کی ناک بھی اونچی ہوگی اور پاپا جان کی زبان کا بھرم بھی رہ جائے گا تم میری شادی کی نہیں میرے جنازے کی تیاری کرو میرا عرسی جوڑا نہ بناؤ میرا کفن تیار کروالو میرے ہاتھوں پہ مہندی کی جگہ میرا خون ہوگا میری شادی پہ خوشی کے گیتوں کے ساتھ میری شادی پر ماتم ہوگا بین ہوں گے میرے مرنے کے بعد آپ کو احساس ہوگا کہ میری خوشی کیا ہے میری خوشی کے لیے آپ یک بہت بڑے انسان کو ٹھکرا دیا ہے اور ایک بوڑھے انسان کو میرے لیے جیون ساتھی بنا دیا

وہ یہ باتیں کرتی کرتی روتی ہوئی اپنی امی کے گلے لگ گئی اور کہا امی جان مرنے کے بعد مجھے معاف کر دینا تم بھی پاپا جان بھی۔

مہوش کی امی جان نے مہوش کو بہت سمجھایا کہ مہوش بیٹی ایسا نہیں کہتے بیٹی گھر والے آپ کی بہتری کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں انشاءاللہ تم بہت جلدی ٹھیک ہو جاؤ گی مگر اس پہ کچھ اثر نہ تھا۔

مہوش جو ہمیشہ ہنستی مسکراتی تھی ایک دم چپ ہو گئی کھانا پینا چھوڑ دیا بس اپنے کمرے میں رہنے لگی وہ چند دنوں میں صدیوں کی بیمار لگنے لگی تھی وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرتی تھی ادھر شادی کی گھڑی آئی اور وہ گھڑی بھی آ گئی جب مہوش کو دلہن بنا دیا گیا تھا اور مہوش کی رخصتی ہوئی اور مہوش ڈاکٹر عمران کی دلہن بن کر عمران کے گھر میں چلی گئی۔

جب صبح ہوئی تو ایک بہت بری خبر سننے کو ملی کہ مہوش اب اس دنیا میں نہیں رہی یہ خبر سنتے ہی میرے لیے پورے خاندان کو لیے ایک قیامت کی خبر تھی سب لوگ افسوس کر رہے تھے سب لوگ آنسو بہا رہے تھے ہم سب سمجھ رہے تھے کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ مگر ڈاکٹر عمران نے بتایا کہ وہ خودکشی سے نہیں بلکہ ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور مرنے کی ڈاکٹر نے بتایا کہ اٹیک اتنا سخت تھا کہ مہوش سنبھل ہی نہ پائی تھی اور اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے چلی گئی۔

مہوش کی موت کی وجہ سے پورے خاندان میں صرف ماتم بچھی ہوئی تھی ہر طرف بین ہو رہے تھے اس نے ابھی تک عروسی لباس پہنا ہوا تھا ادھر پھر آہوں اور سسکیوں میں مہوش کو سپرد خاک کر دیا گیا اس کے قبروں پہ پھولوں کے ڈھیر لگ گئے تھے جو خاندان والوں نے ڈالے تھے مہوش کی قبر پہ پھولوں کی چادریں پھولوں کی پتیاں اتنی خوبصورت لگ رہی تھیں کہ قبر کی مٹی نظر نہیں آ رہی تھی صرف اور صرف

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پھول ہی پھول تھے اور پھولوں کے ڈھیر میں ایسا لگتا تھا جیسے مہوش دلہن بنی ہوئی بیٹھی ہو پھولوں کے ہار پہن کر۔ مہوش کے چلے جانے کے بعد زندگی بہت بور ہو گئی مجھے نسبت افسوس ہوا کہ کاش میں اپنی بیٹی کی بات مان جاتا اس کی خوشی کے لیے اس کی پسند سے اس رائٹر سے اس کی شادی کروا دیتا جس کی وجہ سے وہ خوش تھی بس کو وہ زندگی جانتی تھی۔

میری آنکھوں پر اپنے خاندان کی اور جھوٹی شان وشوکت کی پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے اپنے اور اپنی مہوش کے اوپر ظلم کیا تھا ایسا ظلم جس کا بدلہ مجھے اس دنیا میں چکانا ہوگا مہوش کے چلے جانے کے بعد مجھے کبھی ایک پل کے لیے بھی سکون نہیں ملا تھا ایک رات میں سویا ہوا تو میری بیٹی مہوش میرے خواب میں آئی اور میرے سامنے کھڑی ہوکر کہنے لگی

پاپا جان اب تو آپ خوش ہیں ناں آپ کی عزت رہ گئی آپ کے معاشرے میں ناک تو بچ گئی ہے ناں پاپا جان آپ خوش رہنا۔

مجھے نیند نہیں آئی تھی اور میری آنکھوں سے نیند دور چلی گئی تھی مہوش کی امی مجھ سے بات نہیں کرتی تھی صرف اس لیے کہ تم نے مہوش کی بات نہیں مانی تھی وہ ہر وقت مجھے طعنے اور الزام دیتی رہتی تھی کہ مہوش کے قاتل تم ہو تم نے اپنے غلط فیصلے کی وجہ سے میری بیٹی کی جان لی ہے میں تم کو کبھی معاف نہیں کروں گی خاندان میں جب آہستہ آہستہ سب لوگوں کو پتا چلا تو سب مجھے کوسنے لگے تھے مہوش کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے لوگ مجھ سے بات نہیں کرتے تھے میں آئینہ نہیں دیکھ سکتا تھا مجھے اپنے آپ سے نفرت ہوگئی ہے اور پھر ایک دن میں سب کو چھوڑ کر اس اولڈ ہاؤس میں آ گیا میں نے کسی کو نہیں بتایا کہ میں کہاں ہوں میں اپنی زندگی کے جو بچے ہوئے دن ہیں ایسے ہی گزارنا چاہتا ہوں۔

اس اولڈ ہاؤس میں بہت سارے لوگوں نے مجھ سے پوچھا۔

آپ کیوں یہاں آئے ہیں

میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا اب آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ لوگ پڑھیں اور میرے حق میں دعا کریں کہ مجھے کچھ سکون ملے میں آرام سے مر سکوں میری تمام لوگوں سے ہاتھ بندھ کر اپیل ہے کہ جو بھی فیصلہ کرو سوچ سمجھ کر کرو خاص کر اپنے بچوں کی زندگی کا فیصلہ بہت پیار اور بڑی محبت کے ساتھ کرنا بچوں کی خوشیاں ہی اصل زندگی ہوتی ہیں اگر ہمارے بچے خوش ہیں تو ہم بھی خوش ہیں اگر وہ نہیں تو ہماری عزت دولت شہرت شان وشوکت کس کام کی سب کچھ دولت ہی نہیں ہوتا انسان کی قسمت کا بھی بڑا ہاتھ ہوتا ہے مجھ سے گھر والوں کی زمانے والوں کی اور وہاں پہ مہوش کی وہ تمام چیزیں برداشت نہیں ہوتی اس لیے میں ان سب سے دور آ گیا ہوں مگر مجھے چین ایک پل بھی نہیں آیا آخر پر میں ایک درخواست کروں گا کہ وہ رائٹر جس سے میری بیٹی محبت کرتی تھی اگر کبھی وہ یہ کہانی پڑھے تو مجھ سے رابطہ ضرور کرے ضرور ملے مجھے اس کو شدت سے انتظار کر رہا ہوں۔

جی قارئین یہ تھی اولڈ ہاؤس میں اس بزرگ کی کہانی جو میں نے بڑی محنت اور لگن سے آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کی ہے امید ہے پسند آئے گی وہ لوگ جو کوئی رائے کوئی مشورہ دینا چاہتے ہوں تو وہ فون یا ایس ایم ایس کر سکتے ہیں ان کے بات اس بزرگ تک پہنچ جائے گی۔

قارئین میں تو اپنے کالم کی تکمیل کے لیے گیا تھا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھے وہاں سے ایک بہت دکھ بھری داستان ملے گی میرا مقصد صرف اور صرف دکھی دلوں کی خدمت کرنا ہے بس جس کو یہ سٹوری یہ حقیقی داستان پسند آئے تو مجھے اپنی رائے سے ضرور اور دعاؤں میں ضرور یاد رکھنا مجھے اپنے دوستوں سے کچھ نہیں چاہئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# برباد محبت کی داستاں

تحریر۔ ماہ نور کنول۔ آزاد کشمیر

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک کہانی سے ساتھ برباد محبت کی داستان حاضر ہوئی ہوں امید کرتی ہوں کہ قارئین کو بہت پسند آئے گی اور یہ کہانی ان بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ہے جو اپنے ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملا کر خود بھی اسی خاک میں جھلستی رہتی ہیں اور دنیا سے رسوائی کا داغ ان کے ماتھے پر ہمیشہ کے۔ یے لگ جاتا ہے اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتیں یہ کہانی بھی اسی ہی ایک لڑکی ہے جس کا نام میں نے۔ برباد محبت کی داستاں۔ رکھا ہے اگر ادارہ بدلنا چاہے تو بدل بھی سکتا ہے اور امید ہے کہ میری یہ کہانی جلد ہی منظر عام پر آئے گی اور بہت سی بہنوں بیٹیاں اس سے عبرت حاصل کریں گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی مین شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

نہ جانے دنیا میں وفا کیوں نہیں ہے اپنے بیگانے کیوں بن جاتے ہیں اپنی خوشیوں کی خاطر دوسروں کو دکھ کیوں دیتے ہیں دکھ اگر غیر دیں تو پھر بھی اتنا غم نہیں ہوتا مجھے بھی کسی اپنے نے ہی اپنا بنا کر لوٹ لیا ہے جیسے میں نے اپنا سب کچھ سمجھا ہر راز بنایا اس کی خاطر کیا کیا نہیں کیا۔

میرا نام صائم ہے میں آزاد کشمیر میں پیدا ہو پیدا ہوا میری پیدائش پر خوشیاں منائیں گئیں میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہوں۔ جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے سکول میں داخل کرا دیا گیا مجھے پڑھنے کا بے حد شوق تھا میں روزانہ سکول جاتا اور دل لگا کر پڑھتا تھا وقت گزرنے کے ساتھ میں بڑا ہوتا گیا اور جب میں ایف اے میں تھا تو محبت سے انجان تھا لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ایک لڑکی سے پیار ہو گیا اس وقت میرے دکھوں کی شروعات ہوئی تھی وہ میری کزن تھی میں نے اُسے پہلی بار دیکھا تھا دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ اس کا نام صدیف تھا اسے بھی مجھ سے پیار تھا مگر وہ اظہار نہیں کرتی تھی گھنٹوں وہ فون پر مجھ سے باتیں کرتی رہتی تھی اور رفتہ رفتہ میری اس سے دوستی ہوگئی اور پھر وہ دوستی پیار میں بدل گئی میں بہت خوش تھا کیوں کہ میں پہلے ہی اس کا دیوانہ تھا اور مجھے میری محبت مل گئی تھی میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی ہم دونوں ایک دوسرے کو جنون کی حد تک چاہنے لگے تھے ہم ایک پل بھی ایک دوسرے کے بغیر بڑی مشکل سے گزارتے تھے۔

تو محبت بھی عجیب شے بنائی ہے یارب
تیرے بندے تیرے حضور روتے ہیں کسی اور کے لیے۔

میرا ایک پل بھی اس کی یادوں کے بغیر نہیں گزرتا تھا میں اس کی یادوں میں پاگل ہوتا جا رہا تھا اس کی دیوانگی کی حد یہ تھی۔
ایک دن میں ان کے گھر گیا اور یہ دیکھ کر حیران



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

رہ گیا وہ خاموش بیٹھی تھی اور میری تصویریں اس کے اردگرد بکھری پڑی تھیں اتنی گہری سوچ میں مبتلا تھی سے میرے آنے کا پتہ بھی نہ چلا میں جا کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ سے پوچھا۔

کیا بات ہے صدف آپ اتنی پریشان کیوں ہو یہ کیا حال بنایا ہوا ہے۔

صائم آپ۔۔آپ کب آئے صدف نے کہا۔

میں حیران رہ گیا میں ابھی ابھی آیا ہوں۔۔چچا جان نے کہا ہے دراصل میں چچا جان سے ملنے آیا ہوں۔

وہ کسی کام سے باہر گئے ہیں آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے چائے بناتی ہوں۔

یہ کہہ کر صدف چلی گئی کچھ دیر بعد جب وہ آئی تو میں نے پوچھا۔

صدف میں آپ سے اکیلے میں ملنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے مل سکتی ہو

صدف نے صاف انکار کر دیا لیکن میرے بار بار اصرار پر آخر اس نے ہاں کر دی اور کہنے لگی۔

میں گھر سے باہر گیارہ بجے آپ سے ملوں گی آپ آجانا

میں ان کے گھر کی طرف گیارہ بجے گیا تو وہ پہلے سے ہی میری منتظر تھی ہم بہت دیر پیار کی باتیں کرتے رہے ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اس نے مجھے یقین دلایا کہ وہ میرے علاوہ کسی اور سے پیار نہیں کرے گی۔

صدف مجھ سے پوچھنے لگی کہ صائم آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دو گے میری آنکھیں نم ہو گئیں اور میں نے صدف سے کہا سنو۔

میرے دیدہ وتر کو محبت ہو گئی تم سے
کسی گہرے سمندر کو محبت ہو گئی تم سے
بھلے وہ چاندنی شب ہو یا فصل گل کی رنگینی
میرے ہر اک منظر کو محبت ہو گئی تم سے

خدا جانے اس شغل کا کیا ہوگا انجام
دل ناشاد و مضطرب کو محبت ہو گئی تم سے
کسی لمحے اگر تم کو محبت ہوئی ہم سے
تو سمجھ لینا مقدر کو محبت ہو گئی تم
وہ جس کو اپنی بھی ذات کی تمنا نہ تھی
سنو ایسے پتھر کو محبت ہو گئی تم
نہیں جاتی تمہارے قرب کی خوشبو نہیں جاتی
میرے اجڑے گلشن کو محبت ہو گئی تم
کسی صورت اب یہ اشک تھم نہیں سکتے
میری آنکھوں کے ساگر کو محبت ہو گئی تم سے

میں نے صدف سے کہا میں نے پیار نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اگر تمہارا دیدار نہ ہوتا ہم عہد پر قائم نہ رہتے میں تم کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا میں آج اپنے پیار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے موت آجائے گی لیکن میں کبھی بھی کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھوں گا میں پہلے بھی تمہارا تھا آج بھی تمہارا ہی ہوں اور کل بھی تمہارا ہی رہوں گا میری زندگی تیری امانت ہے میرا دل تیری یادوں کا مرکز ہے۔

پھر میں واپس آ گیا کچھ دیر امی ابو کے ساتھ باتیں کی اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا کچھ دیر پڑھتا رہا پھر بارہ بجے سونے کے لیے اٹھا اور سوچا کہ کیوں نہ صدف سے بات کر لوں صدف کا نمبر ٹرائی کی صدف نے اٹینڈ کرتے ہی ایک شعر سنایا۔

تیرے بنا کٹتی نہیں ہیں یہ میری راتیں
دیکھو آنسوؤں کی ہو گئی ہیں برساتیں

کیسے ہو صائم اس نے اداس لہجے میں کہا

میں ٹھیک ہوں تم کیوں اداس ہو خیریت میں نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

بس کیا کروں تیرے بنا دل اک پل بھی نہیں لگتا مجھے سکون ہی نہیں ہے میں اڑ کر آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں مگر مجبوری ہے۔

کیا کروں میرا بھی یہی حال ہے مگر کیا کیا


www.pdfbooksfree.pk

جا سکتا ہے
دوسرے دن میں صدف کے گھر گیا اتفاق سے وہ گھر پر اکیلی ہی تھی میں نے اسے سلام کیا اور بیٹھ گیا وہ بھی بیٹھی رہی مگر آج وہ خاموش تھی کچھ بھی نہ بولی آخر میں نے اس کی خاموشی کو توڑا

صدف کیا سوچ رہی ہو آپ۔

صدف نے کہا صائم مجھے ڈر لگتا ہے

میں نے کہا کس بات کا ڈر۔

وہ کہنے لگی مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ مجھے بھول تو نہیں جاؤ گے

اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا اور کہا۔

کوئی اچھی سی سزا دو مجھے
چلو ایسا کرو اک بد دعا دو مجھے
تم کو بھول جاؤں تو موت آ جائے
دل کی گہرائی سے دعا دو مجھے

تو اس کی آنکھیں نم ہو گئیں کچھ دیر بعد چچا جان اور آنٹی بھی آ گئے ساتھ مل کر دوپہر کا کھانا کھایا اور نماز پڑھنے چلا گیا نماز پڑھنے کے بعد میں واپس گھر چلا آیا اب میرا رزلٹ بھی آ چکا تھا میں نے ایف اے اچھے نمبروں سے پاس کر لیا تھا آگے پڑھنے کو میرا دل نہیں کرتا تھا لیکن پھر سب کے اصرار پر مجھے جھکنا پڑا اور بی اے میں داخلہ لیا۔

خیر آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا اور ہماری محبت پروان چڑھتی رہی کسی کو کچھ پتہ نہ چلا ہماری یہ حالت ہو گئی کہ جب تک ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہیں لیتے ہمیں چین ہی نہیں آتا تھا ہم ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے ہم جنون کی حد تک ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔

کچھ دنوں بعد اس کے بھائی کی شادی تھی اور پھر میں روز جاتا کام وغیرہ کرواتا اور واپس آ جاتا شادی کے دن میں کمرے کی سیٹنگ کر رہا تھا کہ ایک انجان لڑکی کمرے میں آئی۔

اسلام علیکم اس نے سلام بلایا۔

میں نے وعلیکم السلام کہا

میرا نام نازو ہے۔

جی مجھے صائم کہتے ہیں

صائم آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہو

یہ آپ کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے کہا میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں اور اس کے علاوہ میں کسی اور کا سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہوں

پر میں آپ سے محبت کرتی ہوں اس نے اتنا ہی کہا کہ صدف بھی آ گئی۔

ارے ارم آپ۔ آج وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی بات مت کرنا مجھ سے اس نے غصے سے کہا اور باہر نکل گئی میں بھی اس کے پیچھے ہی نکلا باہر لوگ تھے اور میں کچھ کہہ نہ سکا میرا وہ دن بہت بے چینی سے گزرا صدف نظر نہ آئی دوسرے دن میں گھر جانے لگا تھا کہ صدف نظر آ گئی میں اس کے پاس گیا اور پوچھا۔

میرے ساتھ ناراض ہو

اس نے کوئی جواب نہ دیا اور چل دی تو میں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور کہا مجھے اتنا بتا دو کہ میرا کیا قصور ہے جس کی وجہ سے تم ناراض ہو مجھ سے کیوں مجھے اتنی بڑی سزا دے رہی ہو بتاؤ کیوں ناراض ہو۔

میں ناراض کیوں نہ ہوں اس نازش کی بچی کے پاس۔

ارے یار تم اس وجہ سے ناراض ہو میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے میں نے کہا آج جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے میں بتاتا ہوں جو کسی شجر کا سائے سے تعلق ہو جو کسی روح کا بدن سے جو کسی آنکھوں کا روشنی سے تم سے بھی میرا وہی تعلق ہے۔

میں صدف سے کہتا رہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے پھر اپنے گھر چلا آیا تھا اور بہت دن


www.pdfbooksfree.pk

تک صدف کے گھر نہیں جا سکا صدف نے بھی کال کرنا گوارہ نہ کیا میں نے سوچا شاید وہ میرے نا جانے کی وجہ سے ایسا کر رہی ہو۔

ایک دن میں کام سے فارغ ہو کر صدف کے گھر چلا گیا صدف کا رویہ بھی کچھ بدلہ ہو تھا وہ سیدھی طرح سے بات ہی نہ کر رہی تھی میں تقریباً دو تین دن ان کے گھر رہا۔

ایک دن ان کے گھر ایک لڑکا آیا صدف سے میں نے پوچھا کون ہے یہ لڑکا صدف نے کہا یہ میری خالہ کو بیٹا ہے

اتنے میں چچی جان نے مجھے بلایا اس سے ملو یہ میری بہن کا بیٹا ہے اسد

میں نے اسے سلام کیا اور واپس اپنے گھر چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد وہ لڑکا میرے پاس آیا اور کہنے لگا اگر آپ برا نہ منائیں تو کہیں باہر چلیں

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

ہم باہر چلے گئے وہ میرا ایک اچھا دوست بن گیا پھر ہم ہر روز باہر جاتے۔ ایک دن اس نے کہا۔

صائم اک بات پوچھوں برا تو نہیں مانو گے

میں نے کہا نہیں یار

اس نے کہا۔ صدف سے پیار کرتے ہو۔

میں نے کہا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو آپ

اس نے کہا مجھے محسوس ہوا ہے

اس کے مسلسل اصرار پر میں نے سب کچھ اسے بتا دیا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جنہیں وہ روکنے میں ناکام ہو رہا تھا میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا

جس صدف سے تم پیار کرتے ہو وہ کتنے ہی لوگوں سے پیار کا ناٹک کر چکی ہے۔ مجھے ایک دھچکا سا لگا میں نے کہا

یہ کیا کہہ رہے ہو۔

اس نے کہا۔ ہاں میرے ساتھ بھی صدف نے ایسا ہی کیا ہے آج میں ان کے گھر دو سال بعد آیا ہوں وہ بھی اپنی ماں کی ضد پر ورنہ اس کی بے وفائی کے زخم مجھے لگے ہیں میں ساری زندگی بھی نہیں بھول سکتا تم کو یقین نہیں آ رہا ہو گا میں ابھی تمہیں دکھاتا ہوں اس نے اپنا موبائل مجھے دیکھایا اس میں صدف کے بہت سے ایس ایم ایس تھے اس کے علاوہ وہ تصویریں دیکھائیں جو اس نے اسد کے ساتھ بناوائیں تھیں جس کی اہمیت سے میں انکار نہ کر سکا اسد رو رہا تھا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

صائم میں تم کو یہ نہیں کہوں گا کہ تم صدف سے پیار نہ کرو لیکن اس پیار کا کیا فائدہ جس میں دھوکہ ہو اور بے وفائی ہو مجھے اس وقت پتہ کیا ہو رہا تھا میں گر گیا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر کو اسد نے بلایا اور میں تقریباً ایک گھنٹہ بے ہوش ہی رہا پھر جب ہوش آیا اسد میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے مجھے فوراً اٹھایا اور کہا۔

مجھے معاف کر دو اے دوست میں نے تیرا دل دکھایا ہے کچھ دنوں کے بعد میں صدف کے گھر گیا تو جا کر صدف کی الماری سے اس کی ڈائرہ دیکھنے لگا میں نے دیکھا تو اسد کا نام لکھا ہوا تھا اور بھی بہت سے لڑکوں کے نام تھے میرا دماغ گھومنے لگا تھا الماری بند کر کے میں اپنے گھر چلا آیا تھا صدف سے کوئی بات نہ کی۔ ایک دن میں کسی کام سے صدف کے گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ صدف کسی سے فون پر بات کر رہی ہے وہ لڑکا اسے مسلسل ملنے کی ضد کر رہا تھا شاید وہ بہت ضدی تھا صدف نے کہا۔

ضد مت کرو کل میں گھر پر اکیلی ہوں گی تو تم میرے گھر آ جانا۔

دوسرے دن میں پھر چلا گیا تو اتفاق سے وہ لڑکا اس وقت صدف کے گھر پر ہی تھا وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے میں دیکھ کر واپس چلا آیا۔

اب تو محبت سے ڈرنے لگے تھے

لہو بن کر آنسو برسنے لگے تھے
اور اس کے بعد میں ان کے گھر جانا چھوڑ دیا تھا
ایک دن چچا جان کے بلانے پر میں ان کے گھر چلا گیا صدف گھر میں موجود نہیں تھی میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا اتنے میں صدف بھی آ گئی مجھے اس پر بے تحاشہ غصہ آ رہا تھا اور وہ تھی کہ پیار جتا رہی تھی کہہ رہی تھی کہ صائم آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو مجھے بھول تو نہیں جاؤ گے نا میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر نکل پڑا تھا اتنا رویا کہ وہ صدف میری طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔
آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو حساس ہوا
اتر جاتے ہیں جو دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
میں نے تصویریں اور ڈائری لا کر صدف کے سامنے رکھ دیں صدف کوئی جواب نہیں دے سکی یعنی صدف نے میری دنیا اجاڑ کے رکھ دی تھی جسے میں نے ٹوٹ کر چاہا تھا۔
تیرے وعدوں کا یہ انجام حاصل نکلا
تو بھی آخر یار قاتل نکلا
زندگی سے بڑھ کر چاہا تھا تم کو
تو بھی بے وفا مگر سنگدل نکلا
اس کے بعد میں صدف کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر آیا میں نے پڑھائی شروع کر دی میرا دل کہیں نہیں لگتا ہے میری صحت دن بدن گرتی چلی گئی اس کی یادوں نے کبھی سکون سے رہنے نہیں دیا اب جب مجھے وہ بے یاد آتے ہیں تو میں تڑپ جاتا ہوں میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔
ایک دن اسد میرے گھر آیا اور ضد کرنے لگا مجھے اپنے گھر لے جانے کی میں گیا اس دن وہ بھی وہاں آئی ہوئی تھی اسے اپنے کیے کی سزا مل چکی تھی اس لڑکے نے اسے برباد کر دیا اور اس سے دور چلا گیا تھا وہ میری طرف دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

پیار کی محتاج ہے میری زندگی
خوشیوں سے ناراض ہے میری زندگی
میں ہنس لیتا ہوں لوگوں کو دکھانے کے لیے
مگر درد کی کتاب ہے میری زندگی
اس دن کے بعد میں نے صدف کو ہر لمحے یاد کیا اور اسے دعائیں دی وہ جہاں بھی رہے خوش رہے۔
بعد مرنے کے میری کہانی لکھنا
کیسے ہوئی برباد میری جوانی لکھنا
اور لکھنا کہ میرے ہونٹ خوشی کو ترسے
کیسے برباد ہوئی میری جوانی لکھنا
اور لکھنا اسے انتظار تھا بہت تیرا
آخری سانسوں میں وہ ہچکیوں کی روانی لکھنا
اور لکھنا کہ مرتے وقت بھی دیتا تھا دعا تجھ کو
ہاتھ باہر تھے کفن سے یہ نشانی لکھنا
قارئین یہ تھی صائم اور صدف کی کہانی کیسے لگی اپنے رائے سے ضرور نوازیے گا۔

---

غزل
زندگی سے کتنے اجالے جائیں گے
تیرے خواب جو آنکھوں سے نکالے جائیں گے
بات چمن کی ہے تو پھر یوں ہی ہوگا
پھر پھول مہکتے ہوئے خزاں کے حوالے جائیں گے
جن کی یادیں ہی کسی طوفان سے کم نہیں
وہ لوگ کب ہم سے سنبھالے جائیں گے
تیرا تبسم دیکھ کے ہے یقین مجھ کو
میرے دسترس غم بھی ٹالے جائیں گے
ہجر کٹا مگر یہ سوچا نہ تھا احمد
درد محبت سے چاہنے والے جائیں گے
احمد فراز احمد۔ رڑہ ہری پور

---


www.pdfbooksfree.pk

# آخر کب تک

تحریر۔ راشد لطیف ۔صبرے والا۔ 0304.7177039

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
ایک کہانی آخر کب تک آپ کی دکھی بزم میں لے کر آیا ہوں امید ہے کہ سب اس کو پسند کریں گے یہ کہانی ایسے دیوانے کی ہے اپنی دنیا بسانے کا سوچا اور اپنے پیار کو حاصل کرنے کے لیے اپنی خوشیوں میں مگن تھا اور خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا شادی کے دن دلہن کے روپ میں اس کو دیکھنے کی کتنی حسرت تھی اس کو خدا نے ملنے سے پہلے ہی جدا کر دیا تھا وہ کبھی نہ مل پائیں خوشیاں۔ لیتے لیتے وہ اپنا پیار اپنا سب کچھ کھو بیٹھا تھا جس کو پیار کے وہ بہت دعوے کرتا تھا وہی پیار خدا نے اس سے ہمیشہ کے لیے چھین لیا تھا۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ آخر کب تک۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جو زندگی گزر گئی نہیں جتنے دکھ دیکھے ہیں۔
ہے کافی ہے ہر سو دکھ ہی دکھ ہیں غم ہی غم ہیں یہاں تو ہر انسان دکھوں سے بھرا ہوا ہے اور میں کس کس کی دکھوں کی بات کروں ہر کسی کا دکھ اپنی اپنی جگہ سب سے بڑا ہے۔

دنیا میں کتنا غم ہے میرا غم کتنا کم ہے
لوگوں کا غم دیکھا تو میں اپنا غم بھول گیا

قارئین ہمارے اس ملک میں بہت کچھ ہو رہا ہے کہیں خودکشی اور کہیں کچھ تو کہیں کچھ ایک کہیں کسی غریب کی آبرو اور قتل ہو رہی ہے اللہ تعالی سب کو خوش رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرا نام محمد امین ہے میں اس پاکستان کا رہنے والا ہوں میں نے بی کام کیا ہوا ہے اور سرکاری ملازم ہوں۔ قارئین سب نے بہت سارے دکھوں کا سامنا کیا ہے میں کس کس دکھ کی بات کروں میری اتنی عمر

ہمارا گھرانہ چار افراد پر مشتمل تھا ہم ایک دوسرے کو بہت پیار کرتے تھے امی اور ابو میں میرا گھر نہیں میری جنت تھا جب مجھے امی بیٹا کہہ کر پکارتی و میرے دل کو کتنا سکون ملتا تھا یہ میں جانتا ہوں اور یا پھر جانتا ہے جو اپنی ماں باپ سے بہت پیار کرتا ہے ماں کا لفظ کتنا میٹھا اور اس کی کیا خوبی ہے اسے وہ جانتا ہے جو اپنی ماں کی بہت عزت کرتا ہے اور خیال رکھتا ہے ماں کے بغیر میں کتنا ادھورا ہوں یہ میں جانتا ہوں ہم سب زندگی میں بہت خوش تھے میں جانتا ہوں آپ کو میری یہ بات بری لگ رہی ہوگی میں نے سوچا میں اپنے درد لکھ کر کچھ کم کر دوں پر لکھ بھی نہیں سکتا کیوں کہ دل بہت دکھتا ہے جب وہ لمحے یاد آتے ہیں انسان جیتے جی وہ لمحے نہیں بھلا سکتا کیا زندگی سب انسانوں سے امتحان لیتی ہے۔



www.pdfbooksfree.pk

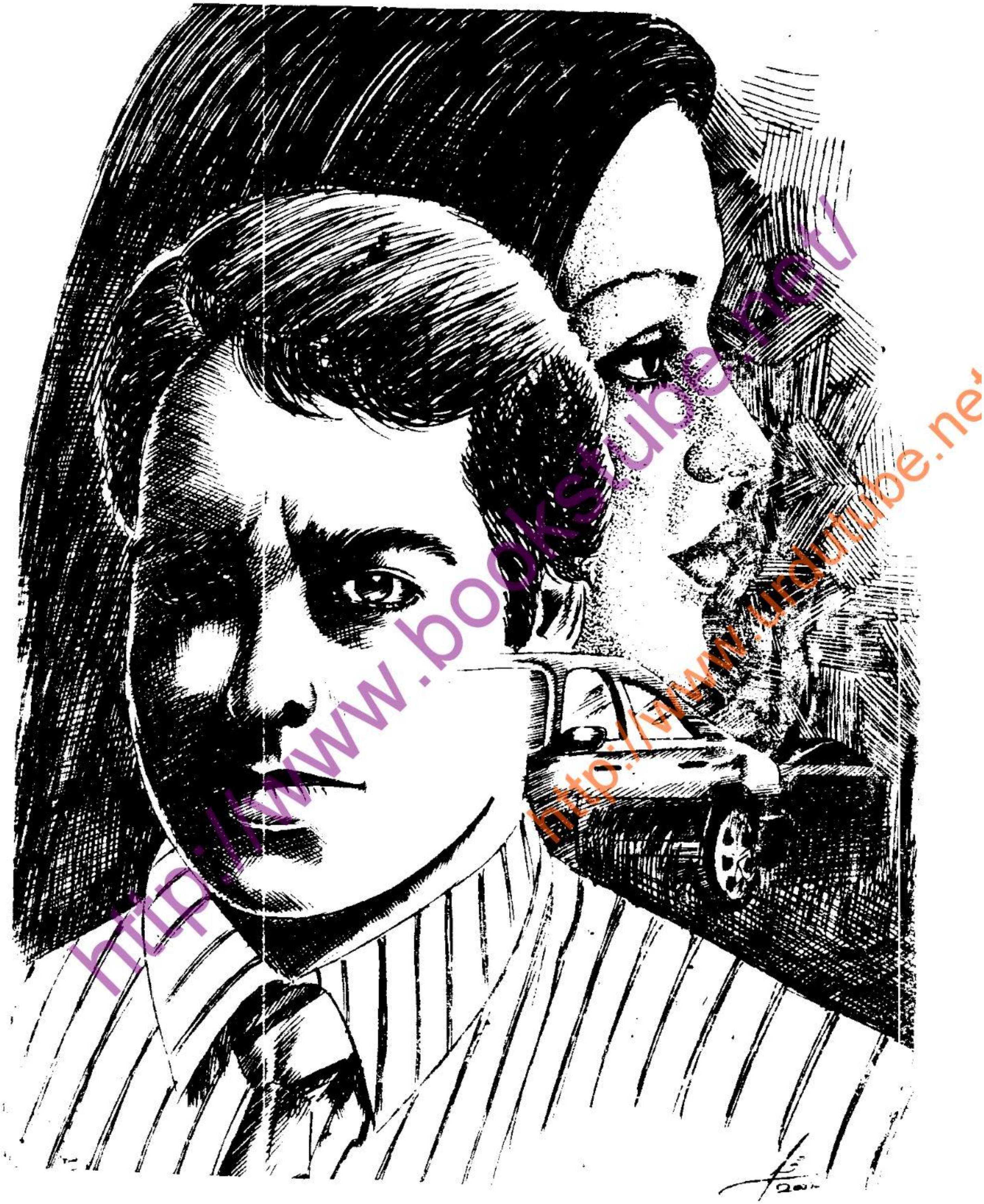

www.pdfbooksfree.pk

یہ صرف مجھ سے لے رہی ہے پتہ نہیں میں کون سے جرم کی سزا کاٹ رہا ہوں میں بہت تھک گیا ہوں اس زندگی سے یہ میرے خدا اب تو مجھے سکون دے دے اور میرے گناہوں کو بخش دے۔

قارئین اب میں اپنی اصل مقصد پر آتا ہوں میں اور میرے سب گھر والے بہت خوش زندگی گزار رہے تھے زندگی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی امی نے مجھ سے کہا

بیٹا ہم تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں

میں نے کہا امی آپ کی جیسے مرضی میں۔

امی کو کیسے انکار کرتا امی اب بوڑھی ہو چکی تھی اس لیے وہ میری شادی کا کہہ رہی تھی اور میں نے امی جیسے آپ کی خوشی۔امی نے کسی قریبی رشتہ داروں کے ہاں میری منگنی کر دی تھی میری منگیتر کا نام سلمیٰ تھا ہم دونوں اس رشتے سے خوش تھے اور راضی تھے اور سلمیٰ بھی بہت خوش تھی جیسے دن گزرتے گئے ہم دونوں میں محبت بھی بڑھتی گئی اور شادی کے دن قریب آتے گئے اور ہماری خوشیاں بھی بڑھنے لگی تھیں سلمیٰ تو بہت زیادہ خوش تھی۔ایک دن سلمیٰ کے گھر سے فون آیا۔

بیٹا آپ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے

وہ فون سلمیٰ نے خود ہی کیا تھا جی میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو۔

جی ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

پھر سلمیٰ نے کال کاٹ دی میں تھوڑا سا پریشان ہو گیا کہ سلمیٰ نے مجھ سے ایسی کون سے بات کرنی ہے جو مجھ سے ملنا چاہتی ہے سلمیٰ دوسرے دن مجھ سے ملنے میرے گھر پر آئی اس نے مجھ سے وہ باتیں کیں جس کا میں بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کبھی سوچوں گا اور نہ کبھی ان باتوں کا ذکر کروں گا ان باتوں سے سلمیٰ نے میرا اور دل جیت لیا ہمارا پیار اور بھی زیادہ ہو گیا تھا۔

پھر سلمیٰ نے فون پر مجھ سے رابطہ رکھنا شروع کر دیا تھا اور پھر ہماری روز فون پر بات ہونے لگی پھر ہم ایک دوسرے سے پیار بھری باتیں کرنے اور سلمیٰ مجھے ہمیشہ یہی دعا دیتی آپ کو اللہ تعالیٰ ہر کام میں کامیاب کرے اور جس کام میں قدم رکھیں اللہ اس کام میں ترقی دے سلمیٰ پانچ وقت نماز بھی پڑھتی تھی اور ہر دعا میں میرے لیے اسپیشل دعا کرتی تھی۔۔۔اور اس کی دعاؤں میں بھی بہت اثر تھا اور میں ہر موڑ پر کامیاب ہوتا گیا تھا۔

امی نے مجھے کہا اب مجھ سے گھر کا کام نہیں ہوتا اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور جلد ہی شادی کرنی چاہئے امی کو میری شادی کی بہت فکر تھی امی میری جلدی ہی شادی کرنا چاہتی تھی اور میرے سب گھر والے راضی تھے امی ابو سلمیٰ کے گھر جا کر شادی کی تاریخ بھی رکھ کر آ گئے تھے اور شادی کی تیاریوں میں سب گھر والے مصروف ہو گئے۔

سب بہت خوش تھے سلمیٰ اور میں بھی بہت خوش تھے شادی کے تیاریاں مکمل ہو چکی تھی سارا سامان ذخیرہ خریدا جا چکا تھا لیکن امی کی ضد تھی کچھ کپڑے سلمیٰ کی پسند کے لینے کی میری امی نے سلمیٰ کے گھر میں فون کیا کہ ہم کچھ کپڑے سلمیٰ کی پسند کے لینا چاہتے ہیں اس لیے سلمیٰ کو ہم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو سلمیٰ کے گھر والوں نے کہا ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے آپ بھی کمال کرتے ہیں سلمیٰ آپ کی بیٹی ہے ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے میرے گھر والے بہت خوش ہوئے کہ سلمیٰ کے گھر والے مان گئے ہیں۔

چلو یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا تھا سب گھر والے سلمیٰ کے گھر گئے اور اس کو لے کر بازار چلے گئے وہ دن میری زندگی کا کتنا غم لے کر آیا تھا وہ دن میری سب خوشیاں کھا گیا تھا میرے گھر والوں کو کوئی پتہ نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے ان کو کیا پتہ تھا کہ ان



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کہ آخری دن ہے جب وہ گھر سے نکلے ہوں گے تو ان کے دل میں کتنے ارمان ہوں گے ان کو کیا پتہ تھا کہ آج بے رحم انسان ایسا بھی کرے گا اسے انسان بھی کہنا انسانیت کا جرم ہوگا جو انسان ہو کر انسانوں کا خون کرے اسے انسان نہیں اسے درندہ کہنا چاہئے اس دن میں میرا سب کچھ فنا ہو گیا تھا۔

تو لگائے آگ نفرتوں کی
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو بچوں کو یتیم کرے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو بھائیوں کو بہنوں سے جدا کرے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو سر کا تاج ختم کرے
میں کسے مانوں تو انسان ہے
تیرے دل میں ہو کفر بھرا
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو انسان ہو کر انسانوں کا خون کرے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو منافقت کی انتہا کرے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تو خدا کے بندوں کو تنگ کرے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تجھ سے ہو یہ دنیا تنگ
میں کسے مانوں تو انسان ہے
تجھے رو رو دنیا کے لوگ بد دعا دیں
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
تیرے ڈر سے نہ کبھی کسی کو نیند آئے
میں کیسے مانوں تو انسان ہے
میں راشد اگر مان بھی لوں تو انسان ہے
کیا تمہیں انسانیت کی پہچان ہے

ایک شدید حادثہ ہوا اس میں بہت سے لوگ مر گئے تھے کوئی کسی کا باپ تھا کوئی کسی کی ماں تھی کوئی کسی کی بہن تھی کوئی کسی کا بیٹا تھا کوئی کسی کا بھائی تھا سب کی آنکھیں غم میں ڈوبی ہوئی تھی سب کے دل رو رہے تھے سب کو اپنے پیاروں کے جانے کا بہت دکھ تھا ایک میں نہ تھا بہت سارے لوگ اپنے پیاروں کو اٹھا رہے تھے میرے گھر والے اپنے دل میں سب ارمان لے کر اس دنیا سے چلے گئے اور سلمیٰ بھی اپنے سارے ارمانوں لے کر اس دنیا فانی سے چلی گئی تھی آپ سوچیں اس گھر میں کتنا دکھ ہوا ہوگا جس گھر سے تین جنازے نکلے ہوں گے۔

میرا سب کچھ اجڑ گیا تھا میرے سب خواب ریزہ ریزہ ہو گئے تھے میری سب حسرتیں ادھوری رہ گئی تھیں میں اپنے کس دکھ کی بات کروں میں اپنے گلشن اجڑنے کی بات کروں یا اپنے دکھوں کی بات کروں کوئی نہ کوئی ایک نیا دکھ اور نئی کہانی ہے کہیں کچھ ہو رہا ہے اور کہیں کچھ بے کس بیٹیوں کی عزت لٹ رہی ہے اور یہ ہم دکھ کب تک سہتے رہیں گے کب تک ایسے حادثوں سے ہم اپنے پیاروں کے جنازے اٹھاتے رہیں گے کب تک۔۔۔ آخر کب تک۔

---

## غزل

جن کے دل تم نے توڑ دیئے ہیں
ان لوگوں سے وابستہ کچھ لوگ بھی ہیں
ان لوگوں کے سینوں میں دل ہیں
وہی دل تیرے سینے میں بھی دھڑکتا ہے
میں کس طرح مجھ کو بھلا دوں ناممکن ہے
تو پاس ہو کر بھی لاحاصل سا ہے
زندگی بجھتا دیا اور موت آخر ٹھکانہ ہے
نہ جینے کی آرزو نہ ڈر کا پتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاعرہ آستر

اے وعظ ناداں کرتا ہے تو ایک قیامت کا چرچہ
یہاں روز نگاہیں ملتی ہیں روز قیامت ہوتی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسن علی۔ لالہ موسیٰ

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk

# غلطی ہو گئی

تحریر۔ عائشہ نور عاشا۔ شادیوال گجرات

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں نئی جواب عرض میں حاضری کے لیے اپنی ایک کہانی جس کا نام میں نے غلطی ہو گئی۔ رکھا ہے امید ہے سب قارئین کو پسند آئے گی اور اس کے پڑھنے کے بعد ہی اپنی رائے سے نوازئے گا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ کہانی ایک سچے پیار کی بنا پر لکھی گئی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب قارئین اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکیں گے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ میں جواب عرض والوں کی بے حد مشکور رہوں گی کہ وہ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ اس کہانی کو جلد ہی کسی قریب شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے۔ یہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی میری ایک دوست کی ہے آیئے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام رمشہ ہے میں گجرات سے تعلق رکھتی ہوں ہم تین بہن بھائی ہیں میں ایک اور دو میرے بھائی چھوٹے ہیں جب میں نے ہوش سنبھالا تو امی کو یہی کہتے سنا اپنے ابو سے کوئی بات نہ کرنا وہ بڑے ہی سخت ہیں وہ برا مان جائیں گے انہیں غصہ آجائے گا۔ بس اسی وجہ سے میرے اور ابو کے درمیان خلا پیدا ہو گیا میں چاہ کر بھی ان سے بات نہیں کر سکتی تھی میں کالج میں جاتی تھی میں اپنے کزن اسد کو بچپن سے ہی پسند کرتی تھی اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا تھا آہستہ آہستہ ہماری بات چیت بڑھ گئی تھی اور موبائل پہ رابطہ ہونے لگا رات کو کئی کئی گھنٹے فون پر بات ہوتی سارا دن میسج پہ مجھے محبت بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی بلکہ خوبصورت سے بھی تھی کیوں کہ وہ مجھ سے محبت کے ساتھ ساتھ میری عزت بھی کرتا تھا۔

ایک دن میں اسد سے بات کر رہی تھی اور امی نے سن لیا پہلے میں نے ٹالنے کی کوشش کی مگر امی جانے کب سے سن رہی تھیں آخر کار میں نے ساری بات بتا دی اس کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔

امی نے بہت ڈانٹا اپنے ایک تھپڑ سے میرا منہ بھی لال کر دیا اور میرا موبائل بند کر کے اپنے پاس رکھ لیا میں روتی رہی بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتی رہی تھی اس سے بات کرنے کو دل چاہتا رہا بات کرنے کی خواہش حد سے سوا ہو رہی تھی مگر امی نے مجھ پر پوری نظر رکھی۔

کچھ دنوں کے بعد میں اپنی ایک دوست نازیہ کے گھر گئی اور اس کے موبائل سے اسد کو کال کی اس کی بے چینی بھی مجھ سے کم نہ تھی میں نے اسے ساری بات بتا دی اس نے مجھے تسلی دی کہ وہ میرے ساتھ ہے میری بے چین روح کو بھی سکون مل گیا اور میں گھر چلی آئی۔


www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اس کے ٹھیک تین دن بعد اس کے امی ابو یعنی میرے چچا چچی میرا ہاتھ مانگنے آگئے مگر ابو نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نہ تو ان کے پاس ڈھنگ کا گھر ہے اور نہ ہی ہمارا معیار زندگی ایک جیسا ہے۔

قارئین آپ خود ہی بتائیں کہ کیا محبت میں رنگ گھر یا معیار زندگی اہمیت رکھتا ہے کیا سوچ سمجھ کر کی جانے والی محبت محبت ہوتی ہے۔ میں نے امی کی بڑی منتیں کیں کہ ابو کو منائیں مگر امی نے میری کسی منت کو نہیں سنا تھا شاید اس لیے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہوتا ہے لڑکی جس کو پسند کرتی ہے اس سے شادی ہوئی تو ہم بدنام ہو جائیں گے اور میں درجہ حد کی جذباتی تھی میں نے ایک دن باپ کی عزت کی پرواہ کیے بغیر ہی اسد کے ساتھ چلی گئی تھی میں نہیں جانتی تھی کہ میری یہ غلطی کتنی بڑی سزا بن جائے گی جب میں گھر سے گئی تو ابو ایک ماہ کے لیے شہر سے باہر تھے وہاں موبائل کے سگنل نہیں آتے تھے اس لیے مجھے موقع مل گیا تھا اور میں اپنی خواہش کے سنگ اڑ کر گئی اور بعد میں ابو سے معافی مانگ لینے کا دل سے وعدہ کیا مگر میں نہیں جانتی تھی کہ معافی باپ کی عزت پہ لگے داغ کو نہیں مٹا سکتی۔

اک خواہش جس کے دل چاہتا تھا

اب وہ سزا بن گئی ہے۔

اسد کے گھر والے ہم دونوں سے ناراض ہو گئے تھے مگر اس کے بڑے بھائی نے ہمارا نکاح کروایا اور کچھ دنوں میں ہم نے گھر والوں کو بھی منا لیا تھا امی اکیلی کچھ نہیں کر سکتی تھی بھائی چھوٹے تھے اس لیے سب خدا پہ چھوڑ دیا تھا۔ ہم دونوں بہت خوش تھے وہ دن اتنے خوبصورت تھے کہ انہیں ہماری اپنی ہی نظر لگ گئی تھی، جب ابو گھر آئے تو انہیں علم ہوا اور بنا سوچے سمجھے مجھے برباد کر دیا برباد میں نے بھی تو انہیں کیا تھا دوپہر کا وقت تھا جب کچھ لوگ آئے ہم سب درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کیا آئے جیسے قیامت آگئی ہو ان کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے۔

انہوں نے دو تین فائر کیے ابھی ہم سے کوئی سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ بندوق اسد کی طرف کر دی میرا بازو پکڑا اور طلاق دینے کا حکم دیا چچا آگے بڑھے کہ بھائی کو سمجھائیں مگر باقی آدمیوں نے چچا چچی اور اسد کے بڑے بھائی کو پکڑ لیا اور وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ طلاق دو اسے ورنہ ساری کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا۔ اسد ایک ہی جواب دے رہا تھا ہماری بات تو سن لو مگر وہ کہاں سننے والے نہیں تھے انہوں نے بندوق نیچے کر کے فائر کیا اور گولی اسد کے پاؤں میں پیوست ہو گئی میری تو جان ہی نکل گی اسد ابھی تک طلاق دینے کو تیار نہ تھا آخر کار انہوں نے چچا چچی پر بندوق تان لی اور سب کو جان سے مارنے کا فیصلہ کر لیا تو مجبورا اسد کو میری زندگی سے جانے کا فیصلہ کرنا پڑا تھا میں بھی اسے اپنے رشتوں کے لیے دکھی نہیں دیکھ سکتی تھی اور میں گھر آگئی۔

ساری دنیا کی زبان پر یہی بات تھی کہ بھاگی ہوئی رمشہ واپس آگئی ہے کچھ دنوں تک مجھ سے امی ابو نے بات تک نہ کی تھی کیسے کچھ عرصہ بعد جب طلاق کی عدت ختم ہوگئی تو والدین کو میری شادی کی فکر ستانے لگی مگر اب ہونا وہی تھی جو آج ہوتا آیا تھا گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی سے کون شادی کرتا ہے اور ساتھ طلاق یافتہ تھی پہلی غلطی میری اور دوسری میرے ابو کی تھی جو وہ آج تک مانتے ہیں کہ میں نے غلط کا مجھے آج احساس ہوتا ہے جو نصیب میں ہو وہ مل جاتا ہے اور جو نہ ہو وہ مل کر بھی بچھڑ جاتا ہے۔

بعض اوقات ہم اپنی من مانی کر کے خود کو خود سے جڑے رشتوں کو بہت نقصان دیتے ہیں اور میرے ابو دو سال کے ہی کہتے ہیں کاش میں ہی سوچ جاتا سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا۔ ----------

http://www.bookstube.net http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk

کبھی تمنا کے راستوں پر نکل پڑو تو
کبھی تمنا کے راستوں پر نکل پڑو تو
خیال رکھنا
ہوائیں بادل موسم خیال
چہرے بدل بدل کر تمہیں ملیں گے
تو لمحہ لمحہ بدلتے رنگوں کے شوخ دھوکے میں آنہ
جانا
کبھی جو تیرے چاروں طرف
کرن کرن اپنا خواب سا بدن نکھارے
زمین پر اترے تو دھندلکوں میں سمانہ جانا
جو تیری آنکھوں میں چاند ہنس ہنس کر
چاندنی کا خمار بھر دے
اپنی آنکھیں خیال میں گنوانہ آنا
کہ یہ نہ ہو خواب ٹوٹ جائیں
دھندلک کا سہراب ٹوٹ جائے
جسم و جاں پہ عذاب ٹوٹ جائے
اور تم لہراتے ہاتھوں میں
کرچی کرچی بن سنبھالے
واپسی کے نشان تلاش کرو
اجڑ گیا جو جیون وہ تلاش کرو
کبھی تمنا کے راستوں پہ نکل پڑو تو خیال رکھنا
وہاں سے خالی پلٹ کے آنا بہت کٹھن ہوتا ہے
شاعرہ آستر۔ کراچی

---

غزل

تیرے دیار یار میں جانے کے بعد
ادھورا سا جی رہا ہوں
اپنی باتوں کو سنانے کے کی خاطر
تیرا جانا یونہی اک تحریر صفحہ قرطاس بن وجود ہے
رنگین تصویر بھی عیر ان کینوس وسوسے ہے
کھولنے کا تیرے میرے رشتے میں
کبھی آئے نہ کوئی دیوار کٹے ہیں کتنے دن و شام

تیرے یوں ہجر میں دن بدلے ہیں نا ٹھہرے
تیرا تصور جائیں چھوڑا اضطراب ایک لمحہ
نہیں سانسوں کو تجھ بن قرار نہیں
گزرے ہر ساتھ بتائے لمحات کیسے دوں
بے قراری میں تیری تصویر کا چوم کے رکھ دیا
کانچ کی دیوار میں قید کاغذ کی اس مورتی کو بھلا
کیسے دوں۔
شاعرہ آستر۔ کراچی

---

غزل

دل خون کے آنسو روتا ہے اب تو اشکوں نے
پائی بے چینی
ان لبوں کی مسکراہٹ تھی تو تھی وہ تیرے دم
سے
اب نہیں آتا ہنسنا کیوں روٹھی مجھ سے ہر خوشی
چھلنی چھلنی دل، ودماغ اضطراب میں کئی راتیں
تڑپائی جدائی سوچا کیا تم نے بھی کیا ہوگا ہر جائی
تیرے جانے کے بعد میں یوں ہوں گم سم جیسے
تجھے ڈھونڈتی رہتی ہے اب تو یہ میری دیوانگی
دن وہ کتنے سہانے ساتھ تھے جب تم
شاعرہ آستر۔ کراچی

---

غزل

یہاں پل پل جلنا پڑتا ہے
ہر رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے
ہر موڑ پہ ٹھوکر لگتی ہے ہر رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے
ہر دل کو سمجھنے کے لیے بس خود سے لڑنا پڑتا ہے
کبھی خود کو کھونا پڑتا ہے کبھی چھپ کر رونا پڑتا
ہے

یاسر ملک مسکان اٹک

---

غلطی ہوگئی


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
Copyrighted material

# کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے

تحریر۔ڈاکٹر محمد ایوب بوھڑ۔اوستہ محمد۔0302.3705032

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک مرتبہ پھر اپنے ایک دوست کی کہانی لے کر آیا ہوں یہ میرے دوست کی کہانی ہے جس کو میں نے لفظوں کی شکل دے کر آپ کے سپرد کر دیا ہے اس امید کے ساتھ کہ آپ اسے پڑھ کر اس کی غلطیاں نکال کر اسے مایہ ناز ماہنامہ جواب عرض کی زینت بنائیں گے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو کوئی اور اچھا سا نام دے سکتے ہیں اور میری حوصلہ افزائی کر کے شکریہ کا موقع دے سکتے ہیں امید ہے کہ مجھے ناامید نہیں کیا جائے گا
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قارئین میرا نام ڈاکٹر محمد ایوب ہے ایک دن میں کہانی سنائی لیجئے قارئین کرام آپ بھی اس کی کہانی سنئے۔

اپنے کلینک کے لیے دوائی لینے اپنے قریبی شہر اوستہ محمد گیا وہاں پر میری ملاقات میرے ایک دوست سے ہوئی جو کراچی کا رہنے والا تھا میں نے اپنے دوست سے پوچھا

تم کراچی سے اوستہ محمد آئے اور مجھے بتایا تک نہیں۔

وہ بولا۔میں یہاں اپنے کسی کام سے آیا ہوں ویسے میں اب کراچی چھوڑ کر اب جیکب آباد میں رہتا ہوں۔

جب میں نے اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ گھر والوں کو میں چھوڑ آیا ہوں۔

اس کی یہ بات سن کر میں حیران ہوا اور کہا۔

کیوں اس کی کوئی وجہ۔

تو اس نے میرے سوال کے جواب میں اپنی

میں کراچی میں صبح کو سکول پڑھتا تھا اور شام کو ابو کے ساتھ شاپ پر کام کرتا تھا یہ سلسلہ میٹرک تک چلتا رہا تھا میٹرک پاس کرنے کے بعد میں نے کالج میں داخلہ لے لیا مگر ہمارے گھریلو حالات اتنے ٹھیک نہ تھے کہ میں آگے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکوں۔

لیکن امی ابو کو بڑی منت سماجت کر کے منایا تھا اور میں کالج میں داخلہ لے لیا کالج میں ہم لڑکے اور لڑکیاں ساتھ پڑھتے تھے تو وہاں پر میری ایک لڑکی سے دوستی ہو گئی جسکا نام شازیہ تھا۔

چار سال کے سفر میں ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے اور ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے لگے تھے ہم دونوں لائبریری میں ساتھ جاتے لان میں ساتھ بیٹھتے اور اگر کسی ہمارے کالج کے اسٹوڈنٹ کا کوئی میچ ہوتا تھا تو بھی ہم دونوں

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ساتھ ہی جاتے تھے اس کے علاوہ ہر سنڈے کو ہم دونوں کسی نہ کسی پارک میں تین چار گھنٹے ساتھ گزارتے تھے یوں تو ہماری کلاس میں اور بھی بہت سے اسٹوڈنٹ تھے مگر نومی جسکا پورا نام نعمان تھا سب سے مختلف تھا جس کی طبیعت مجھے بالکل پسند نہ تھی میں اور شازیہ جہاں بھی بیٹھتے تھے نومی، وہاں آ کر بیٹھ جاتا تھا جس کا بیٹھنا مجھے بالکل پسند نہ تھا اس لیے ہم دونوں کوئی بہانہ بنا کر دور جا کر بیٹھتے تھے۔

اس پر کافی لڑکے اور لڑکیاں ہمیں شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے شازیہ جس کا تعلق ایک امیر ترین گھرانے سے تھا یہاں تک کہ اس بات کا پتہ اس کے رشتے داروں تک پہنچا اس بات کے جواب میں انہوں نے مجھے تو کچھ نہ کہا مگر شازیہ کو پڑھائی پر پابندہ لگا دی گئی اور اسے گھر کی چار دیواری کے اندر بند کر دیا تھا شازیہ کے گھر والوں کے اسے امتحان میں بیٹھنے بھی نہ دیا میں اکیلا کالج کے باغ میں بیٹھا تھا اکیڈمی بھی اکیلا ہی جاتا اور لائبریری پر بھی جاتا۔

دل کی ویران بستی اکثر مجھ سے پوچھا کرتی ہے

بستے ہیں کہاں وہ لوگ جو یہاں آتے تھے

جدائی کے اسی عالم میں چھ مہینے گزر گئے ان دنوں موبائل فون تو تھے نہیں کہ رابطے میں آسانی ہوتی مگر پی ٹی سی ایل فون گھروں میں لگے ہوئے تھے میں جب بھی شازیہ کے گھر کا نمبر ڈائل کرتا تو شازیہ کا بھائی یا ابو فون اٹھاتے تھے اور میں رونگ کال کہہ کر فون بند کر دیتا تھا۔

میں تو شازیہ کو خط بھی نہیں لکھ سکتا تھا وہ اس لیے کہ وہ جا کر شازیہ کے ابو یا بھائی کو ملتا اور مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہماری ایک کلاس فیلو جو کہ شازیہ کی اچھی دوست تھی آمنہ علی تو میں نے آمنہ کو اپنی محبت کے بارے میں سب کچھ بتایا کیوں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہ تھا جو ہماری مدد کرتا شازیہ کے گھر والوں کو بھی آمنہ پر بھروسہ تھا اور شازیہ ہمیشہ اتوار کے دن اپنے گھر والوں سے آمنہ کو ملنے کا بہانہ بنا کر مجھ سے ملتی تھی اب چونکہ شازیہ کو گھر والے باہر نہیں جانے دے رہے تھے تو آمنہ شازیہ سے ملنے اس کے گھر جا رہی تھی میری منت اور میرا حال دل سن کر آمنہ مان گئی تھی کہ میں شازیہ سے کہوں کہ وہ فون پر آپ سے رابطہ کرے گی اگلے روز صبح آٹھ بجے میرے فون کی گھنٹی بجی جوں ہی میں نے فون اٹھایا یقین مانو دوستو میری تو خوشی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

شازیہ۔ عاطف۔ ہیلو۔ ہائے شازیہ ہائے کو چھوڑ و میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے ساڑھے آٹھ بجے ابو گھر آ جائیں گے اس لیے آدھے گھنٹے میں تمہیں جو بھی کہنا ہے جلدی سے کہہ لو۔

سب سے پہلے تو میں نے شازیہ سے روزانہ اس ٹائم بات کرنے کا وعدہ لیا پھر اس کے بتائے ہوئے پل پل کے بارے میں بتایا شازیہ میں تمہارے بنا اک پل بھی نہیں رہ سکتا ہوں میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور یہ سن کر شازیہ روتے ہوئے بولی عاطف میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں تیرے بنا اک پل بھی نہ رہ سکوں گی مگر کیا کروں تم ہی کچھ کرو میرے تو گھر والوں نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی میری منگنی کر دی ہے اور چند ہی دنوں میں میری شادی ہونے والی ہے شادی کی خبر سن کر میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

عاطف اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔

شازیہ اگر تم میرا ساتھ دو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے

شازیہ ذرہ کھل کے بات کرو۔ عاطف شازیہ تم میرے ساتھ گھر سے بھاگ چلو ہم کورٹ میرج کر لیں گے تو شازیہ نے ہاں کی اور کہا عاطف جتنا جلدی ہو سکے کیوں کہ کچھ ہی دنوں میں میری شادی ہونے والی ہے۔ اسی دن میں نے اپنے ایک دو دوستوں سے رابطہ کیا اور ایک دوست جسکا تعلق ایک مڈل کلاس فیملی سے تھا ان کے پاس کار بھی تھی اس نے مجھے ہر


www.pdfbooksfree.pk

منزل ہر موڑ پر میرا ساتھ دیا تھا۔

اگلی صبح میں نے شازیہ کو فون کر کے رات کے بارہ بجے گھر سے نکلنے کا ٹائم دیا تھا پورا دن میں بے چین رہا کہ آخر کب رات ہوگی اور جان سے ملاقات ہوگی وقت آخر بھلا کب رکتا ہے سورج ڈھل چکا تھا اور کالی رات چھا گئی تھی میں اور میرا دوست کار لے کر شازیہ کے گھر کی گلی کی طرف روانہ ہوگئے۔

رات کے بارہ بجے شازیہ کے گھر کے سامنے جا کر رکے بارہ بجے سے پہلے شازیہ نے اپنے تعلیمی کوائف اور کپڑے اور قیمتی زیور بیگ میں ڈالے ٹھیک بارہ بجے کا ٹائم تھا پر شازیہ بیگ اٹھایا اور گھر والوں سے نظر چرا کر دروازے پر آ گئی تو دیکھا دروازے کو اندر سے تالہ لگا ہوا تھا۔

اس نے تالہ توڑنے کی کوشش کی شور ہو رہا تھا میں نے ہلکی سی آواز دے کر کہا شازیہ تالہ مت توڑو گھر والے جاگ جائیں گے شازیہ نے کہا باہر کیسے آؤں اف یار دیوار کے ساتھ کوئی ٹیبل رکھ لو دیوار سے چھلانگ لگا دینا ڈھیرے سے میں نے کہ ادیوار پر تو شیشے لگے ہوئے ہیں شازیہ نے کہا شیشے کے ٹکڑے جو کہ اکثر دیواروں پر چوروں کی وجہ سے لگائے جاتے ہیں او میری جان کچھ بھی کرو بس باہر آ جاؤ ٹائم بہت کم ہے وقت ضائع مت کرو اس کے علاوہ تو اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

آخر کار شازیہ نے بیگ اچھال دیا اور خود بھی بڑی کوشش کر کے دیوار پھلانگ دی لیکن دیوار پر لگے ہوئے شیشوں نے شازیہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو زخمی کر دیا تھا لیکن شازیہ نے زخموں کی پرواہ نہیں کی کیوں کہ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے ہم دونوں کو میرا دوست بلوچستان کے ایک شہر میں لے گیا جہاں ہم دونوں نے کورٹ میرج کیا کچھ دن ہم ایک ہوٹل میں رہے اس کے بعد ہم ابو کے ایک دوست سے ملا وہ اکثر گرمیوں کی چھٹیوں میں کراچی آتے جاتے تھے اس نے مجھے ایک کرائے کا مکان لے کر دیا اور مجھے ایک چھوٹی سی دوکان لے کر دی۔

اس کے بعد میں نے پیچھے شازیہ کے خاندان سے رابطہ کیا بڑی کوشش کے بعد اس نے سماج کے رسم رواج کے ساتھ پنچائت سے فیصلہ کرنے کے تاریخ رکھی آخر کار فیصلہ ہوا جس میں انہوں نے ہمارے اوپر دو لاکھ جرمانہ عائد کیا جو کہ میں نے شازیہ کے پیار کے پانے کے لیے ادا کر دیا۔

فیصلے میں یہ بات بھی طے ہوئی کہ یہ شخص یعنی میں زندگی بھر واپس کراچی نظر نہیں آئے گا۔ اب میں جیکب آباد میں رہتا ہوں اللہ نے مجھے ایک پھول سا بیٹا بھی دیا ہے یوں میں نے اور شازیہ اپنے پیار کو پانے کے لیے پانے ابائی شہر اور اپنے والدین کی قربانی دے دی اور کورٹ میرج کر لیا ایک ایسی شادی جس میں نہ مہندی نہ سہرا مگر دوست سچ تو یہ ہے کہ جس شادی میں بینڈ باجا ہو باجا ہو کیا مہندی سہرا ہو اور سچا پیار نہ ہو کیا فائدہ اس شادی کا خوشیاں مناتے مگر ہم تو اندر ہی اندر روتے رہے اس لیے ہم نے اپنی حقیقی خوشیاں پانے کے لیے ان مصنوعی خوشیوں کو قربان کر دیا۔ ڈر ہے کہ بچھڑ نہ جائیں وہ شخص مجھ سے دوست

زمانہ ہمیں تنہا دیکھنے کا طلبگار ہے

دوستو یہی تھی میرے دوست کی کہانی عاطف اور شازیہ نے سہی کیا یا غلط کیا مجھے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔

غزل

اے کاش کے تم میرے ہوتے
یہ زندگی میں تم پر قربان کرتا
تم ایک بات کہتی مجھ سے
میں ہر بار یہ زندگی تم پر قربان کرتا
تم نے مجھ کو اپنے دل میں بسایا ہوتا
میں تم کو اپنی آنکھوں میں بسایا ہوتا

ساجد علی ڈھنگ شاہ



www.pdfbooksfree.pk

# کاش تو بیٹی نہ ہوتی

تحریر۔ عافیہ گوندل۔ جہلم

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک اور کہانی سے ساتھ حاضری ہوئی ہوں امید کرتی ہوں کہ قارئین کو بہت پسند آئے گی اور یہ کہانی ان بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ہے جو اپنے ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملا کر خود بھی اسی خاک میں جھلستی رہتی ہیں اور دنیا سے رسوائی کا داغ ان کے ماتھے پر ہمیشہ کے لیے لگ جاتا ہے۔ اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتیں یہ کہانی بھی اسی ہی ایک لڑکی ہے جس کا نام میں نے۔ کاش تو بیٹی نہ ہوتی۔ رکھا ہے اگر ادارہ بدلنا چاہے تو بدل بھی سکتا ہے اور امید ہے کہ میری یہ کہانی جلد ہی منظر عام پر آئے گی اور بہت سی بہنوبیٹیاں اس سے عبرت حاصل کریں گی

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو کہانی کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دہکتی ہے میرے اندر فصل شعلوں کی
تم بات کرتے ہو بارش کی پھولوں کی
ایک لڑکی بنتی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ
مگر یہ بات پرانی ہے جانے کتنے سالوں کی

میرے خیال میں تو بیٹی عزت، شان، مال، جان، قربان۔ اور تو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے میں خود ایک بیٹی ہوں میں ان بیٹیوں میں سے ہوں جو والدین کا مان ہوتی ہیں بھائیوں کی شان ہوتی ہیں اور بہنوں کی جان ہوتی ہے۔ اور کسی نے کہا بیٹی پھول ہوتی ہے کسی نے کہا کلیاں کسی نے کہا گلے کا ہار کسی نے کہا موتی کی مالا کسی نے کہا اللہ کی رحمت کسی نے کہا بھائیوں کی شان باپ کی عزت کسی نے کہا ماں کا غرور اور کسی نے خوب کہا ہے جس گھر میں بیٹی نہیں اس گھر میں اللہ کی رحمت نہیں۔ اور نبیلہ جیسی بیٹیاں زحمت ہی ہوتی ہیں والدین کے لیے بھائی کی شان کو بے شان کرنے والی باپ کی عزت کو داغدار کرنے والی ماں کا غرور مٹی میں ملانے والی موتی کی مالا کو ریزہ ریزہ کرنے والی گلے کا ہار بننے کی بجائے گلہ میں پھانسی بن جانے والی اللہ رحمت کو زحمت کا نام دلانے والی۔

مجھے ایسی بیٹیوں سے بہن سے سخت سخت نفرت ہے جو کسی دھوکے باز کی محبت میں آ کر والدین کی محبت کو بھول جاتی ہیں میں اسی محبت سے ہی نفرت کرتی ہوں جو چند دن کی ہوتی ہے جس میں سچائی کا کوئی پہلو نہیں ہوتا اور نبیلہ جیسی بیٹی بھی میں تو نفرت سے بھاگ جاتی ہوں یہ بھی نہیں دیکھتی کہ اس کے قدم بقدم جب لوگوں نے ساتھ دیا جن لوگوں نے دعائیں دی اس کے اس اقدام پر ان پر کیا بیتے گی۔

خاص طور پر والدین پہ جنھوں نے کئی سالوں تک بیٹی کی پرورش کی لاڈ اٹھائے اور بیٹی ایک لمحے میں تمام ناطے توڑ کر ختم کر کے یوں چلی گئی ماں کی تکلیف کو بھول کر جو ماں نے اسے جنم دیتے وقت کی


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/

لی ہے۔ پچھلے دنوں میں ایک گھر میں دعوت پر یہ مجھے اس گھر میں عجیب سی الجھن کا احساس ہوا اور میرا دل بڑے عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا اور میں نے اللہ کا نام لیا اور اٹھ کر پانی کی غرض سے مڑتی کیا نہ کرتی پانی پی کر جیسے ہی واپس مڑی تو سامنے ایک بزرگ نظر آئے جو مجھے ہی آواز دے رہے تھے۔

میں پہلے تو ڈر گئی کہ یہ بابا میں نے پہلی بار دیکھا ہے پھر حوصلہ کر کے اور تھوڑا سا بابا جی کے نزدیک ہوئی میں جی فرمائیے۔ کیا بات ہے بابا جی۔

اس بزرگ کی آنکھوں سے آنسو ساون بھادو کی طرح برسنے لگے۔

میں نے کہا بابا جی آپ کیوں رو رہے ہیں۔

آنسو صاف کر کے بابا جی کہنے لگے بیٹی ہماری برادری کی ہو اس لیے آپ سے مل کر اچھا لگا اور دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا میں نے بلا جھجک بابا سے ان کا نام پوچھ لیا میرا نام غلام عباس ہے بیٹی بابا نے انتہائی شفقت سے جواب دیا۔

مجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ بابا جی کوئی جاننے والے ہی ہیں اس لیے تو مجھے بیٹی بیٹی کہہ رہے ہیں میں ابھی انہیں سوچوں میں تھی کہ بابا جی نے پھر مجھے مخاطب کیا اور کہا اچھا بیٹی میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔۔ جواب میں میں نے بھی نا چاہتے ہوئے کہہ دیا۔

کچھ دن تو یوں ہی مصروف سے گزرے اور میں بھول گئی تھی کوئی غلام عباس نامی بابا جی مجھے ملے تھے میں کچھ دنوں سے انکل کے گھر بھی نہیں گئی تھی بس دل کو خیال آیا اور انکل کے گھر چلی گئی۔

محسن۔ محسن او محسن کدھر دفع ہو گئے ہو میں نے آوازیں لگانا شروع کر دیں۔

بیٹی جی کیا قیامت آ گئی ہے جو محسن کو آوازیں دے رہی ہو پھوپھو جی نے بڑا سخت لہجے میں کہا وہ وہ پھوپھی جی محسن بھائی سے مجھے کام تھا میں نے خود سے ہی بہانہ بنایا۔

وہ باتیں تیری وہ فسانے تیرے
شگفتہ شگفتہ بہانے تیرے

محسن نے آہستہ سے یہ شعر پڑھا تھا میں نے پھوپھو جی کی پرواہ ہی کب کی تھی اور محسن کو دیکھتے ہی کہا۔

کدھر مر گئے تھے جانتے ہو کتنے دنوں بعد آئی ہوں میں تمہارے گھر خیال تب آیا جب میرا کان پھوپھو جی کے ہاتھوں میں تھا درد کے مارے میری آواز بند ہو گئی تھی اور احساس ہوا کہ میں نے بہت غلط الفاظ استعمال کیے ہیں محسن سے اس لیے اتنی سخت سزا ملی ہے میں نے بھی دیر نہ کی اور کہہ دیا کہ سوری۔

پھوپھی جی وہ تو میں محسن بھائی سے ملنے کی خوشی میں کہہ دئیے الفاظ میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں پھوپھی جان نے معاف کر دیا تھا اور کہا۔

آج کے بعد ایسے الفاظ میرے بیٹے کے لیے استعمال مت کہنا۔

معاف کر دیں نا اب تو پھوپھی جان آج کہ بعد میں نہیں بولوں گی محسن بھائی سے بھی میں نے التجا کہا پھوپھی نے کہا۔

ٹھیک ہے تم دونوں باتیں کرو میں چائے لے کر آتی ہوں۔

کدھر تھے تم محسن میں نے فورا کہا امی کو بلاؤں محسن نے مجھے ڈرایا اور فورا کہا

اچھا میں بتاتا ہوں

میں نے فورا کہا۔۔۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں چلی جاؤں گی۔

اچھا جی میں ابو کے دوست انکل غلام عباس سے ملنے گیا تھا۔

پورا نام کیا ہے انکل عباس کا۔ میں نے سوال کر ڈالا پھر۔

غلام عباس نام ہے انکل کا محسن نے بڑے ہی



www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

پیار سے ان کا نام لیا۔

مجھے ملنا ہے انکل عباس سے محسن۔

کیوں۔کیا کام ہے انکل عباس سے محسن نے کافی فکر مندی سے کہا۔

محسن وہ مجھے جانتے ہیں اور مجھے وہ بہت اچھے لگتے ہیں۔میں نے بھی بلا جھجک کہہ دیا تھا۔محسن میرے بھائی ہوناں مجھے لے چلو ناں انکل عباس کی طرف محسن کچھ دیر سوچتا رہا اور بولا۔

چلو۔

راستے میں ہم دونوں اپنی اپنی سوچوں میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ احساس ہی نہیں ہوا کہ ہم انکل عباس کے گیٹ پر پہنچ گئے۔جب ہم اندر داخل ہوئے تو محسن نے کہا۔

اب حوصلہ رکھنا کیوں کہ تم کہانی سنتی ہو ہمیشہ آج اپنی آنکھوں سے انکل عباس کی کہانی دیکھنا او کے۔

میں پہلی بار آئی تھی انکل عباس کے گھر اس لیے مجھے نہیں پتہ تھا کہ کون انکا بیٹا ہے اور کون بیٹی اور بیوی کون ہے محسن مجھے سیدھا انکل عباس کے کمرے میں لے گیا تھا انکل عباس کا گھر ایسا لگتا تھا کہ ماتم کا گھر ہو اور ویران گھر کی مانند لگ رہا تھا۔

او میری بیٹی آئی ہے انکل عباس بڑے خوش نظر آرہے تھے اور بلند آواز میں کہہ رہے تھے میری بیٹی آئی ہے اور ساتھ ساتھ رو بھی رہے تھے۔

انکل آپ رو کیوں رہے ہیں بیٹی میری بھی ایک بیٹی تھی بالکل تمہاری طرح بلکہ تم سے بھی اچھی ہو اس بیٹی سے بیٹی تم بہت اچھی ہو بیٹی تمہارے والدین کتنے خوش قسمت ہیں کہ انہیں تم جیسی بیٹی ملی اللہ سے بیٹی میری ایک ہی بیٹی تھی کاش میں کہہ سکتا کہ ہے اور میرے پانچ بیٹے ہیں میری بیٹی کا نام نبیلہ تھا اور میرے بیٹوں کے نام۔ماجد۔ساجد۔طاہر۔جلیل اور علی ہیں۔بیٹی نبیلہ میں بھائیوں کی جان اور ماں کا غرور تھی اور نبیلہ میرا امان تھی نبیلہ بیٹی تھی وہاں بہن تھی تو تھی۔

چلئے انکل جی کی کہانی میری ایک سنتے ہیں۔

میری ایک ہی بیٹی تھی اور میرے پانچ بیٹے ہیں زندگی کی ہر جائز ناجائز خواہشات پوری کی بیٹی کی بیٹی کو بھی بیٹوں کی طرح ہی پالا تھا اکلوتی بیٹی کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ سوچے کہ ہم نے اسے وہ پیار نہیں دیا جو پیار بیٹوں کو دیا ہے۔میری بیٹی بہت ہی پیاری تھی بالکل شہزادی تھی ہر خواہش پوری ہو جاتی تھی اس کی اس کے کہنے سے پہلے ہی زندگی میں۔ایک دن ایسا آیا کہ میری بیٹی جس کی میں ایک ہر جائز خواہشات پوری کی تھی وہ ہی ایک ناجائز خواہش لے کر میرے سامنے آئی وہ ناجائز خواہشات ہی تھی اسی لیے تو میں آج اس حال میں ہوں نہ زندہ ہوں نہ مردوں میں۔بس جی رہے ہیں اپنی بیٹی کی خاطر۔بابا مجھے عاقب سے شادی کرنی ہے عاقب ہمارے گاؤں کے چوہدری کا بیٹا تھا۔

میں نے کہا نبیلہ بیٹی وہ ہماری برادری نہیں ہے یہ رشتہ نہیں ہوسکتا۔

میری بیٹی ضد میں آکر ایک دن عاقب سے شادی کرلی وہ بھی کورٹ جاکر ہم جیسے شریف لوگ کورٹ اور گمراہی سے بہت ڈرتے ہیں۔پر میری بیٹی اس لوفر کی وجہ سے بہادر ہوگئی تھی جب اس نے شادی کرلی تو آکر ہمیں بتایا شادی کرنا کوئی جرم نہیں ہے؟ یہ ہے کہ اس نے ہمیں ذلیل کردیا اس سے کورٹ جاکر شادی کرکے۔

میرے بیٹے بہت شریف ہے انہیں بس اعتبار تھا اپنی بہن پر مگر نبیلہ عاقب سے اندھا دھند پیار کرتی تھی اور عاقب والدین کا لاڈلا تھا اور تنہا بگڑا ہوا بچہ تھا میری بیٹی اس کے جال میں آگئی تھی اور ہم سب کو ذلیل کرکے اپنی خوشیاں پانے چلی گئی تھی۔وہ بھول گئی تھی کہ وہ کسی اور کی عزت خاک میں ملاکر آئی ہے

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk

۔ہم نے اسے گھر سے نکال دیا اور لوگوں نے کہا۔
بے غیرت ہے جو نبیلہ کو گھر میں بٹھا رکھا ہوا ہے پھر گاؤں کے سب بڑے بیٹھ کر فیصلہ کرنے لگے کہ نبیلہ عاقب کے ساتھ اس کی حویلی میں چلی جائے اور عاقب کا باپ قبول کرے اس لڑکی کو جو اپنے والدین کی عزت خاک میں ملا کر آئی ہو عاقب کو بھی نیا نیا عشق تھا اس لیے نبیلہ کو سر آنکھوں پہ بیٹھا رکھا تھا اور ادھر میرے بیٹے عاقب کی جان کے دشمن بنے بیٹھے تھے میں نے بہت سمجھایا کہ اب عاقب وہ نہیں رہا جو وہ پہلے ہمارے لیے اور تھا اب وہ ہمارا داماد بن گیا ہے اس لیے ہمیں اسے عزت دینی چاہئے ہر حال میں مگر وہ نہ مانے۔
ایک دن بڑا عجیب دن تھا ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا آسمان کی طرف دیکھا نہیں جا رہا تھا طوفان آنے والا تھا وہ طوفان جس میں ہر چیز تر ہو بہ تر ہو جاتی ہے وہ طوفان جس میں سب کچھ ہی کھو جاتا ہے میرے گھر میں بھی طوفان آیا اور میرا سب کچھ ہی لے کر چلا گیا میں مجبور بے سہارا ہو گیا۔
میرے بیٹے جو کچھ سوچ رہے تھے وہ سب میں اپنے سامنے ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا وہ رات مجھ پہ بہت بھاری تھی ہر طرف شور ہی شور تھا بہت سارے لوگ تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ ساجد ہوش کرو کوئی ماجد کو پکار رہا تھا اور کوئی طاہر اور جلیل کو اور علی یہ سارا منظر دیکھ کر بھی چپ تھا بالکل ایک تماشائی کی طرح وہ تماشہ دیکھ رہا تھا میرے گھر قیامت سے پہلے قیامت آ گئی تھی صرف ایک بیٹی کی وجہ سے میں برباد ہو گیا صرف ایک بیٹی کی نادانی کی وجہ سے۔
عاقب نے اس رات میرے گھر میں حملہ کیا بیٹے میٹھی نیند سو رہے تھے میری بیوی اپنے بیٹوں کی زندہ لاشوں کو دیکھ کر ہی دنیا فانی سے کوچ کر گئی تھی اور میں ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ انسان جو تھا کہاں سے لیتا اتنا صبر کے بیٹوں کی زندہ لاشوں کو دیکھ سکتا میرے ماجد کی دونوں ٹانگیں کاٹ دی گئی اور ساجد کی دائیں ٹانگ اور بازو۔ طاہر کو اس ظالم نے سر پر وار کیا اور وہ طاہر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا اور جلیل دونوں ہاتھوں سے معذور ہو گیا وہ علی جو یہ سب خاموشی سے دیکھ رہا تھا وہ بھی تو توازن کھو بیٹا ہے اور کبھی بالکل ٹھیک ہوتا ہے اور رہا
میں تو بیٹا میں پورے تین سال کا عرصہ پاگل خانے میں رہا ہوں اور اللہ کے کرم سے اور اپنے بھائی کی دعاؤں سے ٹھیک ہو کر گھر آیا اور اسی رات میری بیٹی کی بیٹی ہوئی اور میری بیٹی جو اس سارے فساد کی جڑ تھی میرے لیے۔ اسے بھی کتے کی موت مار دیا گیا یہ سارے غم میرے لیے تھے اور اب میں اکیلا ہی اور میرے پانچ بیٹے ہیں جنہیں میں اکیلا اور میرا رب رزق دینے والا ہے ان کا لکھا اور دے بھی رہا ہے۔
جی قارئین یہ تھی انکل عباس کی کہانی ان کے بیٹوں کے چہرے پہ طمینان تھا اور ایک امید تھی شاید ہم میں سے کوئی ان کی جگہ پہ ہوتا تو امید کا دامن چھوڑ دیتا اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ انکل عباس کو صبر دے اور ان کی بیوی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے بیٹوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔
میری پیاری بہنوں کبھی بھی اپنے والدین کا دل نہ دکھاؤ انکی مرضی کے خلاف شادی نہ کرنا وہ شادی کبھی کامیاب نہیں ہوتی اور بے سکونی ہی بے سکونی ہوتی ہے یہ جو پیار ہے ناں یہ آج کل کی نسل کے کرنے کا کام نہیں۔
ہم نے سنا تھا کہ محبت وفا کرتی ہے عمر بھر
جب ہم نے کیا بھروسہ تو روایت ہی بدل گئی
امید کرتی ہوں کہ میری کہانی آپ لوگوں کو پسند آئے گی رائے کی منتظر رہوں گی۔

------------------


www.pdfbooksfree.pk

# عذاب محبت

تحریر۔معاویہ عنبر۔وٹو۔حصہ ا۔0345.8393210

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں نے بھی جواب عرض میں حاضری کے لیے اپنی ایک کہانی جس کا نام میں نے۔عذاب محبت رکھا ہے امید ہے سب قارئین کو پسند آئے گی یہ کہانی قسط وار ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد ہی اپنی رائے سے نوازئے گا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ کہانی ایک سچے پیار کی بنا پر لکھی گئی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب قارئین اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکیں گے اپنی دعاں میں یاد رکھنا۔میں جواب عرض والوں کا بے حد مشکور رہوں گا کہ وہ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ اس کہانی کو جلد ہی کسی قریب شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بات ہوئی تھی عنبرین سے تمہاری ڈھلی شام جیسے وہ آفس سے گھر لوٹا فورا کچن میں سے مہرین جیلانی کے سر پر سوار ہو گیا جو ان لمحوں شام کے کھانے کے اہتمام میں مصروف تھی۔
کامران جیلانی کی آئی صدا پر پیچھے پلٹ کر دیکھا تھا رف سے حلیے میں وہ خوب جچ رہا تھا تبھی ہو اس کی جانب رخ پھیرتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔
جی آج صبح میں میری اس سے تفصیلی۔اس سے میری تو پھر آئی میں کیا کہتی
وہ۔مچلتے آگے بڑھا تھا۔وہ مہرین نے ابلتے ہوئے پتیلے کو بے دھیانی سے بغیر کسی کپڑے کی مدد لیے ہاتھ سے اتارنے کی کوشش میں اپنے ہاتھ جلا لیے اف اللہ۔
پتیلا چولہے سے اتار کر اپنے ہاتھوں کو پھونکیں مارتے ہوئے وہ اپنی تکلیف کامران جیلانی سے چھپا گئی تھی۔
مہرین کیا ہوا۔
کچھ نہیں۔
اس او کے۔اچھا پلیز بتاؤ ناں۔
عنبرین سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔
یہ سب باتیں سوال دن میں فون پر پچاس مرتبہ پوچھ چکا تھا مگر ہر آتی کال پر مہرین جیلانی نے اس سے یہی کہا تھا کہ وہ فون پر یہ سب باتیں بتا نہیں سکتی۔تفصیلا ہاں۔۔۔ہاں شام میں جب آفس سے گھر لوٹے تو اسے عنبرین کو ایک مرتبہ پھر رخ پھیرتے گایا ہوئی تھی مگر اس وقت عنبرین گھر پر موجود نہیں تھی جب میری فون پر اس سے بات ہوئی اس وقت وہ اپنے کزن کے ساتھ شاپنگ کرنے نکلی ہوئی تھی میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتی البتہ مختصر الفاظ میں اس کی رائے ضرور طلب کر لی شاید یہ سن کر تمہیں کچھ دکھ پہنچے


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

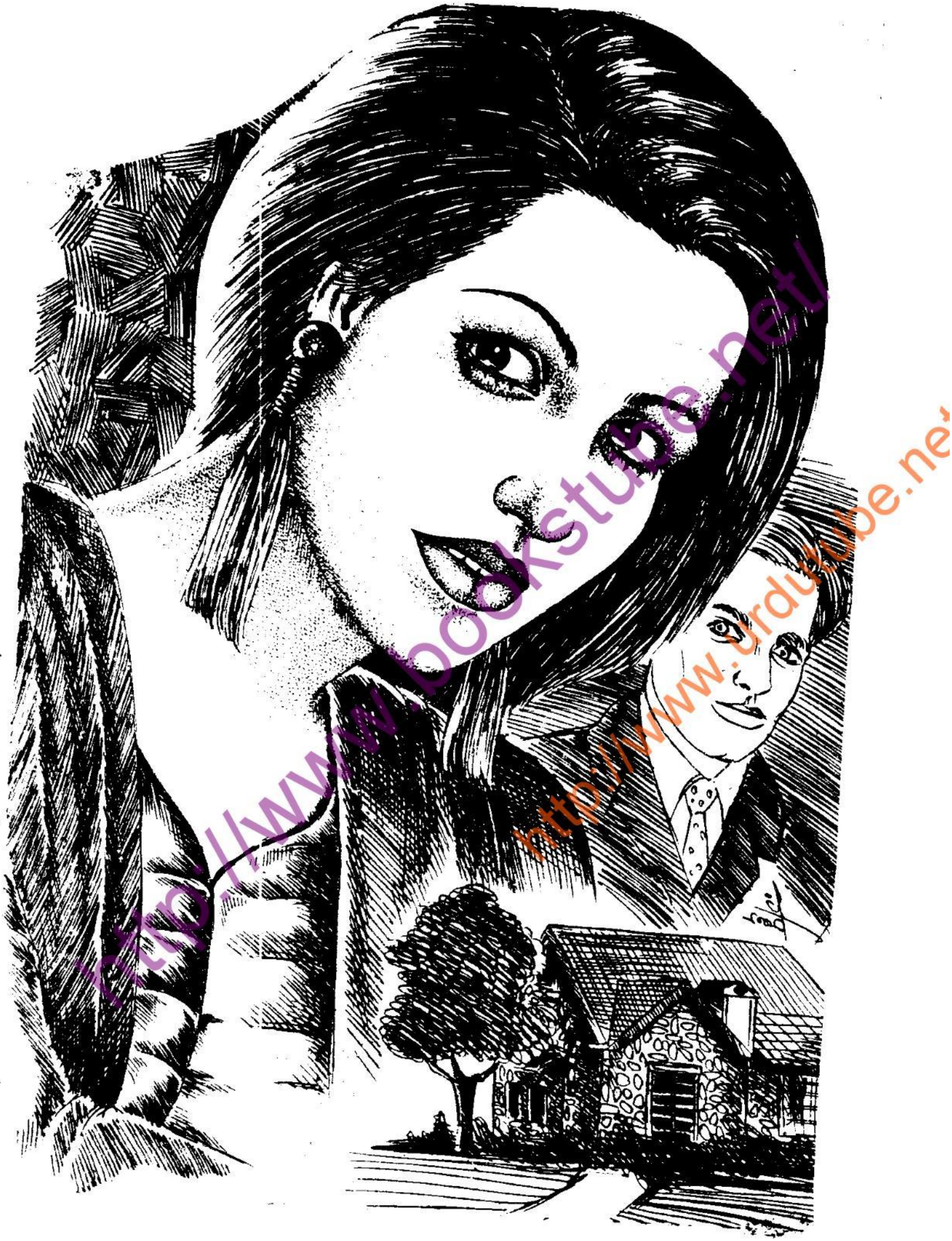

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کامران جیلانی میں تو یہ کہوں گی تم سے کہ وہ لڑکی انٹرسٹڈ نہیں ہے۔

وہاٹ۔۔۔کامران جیلانی کے جیسے واقعی گہرا شاک لگا ہو۔مہرین جیلانی خاموش ہی رہی ایسا ہرگز نہیں کر سکتی ہو لڑکی میرے ساتھ میں نے خود اس کی آنکھوں میں اپنے لیے چاہت کے جلتے چراغ دیکھے ہیں میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں یہ تمہاری کوئی غلط فہمی ہے بات دل پر بن آئی ہے تو کیا ہوتا ہے حال یہ مہرین جیلانی بخوبی جانتی تھی مگر اس وقت کامران جیلانی کے دل کے معاملے میں اس نے قطعی بے حسی کا مظاہرہ کیا تھا مجھ کو ہرگز کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میری بات میں سو فیصد سچ اور صداقت ہے کہ اپنے کزن میں انٹرسٹڈ ہے اور بالکل ہے جو اسے قیمتی گلابی بنگلہ اور قیمتی زیور اور ملبوسات وغیرہ بہت کچھ چیزوں سے نواز سکتا ہے اور تمہارے پاس ہے کیا صرف چند ہزار کی نوکری وہ بھی پرائی جو کسی وقت بھی ہاتھ سے نکل سکتی ہے نہیں معلوم کچھ میری باتوں کا برا مت مان جانا پلیز مگر آج کی محبت پیار چاہت کا معیار بالکل بدل گیا ہے اب لوگ باطن سے نہیں ظاہر سے متاثر ہوتے قدم اٹھاتے ہیں آگے۔

میں مانتی ہوں اس بات کو کائنات بھر میں تم سا ذہین ایماندار خوددار اور سچے دل محبت کرنے والا نہیں ملتا مگر بات سمجھ میں آنا اس کی مشکل ہے کہ جس کی طلب محبت نہیں کائنات بھر کی دولت ہے عیش و عشرت اور شاندار اک مستقبل خود ہی اس نے واضح الفاظ میں مجھے کہا تھا وہ صرف اپنے کزن کو دل سے چاہتی ہے۔اور اسی سے ہی شادی کی خواہش مند ہے باقی لوگ صرف اچھے ایک دوست کی لسٹ میں ہیں میری اس کی زبان تیز رفتار گاڑی کی مانند فراٹے بھرتی جا رہی تھی کامران جیلانی کے پاؤں تو جیسے من من کے ہو گئے کچن سے اپنے کمرے تک کا سفر اس کے لیے محال ہو گیا تھا مہرین اب اس سے مزید کچھ کہنے کو تھی مگر وہ بے دلی سے بغیر کچھ مزید سنے خاموشی سے نکل آیا تھا کچن سے کیسی عذاب لیے تھی شب تھی اس پر کہ کسی کروٹ چین چین نہیں تھا آرہا کھڑکی کے اس پار باہر ٹپ ٹپ تیز برستی بارش کی آواز ہر وہ یہ بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا آیا تھا ایسا ہی وہ برستی تیز بارش موسم جب عنبرین سے اس کا پہلی بار میل ہوا تھا۔تیز بارش میں خود کو بھیگنے سے بڑی مشکل سے بچاتا ہوا ریلوے اسٹیشن پہنچا تھا مہرین کے لیے دور سے بھاگتی ہوئی ٹرین دکھائی دی جو کہ ریلوے اسٹیشن پر آکر رکی مسافروں کی بھیڑ میں وہ ایک ڈبے سے برآمد ہوئی تھی وہ ایک ننھا سا بچہ لیے ہوئے تھی سامنے ہی اس کا منتظر کھڑا تھا اس نے اچانک بڑی محویت سے اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو پایا تھا جو اس کی طرف تکے جا رہی تھی چند لمحات اس نے بھی اس کی جانب نگاہ ڈالتے ہوئے گزار دیئے تھے۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک کر عنبرین کے روبرو کھڑا تھا عجب سٹوپڈ لڑکی ہو تم بھی نا جانے کب برستی اس تیز بارش میں مسافروں کی بھیڑ میں میری آنکھیں تمہاری ہی تلاش میں تھکے جا رہی تھیں اور تم ہو کہ آمد ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور کچھ نہ ہو سکا تو وہ خفگی لیے اس کے سر پر سوار ہو جانا چاہا تا کہ مہرین نے بغیر اس کے غصے کے پرواہ کیے گویا ہوئی اس میں یوں بندوں کی سی آواز نکالنے کی بھلا کیا ضرورت تھی سامان اٹھا کر گیٹ سے باہر آتا ہوا۔

لڑکی اب بھی محویت سے اس کی جانب تکے جا رہی تھی اور غور سے اسے ان دونوں میں ہوتے ہوئے جھگڑا پیدا کرنے والی باتیں بھی سنے جا رہی تھی۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

او کے اب چلیں بھی یہاں سے گھر تجھ پوجھ کو چھوڑ میں نے دوبارہ آفس بھی پہنچنا ہے۔اپنے مخض انداز میں بولتا ہوا وہ جونہی پلٹا تھا لڑکی کو سامنے کھڑے پایا۔

ایکسکیوزمی۔جی میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے یہ اب یاد نہیں کہ کہاں دیکھا ہے۔۔بنا نقاب موہی گڑیاؤں کی مانند پلکیں جھپکتی وہ اسے اچھی خاصی حیران کر گئی تھی۔

تو پھر ہم کیا کریں جو دیکھا تھا کہیں مہرین نے۔لب کھولے تھے جس پر مسکرا کر سر جھٹکتی ہوئی وہ ان کی راہ سے ہٹ گئی۔

جی کچھ نہیں جی سوری۔۔جتنی خوبصورتی اس کی آنکھوں میں تھی اس اس سے زیادہ دل کشی اس کے چہرے میں تھی وہ اسے پلٹتے ہوئے دیکھتا رہا جبکہ مہرین اس کا بازو تھامے اسے آگے کھینچ کر لے گئی۔

تھرڈ کلاس کے یہ لوگ بھی عجیب ہوتے ہیں جہاں کوئی ہینڈسم لڑکا دیکھائی دیا وہی پر رال ٹپک پڑی منہ سے مجھے تو زہر لگتی ہیں ایسی لوز کریکٹر لڑکیاں۔

اپنی عادت کے عین مطابق بڑبڑاتے ہوئے وہ اس کے ساتھ ٹیکسی کی جانب روانہ ہوئی تھی جبکہ وہ ایک طلف سی مسکراہٹ لبوں پر بکھیرتے ہوئے گویا ہوا۔

مجھے تم ہینڈسم مانتی ہی کب ہو اور جہاں تک سوال ہے اس بیچاری لڑکی کا اس نے تو اتنا ہی کہا تھا کہ آپ کو پہلے دیکھا ہوا ہے میں نے کہیں اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا کردار کمزور ہو۔

رہنے دو اس کی طرفداری کوئی ضرورت نہیں تمہیں نہیں معلوم ایسی لڑکیاں بڑی ہی چلتر ہوا کرتی ہیں۔۔۔

اوہ اچھا پھر تو تم سے بھی ہوشیار رہنا پڑے گا مجھے آخر کو تم بھی لڑکی ہو۔شرارت سے مسکرایا تھا وہ اب بھی مہرین اسے غصے سے گھور رہی تھی اس شب نیند کی آغوش میں جاتے تکیہ باہنوں میں سمیٹے ہوئے قطعی بے ساختگی میں اسے وہی ریلوے اسٹیشن سامنا کرنے والی اجنبی لڑکی شدت سے یاد آتی تھی اور عجیب سے اتفاق کہ اسی شب خوابوں کی دنیا میں وہی لڑکی بھی اس کا ہاتھ تھامے ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

اگلی صبح وہ نماز فجر کے لیے بیدار ہوا تو معمول کے نسبت خاصا فریش دکھائی دیا تھا روزمرہ روٹین کے عین مطابق مہرین جسے کل وہ واپس گھر لے کر آیا تھا خوب مزے سے کمبل میں دبکی سو رہی تھی جبکہ سرتاج بیگم نماز اور قرآن مجید کی ادائیگی سے اس کے لیے کچن میں موجود تھیں ناشتے کی تیاری میں تھی وہ انہیں سلام کرتا ہوا نماز کے لیے آیا تھا۔

صبح کا اجالا ابھی پوری طرح نہیں پھیلا تھا اپنی دھن میں مگن وہ بڑے سرور انداز میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک کوئی اس کے ساتھ لگا اور وہ لگتے ہی سڑک پر گر پڑا تھا وہ اچانک ٹھٹھک کر رہ گیا اسی روز پر ان کے گھر سے کچھ ہی دوری پر اچانک یہ واقعہ پیش آیا اس نے جب اٹھایا تو یہ وہی لڑکی تھی جو کل اسے پلیٹ فارم پر ملی تھی اسے دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھی وہ واقعی زندگی سے بھرپور لڑکی تھی اس وقت ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور چست ٹراؤزر میں ملبوس تھی کامان جیلانی اسے اچانک اس کے ساتھ ٹکر کھاتے خاصا حیران ہوا تھا۔

اف اللہ۔۔۔پاؤں کے مڑتے ہی درد سے کراہتے ہوئے وہ وہیں زمین پر نیچے بیٹھ گئی تھی تبھی وہ مسکراتے ہوئے اس سے گویا ہوا۔

اسلام علیکم۔صبح صبح ہماری سلامتی پر اس نے خاصے نے جونکتے انداز میں سر اٹھا کر اس کی طرف



www.pdfbooksfree.pk

دیکھتے ہوئے اگلے ہی لمحے اسے اپنے مقابل پا کر مسرت حیرانگی سے کھل اٹھی تھی۔

واعلیکم اسلام۔

کیا میری آنکھیں خواب دیکھ رہی ہیں۔

ارے نہیں آپ حقیقت کی دنیا میں ہو میرے رو برو ہیں اور بدقسمتی سے صبح صبح ہی واردات کرتے ہوئے خود کو چوٹ بھی پہنچا چکی ہیں وہ اس کے الفاظ پر کھلکھلائی تھی۔

نہیں جی میں واردات کرنے صبح صبح نہیں نکلی تھی اصل میں یہ میری ممانی کا گھر ہے سامنے والا وہ سامنے پھولوں پودوں میں گرا ہے جو وہ ہمارا گھر ہے مجھے صبح اٹھ کر واک کرنے کی عادت ہے امریکہ کی پیدا را ہوں ناں مگر میری ممانی جی مجھے بالکل پسند نہیں کرتیں تھوڑی ابنارمل دماغ رکھتی ہیں ان کا خیال ہے کہ ان کی اکلوتی بیٹی نمرہ میری محبت میں رہ کر بگڑ جائے گی اسی لیے مجھے اس سے دور رکھتی ہیں مگر میں نے بھی انہیں تنگ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اسی لیے منہ اندھیرے چور راستے سے نمرہ کے کمرے تک گئی اور اسے جگا کر جلدی ہی باہر آنے کی دھمکی دے کر واک کرنے روڈ پر آئی تھی کہ اچانک آپ سے ٹکر ہو گئی اور کمبخت ٹخنے نے ساتھ چھوڑ دیا خیر آپ سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی ہے۔ اور اب اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی تھی کامران جیلانی اسے مسرت آمیز آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہولے سے مسکرایا تھا۔

مجھے بھی یوں اچانک ملکر اور بات کر کے بے حد اچھا لگا ہے اگر چاہیں تو مارننگ والے کے لیے میں آپ کو کمپنی دے سکتا ہوں۔

اور یلی یہ تو میرے لیے بے حد خوشی کی بات ہے وہ دل سے مسرور ہوتے ہوئے اس کے سنگ چل پڑی تھی۔

آپ کے گھر میں اور کون کون رہتا ہے تھوڑی دوری پر کامران جیلانی نے اس سے پوچھنا چاہا تھا جب وہ گویا ہوئی۔

میرے بابا جانی ہوتے ہیں مانی ہوتا ہے مانی چھاٹا بھائی ہے میرا اس کے علاوہ ہماری میڈ بانوں ہولی ہے میری ماں نے دو برس پہلے بابا جانی سے ڈیورس لے کر امریکہ میں ہی رہائش رکھ لی تھی۔

وہ کیوں جی۔

کچھ معلوم نہیں جھگڑتے تو اکثر ہوتے ہی رہتے تھے بالآخر ڈائیورس بھی ہوگئی میں اور مانی دونوں ہی بابا جانی سے بہت اٹیچ ہیں اسی لیے دونوں کی علیحدگی کے بعد ہم بابا جانی کے ساتھ چلے آئے۔

اصل میں ہم دونوں کو ہی مغربی ماحول سے بالکل بھی انسیلٹ نہیں مانی بہت چھوٹا ہے مجھ سے الگ بھگ پانچ چھ سال ہم دونوں بہن بھائی کی تربیت ہی بابا جانی سے مشرقی اصولوں پر کار بند رہتے ہوئے کی تھی اسی لیے تو ہم پاکستان آکر بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا میں گذشتہ ہفتے آپ کو ریلوے اسٹیشن پر دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھی اصل میں میری ایک پاکستانی فرینڈ ہیں ثریا نورین ان کی شادی کی تصویریں آپ کو میں نے دیکھا تھا آپ ہینڈسیم دیکھائی دے رہے تھے امریکہ کی پیداوار ہونے کی وجہ سے اس کے انداز گفتگو میں بے باکی تھی کامران جیلانی اپنی اس درجہ کھلم کھلا تعریف سنتے دھیرے سے مسکرایا تھا۔

بے حد تھینکس۔

اب خوس آپ ہی بتائیں آپ کے گھر میں کون کون رہتا ہے۔

کچھ لمحے ہی گلابی ہاتھوں کی ہتھیلیاں آپس



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میں رگڑتے ہوئے وہ اس سے پوچھنے لگی تھی۔

تبھی وہ سوچتے ہوئے گویا ہوا میرے ہاں اک میں ہوں اور میری ماں ہیں اور میری کزن مہرین ہے ماں کی بے حد لاڈلی ہے کیوں کہ ان کی مرحوم بہن کی واحد نشانی ہیں محترمہ ابو کی ابھی تین سال قبل دیتھ ہوئی ہے جبکہ مہرین جیلانی کے ماں باپ دس برس قبل ہی وفات پاگئے تھے۔

وہ اس روز ریلوے اسٹیشن پر آپ کے ساتھ تھیں وہی کزن تھی ناں۔ جی وہی تھی۔

وہ مہرین کے تعارف میں اسے فیانسی کی حیثیت سے متعارف کروانا چھپا چکا تھا۔

لو جی آپ نے سب کچھ معلوم کرلیا مگر میرا نام تو پوچھا ہی نہیں۔ اگلے لمحے وہ پھر ہنسی تھی کامران جیلانی اس کے شفاف بائیں گال میں پڑنے والے ڈمپل کی خوبصورتی کو دیکھتے ہی رہ گیا تھا۔

مجھے سب عنبرین کہتے ہیں۔ عنبرین عنبر۔ ابھی تین سال قبل اپنا ایم بی بی ایس کلئیر کیا ہے آج کل میں ہاؤس جاب کررہی ہوں بابا جانی نے میرے ہسپتال کے لیے زمین خریدنے کے لیے بھاگ دوڑ کررہے ہیں جیسے ہی زمین مل گئی تو فوراً ہی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

آپ کے ہاں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو بے شک آدھی رات کو یاد کر لینا ہمارے ہاتھ کی شفا سے حیران رہ جاؤ گے آپ۔ کامران جیلانی کو اس کے لہجے کی شگفتگی اور اپنائیت بے حد بھلی لگ رہی تھی اس روز پورے دن اس کا موڈ بے حد فریش رہا تھا۔

گھر میں مہرین سے اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کا جھگڑا ہو جاتا اور پھر اپنی اپنی انا کی قید میں جکڑے دونوں کئی کئی روز تک ایک دوسرے کو مخاطب ہی نہ کرتے۔

سرتاج بیگم اس کی اچھی سی جاب کے ملنے تک ان دونوں کی شادی کو ملتوی کیے بیٹھی تھی اس روز بھی چھوٹی سی بات کو ایشو بنا کر وہ مہرین جیلانی سے جھگڑا کیے ہوئے بیٹھا تھا جب دروازے پر ہونے والی اجنبی دستک نے اسے چونکا ڈالا تھا وہ ان۔ ہے ٹی وی پر اپنا پسندیدہ پروگام دیکھنے میں مشغول تھا اجنبی دستک کی آواز پر اٹھ کر دروازے تک پہنچا اور پھر دروازہ کے باہر عنبرین عنبر کو کھڑے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ آپ یہاں۔

جی میں ہی ہوں کیوں میں یہاں نہیں آسکتی کیا اس روز بتایا ہی نہیں تم نے کہ میں بھی اسی روڑ پر رہائش پزیر ہوں وگرنہ میں اس دروازے پر چلی آتی آج صبح بھی اچانک میرا یہاں سے گزر ہوا تھا تو آپ کو دیکھتے، دل بے حد خوش ہوا تھا وہ تو گاڑی میں بابا جانی کے ساتھ تھے وگرنہ ہیلو ہائے تو ہو جاتی۔

اسے بولتے رہنے کا بے حد شوق تھا کامران جیلانی اپنی ماں اور کزن کی موجودگی میں اس کی اس درجہ تفصیلی گفتگو پر اپنا سر کھجا کر رہ گیا۔

او کے آئیں، جی کیسے آئیں رہ تو آپ رو کے کھڑے ہیں وہ شرمندہ سا ہوا تھا وہ لڑکی بھی کیا چیز تھی کمال کی اس روز اس نے اپنی چرب زبانی سے سرتاج بیگم اور عنبرین کو بے حد متاثر کیا تھا اور یوں اس کا روز کا معمول بن گیا تھا۔

انتہائی مصروف زندگی گزارنے کے باوجود بھی وہ روزانہ شام اس کے گھر چکر لگانا تو ہرگز نہیں بھولتی تھی رفتہ رفتہ دونوں کے مابین اجنبیت اور تکلف کی دیوار گرتی چلی گئی تھی اور اب دونوں ایک دوسرے کے لیے۔۔آپ۔۔نہیں۔۔تم بن گئے تھے روز بروز کی یہ نوک جھوک ہنسی مذاق کب دوستی سے محبت میں ڈھل گئیں کامران جیلانی کو خبر ہی نہیں ہوئی وہ تو فقط اتنا جانتا تھا کہ اسے روزانہ


www.pdfbooksfree.pk

عنبرین کو دیکھنے کی عادت سی ہوگئی تھی صراسی سے جلدی از جلد رو برو ہونے کے لیے جیسے تیسے فری ہوکر بھاگتا چلا آتا تھا۔

ایک روز بھی اگر وہ لیٹ ہو جاتی یا کسی مجبوری کی وجہ سے آنہیں پاتی تو اس کی بے چینی اور اداسی دیکھنے کے لائق ہوتی تھی بار بار کھڑکی پر ہی نگاہ جاتی تو کبھی دروازے کی جانب۔

مہرین بالکل خاموشی سے اس کی حالت کو نوٹ کرتی آرہی تھی لہذہ اب غیر محسوس طریقے سے اس کا عنبرین سے ساتھ رویہ روکھا سا ہوگیا تھا۔

اس روز بھی بارش زور سے برستی رہی وہ گھر میں اپنے بستر میں دبکا تیز بخار کی حالت میں پھنک رہا تھا جبکہ مہرین اور سرتاج بیگم اس کی تیمارداری کے بعد مجبورا رشتے کی ایک خاتون جو سرتاج بیگم کی نند لگتی تھی کی وفات پر افسوس کرنے ان کے گھر گئی تھیں۔

عنبرین اس روز دو تین دن کی غیر حاضری کے بعد آئی تھی کامران جیلانی کا دل اسے دیکھتے ہی پھر مچل آیا تھا۔

کاسنی کلر کے سادہ سوٹ میں ملبوس سر پر اسکارف لیے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی وہ اس کی جانب حسرت بھری اکھیوں سے تکتے رہ گیا تھا

ارے۔۔یہ کیا تم بستر میں دبکے پڑے ہو کوئی اور دیکھائی نہیں دے رہا گھر میں خیر رو ہے ناں۔

وہی اس کا جاندار انداز کامران جیلانی نے نہ چاہتے ہوئے بھی آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

تم ٹھیک تو ہوناں۔کیا ہوا ہے۔

اگلے ہی لمحے تفکر سے اس کی سمت بڑھتے

ہوئے ہاتھ اپنا سرد اس کی کشادہ پیشانی پر دھر دیا تھا۔

ارے تمہیں تو اتنا تیز بخار بتایا تک نہیں کیوں۔

وہ پریشان ہی نہیں حیران بھی ہوئی تھی۔

کامران جیلانی اب بھی خاموشی لیے تھا۔

ہیلو جی کیا ناراض ہو مجھ سے۔اس کے بالکل سامنے اس کے بیڈ پر بیٹھ کر وہ پوچھ رہی تھی کامران جیلانی کو محسوس ہورہا تھا یہی تو زندگی ہے ۔

ہاں۔

بٹ وائے ۔۔۔میرا مطلب ہے۔قصور کیا ہے۔

وہ اس کے اثبات میں سر ہلانے پر پہلے سے زیادہ حیرن ہوئی تھی تبھی تو اس نے لب کھولے تھے۔محترمہ آپ نا فارم کیے بغیر تین دن غیر حاضر رہی ہیں کیا یہی دوستی ہے غیر اخلاقی نہیں۔

جی بالکل تو ہے مگر یقین کیجئے۔

وہاں امریکہ میں میری امی کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی انہوں نے بابا جانی سے ریکویسٹ کی تھی کہ مجھے اور مانی دونوں کو فورا ملنا چاہتی ہیں لہذہ بابا جانی نے مجھے اور مانی کو اسلام آباد بلوالیا۔

پرسو شام کی امریکہ کی فلائٹ ہے میری اور دیکھ لو میں یہاں تم لوگوں سے ملنے دوبارہ آئی ہوں۔

شکریہ تمہارا۔

اور بیٹھا تھا عنبرین کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

معلوم ہے تم غصے میں بہت پیارے لگتے ہو کامرانی جیلانی کبھی کبھی میرا جی چاہتا ہے میں تمہیں کسی چھوٹے بچے کی مانند بہت پیار کروں ۔تمہارے جیسا مزاج کے لوگ مجھے بہت اپیل



www.pdfbooksfree.pk

کرتے ہیں کسی بات کو دل میں رکھنا تو اس نے سیکھا ہی نہیں ہے اور بس اسی روز سے کامران جیلانی نے اس کے کواب دیکھنے کی جسارت کی تھی وہ اپنے ہر روپ اور انداز کے ساتھ ہر لمحہ اسے اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی دکھائی دیتی یہی وجہ تھی کہ اس کے امریکہ فلائٹ کر جانے کے بعد اس روز شام میں اس نے مہرین کو سب کچھ بول دیا تھا وہ منہمک انداز میں استری اسٹینڈ کے پاس کھڑی اس کے کپڑے پریس کر رہی تھی جب اپنے اندر کی جنگ سے ہار مانتے ہوئے اس نے اسے مخاطب کیا تھا۔

مہرین ۔۔۔ میں تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

بڑی ہوئی شیو اور مسلے ہوئے کپڑے میں وہ خاصا ازردہ لگ رہا تھا مہرین نے سرسری سی ایک نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد دوبارہ رخ پھیر لیا۔

جی فرمایئے ۔ میں سن رہی ہوں اس کا لہجہ کچھ روکھا ہی تھا کامران جیلانی نے مطلق پروا نہ کی۔

تمہیں معلوم ہے مہرین ماں جی تمہاری شادی کرنا چاہ رہی ہیں۔

جی ۔۔ تو۔

تو کیا تم اس شادی سے رضا مند ہو ۔ میرا مطلب ہے تمہارے اور میرے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے جہاں تک میرا خیال ہے ہم دونوں کبھی ایک دوسرے کے لیے بہترین جیون ساتھی ثابت نہیں ہو سکتے۔

تو پھر ۔ مہرین کا دل اس قیاس آرائی پر کسی دیپ کی مانند جل کر ختم ہونا شروع ہو گیا تھا۔

تو یہی کہ ہمیں اس زبردستی کا پھندہ اپنے گلے میں نہیں ڈالنا چاہیے ۔ شادی کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے یہ تو عمر بھر کا ساتھ نبھانا ہوتی ہے اسی لیے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔

تو پھر ۔۔ اس کا ضبط اپنی انتہا کر پہنچ گیا تھا بڑی بڑی روشن آنکھیاں نمی کی تہہ کے ساتھ ساتھ سرخ بھی چھلک آئی تھیں۔

تبھی تو وہ پھر گویا ہو تو کچھ نہیں مجھے یقین ہے کہ تمہیں کوئی ضرور اس ۔ سے بہتر لڑکا مل جائے گا جو تمہیں بے حد خوش رکھے گا مگر مجھے عنبرین سے بہتر کوئی اور لڑکی کبھی نہیں مل سکتی۔

تم میری دوست ہو مہرین میرا اور آپ کا بچپن کا ساتھ رہا ہے پلیز میری خوشی کے لیے اس کی رائے ضرور معلوم کرنا اسے صرف یہ بتانا کہ میں اس سے بے حد پیار کرتا ہوں اتنی کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی اور یہ بھی کہ میں صرف اس سے ہی شادی کا خواہش مند ہوں ۔۔ پلیز ۔۔

اس کے لہجے کی عاجزی مہرین کے اندر توڑ پھوڑ مچا رہی تھی وہ خاموش رہی تھی مگر روز اس کے ہاتھوں کامران جیلانی کی قیمتی شرٹ ضرور جل گئی تھی اور پھر عنبرین امریکہ سے واپس لوٹ آئی تھی کامران جیلانی کی پروموشن بھی ہو گئی تھی ایک چیز جو اس نے اسپیشلی نوٹ کی تھی وہ عنبرین عنبر کے لہجے کا بدلاؤ تھا زندگی کے ہاتھ دکھانے اس شوخ لڑکی میں وہ پہلی سی شگفتگی نہیں رہی تھی اب کچھ سنجیدہ رہنے لگی تھی اور اس کی وجہ اس نے اپنی ماں کی وفات سے منسوب کی تھی امریکہ سے واپسی پر اس نے بہت نایاب چیزیں سرتاج بیگم اور مہرین کو گفٹ میں دی تھیں تاہم کامران جیلانی کو گفٹ کرنے کے لیے اس نے صرف اسے ایک ننھا سا ٹیڈی بیئر دے سکی تھی کامران جیلانی اس ننھے سے ٹیڈی بیئر کو اپنی جان سے لگائے رکھتا تھا آج کل اس شریر لڑکی کی خوبصورت آنکھوں میں اسے عجیب سے دیوانگی اپنے لیے دکھائی دیتی تھی وہ



www.pdfbooksfree.pk

اب اکثر کنفیوز ہو کر رہ جاتا تھا۔

اسکو سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ اتنی کروڑ پتی ہونے کے باوجود بھی چالیس روپے کا برگر ہی کیوں پسند کرتی تھی جو ہر وقت پانی کی جگہ قیمتی ڈرنکس استعمال کرتی تھی اسے اس کے ساتھ فرمائش کر کے بیس روپے کی چاٹ کھانا لطف دیتا تھا۔

اس دن بھی بہت عجیب ہوا تھا وہ آفس سے گھر واپس آرہا تھا جب راستے میں پھر اس سے ٹکرا گیا تھا وہ شاید مارکیٹ سے پیدل ہی آرہی تھی اور عجیب اتفاق تھا کہ بائیک خراب ہونے کی وجہ سے اس دن وہ بھی پیدل ہی آرہا تھا عنبرین اسے سامنے پا کر ایک دم کھل اٹھی تھی۔

سبحان اللہ آج تو معجزہ ہی ہو گیا ہے۔

کچھ لمحے میں یہی سوچ رہی تھی کہ کاش کہیں سے تم آجاؤ اور دیکھو تم سچ مچ آگئے بچوں کی مانند خوش ہوتی اس لڑکی کی آنکھوں میں کتنے ہی جگنو قید ہوئے تھے وہ اس کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھتے مسکرا دیا تھا۔ اچھا جی پھر تو تمہیں روز ہی دعا کرنی چاہئے کیوں کہ اس وقت تمہیں اپنے سامنے پر کر مجھے بھی بے حد اچھا محسوس ہوا ہے اس کے جواب میں کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی پھر وہ گویا ہوئی تم بھی مجھے بتایا نہیں کہ تم عنبرین انگیجڈ ہو۔

تیز دھوپ میں جیسے اچانک بادل چھا جائیں بالکل کچھ ایسے ہی اس کا لہجہ ہو گیا تھا وہ اس کے اس لہجے کی اداسی پر حیرن ہوتا اس کے اچانک بات بدلنے پر گویا ہوا تھا۔

جی مگر یہ کوئی اتنی ضروری بات نہیں کہ لازمی تم سے شئیر کی جاتی۔

پھر بھی کامران جیلانی کم از کم تمہارا مجھ سے شئیر کرنا فرض بنتا تھا۔

کیوں۔۔اب اس کے کچھ تیور بدلے تھے عنبرین کو اس بات کا پتہ چلنا اور اہمیت دینا اسے اچھا بالکل بھی نہیں لگتا تھا ارے کیوں کا کیا مطلب۔

وہ تمہاری فیانسی ہے اسے ہمارا آپس میں کلوز ہونا کتنی تکلیف پہنچاتا ہوگا۔

نہیں جی بالکل بھی نہیں پہنچاتا تکلیف۔

وہ مجھ میں اور میں اس میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں لیتے۔

خشک لہجے میں کہتا وہ بے نیازی سے آگے بڑھتے ہوئے راہ میں پڑے پتھر سے چوٹ کھا گیا تھا سنبھل کے۔

عنبرین کی مومی انگلیوں نے فوراً اس کا بازو تھاما تھا مگر تب تک وہ اپنا پاؤں زخمی کر بیٹھا تھا۔

دیکھ لیا لگ گی ناں چوٹ دیکھ بھال کر تو چلا جاتا ہی نہیں ہے تمہیں اور یہ بائیک کہاں گئی تمہاری آج وہ مضطرب ہوئی تھی اور کامران جیلانی کا یہی کرائینگ انداز تو اچھا لگتا تھا۔

کیا بتاؤں خراب ہو گئی کمبخت پندرہ دن سے پہلے ٹھیک نہیں ہونی۔

اسے دل ہی دل میں مہرین پر بے حد غصہ آرہا تھا جس نے بجائے اس کے دل کی بات اس تک پہنچانے کے انگیج ہونے والی داستاں سنا دی تھی اسے

اور اس کے پندرہ دن تمہیں پیدل ہی آنا جانا ہوگا لیکن نہیں تم میرے ساتھ آؤ۔

مگر کہاں۔

اس کے اچانک بازو تھامنے پر حیران ہوا تھا جب وہ گویا ہوئی تھی تم چلو تو سہی کہاں کا بھی چل جائے گا پتہ۔

پھر اسی وقت مارکیٹ جا کر اس کے کیئر موٹر سائیکل کی کرسی خرچ کرتے ہوئے ایک نیو موٹر سائیکل کی چابی اسے تھما دی تھی یہ لیں موٹر بائیک



www.pdfbooksfree.pk

کی چابی اور اب ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔

وہ اس کی اس درجہ سخاوت پر الفت پر ششدر رہ گیا تھا۔

پاگل نہیں۔ کسی لڑکی ذات سے ایسا بھاری احسان لینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

س کی مردانگی پر حرف آتا تھا وہ تحفہ قبول کرتے ہوئے مگر مقابل میں بھی عنبرین عنبر تھی۔

لو جی بھلا تم پر کون احسان کرتا ہے میں نے تو ہیلپ کی ہے اب میں تو موٹر بائیک چلانے سے رہی اور پھر بعد میں اس کی گاڑی کی قیمت مجھے ادا کر دینا میں معاف تھوڑی کرونگی تمہیں اس روز گھر واپس پر پھر مہرین سے اس کی زبردست جھڑپ ہوئی تھی۔

اگلے روز اس نے سرتاج بیگم کو دل کی داستان کہہ سنائی تھی جس کے بعد اسے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا تھا سرتاج بیگم کسی طور پر اپنی بھانجی کی جگہ کسی غیر لڑکی کو دینے پر تیار نہ تھی اسٹیبلش ہونے پر بھی انہیں سخت اعتراض تھا تاہم کامران جیلانی کے حوصلے کمزور نہیں ہوئے عنبرین کی محبت نے اسے بہت بدل کر رکھ دیا تھا۔

مہرین کی مانند اب اس کے مزاج میں بھی سنجیدگی آ گئی تھی سرتاج بیگم کو جذباتی لیک میل کرنے کے لیے اس نے گھر کا کھانا بھی چھوڑ دیا تھا اور پھر خدا خدا کر کے ان کا دل موم ہوا تو اس نے عنبرین اس نے عنبرین کے گھر اپنا پرپوزل بھجوانے سے قبل پھر مہرین کی مدد طلب کر لی اور اس بار ایک لمبے لیکچر کے بعد اس نے بڑی سختی کے ساتھ اسے ہدایت کی تھی کہ وہ کوئی فضول بات نہ کرے اور اب جبکہ اس کو سو فیصد مثبت جواب کی توقع تھی مہرین کے جواب نے اسے ذہنی طور پر کیسا زبردست دھچکا لگایا تھا دماغ کی شریانیں جیسے لمحوں میں ہی پھٹنے کو تیار تھی جس لڑکی کو اس نے سب سے زیادہ خاص سمجھا تھا وہی عام نکلی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اسے جھنجوڑ کر اپنے ساتھ زبردستی پیار کرنے پر مجبور کر لیتی دو تین دن تک وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہ نکل سکا۔

انسان کا دل اور گمان ٹوٹ جائے گا تکلیف نا قابل برداشت ہو جاتی ہے اس دن دھوپ نکلی تھی لہذہ کسلمندی کے باوجود اس نے آفس جانے کا ارادہ کر لیا سرتاج بیگم کی طبیعت کچھ ناساز رہنے لگی تھی آج کل۔ آفس سے دن بھر وہ کام سے بیزار رہا تھا کسی نے مخاطب بھی کیا تو اس کا لہجہ روکھا رہا جیسے تیسے ٹائم پورا کر کے وہ آفس سے نکلا تو پھر بارش کی رم جھم شروع ہو گئی وہ آج پیدل چلتے چلتے آفس آیا تھا ہلکی ہلکی برستی بارش میں بھیگتا اس وقت لطف سے ہمکنار کر رہا تھا جب چلتے چلتے اچانک پھر نظریں عنبرین پر جا پڑیں اپنے گھر کے بنگلے کے باہر کھڑی وہ بارش میں بھیگے جا رہی تھی کامران جیلانی اسے کھڑی کو تکتے رہا پھر بنا بتائے ہی وہ سر جھٹک کر وہاں سے چل دیا۔

کامران جیلانی کو یقین تھا کہ وہ اس کی اس حرکت کا نوٹس لے کر شام میں ضرور آئے گی مگر وہ نہیں آئی تھی کامران جیلانی اس کے گھر کے سامنے سے گزرا نہ وہ ملنے اس کے گھر آئی یوں کتنے ہی دن بیت گئے تھے کامران جیلانی نے اب اپنی ترقی کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے تھے اس زندگی جیسی لڑکی کو پانے کے لیے مادی شے تھی تو اسے ہر قیمت پر دولت کو حاصل کرنا تھا وہ اس سے بے حد خفا تھا جب اس شام وہ اس سے ملنے آئی تو چھوٹا مانی بھی ساتھ لے کر آئی تھی مکمل بلیک سوٹ میں ملبوس اس کے سوگوار سے حسن نے پھر کامران جیلانی کے دل میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

وہ اس سے خفا بیٹھا ہوا تھا جب وہ سرتاج

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

بیگم اور مہرین سے چند لمحے ادھر ادھر کی گپ شپ کے بعد اس کے قریب ہو بیٹھی۔

کامران جیلانی کیسے ہو کہاں گم مصروف رہنے لگے ہو آج کل۔

پہلے سے کتنی بدلی دکھائی دے رہی تھی وہ کامران جیلانی نے سرسری سے نظر اس پر جمانے کے بعد رخ پھیر لیا تھا۔

کچھ نہیں بس ملک سے باہر جانے کی بھاگ دوڑ اور کوشش کے لیے ہوں انشاء اللہ ضرور تمہیں کامیابی ملے گی مگر یوں اچانک باہر جانے کا کیوں سر پر بھوت سوار ہوا ہے بس یونہی میں خیال کرتا تھا لفظ محبت کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے مگر میں غلط تھا کسی نے مجھے احساس دلا دیا ہے کہ آپ محبت بھی اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ کی جیب بھاری ہو گی وہ اس کے الفاظ پر پھیکے سے انداز میں مسکرائی تھی۔ غلط سوچ ہے تمہاری میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم ایک آسودہ زندگی بسر کرو محبت بھی مرد کے لیے مسئلہ نہیں بنتی اس کی پسند وقت اور حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہے مہرین جیلانی یقیناً تمہارے لیے بہت بہترین جیون ساتھی ثابت ہوگی اور پھر ہم اچھے دوست تو رہ سکتے ہیں ناں کامران۔

نہیں جی۔۔۔

اس کا دل جلا تھا اب تک اسے یہی خوش فہمی تھی کہ شاید مہرین نے جیلانی کے زیر اثر اس کے احساس صحیح معنوں میں عنبرین تک پہنچائے ہوں مگر اب۔

اب تو ہر بھرم بھی ٹوٹ گیا ہے عنبرین اس کے نہیں پر دھیرے سے مسکرا دی تھی نہیں تو نہ سہی میری جاب لگ گئی ہے سرکاری ہوسٹل میں میں اب اور اس علاقے میں شفا بانٹنے جا رہی ہوں کامران جیلانی جو غریب ہونے کے جرم میں زندگی جیسی متاع سے محروم ہو جاتے ہیں یہی میرا ایک سپنا تھا کل شفٹنگ ہونے جا رہی ہے تم اپنا ڈھیر سارا خیال رکھیئے گا وہ اور بھی نہ جانے کیا کیا بولتی گئی کامران جیلانی اپنے رنج و غصے کے عالم میں اس تتلی کا کوئی ایک رنگ بھی اپنی مٹھی میں قید نہ کر سکا تھا ٹھکرائے جانے کے دکھ اور محبت کی دوری نے پھر اس سے زندہ رہنے کا احساس بھی جیسے چھین لیا تھا اس نے عنبرین کے جانے سے قبل نہ صرف اس کی گفٹ کی موٹر سائیکل اسے واپس کر دی بلکہ اپنے ایک دوست کی مدد سے خود بھی اس کی نگری سے کوچ کرتا دیار غیر میں آ بسا تھا۔

یہاں فرصت کے لمحوں میں اچھی کتابیں پڑھنا اور میوزک سننا اس کا محبوب مشغلہ تھا اس کے ساتھی دوست اب اس کے ایک ہی گیت کو بار بار سننے سے عاجز آ چکے تھے۔

یونہی کوئی مل گیا تھا چلتے چلتے
یہ چراغ بجھ رہے ہیں میرے ساتھ جلتے جلتے

اس کہانی کو اب بارہ سال بیت گئے تھے اب مہرین اس کی بیوی تھی اور دیار غیر میں اس کے ساتھ تھی سرتاج بیگم کو وفات پائے چھٹا سال تھا مگر اب بھی اس پر ایک ہی بھوت سوار تھا پیسہ کمانے کا بھوت مہرین نے اسے حاصل کر تو لیا تھا مگر وہ اب بھی اسے پانے میں ناکام رہی تھی دولت کمانے کے نشے میں اس شخص کو یہ احساس دلانا بہت مشکل ہو گیا تھا کہ گھر میں اسکا وجود بھی ہے جیسے اس کے پیار کی توجہ کی ضرورت ہے اور وہ پچھتانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی اسے یاد آ رہا تھا کہ پہلی بار جب کامران جیلانی نے اسے اپنی عنبرین میں دلچسپی سے آگاہ کیا تو وہ اندر سے کتنی جلی تھی اس کا بس نہ چلتا تھا کہ عنبرین کو عنبر کو ایسی سزا دیتی کہ اس کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیتی جس سے


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کامران کی توجہ حاصل کی تھی۔

وہ اس کو کبھی بتا ہی نہ سکی تھی کہ وہ اس کے لیے کتنا اہم ہے اس کو ہمیشہ یہ اتفاق اچھا لگتا تھا کہ کامران جیلانی اور اس کے والد کا نام ایک ہی ہونے کے باعث اس کے نام کے نام سے لگتا تھا وہ اپنے نام کے ساتھ لگے جیلانی کو تصور ہی میں کامران جیلانی سے منسوب کیے رکھتی تھی لاکھ لڑائی جھگڑوں کے باوجود بھی اس کا دل کامران جیلانی کی مٹھی میں دھڑکتا تھا اور اس شخص نے کتنی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے پسند نہیں کرتی اسے ضرور اس سے بہتر کوئی لڑکا مل جائے گا۔

کیسی بے چینی در آئی تھی دل میں یہ جان کر وہ اسے نظر انداز کر کے کسی پرائی لڑکی میں دلچسپی لے رہا ہے اسے تو سوچ کر ہی وحشت ہونے لگتی ہے اس لیے اس نے عنبرین کو اپنے اور کامران کے انگیج ہونے کا بتایا تھا اس کا خیال تھا کہ عنبرین یہ سچائی جان کر خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی مگر کامران نے ایسا ہونے نہیں دیا تھا تب اسے وہ قدم اٹھانا پڑا تھا جو دل کے معاملے میں مجبور ہو کر دوسری بہت سی عورتیں اٹھاتی ہیں کامران جیلانی نے سفاکی کی انتہا کرتے ہوئے جب عنبرین کا نقطہ نظر معلوم کرنے کی ڈیوٹی سونپی تو جیسے دل سمیت اس کے جسم کی بوٹی بوٹی انگاروں پر لوٹ گئی ہو کتنا مشکل تھا خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی بچپن کی محبت کو کسی دوسرے کی جھولی میں ڈالنا وہ اتنی بہادر نہیں تھی لہذہ کچھ سوچ کر اس صبح ہی صبح وہ عنبرین عنبر سے ملنے اس کے گھر پہنچ گئی تھی۔

عنبرین عنبر باتھ لے رہی تھے ملازمہ نے اس کو ڈرائینگ روم میں بیٹھا دیا تھا مہرین جیلانی کی آنکھیں اس کے روم کا جائزہ لے کر تحیر سے پھیل گئی تھیں وہاں موجود کوئی بھی شے اس کے اندازے کے مطابق ملکی نہیں تھی عنبرین باتھ لے کر گیلے بالوں میں ٹاول چلاتی سیدھی وہی چلی گئی تھی تھوڑی ہی دیر میں جب تک اس نے حال احوال دریافت کیا چائے اور اس کے ساتھ کئی قسم کے لوازمات بھی آ گئے عنبرین کو کسی بہت ضروری کام کی وجہ سے کہیں جانا تھا لہذہ چائے ختم کرنے سے اس نے اپنا مدعا بیان کر دیا عنبرین مجھ کو تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے کپ پر انگلیوں کی گرفت مضبوط کیے اس نے بہت دھیمے لہجے میں اس کی پڑپڑ چلتی زبان کو بریک لگوائی تھی

جی تمہارے سامنے ہی ہوں کہیے اس کی فورا آفر پر کچھ پل سوچتے ہوئے وہ پھر گویا ہوئی۔

عنبرین یہ تو میں باخوبی جانتی ہوں کہ تم اور کامران جیلانی ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہو اور شاید تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

باقی آئندہ شمارے میں پڑھیے گا

---

تو لوٹ کر بھی اہل تمنا کو خوش نہیں
میں لٹ کے بھی وفا کے انہی قافلوں میں ہوں
بدلا نہ میرے بعد بھی موضوع گفتگو
میں جا چکا ہوں پھر بھی تیری محفل میں ہوں
مجھ سے بچھڑ کے تو بھی روئے گا بہت
یہ سوچ لے کہ میں بھی تیری خواہشوں میں ہوں
تو ہنس رہا ہے مجھ پر میرا حال دیکھ کر
اور پھر بھی میں شریک تیرے قہقہوں میں ہوں
خود ہی مثال لالہ صحرا لہو لہو
اور خود فراز اپنے تماشائیوں میں ہوں

عافیہ گوندل۔ جہلم

---

یاد ہیں ہمیں اپنے سب کے سب گناہ
ایک محبت کر لی۔
دوسرا تم سے کر لی۔
تیسرا بے پناہ کر لی

ثانیہ علی۔ سرگودھا۔


www.pdfbooksfree.pk

# پچھتاوا

تحریر۔ عائشہ علی۔ چکوال

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک اور کہانی سے ساتھ حاضری ہوئی ہوں امید کرتی ہوں کہ قارئین کو بہت پسند آئے گی اور یہ کہانی ان بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ہے جو اپنے ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملا کر خود بھی اسی خاک میں بھٹکتی رہتی ہیں اور دنیا سے رسوائی کا داغ ان کے ماتھے پر ہمیشہ کے لیے لگ جاتا ہے اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتیں یہ کہانی بھی اسی ہی ایک لڑکی ہے جس کا نام میں نے۔ پچھتاوا۔ رکھا ہے اگر ادارہ بدلنا چاہے تو بدل بھی سکتا ہے اور امید ہے کہ میری یہ کہانی جلد ہی منظر عام پر آئے گی اور بہت سی بہنو بیٹیاں اس سے عبرت حاصل کریں گی

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں ایک خوش حال گھرانے سے تعلق رکھتی تھی میرے دادا کراچی کے رہائش پزیر تھے وہ بینک جاب کرتے تھے اور دادی گھر سنبھالتی تھی میرے ابو لوگ آٹھ بہن بھائی تھے اور سب کے سب زیر تعلیم تھے میرے ابو اس وقت ایم بی بی ایس کے تیسرے سال میں تھے جب کراچی کے اس علاقے کے حالت خراب ہو گئے جہاں میرے دادا اور ابو رہائش رکھتے تھے ایسے حالات سے تنگ آ کر تب دادا نے وہ گھر بیچ کر کسی اور جگہ پہ گھر لے لیا اور پھر وہاں رہنا شروع کر دیا تھا۔

میرے دادا کا گھر خوشیوں کا گہوارہ تھا کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی سب کے سب خوشی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے۔

---

وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ ابو کے دوسرے بہن بھائی بھی جوان ہو گئے اور اپنی اپنی جاب کرنے لگے میرے ابو بھی ڈاکٹر بن گئے تھے اور اپنا کلینک کھول لیا تھا کلینک سے اچھی خاصی آمدنی ہونے لگی تھی تو گھر میں پیسے کی ریل پیل ہونے لگی تھی۔

گھر کے قریب دائیں طرف ایک لڑکی رہتی تھی شام کے وقت جب میرے چچا چھت پر جاتے تو وہ انہیں دیکھنے لگتی تھی شاید دل ہی دل میں وہ انہیں پسند کرنے لگی تھی چچا نے بھی محسوس کر لیا کہ وہ انہیں پسند کرتی ہے آہستہ آہستہ چچا بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چچا بھی اسے اور اسے پسند کرنے لگے تھے کچھ وقت گزرا کہ دونوں ایک دوسرے کو اس قدر چاہنے لگے کہ ایک دوسرے کے لیے جان بھی دینے کو تیار تھے دونوں شام کو چھت پر ملتے اور ڈھیروں ساری باتیں کرتے اور ایک دوسرے سنگ جینے مرنے کی قسمیں کرتے بتاتی چلوں کہ لڑکی کی منگنی بچپن سے ہی اس کے کزن ماموں کے بیٹے سے ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ چچا میں دلچسپی لینے لگی اور ان سے


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

محبت کرنے لگی ایک دن چچا نے اس لڑکی کے لیے اپنی ماں سے بات کی اور ان کے گھر رشتہ لینے کو کہا پہلے تو دادی بالکل بھی نہ مانی اور اپنی بات پر بضد رہی لیکن چچا کے بہت اصرار پر آخر کار دادی مان گئیں اور دادا کو بھی راضی کر لیا تھا۔

ایک شام دادا جان اور ابو اور دادی نے انہیں اپنے ساتھ رشتہ کی بات کرنے کے لیے جانے کو کہا دادا اور ابو تیار ہوئے اور چچا اظہر کو بھی ہمراہ لیتے رشتے کی بات کرنے چلے گئے جب دادی نے روبینہ کی ماں سے رشتے کی بات کی تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ دادی لوگ اپنا سامنہ لے کر واپس آئے اور پھر گھر آ کر دادی چچا اظہر کو کوسنے لگی کہ تم نے ناحق ہماری بے عزتی کروائی ہے پہلے لڑکی کے گھر والوں کا منا تو لیتی روبینہ نے بھی گھر میں بہت ضد کی لیکن کسی کو نہ منا سکی اس کی کسی نے ایک نہ سنی۔

اگلے دن جب چچا چھت پر گئے تو روبینہ پہلے سے ہی اس کی منتظر کھڑی تھی اور بہت پریشان تھی ادھر چچا کا بھی یہی حال تھا دونوں ایک دوسرے بنا جینے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے روبینہ انتہائی پریشانی کے عالم میں چچا سے پوچھنے لگی کہ بتاؤ اظہر اب کیا ہوگا تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں چچا تو جیسے اس کے منہ سے ہی سننے کو تیار تھے چچا نے جواب میں اسے دو ماہ کا انتظار کرنے کو کہہ دیا کہ میں کچھ سوچتا ہوں اسے کہ بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا ہے ہم نے۔

---

ادھر کراچی کے حالات ہر طرف خراب ہو گئے تھے تو مجبوراً حالات سے تنگ آ کر دادا گاؤں اپنے آبائی گھر میں رہائش رکھنے کا فیصلہ کر لیا اور ایک ماہ کے اندر اندر دادا سب کے ہمراہ گاؤں رہنے کے لیے آ گئے گاؤں میں انہیں کوئی پریشانی نہ تھی اور آہستہ آہستہ گاؤں آ کر ملازمت چھوڑ دی اور گھر پر ہی رہنے لگے تھے لیکن ابو نے گاؤں سے کچھ دور اپنا کلینک کھولیا اور کچھ ہی اوقات میں ادھر بھی ترقی ہونے لگی۔

---

ادھر روبینہ چچا کے انتظار میں بیٹھی تھی آخر ایک دن چچا کراچی گئے اور روبینہ کے کالج کے سامنے اس کے آنے کا انتظار کرنے لگے جیسے ہی روبینہ گاڑی سے اتری تو سامنے چچا کو اپنا منتظر پایا چچا کو دیکھ کر روبینہ کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ فوراً چچا کی طرف دوڑی چچا اسے لے کر پاس ہی ایک پارک میں بیٹھ گئے وہ گھنٹوں ڈھیروں باتیں کرتے رہے آخر کار اس نے چچا کے ساتھ بھاگنے کا فیصلہ کر لیا چچا نے اسے اگلے ہفتے کو یہاں سے لے جانے کو کہا اور تیار رہنے کر کہہ یہ کہہ کر چچا نے اسے گھر چھوڑا اور خود واپس گاؤں آ گئے۔

دادا نے اس دوران اپنی ایک بیٹی کی شادی اپنے بھانجے سے کر دی وہ ادھر خوش رہنے لگی دادی خوش تھی کہ ایک بیٹی کا بوجھ اس کے سر سے اتر گیا ہے

---

ایک ہفتے بعد چچا صبح گھر سے نکلے اور کراچی والی گاڑی میں بیٹھ گئے وہاں پہنچ کر چچا نے روبینہ سے نکاح کر لیا اور وہاں سے چچا واپس اسے اپنے ہمراہ گاؤں لے کر آ گئے پہلے پہل تو دادی بہت ناراض ہوئی اور روبینہ کو اپنی بہو ماننے سے انکار کر دیا لیکن پھر آہستہ آہستہ بیٹے کی خوشی کی خاطر راضی ہو گئی رفتہ رفتہ دادی بیمار رہنے لگی تھیں اس لیے انہوں نے اپنی تینوں بیٹیاں بیاہ دیں بیٹیوں کو خوش دیکھ کر وہ بھی تندرست ہو جاتی تھی پھر دادی نے باقی تینوں بیٹیوں کی بھی شادیاں اپنی مرضی سے کر دیں اور یوں سب نے اپنا گھر آباد کر لیا۔

---

شروع دنوں میں تو چچا اظہر روبینہ کے ساتھ ٹھیک طرح سے خوش رہ رہے تھے ہر چیز انہیں گھر میں لا کر دیتے تھے لیکن بیٹی کی پیدائش کے بعد انہوں نے رفتہ

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk

رفتہ گھر میں دلچسپی لینی چھوڑ دی تھی اور برے دوستوں کی صحبت اختیار کر لی وہ جوا کھیلنے لگے تھے اور شراب پینے لگے تھے کام کاج سب کچھ چھوڑ دیا تھا رات کو دیر گئے سے گھر آنا انکا معمول بن چکا تھا نوبت یہاں تک آ گئی کہ وہ روبینہ پر ہاتھ اٹھانے لگے اور اس سے پیسے مانگنے لگے وہ بے چاری ہاتھ جوڑتی وہ جاتی معافیاں مانگتی لیکن چچا پر اس کی کسی بات کا اثر نہ ہوتا کیونکہ اس کا پریشان حال نہ تھا وہ اپنی بچی کی خاطر ہر دکھ سہتی رہتی آخر کار کسی کو اپنا دکھ سناتی میکے والوں نے بھی منہ موڑ لیا تھا وہ بے چاری روتی رہتی لیکن چچا اظہر پہ کسی بات اثر نہ ہوتا تھا حالات سے تنگ آ کر چچی روبینہ نے دو تین گھروں میں کام کرنا شروع کر دیا تھا وہ صبح کو گھر سے نکلتی اور بچی کو بھی ساتھ لے جاتی وہاں سے دن بھر کی تھکی ہاری آتیں تو پھر آ کر گھر کے کام کرتی ایک دن صبح کام پر گئیں بیٹی کو بھی ساتھ لے گئیں جب وہاں سے کام کر کے واپس لوٹی تو چچا شراب پی کر گھر میں داخل ہو رہے تھے انہیں کوئی ہوش نہیں آتے ہی انہوں نے چچی سے پیسوں کا مطالبہ کیا لیکن چچی نے پیسے سے صاف انکار کر دیا۔

یہ سن کر چچا طیش میں آ گئے اور اسے مارنے لگے اتنا مارا کہ ان کے منہ سے خون بہنے لگا چچا نے کسی بات کی پرواہ کیے بغیر گھر سے نکل گئے روبینہ نے ساری رات بیٹھے گزار دی وہ حالات سے تنگ آ چکی تھی جیسے ہی صبح ہوئی اس نے ناشتہ کروا کہ بیٹی کو پاس پڑوس میں کھیلنے بھیج دیا گھر پر اس وقت روبینہ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا روبینہ نے خود کو آگ لگا دی اور ان دکھوں سے ہمیشہ کے لئے نجات پا لی چچا جب گھر واپس آئے تو ان کی دنیا اجڑ چکی تھی ان کی وفادار اور صابر و شاکر بیوی انہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا چکی تھی چچا نے روتے روتے سب کو اطلاع دی سب آ گئے چچا کو دلاسہ دینے لگے پھر چچی کی تدفین کے بعد چار دن کو سوگ منا کر چلے گئے اس کے بعد چچا کچھ دن ٹھیک رہے لیکن پھر وہ خاموشی اختیار کر لی اب دادی اپنی پوتی کو خود ہی سنبھالتی تھی لیکن ایک سال بعد انکا بھی انتقال ہو گیا۔

اب ساری ذمہ داری، چچا کے خود پر آن پڑی تھی اب وہ ہر دن روتے اور روبینہ کو یاد کرتے لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا بھلا جانیوالے کب لوٹ کر آتے ہیں وہ بے بس تھے اپنے کیئے پر پچھتا رہے تھے یونہی تین چار برس گزر گئے تھے اتنے میں چچا کی بیٹی بھی جوان ہو گئی تھی۔

انہوں نے خاندان میں اچھا رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دی وہ اپنے گھر میں خوش خرم رہنے لگی چچا اب گھر پر اکیلے ہی رہتے ہیں دن میں بیٹی اقراء کھانا دے جاتی ہے کچھ دنوں سے چچا کی طبیعت خراب تھی پھر ایک رات وہ سوئے تو ہمیشہ کے لیے ہی سو گئے تھے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے ۔

قارئین اپنی آراء سے ضرور نوازئے گا۔

---

اس بے وفا سے کہ ملا رشتہ مٹا کیسے دوں
وہ جان ہے میری، اسے بھلا کیسے دوں
اپنی روح میں بسا کر جسے پیار کیا تھا
سوچتا ہوں اسے اب دغا کیسے دوں
کتنے خواب سجائے تھے میری ان آنکھوں نے
میں اپنا ہر خواب بھلا جلا کیسے دوں
وہ روئے گی تو آنسو میرے بھی نکلیں گے
اس کی بے وفائی کی اسے سزا کیسے دوں
وہ کہتی ہے کہ اس کی خوشی کی دعا مانگوں میں
پر وہ کسی اور کی ہو جائے اسے یہ دعا کیسے دوں

---

وہ شام غم کا عالم وہی مضطرب نگاہیں
دل ازل سے تک رہا ہے تیری واپسی کی راہیں
سلمان بشیر۔ بہاولنگر

---


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

# ماں کہاں ہے تو

تحریر۔شاہد رفیق سہو۔کبیر والا۔ 0345.3272617

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں پھر ایک کہانی جس کا نام۔ماں تو کہاں ہے۔رکھا ہے کیوں کہ یہ ایک ایسے بیٹے کی کہانی ہے جو اپنی ماں کے آنچل کو چھوڑتا تو ڈرتا تھا کہ اس کی ماں اس سے دور نہ چلی جائے کہیں گم نہ جائے آج وہ جوان ہوا تو اپنی ماں کے سہارے سے ہی پڑھا لکھا تو اپنی ماں کی باتوں سے اور اگر وہ ماں سے دور جاتا تو اسے اندھیرا ہی اندھیرا لگتا تھا کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ماں سے سارا جہاں روشن تھا اور جب اس کی ماں اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چل بسی تو اس کے صبر جس ماں نے اسے رونے سے روکا تھا صبر کرنا سکھایا تھا اسی ماں کے جنازے کو دیکھ کر اس کا صبر ٹوٹ گیا اور ماں کے آنچل کی چھاؤں گم ہوگئی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

**دوستو** ماں ایک ایسی عظیم ہستی ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اگر ماں نہ ہو تو دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو راتوں کو جاگ کر انتظار کرے ایسے ایک بیٹے کی کہانی ہے جو ماں کو یاد کر کے ہر آہ سے ماں بولتا ہے اس کو آج ماں بہت یاد آرہی ہے۔

آیئے اس کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں

اماں مریم مزار پر دعا کرتے کرتے آبدیدہ ہو گئیں ان پر شاید رقت طاری ہوگئی ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے ہاں اولاد کی دعا مانگنے دن بھر کا پیدل سفر کر کے اپنے بوڑھے پڑوسی نظام دین کے ہمراہ منت کا بکرا ساتھ لے کر آئی تھی۔

مریم اماں کی پیدائش 1875 کے لگ بھگ ہوئی تھی اب وہ اسی سال کی ہو چکی تھی انہوں نے ساری زندگی قضیوں جماؤں اور مصیبتوں میں بسر کی تھی ان پر بیوگی کے دوران ایسا کڑا وقت آیا کہ چھ ماہ تک گھر سے باہر نہیں نکل پائیں کیوں کہ ان کے پاس مناسب کپڑے نہ تھے یہ چھ ماہ انہوں نے ایک جوڑے میں گزار دیئے تھے لیکن کسی کو اپنی غریبی اور محرومی کا احساس نہ ہونے دیا تھا۔

ان کے ہاں پیدا ہونے والے پانچ بیٹے ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا جاتے تھے بڑی دعاؤں سے چھٹے پیدا ہونے والے بیٹے کو خدا نے زندگی دی تھی جس کی انہوں نے بڑی چاہت سے شادی کراوئی تھی وہ شادی کے چند ماہ بعد ہی فوت ہوگیا تھا انکی بہو بھی سال بھر کے وقفے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئی تھی۔

مریم اماں کی تین بیٹیاں جو بھائی کے بعد پیدا ہوئیں تھیں جب لڑکپن کی عمر کو پہنچیں تو اماں مریم کے خاوند بھی وفات پاگئے تھے ان کی وفات کے بعد ان کو خدا نے ایک اور بیٹے سے نوازا تھا جس کی شادی کو پندرہ برس ہوگئے تھے مگر اس کو کلکاریاں مارتے بچے


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
Copyrighted material

دیکھنے کی اماں کی آرزو پوری نہ ہو پا رہی تھی وہ مزار پر منتیں اور دعائیں مانگتی پھرتی تھی کہ ان کے ہاں اس بیٹے کے ہاں اولاد ہو جائے اور ان کی بہو کی گود بھر جائے لیکن خدا کی مصلحت و حکمت کی ان کی آرزو کی کلی نہ کھل پا رہی تھی۔

شکستہ حال و غم و دکھ سے نڈھال بوڑھی اماں مریم نے طویل دعا کے بعد آنسو سے تر چہرا صاف کیا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر مزار سے اٹھ کھڑی ہوئی واپس گھر آتے ہوئے جب اس کی پڑوسی نظام دین نے اماں کو انتہائی غمزدہ مایوس پایا تو اس نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے کی دوسری شادی کروا دو شاید خدا کے ہاں آپ کے پاس موجود بہوں کی قسمت میں اولاد نہیں ہے۔

یہ مشورہ اماں کا مناسب لگا لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک سوکن پر اپنی بیٹی کون بیاہ دے گا وہ راستہ بھر سوچتی رہی تو اماں کی نگاہ انتخاب اپنے دور کے رشتے داروں میں بھتیجے رضوان علی کی بیوہ بہو پر جا پڑی تھی جو شادی کے تین برس بعد ہی بیوہ ہوگئی تھی۔

اماں نے دل ہی دل میں ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے بھتیجے سے اشاروں کنایوں میں اس کی بہو کے سلسلے میں بات کرے گی قضیوں کی ماری اماں حالات کی ستائی بیوہ اماں مریم کے بیٹے کو کوئی رشتہ دینے کو تیار نہ تھا لیکن رضوان علی کے لیے بھی اپنی جوان بہو کو گھر میں بٹھائے رکھنے کا کوئی جواز نہ رہا رضوان علی کی بہو کے پانچ بھائی تھے وہ بھی اپنی بہن کی بیوگی پر پریشان تھے چنانچہ ان سب لوگوں نے سوچ بچار کے بعد اماں مریم کو چند کڑی شرائط کے ساتھ اس رشتے کی ہاں کر دی اور یوں رضوان علی کی بیوہ بہو دوسری بار بیاہ کر اماں مریم کی بہو اور پھر میری اماں بن گئی۔

بوڑھی اماں جس گھر میں آئیں تھی وہاں انہیں پہلے سے ہی ایک سوکن کا سامنا کرنا پڑا دونوں میں بہت اتفاق و اتحاد ہوا لیکن یہ چند ہی برس قائم رہ سکا تھا ابا کی دوسری شادی پر میری سوتیلی ماں کے میلے والے ناراض ہو گئے تھے اور دونوں خاندانوں میں محاذ آرائی شروع ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں میری سوتیلی ماں کو یہ گھر چھوڑنا پڑا تھا۔

ابا اپنی سروس کے سلسلہ میں چھ چھ ماہ گھر سے باہر رہتے تھے اور گھر میں ساس بہو صرف دو عورتوں کو ضرورت کی کوئی چیز بھی لا کر دینے والا کوئی نہ تھا اماں کا میکا شہر میں تھا اور اماں سال ڈیڑھ سال بعد ہی اپنے میکے جاتی تھیں۔

میں جب پانچ برس کا ہو گیا۔ تو دادی اماں اور اماں مجھے سکول میں داخل کرنے کے سوچنے لگیں وہ آپس میں باتیں کرتی اور میں سنتا رہتا۔

ایک دن دوپہر کے وقت میں برآمدے میں بچھی چارپائی پر بیٹھا تھا پھیری والے سے خریدا گیا پھونک مارنے والا باجا زور زور سے بجا رہا تھا میرے سامنے اماں چولہے میں لکڑیاں جلائے توے پر مکئی کی روٹی پکا رہی تھی اور پاس بیٹھی دادی اماں سے باتیں کرتی جا رہی تھی اماں نے مجھے ڈانٹا۔

زور زور سے باجا نہ بجاؤ۔

لیکن وہ جتنا منع کرتی تھی میں زور زور سے بجا بجا رہا تھا میرے نہ ماننے پر اماں میٹھے غصے میں بولیں یہ دن بھر ہمیں تنگ کرتا رہتا ہے اب پانچ برس کا ہو گیا ہے کل اسے جا کر سکول میں داخل کروائیں گے پھر انہوں نے دادی اماں کو مخاطب کر کے کہا اماں آپ کل اسے جا کر سکول میں داخل کروا دیں کب سے اس قاعدہ گھر میں پڑا ہے اب یہ تعلیم کی عمر سے نکلتا جا رہا ہے اماں دادی اماں کو اماں کہہ کر مخاطب کرتی تھی

میں نے سکول کا نام سن کر اپنا باجا پھینک دیا تھا اور بولا نہیں میں سکول نہیں جاؤں گا گھر پر ہی رہوں گا اب باجا نہیں بجاؤں گا مجھے سکول میں مت بھیجنا میں سمجھتا تھا کہ مجھے باجا بجانے کی پاداش میں سکول میں داخل کروایا جا رہا ہے۔۔


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
Copyrighted material

سکول میرے نزدیک ایک ایذا خانہ تھا جہاں دادی اماں اور اماں نے مجھے پڑھنے کے لیے مجبور کیا تھا اماں نے توے پر روٹی ڈالی اور مجھے گھور کر دیکھا اور کہنے لگی۔

ہاں تمہیں گھر پر ہی بٹھا کر رکھیں گے پڑھے گا نہیں تو پھر دادی اماں بولیں بچہ جی کل صبح میں تمہیں سکول لے جاؤں گی تو یہ سکول جانے سے انکار نہیں کیا جاتا تو تو بہت اچھا بچہ ہے تو نے دیکھا نہیں نادر علی کا بیٹا بھی سکول جاتا ہے وہ تم سے تو چھوٹا ہی ہوگا۔

دادی اماں کی باتیں سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ وہ ضرور صبح مجھے سکول لے جائیں گی۔ میں روہانسا ہوگیا اور بولا۔

نہیں میں نہیں جاؤں گا سکول ہرگز نہیں جاؤں گا اور نہ ہی پڑھوں گا۔

تجھے تو ہم ضرور بھیجیں گے۔

سکول اماں کی بات سن کر میں نے چپکے دوپہر میں چارپائی سے چھلانگ لگائی اور سرپٹ دوڑتا ہوا دور نکل گیا کھیتوں کی طرف دوسرے دن صبح اماں نے مجھے خوب اچھا ناشتہ کروایا قاعدہ بستے میں ڈالا اور پھر دادی اماں مجھے کسی طرح بہلا کر پھسلا کر گھر سے چل پڑیں میں کھیتوں کی منڈر کے آخری سرے تک ان کے ساتھ چلتا رہا اور پھر پھر میں نے سوچا کہ اگر ایک بار میں سکول گیا تو مجھے روزانہ سکول بھیجا جائے گا کیوں کہ سکول جانے والے بچے ہر روز سکول جاتے ہیں یہ بات میرے ذہن میں آتے ہی میں نے سرپٹ گھر کو دوڑ لگادی اور دادی اماں وہی ہکا بکا رہ کھڑی رہ گئیں۔

گھر پہنچا تو اماں نے مجھے غصے سے گھورا لیکن بولیں کچھ نہیں میں سمجھا تھا شکر ہے سکول سے جان بچ گئی ہے لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ مجھ پر چند ساعتوں کے بعد بسنے والی ہے اماں نے خاموشی سے ایک پتلی سی لچکدار چھڑی اٹھائی اور میری منڈلیوں پر ہلکی سی ضرب لگادی اور پھر سخت ڈانٹا۔

سکول جاؤ اگر نہ جاؤ گے تو مزید پیٹوں گی

پھر نخواستہ مجھے دادی اماں کے پیچھے جانا پڑا سکول میں جا کر میں بہت حیران تھا میری طرح بہت سے بچے سکول میں تھے۔ بال دھول مٹی سے الودہ تھے اور قمیضوں کے دامن اور آستینیں میل کچیل سے اٹی ہوئی تھیں دادی اماں سے ماسٹر نے کچھ باتیں پوچھیں اور رجسٹر پر کچھ لکھا اور پھر میری دادی اماں نے مجھے بتایا کہ اب میں سکول میں داخل ہو چکا ہوں

جب چھٹی ہوئی تو دوسرے بچوں کے ساتھ مین بھی گھر آ جاتا لیکن میں نے رونا شروع کر دیا کہ دادی اماں میرے پاس سکول میں ہی رہیں گی تو میں رہوں گا پھر دادی اماں میرے پاس کرسی پر بیٹھ گئیں اور مجھے نیچے دھول میں اٹی ہوئی ٹاٹ پر بچوں کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔ پھر وہ مجھے گھنٹہ بعد گھر لے آئیں تقریباً ایک ہفتہ ایسا ہی میرے ساتھ وہ کرتے رہے سکول جاتی رہی اور میں پھر خدا خدا کر کے میں نے تنہا جانا شروع کر دیا پھر میرے لیے ایک شدید مسئلہ پیدا ہو گیا تھا مجھے اردو قاعدے کے طرف ہجے یاد نہ ہوتے تھے میں اماں سے جو پرائمری پاس تھیں پوچھ کر سکول میں پڑھائے گئے اردو کے الفاظ یاد کرتا تھا مگر ایک گھنٹہ کی کوشش کے باوجود بھی یاد نہ ہوتے۔ جب میں لفظ دہراتے دہراتے ایک آدھ گھنٹہ لاتوقف کرتا تو وہ لفظ پھر بھول جاتا تھا جس کی میں نے گھنٹہ ڈیڑھ رٹے کی مشق کی تھی میں پھر روانسا ہو کر اماں سے وہ لفظ دوبارہ پوچھتا تھا دراصل میں سمجھتا تھا حروف ہوتے ہیں کتاب کے حرورف کو میں اس طرح سمجھتا تھا جیسے چیونٹیوں کی ریلے میں سب ہی چیونٹیاں ہوتی ہیں لیکن یہاں مسئلہ یہ پیدا ہو گیا تھا کہ ہر حروف کے الگ الگ نام رکھ کر دیئے گئے تھے مجھے ان حروفوں کے نام رکھنے والوں پر بہت غصہ آتا جنہوں نے یہ مصیبت کھڑی کر دی ع غ کے الفاظ میں بہت زیادہ بھول


www.pdfbooksfree.pk

جو تا مجھے یاد نہ رہتا کہ اس طرح کے حروف کا نام غین ہے پھر میں سوچتا اس کا نام اتنا مشکل کیوں رکھا ہے کوئی آسان نام رکھ لیا جاتا۔

بہر حال اماں نے مجھ پر بے پناہ محنت کی وہ دن میں سینکڑوں بار مجھے بھولنے والا حرف بتاتی تھی اور کبھی بھی نہیں ڈانٹا تھا بلکہ میرا خیال رکھتی تھی کہ وہ دل ہی دل میں پریشان تھی کہ ان کا بیٹا کند ذہن ہے جسے جلدی سبق یاد نہیں ہوتا میں پورے سال میں آدھا قاعدہ بھی یاد نہ کر پایا تھا جب الفاظ رٹ رٹ کر بھی مجھے یاد نہیں ہوتے اور بھول جاتے ہیں تو میں تنگ آ جاتا چیختا کہ مجھے یہ یاد نہیں ہوتے تو اس وقت اماں زیر لب کچھ سمجھ پڑھ کر مجھ پر پھونک مارتی اور وہ لفظ دوبارہ بتاتیں جو میں بھول جاتا پھر تھوڑی دیر کی کوشش کرتا تو وہ لفظ مجھے از بر ہو جاتا۔

اگر اماں گھر میں مجھ پڑھانے والی نہ ہوتی تو میں شاید دنیا کا کوئی بھی ماہر تعلیم مجھے کسی طرح بھی نہ پڑھا سکتا اور آج میں چٹا انپڑھ ہوتا میں جب لیٹ کر قاعدہ کے الفاظ یاد کر رہا ہوتا اور دہراتے دہراتے لفظ مجھے یاد ہو جاتا تو اماں کا کام کاج کے دوران بلند آواز میں مجھے بتاتی کہ بھولنے والا لفظ یہ تھا اماں کی مسلسل محنت توجہ اور فیضان سے دوسرے برس مجھے اردو کا قاعدہ فرفر یاد ہو گیا تھا۔

قاعدے کا امتحان پاس کرنے کے بعد میرے لیے اردو کی پہلی کتاب لائی گئی سکول میں امتحان کے بعد چھٹیاں تھیں اماں نے مجھے گھر پر ہی اردو کی کتاب پڑھانا شروع کر دی میں ہر روز ایک صفحہ یاد کر لیتا اس کے چوتھے صفحے پر ایک نظم یہ تھی یہ نظم مجھے اچھی لگی تھی کیوں کہ پہلی کتاب کے اس صفحہ پر راجہ رانی کی اور طوطے نوکرانی کی تصویر بھی تھی نوکر نے پلیٹ میں حلوہ اٹھا رکھا تھا اور چند ہی دنوں میں غیر ارادی طور پر یہ نظم مجھے از بر ہو گئی ایسی یاد ہوئی کہ آج پینتیس سال ہو گئے ہیں اس کا شاید ایک آدھ شعر بھی نہیں چھوٹا اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اردو پر جتنا عبور مجھے حاصل ہے یہ سارا اماں کی دعا کا اثر ہے اماں کی دعا نے میرا ذہن ایسا روں کر دیا کہ اردو زبان کا ہر مشکل مرحلہ با آسانی عبور کرتا چلا گیا۔

جب پہلی کے بعد دوسری جماعت میں پہنچا تو یہاں پھر ایک نئی مصیبت آن کھڑی ہوئی تھی مجھے بعض نو اور دلفظوں کا مفہوم دوسری جماعت کی اردو کی کتاب میں ایک کہانی پڑھ رہا تھا جس میں لفظ پڑھتے ہوئے بار بار اسکا لفظ کا آنا مجھ پر بہت شاق گزرا مجھے سمجھ نہ آتی کہ چناچہ درمیان میں آ کر کہاں سے ناچنے لگتا ہے ایسے مرحلوں پر بھی اماں نے میری راہنمائی کی اماں نے مجھے بتایا کہ یہ الفاظ چناچہ لفظ یہاں کیوں لکھا جاتا ہے چناچہ کا کوئی مفہوم میرے ذہن میں نہ بن رہا تھا اماں معاملہ کو بھانپ گئی چناچہ انہوں نے مجھے مادری پہاڑی زبان کا ایک لفظ بتایا جریں یعنی چنانچہ کا مطلب جریں ہے جریں کا عین اردو متبادل تو شاید کوئی لفظ نہیں تاہم اردو زبان میں اس کی وضاحت اور مفہوم یوں کہ ایسا ہوا یوں ہی ایسے ہی سبھی اس طرح کے الفاظ پورا کرتے ہیں چناچہ بھی یہی مفہوم ادا کرتا ہے لیکن یہ پہاڑی لفظ جریں کا قائم مقام نہیں بہر حال اماں کی وضاحت پر مجھے اب خوب سمجھ آ گئی۔

پھر دوران تعلیم اردو کے مضمون میں ہمیشہ اپنی کلاس سب سے لائق رہا تھا یہ سب اماں کی دعا تھی یا فیض توجہ تھی کہ پانچویں کلاس میں پڑھنے کے دوران اردو گرائمر کی ایک بہت موٹی کتاب میرے ہاتھ لگ گئی تھی میں نے تھوڑا تھوڑا کر کے اسے پڑھ لیا اور مجھے سینکڑوں محاورے اور ضرب المثال زبانی یاد ہو گئے اماں بیاہی تو شہر سے گئی تھیں لیکن پچیس سال دیہات میں گزار کر ٹھیٹھ دیہاتی بن گئی تھی وہ اسوج کے مہینے گھاس بھی کاٹتی تھی انہوں نے بڑی مشکل سے گھاس کاٹنے کا طریقہ سیکھا تھا۔



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اماں کے پاس کڑھائی سلائی اور سویٹرز وغیرہ کے ڈیزائن کی جہازی سائز کی ایک بہت بڑی کتاب تھی جسے وہ میکے سے اپنے ہمراہ لائی تھیں اس کتاب کو انہوں نے سنبھال کر گھر میں لکڑی کی واحد ساٹھ ستر برس پرانی الماری میں رکھا ہوا تھا سردیوں کے موسم میں انہوں نے ادن سے میرے لیے سویٹر بننے کا ارادہ کیا اور کتاب اٹھا کر چولہے کے آگے بیٹھ کو سویٹر سلیکٹ کرنے لگی انہوں نے بہت ڈیزائن دیکھے اور پھر ایک ڈیزائم منتخب کرلیا اور کاغذ پر تھوڑا سا موڑ کر کتاب بند کر کے بخاری پر رکھ دی اور کسی کام کی غرض اٹھ کر باہر چلی گئیں۔

باہر شدید برف باری ہو رہی تھی۔ میں اور میرا چھوٹا بھائی احمد چولہے کے آگے آگ تاپ رہے تھے اماں کو نہ پا کر بھائی نے رونا شروع کر دیا میں نے اسے چپ کروانے کے لیے بخاری پر رکھی ہوئی کتاب اٹھا کر اور ایک ورق پھاڑ کر چولہے میں پھینک دیا کاغذ سے شعلہ بھڑکا تو احمد چپ ہو گیا ایک کاغذ جلتے جب احمد نے دیکھا تو وہ پھر رو رو کر دوبارہ چولہے میں جلاتا رہا اور جب اماں واپس آئیں تو کتاب کے چند ہی اوراق رہ گئے تھے میں ڈرا کہ اماں اب مجھے نہیں چھوڑیں گی لیکن اماں ایک لفظ نہ کہا اور کتاب کے وہ چند صفحات مجھ سے لے کر دوبارہ الماری میں رکھ دیئے تھے۔

بچپن میں اماں سال میں تقریباً ایک بار ہمیں ساتھ لے کر اپنے میکے جاتی تھی میری نانی اماں اور نانا جی تو اماں کے لڑکپن میں ہی وفات پا گئے تھے لیکن اماں کے پانچ بھائی تھے جن میں سے چار بزنس کے کے شعبے سے وابستہ تھے اور سب سے بڑے بھائی پاکستان ریلوے میں آفیسر تھے اماں کے بھائی پاکستان بننے سے قبل بیل گاڑی پر سری نگر سے تجارتی سامان پنڈی لا کر فروخت کرتے تھے اماں بتاتی تھی کہ کشمیر والوں کی بوریوں سے ایک کمرہ بھر گیا تھا اور دور دور تک چاولوں کی خوشبو پھیل گئی تھی۔

اماں یہ بھی کہتی ہیں کہ وادی کشمیر کے چاول کا ذائقہ دنیا بھر میں کسی چاول میں نہیں ہے اس طرح کشمیر کے سیب کا بھی ذائقہ دنیا کے کسی خطے کے سیب میں نہیں ہے اور اماں جب بچپن میں مجھے میکے لے کر آئی تو میں ایک لمحہ کے لیے بھی اماں کو جدا نہ ہونے دیتا تھا مجھے خدشہ تھا کہ اماں گم نہ ہو جائے اماں کے میکے والے محلے مکان سے مکان جڑا ہوا تھا یہ اماں کی جنم بھومی تھی اور سب لوگ اماں کے جاننے والے تھے میں سمجھتا تھا کہ اگر میں اماں سے الگ ہوا تو اماں کسی نہ کسی گھر میں گھس جائے گی اور میں انہیں کہاں ڈھونڈوں گا۔

دورا ایک ٹھیٹھ دیہاتی بچے کے شہر میں پہنچ کر اوسان خطا ہو گئے اس پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے وہ بجلی کے کھمبے دیکھتا ہے اور آدمیوں کی ریل پیل دیکھتا ہے اور گاڑیوں کا اژدھام دیکھتا ہے یہ سب چیزیں گاؤں میں نہیں ہوتی ہمارے گاؤں میں تو بہت کم لڑکوں نے گاڑی کو قریب سے دیکھا تھا جب یہ حالت ہو تو شہر میں جا کر سخت گھبراہٹ ہوتی ہے گاؤں میں آدمی بعض اوقات کئی دنوں بعد کوئی نیا چہرہ دیکھتا ہے لیکن شہر میں حالات یکسر مختلف ہوتے ہیں میں اماں کے ساتھ ہر وقت رہتا ڈرا سہا چمٹا رہتا تھا جب وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاتی تو میں ان کی چادر کا کونا پکڑ لیتا جس پر اماں کی میکے کی عورتیں میرا مذاق اڑاتی تھی لیکن میں کسی بھی طرح اماں کی چادر کا کونا نہیں چھوڑنے پر رضامند نہ ہوتا تھا۔

اگر ماں کہیں نظروں سے اوجھل ہو جاتی تو میں رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیتا تھا اور ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا کہ میری اماں کہاں گئی ہیں اماں کی شفقت اور محبت سے میں آگے بڑھتے بڑھتے میں کالج میں جا پہنچا تھا اب اماں جب چاہتی ہیں انہیں میکے اپنے ماموں کے ہاں چھوڑ آتا ہوں وہ چند دن وہاں رہنے



www.pdfbooksfree.pk

کے بعد پھر میرے ساتھ واپس گھر آجاتی ہیں۔

میری پھوپھو مجھے بتاتی ہیں کہ جب تیرے چھوٹے بھائی کی پیدائش ہوئی تو تقریباً اڑھائی برس کا تھا جب تو نے چھوٹے بھائی کو دیکھا تو سخت خفا ہو گیا چار پائی کے نیچے پڑی لاٹھی اٹھانے کی کوشش کرنے لگا کہ چھوٹا بھائی اماں کے پہلو میں کیوں لیٹا ہوا ہے اس کو ماردوں گا میں اماں کے پاس لیٹوں گا پھر اماں نے اپنے دوسرے پہلو میں مجھے بھی لٹایا تھا کیوں کہ میں رو دیا تھا اماں کا پہلو میرے لیے سب سے محفوظ پناہ گاہ اور نعمت تھا اماں سے تیمارداری نہ کروانی پڑے حالانکہ اماں نے خود دادی اماں کی سات سال تیمارداری اور دیکھ بھال کی ہے۔

دادی ایک سو پندرہ برس کی جب ہوئی تو بستر سے لگ گئی انکا جسم اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ اٹھ کر بیٹھ نہیں پاتی تھیں انہیں برتن پکڑ کر کھانا کھلانا پڑتا تھا اماں نے سات برس ان کو سنبھالے رکھا تھا انہیں ہر دوسرے دن تیسرے دن نہلا کر بالوں کی کنگھی کرتی اور ان کے دانت صاف کرتی کپڑے پہناتی اماں نے مجھ سے میرے چھوٹے بھائی سے وعدہ لیا تھا کہ اگر خدانخواستہ تمہارے پاس سے میں وفات پا جاؤں تو ہم روئیں گے نہیں میرا بھائی اپنے کام کے سلسلے میں ہزاروں میل دور سفر پر روانہ ہوا تو اماں نے اسے نصیحت کی اگر تمہارے پاس گھر کی کوئی دکھ بھری خبر پہنچے تو مت رونا صبر کرنا اور تحمل سے گھر آنا جلد بازی نہ کرنا پھر ایک دن اچانک اماں بیمار ہو گئی اپنی بیماری سے کوئی مہینہ بھر پہلے انہوں نے پھوپھو جان سے کہا تھا کہ ان کی ٹانگوں میں اب سکت نہیں ہے رہی لیکن وہ بخوبی چلتی پھرتی تھی۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ عرصہ سے وہ زیادہ عرصہ سے بیمار تھی لیکن انہوں نے اپنی بیماری کا کلیتاً اظہار نہیں کیا اور نہ ہی اندازہ ہونے دیا وہ بیمار ہیں پہلے دن انہیں ہلکا سا بخار ہوا اور زکام کی شکائت ہوگئی مگر وہ چارپائی پر نہ لیٹی چلتی پھرتی رہیں ہلکی پھلکی بخار کی ٹیبلٹ لے لیں دوسرے دن بھی ان کا وہی معمول رہا لیکن تیسرے دن انہیں شدید بخار نے آن لیا بار بار پانی پیتی تھی اور کہتی تھی کہ میری زبان خشک ہو جاتی ہے شام کو چیک اپ کے بعد شوگر اور ہیپاٹائٹس کی تشخیص ہوئی ہم سب لوگ گھبر گئے ابا اپنی سروس کے سلسلے میں کوئٹہ گئے ہوئے یہ ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد دوسری سروس تھی جو انہوں نے چند ماہ پہلے ہی جوائن کی تھی۔

اماں نے ہمیں نصیحت کی کہ ابا کو ان کی بیماری کی اطلاع نہیں دی جائے وہ پریشان ہوں گے لیکن ہم نے تیسرے دن اماں سے پوشیدہ رکھ کر ابو کا اطلاع کردی اماں ہسپتال میں صرف چار دن زیرعلاج رہی پانچواں دن رات کو وہ خالق حقیقی سے جا ملی میری بھابھی ان کے پاس تھیں انہوں نے مجھے روتے ہوئے بتایا کہ اماں اب اس دنیا میں نہیں رہی ہیں تو نہ جانے کیا بات تھی کہ مجھے مطلق رونا نہ آیا۔

میں نے فوراً اپنے سب سے عزیز کو اماں کی فوتگی کی اطلاع کی ابا نے صبح پہنچنا تھا بھابی مسلسل روئے جارہی تھی اور کہتی تھی کہ اماں بے ہوشی میں بھی تجھے یاد کرتی تھی پکارتی تھی کہ میرے بیٹے نے ناشتہ کیا ہے میرے بیٹے کو چائے بنا کردی ہے۔

جب ہم لوگوں نے اماں کو لے کر ہسپتال کے گیٹ پر پہنچے شہر سے گھر تک لانے کے دوران مجھے بالکل رونا نہیں آیا تھا لیکن جب اماں کا جنازہ اٹھا تو میں اماں کی نصیحت کا پاس نہ رکھ سکا اور زاروقطار رو پڑا تھا بچپن میں جن کی چادر کا کونہ میں اس لیے پکڑتا تھا کہ اماں نظروں سے اوجھل نہ ہو جائیں آج ہمیشہ کے لیے اوجھل ہو چکی تھیں اور راتوں کو جاگ کر میرا واپسی کا انتظار کرنے والا اب کوئی نہیں ہے۔

---



www.pdfbooksfree.pk

# ریشم

تحریر۔اے،آر،رانی۔ساہیوال

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں بھی آپ کی محفل میں حاضری ہوئی ہوں ایک امید کے ساتھ کے آپ قارئین میری حوصلہ افزائی کریں گے خاص کر آپی کشور کرن سے امید رکھتی ہوں کہ میری کہانی میں میرا حوصلہ بڑھائیں تاکہ میں اور بھی لکھ سکوں اور آپ سب کا ساتھ ملنے پر فخر کرسکوں اس تحریر کا نام میں نے۔ریشم۔رکھا ہے یہ مختصر سی تحریر ہے مجھے امید ہے یہ ہنستی مسکراتی تحریر دلوں پر اپنی یادیں چھوڑ جائے گی۔میں لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ سب آپ پر چھوڑتی ہوں یہ ایک دیہاتی انسان کا انوکھا واقعہ ہے جو اپنی پڑھی لکھی لڑکی کی محبت کو حاصل کرلیتا ہے اور سب کو حیران کردیتا ہے کیا کچھ لکھا ہے پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

رشید عرف شیدہ آج پھر دھوتی قمیض پہن کر اللہ کا نام لے کر سوا ہوا پچھلے ایک سال سے وہ ایک وین چلا رہا تھا صبح آٹھ بجے وہ شہر جاتا اور وہاں سے لڑکیوں کو بٹھا کر کالج تک پہنچاتا اور چھٹی پر انہیں انکے گھر پر پہنچاتا۔یہ اس کا معمول کا کام تھا۔
آج جب وہ وین چلا رہا تو اس نے آئینے میں دیکھا اسے ایک نیا چہرہ دکھائی دیا تو اس نے خود سے کہا۔
اوئے شیدے اے کڑی کون آ۔یہ لڑکی کون ہے جب اس نے بار بار دیکھا تو وہ لڑکی بھی شیدے کی طرف دیکھ رہی تھی شیدا بہت حیران ہوا کہ مجھے تو کبھی گاؤں کی ماچھیوں کی لڑکی نے منہ نہیں لگایا۔اور یہ پگلی میری طرف دیکھ رہی ہے اور کبھی اس کی بھی طرف دیکھ لیتا اور ہنستا اس لڑکی پر یہ میری طرف دیکھ کر بہت لین مار رہی ہے لگتا ہے کہ بیچاری کی آنکھ خراب ہے۔

چھٹی کے وقت بھی اس لڑکی کا یہی حال تھا شیدے کو یقین ہوگیا کہ واقع ہی لڑکی کو ٹینشن ہے وہ شام کو بھینسوں کے لیے چارا لینے کے لیے گیا تو ہاتھ میں درانتی لگا بیٹھا اس لڑکی کے بارے میں سوچتا سوچتا اور خود ہی گالیاں دینے لگا اوے شیدے کمینے تجھے کیا مسئلہ ہے تو خود کا نا ہے اس پھول کے بارے میں سوچ رہا ہے۔
اب تو روز کا معمول بن گیا تھا وہ لڑکی کو دیکھتا لڑکی بھی شیدے کو دیکھتی یوں کہہ لو کہ وہ فرفتہ ہوگئی تھی شیدے پر آج تو شیدے کا موڈ ہی کچھ اور تھا اور بہت ہی گانے سن رہا تھا۔
آخر چھٹی کے ٹائم پر یوں ہوا کے شیدا بھی لڑکیوں کو ان کے سٹاپ پر چھوڑتا رہا جب اس کی باری آئی تو وہ ایک کاغذ کا ٹکڑا شیدے کی گود میں پھینک کر گئی شیدے نے اٹھا کر دیکھا تو اسی میں سے بہت ہی زبردست خوشبو آرہی تھی اسے پڑھنا تو آتا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نہیں تھا اس نے گاؤں جا کر اپنے دوست سے بڑھایا تو اس لڑکی نے اظہار محبت کیا تھا شیدا تو بہت خوش تھا کہ لنگور کے ہاتھ میں حور آ گئی اب تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی لڑکی کو کوئی مسئلہ ہے اس کے دوست نے بھی تصدیق کر دی۔

اوے شیدے لڑکی اندھی ہے کیا جو تجھ سے پھنس گئی شیدا جو پہلے یہی سوچ رہا تھا اس نے تصدیق کر دی۔

ہاں یار لگتا تو مجھے بھی ہے۔

اس طرح ان کا ایک دوسرے کی طرف دیکھنا جاری رہا ایک دن لڑکی نے پہل کر ہی دی اس دن لڑکی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی اس نے شیدے کو بتایا کہ میرا نام ریشم ہے اور میں اسی شہر کے بہت مشہور تاجر صدیق کی بیٹی ہوں میرے ابو جان کے پاس بہت دولت ہے اس کے علاوہ ان کا ایک بہت بڑا اسپر سٹور بھی ہے۔

شیدے نے سب سے پہلے ریشم سے یہ سوال کیا کہ آپ کی آنکھیں تو ٹھیک ہیں ناں۔

لڑکی نے کہا کیوں تم نے کیوں پوچھا میری آنکھیں ٹھیک تو ہیں۔

شیدے نے کہا۔ میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ مجھ جیسے پینڈو دیہاتی سے تو کوئی اندھی ہی پھنس سکتی ہے۔

یہ سن کر ریشم خوب ہنسی اس نے کہا۔۔ پاگل ایسا نہیں سوچتے سبھی کو اللہ نے بنایا ہے مجھ سے پوچھو تو تم کتنے خوبصورت ہو۔

یہ سن کر شیدے کو اتنی خوشی ہوئی کہ خود پر کنٹرول نہ کر پایا گاڑی مار دی ایک درخت میں خوب نقصان کیا لڑکیوں نے خوب گالیاں دیں پچیس ہزار لگا کر گاڑی کے مالک نے ٹھیک کروائی اور خوب چھترول کی۔ گھر آ کر اس کے ابا نے کہا۔

جا شیدے پتر ڈنگروں جانوروں کے لیے پٹھے لے آ یعنی چارا لے آ پر ان کو کیا پتہ تھا ان کا بیٹا نواب بن چکا ہے دے دیا۔

شیدے نے جواب میں کہا با میں اب پٹھے نہیں لایا کروں گا مجھ سے اک پیسے والی پھنس گئی ہے اب میں کام نہیں کروں گا۔

پھر ہونا کیا تھا خوب جوتیوں کے ہار پہنائے اس کے ابا نے اسے مار مار کر چند منٹ میں عشق کا بھوت اتار دیا۔ شیدا پھر آ گیا اپنی حالت پر اس طرح وقت گزرتا رہا ان کی محبت بڑھتی رہی ریشم خوب گفٹ لے کر دیتی شیدے کو کبھی گھڑی کبھی کپڑے کبھی پرفیوم اور شیدا کیا گفٹ دیتا تھا۔ کبھی کھیتوں سے ساگ کبھی کھیتوں سے گنے تو کبھی گڑ ریشم س کے گفٹ دیکھ کر خوب ہنستی تھی اور جاتے جاتے غریب سہیلی کو دے جاتی۔

اب ریشم کی شادی کا وقت آ گیا تھا اس کا والد کسی سے کم نہ تھا اسے شکار بہت پسند تھا وہ اپنا داماد بھی ایسا ہی دہشت والا ڈھونڈنا چاہتا تھا کہ جس کی بہت دہشت ہو پر اسے کیا پتا تھا کہ شیدا بنے گا ان کا داماد ریشم کے ابا کا ایک بہت بڑا اسپر سٹور تھا وہ خود وہاں پر بیٹھتا تھا اور جو غلہ منڈی میں شاپ تھی اس پر منشی رکھا ہوتا تھا۔

ریشم کے والد صاحب کے انوکھے ہی شوق تھے انہوں نے سپر سٹور پر ایک بہت ہی عمدہ نسل کا کتا رکھا ہوا تھا جو دن کو بس اجنبی لوگوں پر بھونکتا تھا اور رات کو کسی بھی چور اچکے کو سٹور میں نہیں گھسنے دیتا تھا جب ریشم کی شادی کی باری آئی تو صدیق صاحب نے اک نئی شرط رکھ دی۔

جو بھی رات کو کتے سے بچ کر میرے سٹور سے کوئی چیز چوری کر کے لا دے گا اسے اپنا داماد بنا لوں گا اور اپنی سبھی جائیداد اس کے نام کر دوں گا۔

سبھی لوگوں نے یہ علان سنا تو سبھی اپنی قسمت آزمائی کرنے آئے۔ صدیق رات کو اپنے سٹور کا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

دروازہ کھلا چھوڑ آتے کتا کسی کو بھی اندر داخل نہ ہونے دیتا بہت لوگ آئے چوری کرنے اور کتے سے زخم کھا کر واپس گئے کوئی بھی کامیاب نہ ہوا تھا ادھر خوب ریشم پریشان تھی کہ اگر کسی نے چور کر لی تو میری شادی اس سے ہو جائے گی میں شیدے کے بنا نہیں رہ سکتی۔ تو ریشم نے شیدے سے کہا۔

کچھ کرو ورنہ مجھے کوئی اور لے جائے گا۔

شیدے نے کہا۔ نہیں تم میری ہو اور میں چوری کر کے لاؤں گا دیکھ لیتا ہوں کتے کو۔

دوسرے دن وہ دن کے وقت سگریٹ لینے شاپ پر گیا تا کہ جائزہ لے سکے وہ شاپ کے اندر داخل ہی ہوا تھا کہ کتا اس پر جھپٹ پڑا اس کے مالک صدیق نے کہا۔

رک جا۔

کتا جا کر صدیق کے قدموں میں لیٹنے لگا اتنے وقت تک شیدے کے اوسان خطا ہو گئے اس کا جی چاہا کہ بھاگ کر جائے اور گولی پر ریشم کو کہے آج جان بچے تو جہاں ہے آج اس کتے نے مار ڈالنا تھا پر چھے کتے نے لانے تھے۔ اس طرح اس نے ریشم کو بتایا تو ریشم رونے لگی اور کہنے لگی۔

مجھے نہیں پتہ چاہئے جو مرضی کرو چوری کر کے لا

شیدے نے وعدہ کیا کہ میں کچھ کرتا ہوں دوسرے دن بھی سٹور پر گیا کتے نے پھر وہی حال کیا تو شیدے کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے کتا دن کو نہیں چھوڑتا تو رات کو جان نکال لے گا وہ ریشم کو تسلیاں دیتا کہ تم بس شیدے کی ہو۔

ادھر بے چینی سی لگی رہتی تھی کہ شیدا کبھی کروٹ ادھر لیتا اور کبھی ادھر سوچتے سوچتے آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی تو شیدے نے زور کا نعرا لگایا اور زور سے کہا۔

ریشم تو میری آں۔

اور ہنسنے لگا شیدے کا ابا جو سویا ہوا تھا تو شیدا ایسا ہی زور زور سے نعرا لگا رہا تھا اس کے ابا کو آیا غصہ اور کر دی شیدے کی چھترول اور کہا۔

سو جا کھوتے دے پتر۔ گدے کے بچے۔

وہ ایسے لیٹ گیا جیسے اس کو سانپ سونگ گیا ہو مار کھا کھا کر ایک ہی شرط اس کے دماغ میں گونج رہی تھی۔

عشق نہیں آسان مشکل اس کو پانا ہے

آگ کا دریا ہے اور ڈھوب کے جانا ہے

کوئی بات نہیں مار۔ لے ابا ایک دن میرے پاس اتنے پیسے ہوں گے میں بھی تجھے نیا کھسہ یعنی چمڑے کا جوتا نہیں بنا کر دوں گا ور اپنے ابا کو برا بھلا کہتا ہوا سو گیا آج اس نے فیصلہ کیا کہ جو بھی ہو جائے چوری کرنی ہے اور لڑکیوں کو کالج چھوڑ کر سیدھا سٹور پر چلا گیا آج پھر کتا اس پر بھونکا تو صدیق صاحب نے کہا رک جا اور کتا کتا جا کر صدیق صاحب کے پاؤں میں بیٹھ گیا شیدے نے سگریٹ لیے اور واپس آ گیا چھٹی پر لڑکیوں کو ان کے گھر چھوڑ کر گاؤں آ کر اپنا سارا کام کیا اور شام ہوتے ہی شہر پہنچ گیا۔

رات بارہ بجے تک وہ ہوٹل میں بیٹھا رہا جب ایک بجا تو وہ اٹھ کر چل پڑا اسٹور کی طرف وہ سٹور میں داخل ہوا ہی تھا کہ کتا اس پر جھپٹا اور پھر ایک دم چپ ہو گیا اس نے سامان چوری کیا اور جاتے جاتے پیسوں والا ڈبہ بھی ساتھ لے گیا رات پھر ایک ہوٹل میں گزار دی اور صبح ہوتے ہی سارا سامان اور پیسوں والا ڈبہ صدیق صاحب کے سپرد کر دیا۔

صدیق صاحب بہت حیران ہوا کہ یہ سب کیسے ہوا۔ وہ جلدی سے سٹور کی طرف بھاگے کہ دیکھوں کہیں کتا تو نہیں مار دیا جب جا کر دیکھا تو کتا ٹھیک ٹھاک تھا اب تو صدیق کی حیرنگی بڑھتی جا رہی تھی کہ یہ سب کیسے، ہوا یہ ناممکن کام کیسے ممکن ہو گیا وہ گھر آیا شیدے کے لیے بہت چیزیں بنوائیں کھانے کے لیے کہا۔



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

بیٹا یہ بتا تو نے چوری کیسے کی تجھے کتے نے نہیں کاٹا تو شیدے نے کہا۔

بس چھوڑ اوے چاچا ہن اپنی دھی تورن دی تیاری کر اپنی بیٹی کو رخصت کرنے کی تیاری کر گھر جا کر اس نے اپنی امی کو راضی کیا کہ وہ لوگ تیار ہیں تم رشتہ لینے جاؤ تو شیدے کے ابا نے کہا۔

دیکھنا کہیں ہمیں اس عمر میں چھتر نہ مروا دینا شیدے نے کہا نہیں ابا تم رشتہ پوچھو۔

دوسرے دن اپنے امی ابو کو پہنچا دیا ان کے گھر ہو گیا پکا رشتہ اور دن بھی پکے ہو گئے پر ہر ایک کی زبان پر ایک ہی تھا کہ صدیق صاحب کی بیٹی کا رشتہ ایک دیہاتی لے گیا پر ان کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ شیدا کتے سے بچ کیسے گیا اور کیسے چوری کر لی ۔ جو بھی شیدے سے پوچھتا۔

اوے شیدے تیرا دماغ تو پہلے ہی ملا ہے ساتھا تم نے چوری کیسے کی کتے سے کیسے بچے۔

وہ سبھی کو ٹالتا رہا کہ بس چوری جیسے بھی کی۔

شیدے اور ریشم کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو گئی شادی کے بعد ریشم نے بھی بہت پوچھا۔

پلیز بتاؤ تم نے چوری کیسے کی۔

لیکن وہ ہمیشہ ہی ٹالتا رہا کہ کبھی وقت آیا تو ضرور بتائے گا۔

اب شیدے نے وین کی ڈرائیونگ چھوڑ دی تھی وہ اپنے سسر کی غلہ منڈی والی کیش شاپ سنبھالنے لگا تھا کیوں کہ وہاں گندم، چاول ۔ کپاس ۔وغیرہ آتی تھی اسے ان چیزوں کا بہت لگاؤ تھا کیوں کہ وہ ٹھہرا جو دیہاتی تھا۔

آج ان کی شادی کو بیس سال ہو گئے ہیں اب وہ شیدا سے بلکہ ایس آر صاحب ہے نہیں سمجھ آیا مطلب سیٹھ رشید اور غلہ منڈی کی سبھی شاپ کا مالک پورے ضلع میں ایک ہی نام ایس آر ہے اور ان کا بڑا ساحل اٹھارہ سال کا میٹرک کے بعد امریکہ بھیج دیا تعلیم کے لیے اس سے چھوٹی بیٹی نیہا علی سولہ سال کی فرسٹ ائیر کی سٹوڈنٹ ہے۔

لیکن آج تک پتا نہ چلا کہ ایس آر عرف شیدے نے چوری کیسے کی اب ان کا بیٹا امریکہ سے واپس آیا پاکستان چھٹیاں گزارنے اسی دوران ایس آر صاحب اور ان کی وائف ریشم کی شادی کی سالگرہ کا دن آ گیا سالگرہ والے دن کیک کاٹا گیا سبھی لوگ اس خوشی میں شامل تھے تو آج سبھی نے زور دیا۔

آپ کو بتانا ہو گا چوری کیسے کی تھی ساحل اور نیہا نے بھی اپنی قسمیں دیں ریشم نے بھی کہا آخر رشید صاحب کو بتانا پڑا۔

اس نے بتایا کہ ہم دیہاتی لوگ ہیں اگر ہم کو کسی کام میں مشکل پیش آئے تو ہم کوئی دیسی طریقہ نکال لیتے ہیں۔ اس دن بھی میں نے ایسا ہی کیا ایک جٹ جھٹکا لگایا سیدھی راہ نکالی میں نے جب سٹور پر جاتا کتے کے بھونکنے پر صدیق صاحب ہی کہتے رک جا کتا رک جاتا تھا تیسری بار جب میں شاپ پر گیا تو ساتھ ایک ٹیپ ریکارڈ لے گیا جیسے ہی کتا بھونکا تو میں نے ٹیپ ریکارڈ کا چلنے والا بٹن دبا دیا تھا صدیق صاحب نے کہا رک جا کتا چپ ہو گیا یہی طریقہ میرے ذہن میں آیا تھا رات کو بھی جب میں سٹور پر گیا تو کتا جھپٹ پڑا میں نے چلنے کا بٹن دبا دیا صدیق صاحب کی آواز گونجی رک جا کتا سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گیا میں نے چوری کی اور واپس آ گیا یہ ہے جٹ کا جھٹکا۔

سبھی بہت ہنسے اور سب نے ہی داد دی شیدے کی ذہانت پر رشید اب تو سیٹھ بن گیا ہے لیکن اس کی دیہاتی والی عادت نہیں گئی وہ اب جب بھی کسی گاؤں میں سے گزرتا ہے کسی پٹھے کاٹتے دیکھتا ہے تو اس کے ساتھ چارا کاٹنے لگتا ہے۔

یہی تھی سٹوری ریشم جس میں میں نے یہ بتا دیا ہے کہ ایک دیہاتی ان پڑھ اپنے دماغ کا استعمال کیسے کرتا اور ایک بڑا آدمی بن سکتا ہے تو ہم پڑھے



www.pdfbooksfree.pk

لکھے ہو کر اس سائنسی دور میں دماغ استعمال کیوں نہیں کرتے کیوں نہیں کچھ بن سکتے سوچنا ضرور۔

خوشی کی بھیک میں کس کس سے مانگتی یارب
اچھا ہوا غم سے دل بہل گیا۔

---

## غزل

تیرے ہونے پر بھی خود کو تنہا سمجھوں
میری ڈوبتی کشتی کو کنارہ دے دو
میں درد کے ساحل پہ تنہا کھڑی ہوں
پھر آ کر اپنی بانہوں کا سہارا دے دو
تیرا دامن تو بھرا ہے ستاروں سے
مجھے صدقے میں اک ستارہ دے دو
میرے آنگن میں آج اندھیرا ہے بہت
میری د  ؛ کو پھر اپنا نظارہ دے دو
چند لمحے تجھے دیکھنے کی حسرت ہے بس
میں نے کب کہا کہ مجھے وقت اپنا سارا دے دو

اے، آر، رانی، ساہیوال

---

## غزل

پھولوں نے ہاتھ زخمی کئے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب اپنوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم پنچھی تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا
پر کاٹ کے ہم کو اُڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کی کریں
ناواقف تھے گہری سے آنکھیں بند کر کے کود گئے
موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
اک چمن سے ہم پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا
اس پھول نے لب زخمی کئے چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تنہا تھے تنہا ہی رہے کرن کسی اپنے نے اپنایا نہیں
ہمیں اپنوں کا نہ ساتھ ملا تنہائیوں سے شکوہ کیا کریں

ریشم

---

## غزل

تم روٹھنا چاہو تو پہلے مجھ کو منا لینا
کانٹوں پہ نہ چل پاؤ پاؤں میرے لگا لینا
یہ دنیا ظالم ہے چھین لیتی ہے خوشیاں
اینٹوں پہ نہ نیند آئے میری زلفیں بچھا لینا
تڑپائے جو یاد میری تیرے آنسو نہ رک پائیں
افسانہ میرا لکھنا تم قلم اٹھا لینا
راتوں کے اندھیروں میں کبھی تجھ کو خوف آئے
میرا بدن جلا کے صنم تم روشنی پا لینا
تم سفر میں تھک جاؤ اک قدم نہ چل پاؤ
تم اُڑنا چاہو تو پر میرے لگا لینا
منزل نہ ملے اے کرن ان راہوں پہ لوٹ آنا
اس دل میں جگہ دوں گی سینے سے لگا لینا

---

## غزل

میری تنہائی کا اک تو ہی واحد سہارا ہے
مجھے مایوس مت کرنا تو مجھ کو جان سے پیارا ہے
پیاس بھی بہت ہے اور پی بھی نہیں سکتی
میرے سامنے سمندر ہے اور پاس کنارہ ہے
قسمت پہ کیوں دوش میں دوں تو ہے میری قسمت میں
میرے ہاتھوں کی لکیروں کا ملا تجھ سے ستارہ ہے
دور تم سے ہو جاؤں میرا پل بھی گزرتا نہیں
وقت رک سا جاتا ہے پل پل رو کے گزارہ ہے
اب ڈر نہیں کسی کا کرن ہر طوفان کو روکیں گے
ہم آسماں کو چھو لیں گے ہوا تو جو ہمارا ہے

---

## شعر

ہر اک سے مانگیں خوشیاں غم ہی ملے کرن
نہ اپنوں نے بھرم رکھا نہ غیر کام آئے

کشور کرن



www.pdfbooksfree.pk

# میرے سپنوں کا وہ راجہ

تحریر۔ آصف جاوید زاہد۔ 0304.6552827

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

آپ کی خدمت میں ایک سٹوری باعنوان۔ میرے سپنوں کا وہ راجہ۔ پیش کر رہا ہوں امید ہے پہلے کی طرح میری حوصلہ افزائی ہوگی اور کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقعہ دیں گے اس میں ایک لڑکی زارا جس نے بہت دکھ جھیلے اور صبر کرتی رہی اور اس کا پھل بھی اس کو مل گیا میں ان تمام چاہنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری تحریروں کا پسند کتے ہیں اور اپنی قیمتی رائے سے نوازتے ہیں یہ سٹوری اوکاڑہ سے مزمل حسین نازش نے بھجوائی ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اس میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میری عمر اس وقت صرف آٹھ سال تھی اور چھوٹے بھائی ندیم کی عمر تین سال کی تھی جب ہمارے والد نے ہماری ماں کو اور ہم بہن بھائی کو گھر سے نکال دیا تھا۔ امی جان بہت پریشان رہنے لگی تھی میری نانی اور نانا بھی فوت ہو گئے تھے ابو نے جب گھر سے ہمیں نکالا تو ہم میاں چنوں میں امی کے سگے بھائی آصف کے گھر چلے گئے ماموں آصف ہیرون کا نشہ کرتے تھے بہت مشکل سے اپنی اولاد کو دو وقت کی روٹی کا کھانا دیتے ایسے حالات میں وہ ہمارا کیا بوجھ اٹھا سکتے تھے ممانی کی جھڑکیں سننا ہم دونوں بہن بھائی اور ہماری ماں کا معمول بن گیا تھا۔

ایک دن ممانی نے میری امی کی بہت بے عزتی کی اور ماموں جو کہ اکثر نشہ میں ڈوبے رہتے تھے انہوں نے بھی غصہ میں آ کر ہم سے کہہ دیا۔

ہم لوگ ہماری نانی کے اس کچے مکان میں چلے جائیں جس میں اب کوئی نہیں رہتا تھا۔

شام کا وقت تھا دھند پڑ رہی تھی سردی کا موسم تھا اور میرا ہوا سینہ چیر رہی تھی میرے جسم پر اور ماں کے جسم پر کوئی گرم جرسی وغیرہ نہ تھی بھائی ندیم کو امی نے جرسی پہنائی ہوئی تھی جو کہ کل امی کو ایک پڑوسن نے دی تھی۔ ہمارے پاس جسم کو سردی سے بچانے کے لیے گرم لباس تک نہ تھا جب ماموں آصف نے اپنی چھت کے نیچے سے نکال دیا ہم صبر شکر کر کے ماموں کے گھر سے نکل آئے تھے اور نانی کے کچے مکان میں آ گئے تھے اس کچے مکان کے پڑوس میں میری امی کی دور کی کزن ثوبیہ کا گھر تھا ثوبیہ آنٹی نے اس شام ہمیں کھانا بھجوا دیا ہم تینوں نے ماں بیٹا اور بیٹی نے کھانا کھایا کیوں کہ ہمیں بہت بھوک لگی ہوئی تھی ہم لوگ صبح سے بھوکے تھے ممانی اور امی کا جھگڑا ہو گیا تھا امی اور میں پھر بھی آدھے بھوکے رہ گئے مگر ہم نے ندیم کو پیٹ بھر کے کھلایا



Copyrighted material

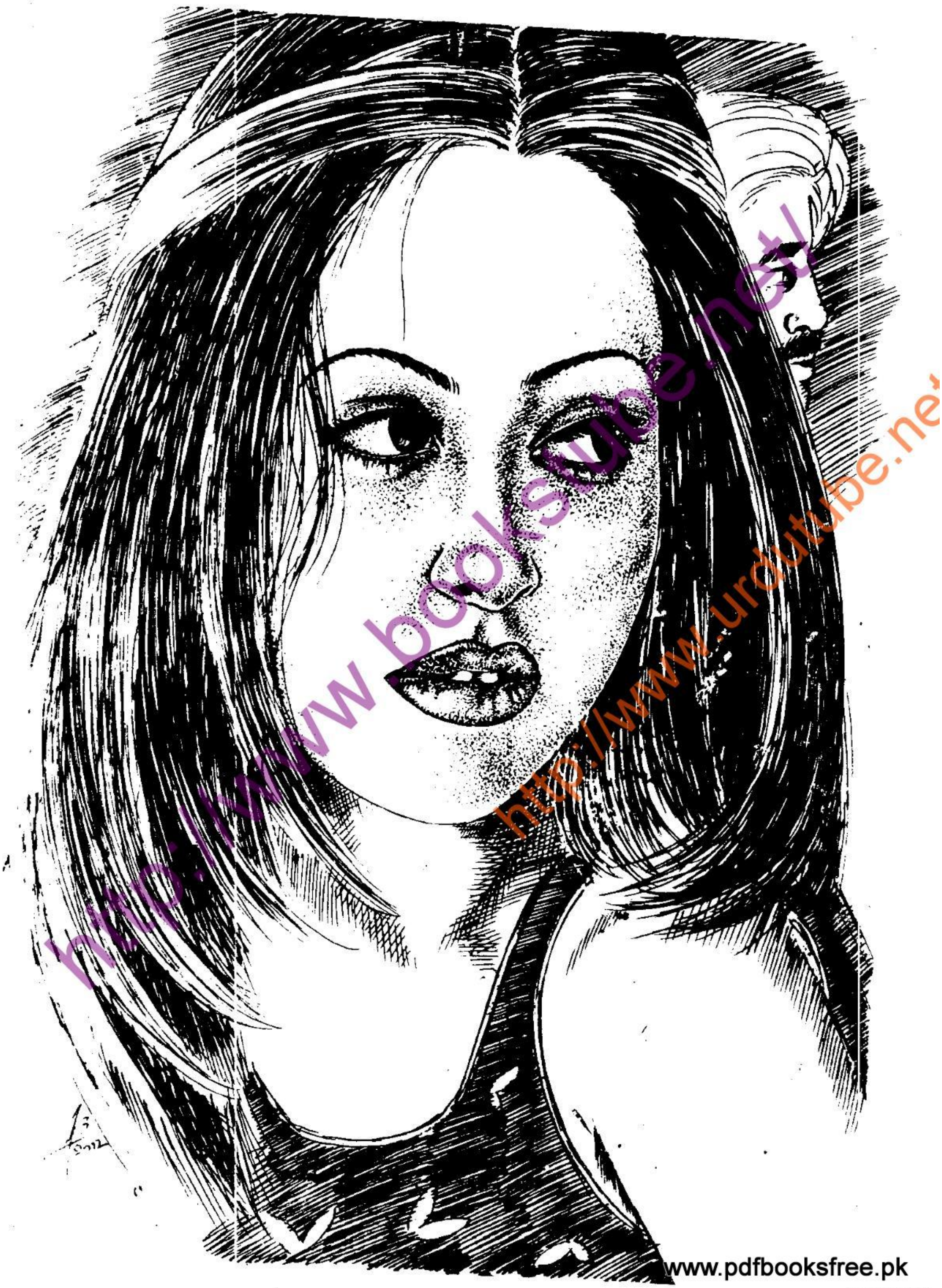

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سونے کے لیے بستر اور چار پائی بھی ہم نے آنٹی ثوبیہ کے گھر سے مانگے تھے۔ بہت مشکل میں زندگی تھی۔ امی نے لوگوں کے گھروں میں کام کرنا شروع کر دیا تھا پھر امی کپاس وغیرہ چن کر ہمیں پالنے لگیں دن گزرتے گئے امی جان کی صحت دن بدن کمزور ہوتی گئی اب میری عمر پندرہ سال اور بھائی ندیم کی عمر دس سال تھی۔ مسلسل مشقت کی وجہ سے امی جان بہت بیمار ہوگئی اب شاید اتنا لمبا سفر گزرنے کے بعد ابو کو ہمارا احساس ہوا سولہ ستمبر کو ابو آئے ابو نے بہت منت سماجت کر کے امی کو منایا ابو جان اوکاڑہ کے ایک گاؤں میں رہتے ہم تیار ہو کے اوکاڑہ آگئے ہم تینوں ماں بیٹی اور بیٹا کی آنکھوں میں عجیب سے آنسو جو خوشی اور غم دونوں کے ملے جلے آنسو تھے میاں چنوں سے ہم روانہ ہو گئے جب ہم لوگ ساہیوال پہنچے تو امی کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ڈکٹر کو بھی دکھایا ڈاکٹر نے کہا۔

ہارٹ اٹیک کا خطرہ ہے اگر بلڈ پریشر کنٹرول نہ ہوا تو ہارٹ بھی ہوسکتا ہے۔

ایک گھنٹہ کا ٹائم ڈاکٹر کی نگرانی میں رہی اس کے بعد امی جان کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہم ساہیوال سے ہی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے شام ہم اپنے گھر پہنچ گئے آج ہم سب بہت خوش تھے کیوں کہ بے گھروں کو گھر مل گیا تھا مگر شاید انسان پوری زندگی بھی بے گھر ہی ہوتا ہے اسے ایک روز ان عارضی گھروں کو چھوڑ کر واپس جانا ہوتا ہے۔ رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ والدہ محترمہ کی صحت بہت خراب ہوگئی امی جان کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ابو بہت تیزی سے ہمسایوں کے گھر گاڑی لینے گئے اتنے میں والدہ نے تڑپ تڑپ کر میری جھولی میں اپنی جان دے دی تقدیر شاید دہلیز پہ ہماری والدہ کو مرنے کے لیے لائی تھی ہمارے گھر قیامت کا منظر تھا مجھے تو رات سے صبح تک تین مرتبہ غش پڑے تھے۔

دوپہر گیارہ بجے ہماری والدہ کا جنازہ ہوا اور یوں ہماری والدہ ہم سے عمر بھر کے لیے الوادع ہو گئیں ابو نے اب ہم بہن بھائی کا خیال کرنا چھوڑ دیا تھا۔

امی کی وفات کو تین سال گزر گئے تھے تو ابو نے دوسری شادی کا فیصلہ کرلیا تھا ہماری سوتیلی ماں اب ہمارے سر پر تھی شروع شروع میں تو سوتیلی ماں کا سلوک ہمارے ساتھ بہت بہتر تھا مگر اب آہستہ آہستہ سوتیلا پن شروع ہو گیا تھا۔ سوتیلی ماں کی جھڑکیں سننا تو اب ہم دونوں بہن بھائی کا معمول بن گیا تھا شام کے وقت مجھے سوتیلی ماں نے بہت جھڑکیں دیں، میں کمرے میں جا کر خوب روئی کچھ کھانے پینے کو دل نہ کیا یونہی روتے روتے میری آنکھ لگ گئی اس رات مجھے بہت سہانہ خواب آیا تھا۔

ایک خوبصورت لڑکا نوجوان اپنے ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ اٹھائے کھڑا ہوا تھا وہ نوجوان میری طرف بڑھنے لگا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی میں نے خود کو پسینے میں شرابور پایا اور میں بہ زیادہ سہمی ہوئی تھی۔ رات کے تقریباً دو بجے ہوں گے کہ میں نے دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر نیند نہیں آرہی تھی میرا دل کر رہا تھا کہ دوبارہ سو جاؤں اور اس معصوم سے بھولے بھالے سے چہرے کو دوبارہ دیکھوں لیکن اب تو شاید جاگتی آنکھوں کے خواب میں وہ نظر آرہا تھا صبح ہوگئی میں نے اس حسین خواب کو ایک عام خواب سمجھ کر بھلا دیا مگر دوسری شب، ایک مرتبہ پھر مجھے ہو بہو وہی خواب نظر آیا تو میں سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ آخر یہ کون ہے جو میرے سپنوں میں بھی رہتا ہے۔

سارا دن میں سوچتی رہی کہ ایسا کیوں ہے آخر مگر میں کسی بھی نتیجے پر نہ پہنچ سکی معمول کے


www.pdfbooksfree.pk

مطابق پھر رات ڈھل گئی اور پہلے کی طرح آج شب پھر مجھے خواب میں رہی شہزادہ نظر آیا آنکھ کھلتے ہی میں نے اپنی غزل لکھی جو کچھ یوں ہے۔

ساری رات جگاتا ہے وہ شخص
سو جاؤں تو خوابوں میں آتا ہے وہ شخص
رات بھر تو ہوتا ہے میرے پہلو میں وہ لیکن
دن بھر مجھ سے نظریں چراتا ہے وہ شخص
خود ہی کہتا ہے کہ مئے حرام ہے لیکن
مست نظروں سے اکثر پلاتا ہے وہ شخص
میں اسے قاتل کہوں یا مسیحا اپنا
دے کر زخم مرہم بھی لگاتا ہے وہ شخص
ہوش نہیں ہوتا میں اپنا بھی نازش
نگاہیں جب بھی ملاتا ہے وہ شخص

صبح ہوگئی معمول کے مطابق ماں کی جھڑکیں سننا اور رات اور دن بھر کام کا سلسلہ پھر سے شروع ہوگیا تھا تین راتوں سے مجھے ٹھیک سے نیند نہیں آپائی تھی مگر آج تو سر شام ہی نیند نے مجھے آن گھیرا تھا۔ یوں معمول کے مطابق دن گزرتے رہے ۔تین راتیں لگاتار میرے خوابوں میں آنے کے بعد پھر نہ جانے وہ پردیسی کہاں کھو گیا تھا ہر شب میں دل میں یہ خواہش لیے سوتی تھی کہ کاش آج پھر شب وہ مجھے حسین شہزادہ خواب میں ملے مگر ایسا نہیں ہو پاتا۔

خوابوں میں آنے کا وعدہ تو کرو
عمر بھر کے لیے سو جائیں گے ہم

دسمبر کی اکیس تاریخ تھی میرے کزن علی کی شادی میری آنٹی شاہدہ کی بیٹی عاصمہ سے ہونے والی تھی اکیس تاریخ کو ان کی مہندی تھی عاصمہ کے ہاتھوں پر تمام سہیلیاں گول دائرے کی شکل میں بیٹھ کر مہندی لگا رہی تھیں رات بارہ بجے ہم سب سہیلیاں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئیں بہت تھکاوٹ کے باعث بستر پر گرتے ہی میں گہری نیند سو گئی سوتے ہی مجھے ایک مرتبہ پھر وہ حسین شہزادہ خواب میں نظر آگیا بالکل وہی انداز وہی منظر جو پہلے نظر آتا تھا آنکھ کھلی تو تو آج بھی پہلے کی طرح ڈر اور پسینہ نہیں تھا مجھے اب یقین ہو چکا تھا کہ اس اجنبی سے میرا کوئی صدیوں پرانا رشتہ ہے۔

صبح ہوگئی آج ہمارے گھر علی کی شادی ہماری کزن عاصمہ سے تھی میرا اور میں کزن ایمان فاطمہ بھی خوب تیار ہو کر شادی اٹینڈ کرنے آئے تھے علی سرکاری محکمہ میں بہت بڑا آفیسر تھا اس لیے بہت سے مہمان ان کے گھر آئے ہوئے تھے میں ایمان فاطمہ باہر دروازے پہ کھڑی ہوئی تھیں کہ میری نظر سامنے سڑک پر پڑی وہاں ایک کالی کار نے نیم کے درخت کے پاس بریک لگائی تھی کار سے ایک نوجوان نکلا سیاہ چشمے لگائے ہوئے اور تھری پیس سوٹ پہنا ہوا اور یہ نوجوان بالکل وہی تھا جو میرے سپنوں میں آتا تھا ایک پل کے لیے تو مجھے یونہی لگا کہ جیسے یہ آج پھر میرا خواب ہی ہو مگر یہ خواب نہیں حقیقت تھا جس نے مجھے بہت تجسس میں ڈالا ہوا تھا۔

کار سے اترتے ہی میرے کزن علی نے اس کو خوش آمدید کہا علی نے جب اس کا نام نعیم بھائی خوش آمدید تو مجھے معلوم ہوگیا کہ میرے سپنوں کے راجہ کا نام نعیم ہے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ آسمان سے چاند اتر کر میرے سامنے آگیا ہے۔

نعیم صاحب آگے تشریف لائے اس پورے ہجوم میں میری نگاہ صرف نعیم کی جانب ہی اٹھتی اور جھک جاتی تھی بار بار میں یہ سوچ کر حیران ہو رہی تھی کہ آخر یہ شہزادہ میرے سپنوں میں کیوں آتا ہے میرا تو دل کر رہا تھا کہ یہ شادی کی رونق یونہی تا ابد چلتی رہے وقت تھم جائے اور میں اپنے سپنوں کے راجہ کو دیکھتی رہوں مگر ایسا تو شاید ممکن نہ تھا۔

میں جب بار بار نعیم کی جانب دیکھ رہی تھی نعیم



www.pdfbooksfree.pk

نے بھی میری بے بسی کا اندازہ لگالیا اور مجھ سے نگاہیں ملنا شروع کر دیں آنکھوں ہی آنکھوں میں میں نے اپنی ساری کہانی نعیم کو سمجھادی نعیم صاحب جب میری نظروں سے نظریں ملاتے تو مجھے اپنا بھی ہوش نہ رہتا بلا آخر نعیم کو میں نے موبائل نمبر کا اشارہ کیا نعیم نے جیب سے پنسل نکال کر اپنے بٹوے سے چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا نکالا نعیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر اپنا موبائل نمبر لکھ کر ہاتھ میں پکڑ لیا مجھے سمجھ آگئی کہ نعیم موقع ملتے ہی مجھے موبائل نمبر پکڑا دیں گے۔

سب لوگ کھانا کھانے جا رہے تھے نعیم صاحب بھی کھانا کھانے جانے لگے میں نے ان کا پیچھا کرنا شروع کر دیا بلا آخر نعیم نے مجھے تنہا پا کر کاغذ کا وہ ٹکڑا نیچے گرادیا اس سے پہلے کہ میں اس کاغذ کو اٹھاتی ادھر سے ایک شرارتی بچہ مدثر بھاگتا ہوا آیا بد قسمتی سے کاغذ کا ٹکڑا اس کے جوتے کے ساتھ چپک گیا تھا اچانک میرے ذہن میں آیا میں مدثر کو بلایا اور کہا

یہ جو سامنے مکان ہے اس پر بچوں نے گیند پھینک دی تھی اور ان سے اتاری نہیں گئی آپ اتار لو مدثر کو میں نے جیسے ہی بتایا اس نے اپنے جوتے اتار کر مکان کی چھت پر چڑھ گیا مدثر جیسے ہی چھت پر چڑھا تھا میں نے فوراً ا میں سینڈل کو ساتھ چپکا ہوا کاغذ کا ٹکڑا اتار لیا مدثر نے اترتے ہی مجھ سے پوچھا کہ گیند نہیں ہے اوپر کسی اور نے تو نہیں اتار لی۔

میں نے جواب میں کہا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہے

میں واپس پھر شادی والے گھر میں پہنچ گئی رخصتی ہو چکی تھی اور میرے سپنوں کا راجہ کہیں آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا میں نے بہت ڈھونڈا مگر وہ جا چکا تھا مجھے بہت دکھ ہو رہا تھا کہ میں نے الوداعی ملاقات بھی نہیں کی نہ ہو سکی پوری محفل سنسان لگنے لگی تھی اور بالآخر الوداعی نظروں کے ملاپ سے محروم ہونے پر مجھے نازش کی یہ غزل یاد آئی جو پیش ہے۔

جاتے ہوئے وہ آنکھ ملا کر نہیں گیا
کب لوٹے گا یہ بھی بتا کر نہیں گیا
یوں لگتا ہے جیسے کہ لوٹ آئے گا ابھی
جاتے ہوئے چراغ بجھا کر نہیں گیا
رکھتا ہے ارادہ وہ دل میں آنے کا دوبارہ
وہ نشان اپنے قدموں کے مٹا کر نہیں گیا
کیا بنے گا میرا اس کے سوا
اپنے بنا وہ جینا سکھا کر نہیں گیا

واپس میرا گھر میں دل نہیں لگ رہا تھا میں موقع کی تلاش میں تھی کہ کب موبائل میرے ہاتھ لگے اور میں اپنے شہزادے سپنوں کے راجہ سے بات کروں ایک طرف سے ڈر بھی لگ تھا کہ کہ سوتیلی ماں ہے اور وہ اکثر میرے عیب تلاش کرتی رہتی ہے اس کو ذرا سا بھی شک ہو گیا تو مجھے زمانے بھر میں رسوا کر دے گی مگر عشق میں خود پہ قابو بھی تو ناممکن ہوتا ہے۔

رات ڈیڑھ بجے کا ٹائم تھا اور میں سوچوں میں ڈوبے ہوئے ابھی تک نیند نہیں آئی تھی اچانک میری نظر سوتیلی ماں کے موبائل پر پڑی جو چارجنگ پر لگا ہوا تھا میں نے چپکے سے چارجنگ سے اتارا اور اپنے رضائی میں چھپالیا۔ میں نے فوراً نعیم کا نمبر ڈائل کیا اور مس کال کر دی مجھے بہت حیرت ہوئی جب اس کا میسج آیا کہ کون۔ اتنی دیر تک نعیم ابھی تک جاگ رہا تھا میں نے سوچا میسج سے بات کر لیتے ہیں کہیں بولنے سے میری آواز کوئی سن نہ لے۔

میں نے میسج پر نعیم کو سب اپنی کہانی کے بارے میں بتا دیا نعیم نے مجھے باقی تو سب کچھ بتا



www.pdfbooksfree.pk

دیا تھا لیکن اپنی اصل جگہ رہائش اور اپنے کام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا میں نے بہت ضد کی کہ پلیز مجھے بتاؤ آپ کام کیا کرتے ہو۔

نعیم کا میسج آیا میں سچ آپ کو بتا نہیں سکتا اور جھوٹ کی مجھے عادت نہیں ہے میرے سے بولا نہیں جاتا۔

میں اس بات پر حیران ہوئی تھی مگر دوبارہ میں نے نہیں پوچھا ہم آپس میں میسج پہ بات کرتے رہے کہ صبح کے چار بج گئے نعیم نے اپنا تخلص مجھے ثمر بتایا اور میرا تخلص قمر بتایا لہذہ ثمر اور قمر کی جوڑی خوب جمے گی دن ہو گیا اور ماں کی جھڑکیں سننا معمول کے مطابق شروع ہو گیا اور نعیم سے میری تقریباً ہر روز ہی بات ہوتی کبھی ایس ایم ایس سے اور کبھی کال پر اکثر اوقات نعیم کا نمبر بند ملتا تھا یا کبھی کبھی کال کے دوران ہی یوں لگتا تھا کہ نعیم اچانک کوئی مصیبت آ پڑی ہے وہ اچانک کال کاٹ دیتا ہے اور میسج کر دیتا ہے کہ میں مصروف ہوں یہ سب مجھے عجیب عجیب سوچ سوچنے پر مجبور کر دیتا۔

پھر ایک شب رات بارہ بجے ہمارے دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی ابو دروازے پر گئے دروزے پر ایک نوجوان آدمی تھا جو سردی سے چور تھا زبردستی اندر گھس آیا تھا ابو کو اس نے دھمکی دی کہ مجھے اپنے گھر میں رات گزارنے دو ورنہ میں سب کو گولی مار دوں گا ابو مجبور ہو گئے اور اسے پنا دے دی جیسے ہی رات ایک بجے بجلی آئی تو میری نظر اس پر پڑی جو پناہ لینے ہمارے دروازے پر آیا تھا وہ تو بالکل میرے محبوب نعیم کی طرح کا انسان تھا ادھر ہمارے گاؤں کی مسجد میں علان ہوا کہ گاؤں میں ایک مشہور ڈاکو گھس آیا ہے گاؤں والوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے جان و مال کی خود حفاظت کے لیے چوکنہ رہیں میں نے جیسے ہی اس کا چہرہ دیکھا تو مجھے یوں لگا کہ یہ نعیم ثمر ہے میں نے فوراً نعیم کا نمبر ڈائل کیا جو کہ بند تھا صبح چار بجے جب بہت زیادہ دھند تھی اس ڈاکو نے دھند کا فائدہ اٹھایا اور نکل گیا۔

صبح ہی میں نے ابو سے پوچھا کہ یہ کون تھا۔

ابو نے جواب دیا یہ وہی ڈاکو تھا جس کا رات کو اعلان ہوا تھا میرے دل میں عجیب عجیب سے وسوسے آتے کہ کہیں یہ میرا نعیم تو نہیں میں بار بار نمبر ملاتی مگر نمبر پکا پاور آف جا رہا تھا میرے شک میں اور بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا مجھے ٹھیک بارہ بجے امی کے نمبر پر نعیم کا میسج موصول ہوا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ پوا ایک ماہ ان کا نمبر آف رہے گا یہ میسج پڑھ کر مجھے تھوڑا سا سکون ملا مگر میرا شک نہ جانے کیوں پہلے کی طرح قائم دائم تھا شام کے وقت میری پھوپھی زینب پاکپتن سے تشریف لائیں پھوپھی کو ہمارے گھر کا دوسرا دن تھا پھوپھی نے میرے والد سے میرے اور پھوپھی کے بیٹے انور کے رشتے کی بات چلائی پھوپھی زینب کا بیٹا بہت آوارہ تھا ابو نے تو پھوپھی سے کہا میں سوچ کر بتاؤں گا رات کو ابو نے میری سوتیلی امی سے بات کی سوتیلی ماں کو تو موقع چاہیے تھا اس نے ابو جان کو بہت پھسلایا ابو نے پھوپھی زینب سے میرے رشتے کی بات پکی کر دی۔

ابھی تک میرے محبوب نعیم ثمر کے بارے میں بھی کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ اوپر سے یہ پہاڑ مجھ پر آ گرا تھا انور نشہ بھی کرتا تھا اور لوفر بھی تھا لوفر لڑکوں کے ساتھ رہتا تھا مارچ کی چھبیس تاریخ کو ابو نے پھوپھی سے ہماری شادی کا دن منتخب کیا تھا میرا ہر پل اب اداسی تنہائی اور اپنے محبوب کی یاد میں گزر رہا تھا بہت روئی اور چلائی مگر کسی نے میری التجاہ نہ سنی مجھے میری سگی ماں بہت یاد آتی جمعرات والے دن میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنی





www.pdfbooksfree.pk

Copyrighted material

ماں کی قبر پر جا کر خوب روتی اور اپنی ماں سے شکائت کرتی کہ میرے ساتھ کیا ظلم ہونے والا ہے ماں کے سامنے رو کر میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا سوتیلی ماں کے سامنے تو میں رو بھی نہیں سکتی تھی مٹی کے ڈھیر کے سامنے رو کر مجھے یوں لگا کہ اس نے میری التجا سن لی ہے واپسی گھر آتے آتے شام ڈھلنے لگی مجھے ہر لمحہ اپنی والدہ کی باتیں یاد آتی تھی وہ تمام باتیں جب والدہ بخار کی حالت میں بھی کپاس کی چنائی پر جاتی تھی والدہ کی باتیں سوچتے سوچتے میری آنکھ لگ گئی۔ آنکھ لگتے ہی مجھے میری والدہ خواب میں ملیں میرے سر پر ایک پرانی سی ٹوپی تھی میری والدہ نے کہا۔

بیٹا یہ ٹوپی اپنے سر سے اتار دو

جیسے ہی میں نے وہ ٹوپی اتاری والدہ محترمہ نے میرے سر پر ہیروں سے سجا ہوا تاج میرے سر پر رکھ دیا اور کہا۔

بیٹا اس تاج کا بہت سارا خیال رکھنا کیوں کہ یہ تاج میں نے بادشاہ سلامت سے بہت منت سماجت کر اپنی بیٹی کے لیے لیا ہے اتنے میں بارش کی بوندیں میرے چہرے پر پڑنے کی وجہ سے میری آنکھ کھل گی موسم بہت سہانہ تھا ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی بیس تاریخ تھی میں صحن سے چار پائی اٹھا کر اندر چلی گئی۔

آج موسم نے میرے اندر بہت طوفان اٹھا دیئے تھے میں نے آج فیصلہ کر لیا کہ جیسے بھی ممکن ہو سکا ایک مرتبہ شادی سے پہلے نعیم ثمر سے ضرور ملوں گی صبح ہوتے ہی میں نے نعیم کے نمبر پر کال کی جو پاور آف تھا پھر مجھے نعیم کا ٹیلی نار والا نمبر بھی یاد تھا میں نے کہا۔

بات کرنا لازمی ہے۔

اس نے منع کیا تھا کہ کال نہیں کرنی لیکن آج تو میں نے کہا بات لازمی کروں گی کال جیسے ہی اٹینڈ ہوئی نعیم فوراً کہا۔

اسلام علیکم سر۔

میں نے بتایا کہ میں ہوں۔

نعیم نے کہا کہ آدھے گھنٹے بعد میں خود کال کروں گا یہ کہہ کر اس نے میری کال ڈراپ کر دی تھی

اب آدھا گھنٹہ مجھے آدھی صدی کی طرح لگ رہا تھا ہر دو منٹ بعد میں ٹائم دیکھتی مگر آدھا گھنٹہ کہاں گزرنے والا تھا اتنا جلدی ختم ہی نہیں ہو رہا تھا خدا سے بہت دعا کی کہ اس آدھے گھنٹے کے دوران میری سوتیلی ماں، ابو اور بھائی واپس نہ آجائیں جو کہ انور کے گھر گئے ہوئے تھے انہیں سوچوں میں گم تھی کہ مجھے نعیم کی کال آ گئی شاید تقدیر آج مجھ پر مہربان تھی نعیم نے مجھے درخواست کا موقع ہی نہ دیا تھا بلکہ خود ہی مجھے کہہ دیا۔

زارا میں آج اوکاڑہ آ رہا ہوں اگر ہو سکے تو مجھے اوکاڑہ شہر کے اندر جو بڑا پارک ہے اس میں ملو میں نے فوراً ہاں کر دی میں نے کہا۔ میں آپ سے ملنے لازمی آؤں گی۔

نعیم نے چار بجے کا ٹائم دیا اتنے میں میرا بھائی دروازے پر آ کر دستک دینے لگا میں نے فوراً کال ڈراپ کر دی۔ اب مسلہ یہ تھا کہ میں اوکاڑہ کیسے جاؤں میں نے اپنی سہیلی مہوش کو میسج کیا اور کہا۔

جتنا جلدی ہو سکتا ہے مجھے آ کر ملو۔

مہوش فوراً آ گئی۔۔ میں نے مہوش کو پوری کہانی سنائی مہوش نے کہا۔

میں کچھ نہ کچھ کرتی ہوں تا کہ تجھے نعیم سے ملوا سکوں۔ مہوش گھر چلی گئی تھوڑی دیر بعد مہوش کی والدہ ہمارے گھر آئی اور میری امی سے کہا۔

بہن میری بیٹی مہوش کو دل پر درد ہو رہا ہے اور وہ زارا اقصر کو بلا رہی ہے۔



www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

ایک بار تو یہ سن کر مجھے بھی بہت دکھ محسوس ہوا کہ پیاری کو اتنا درد ہے اور وہ مجھے اب بھی یاد کر رہی ہے امی نے اجازت دے دی ۔ میں فورا مہوش کی امی کے ساتھ ان کے گھر پہنچ گئی جاتے ہی میں نے مہوش کو سنبھالا ہاتھ پاؤں ملے مہوش نے مجھے تنہائی پا کر فورا بتایا کہ وہ یہ سب ڈرامہ کر رہی ہے مہوش کی امی نے مجھ سے منت سماجت کی ۔

بیٹا اس کو لے جاؤ اور جا کر ڈاکٹر کو چیک کرواؤ

ڈاکٹر ہمارے گاؤں سے دس منٹ کے فاصلے پر تھا ہم معلوم کر کے وہاں پہنچ گئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہاں دل کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور ہم دونوں نے مہوش کے موبائل سے گھر بتا دیا کہ ہم اوکاڑا شہر جا رہی ہیں مہوش نے میری خاطر یہ سب کھیل رچایا تھا جس میں ہم دونوں کامیاب ہو گئیں ۔

تین بجے کا وقت تھا کہ ہم دونوں پارک کے پاس پہنچ کر ہم دونوں پارک کے دروازے پر چہل قدمی کر رہی تھی کتنا خوبصورت ہے میرا شہزادہ اچانک میرے منہ سے بیساختہ نکلا اور مہوش بھی اس حسین و جمیل شخصیت کو دیکھ کر رشک کرنے لگی تھی نعیم سیدھا ہماری ہی جانب آیا میں نے مہوش سے کہا ۔

سلام دعا کرنے کے بعد تم ذرا سائیڈ پہ ہو جاؤ تا کہ میں اپنے محبوب سے تنہائی میں دل کھول کر باتیں کر سکوں ۔

نعیم اور میں گھاس پر آمنے سامنے بیٹھ گئے ابھی تک سلام ہوا تھا اور سفر کا پوچھا تھا کہ نعیم کی جیب میں موجود موبائل نما آلہ بجنے لگا تھا نعیم نے فورا وہ آلہ نکالا اور کوڈ میں کوئی بات کی جس کی مجھے بالکل بھی سمجھ نہیں آئی مجھے نعیم نے کہا ۔

سوری زارا مجھے ابھی اور اسی وقت جانا ہے ۔

نعیم نے جلدی جلدی ہاتھ ملایا اور جلدی سے پارک سے باہر نکلنے لگا جیسے ہی وہ پارک سے نکل اور نے کوئی اوزار نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور گاڑی میں بیٹھ کر تیزی سے چلانے لگا دیکھتے ہی دیکھتے نعیم کی گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی مہوش بھی دور سے یہ سب منظر دیکھ رہی تھی مہوش اور میں بہت سہم گئی تھیں واپسی گاڑی میں بیٹھ کر گھر کا راستہ لیا شام چھ بجے ہم واپس گھر پہنچ گئے میرا دل ٹوٹ چلا تھا کہ شاید اب اسے جوڑنا ناممکن تھا ۔ اب تو مجھے یقین ہو چکا تھا کہ نعیم کا تعلق کسی غیر کاموں سے تھا اور اس رات شاہد ہمارے گھر میں پناہ بھی نعیم نے ہی لی تھی نعیم کون ہے اس کا جواب مجھے صرف میرا کزن علی دے سکتا تھا لیکن وہ آج کل لاہور میں تھا اور اس کا موبائل نمبر بھی ہمارے پورے گھر میں کسی کے پاس نہیں تھا میں نے اب تو فیصلہ کر لیا تھا کہ نعیم کو بھلا دوں گی شاید یہ تو میرا پاگل پن تھا بھلا ایک بار کوئی دل میں اتر جائے تو اس کو بھلانا کوئی آسان کام ہے کیا ۔

ہر شب سوچتا ہوں کہ بھول جاؤں اس کو
ہر شب مگر دل اس کا بھلانا بھول جاتا ہے

میں جتنی کوشش کرتی ہوں کہ نعیم بھول جائے وہ ظالم اتنا ہی یاد آیا ہے میری نس نس میں سما چکا تھا وہ شاید ۔ میں اپنے نصیب کا سوچوں تو آنکھیں بھر آتی تھیں کہ پیار ہوا تو معلوم نہیں کہ ڈاکو ہے یا پھر کون ہے کیا پیشہ ہے اس کا کچھ معلوم نہیں ہے اور اگر شادی ہو رہی ہے تو منشیات کے عادی اور آوارہ انسان سے آہستہ آہستہ وقت قریب آ رہا تھا میں بہت غمگین اور اداس رہتی تھی ۔ مارچ کی تیئس تاریخ فکس ہو گئی تھی شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئی تھی تیئس تاریخ کی شب نے ایک اور درد سے آشنا کر دیا کہ صبح صبح کا وقت تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے گھر ان کی برادری کے کافی لوگ آئے تھے اظہار افسوس


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

کے لے تھوڑی دیر بعد میری سہیلی آئی اور کہنے لگی۔
زارا تمہیں کسی بات کا پتہ چلا ہے
میں نے کہا نہیں۔
مہوش نے کہا وہ انور آپ کا ہونے والا شوہر شہر سے رات پڑوسیوں کی لڑکی نازو کو بھگا کر لے گیا ہے یہ سنتے ہی میری آنکھیں نم ہو گئی جسم ٹھنڈا ہونے لگا تھا درد اسے سینہ پھٹ گیا تھا میرے نصیب کا تب تقدیر نے کیسے لکھے ہیں۔
اب جب کہ دلہن بننے کا وقت تھا میں سب کچھ بھول کر انور کو دل سے قبول کر چکی تھی میں اس کا انتظار کر رہی تھی اور انور ایک بدکردار عورت کے ساتھ بھاگ گیا تھا خدا غرور سے بچائے مگر وہ عورت جس کو انور لے گیا شکل وصورت میں بھی مجھ سے کم تھی اور شرم حیاء سے تو وہ ویسے ہی محروم تھی شرم حیاء ہی تو عورت کا اصل زیور ہوتی ہے مگر انور نے اس عورت کو چن کر ٹھکرا دیا۔ میرا دل اب تو مردذات سے ویسے ہی ڈرتا ہے میں نے پریشانی کے عالم میں اپنے محبوب نعیم کے بھی تمام نمبر اپنی امی کے موبائل سے ڈلیٹ کر دیئے تھے نعیم کے نمبر ڈلیٹ کرنے کے بعد نعیم میرے ذہن سے نکل نہیں رہا تھا میں نے پھر ایک شب جاگتے جاگتے رات کے تین بجے تاروں سے بہت باتیں کی چاند بھی شاید آسماں کی جھولی میں سکون کی خاطر سو گیا تھا اس شب چاند مجھے میرے محبوب کی طرح لگ رہا تھا مگر جیسے ہی چاند مجھے تنہا چھوڑ کر خود سکون سے کہیں گم ہو گیا ہے۔
میرے شب روز اسی طرح ہی گزرنے لگے پھر یوں ہوا کہ میری سوتیلی ماں میری خالہ سکینہ کے ہاں جا رہی تھی کہ نہ جانے کہاں پر موبائل گر گیا واپسی امی نے جب بھائی کو بتایا تو بھائی نے سم فورا بلاک کروا دی اور موبائل کی سیریل نمبر بتا کر موبائل بھی بند کروا دیا نہ جانے کیوں مجھے بہت رونا آیا۔
اب نعیم مجھ سے رابطہ کیسے کرے گا میں نے نعیم کے نمبر ڈلیٹ کر دیئے تھے مگر پھر بھی یقین تھا کہ نعیم ایک نہ ایک دن مجھے خود ہی کال یا میسج کرے گا شاید یہ پیار ہی تھا جو مجھے اس کے لوٹ آنے کا یقین تھا میں نہ چاہتے ہوئے بھی ہر وقت نعیم کے بارے میں سوچتی رہتی جتنا اس کو بھلانے کی کوشش کری وہ مجھے اتنا ہی یاد آتا تھا مگر آج کل وہ جاگتی ہوئی آنکھوں کے سپنوں میں اکثر آتا تھا نیند میں تو خواب آنا ہی بند ہو گئے تھے

ہیں عجب محبت، میں عذاب نازش
جاگتی آنکھوں میں ہوتے ہیں خواب نازش
آتے نہیں آنکھ میں آنسو لیکن
خشک آنکھوں میں ہوتے ہیں سیلاب نازش

میرا دل کبھی بھی بہت کرتا ہے کہ میں نعیم سے بات کروں مگر شاید اب ایسا ناممکن تھا دن پہاڑ بن کر گزرتا اور رات، عذاب بن جاتی تھی نازش کی یہ غزل اب تو لگتا تھا کہ مجھے پر لکھی گئی ہے۔

جب تک اس شخص سے بات نہیں ہوتی
عذاب لگتا ہے دن اور رات نہیں ہوتی
تجھ بن پیاسا ہے جیون جیسے
خشک ساون میں برسات نہیں ہوتی

جسے چاہتے اسے بنا لے اپنا
ہر شخص کی اتنی اوقات نہیں ہوتی
کیسے گزارتے بھلا ہم یہ لمبی راتیں
اس شخص سے گر سپنوں میں ملاقات نہ ہوتی
نہ پھیلانا ان کے در پر محبت کی جھولی نازش۔
ہر سولی کی قسمت میں خیرات نہیں ہوتی

میں اب، ہر طرف سے ناامید ہو چکی تھی کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا سوچتے سوچتے میں دن تو گزار چکی تھی اب رت میرے صبر کا امتحان لے رہی تھی ساڑھے بارہ بجے کا وقت تھا کہ ہمارے قریبی

گاؤں میں بہت زبردست فائرنگ ہورہی تھی اور آواز ہمارے گاؤں تک پہنچ رہی تھی ہمارے گاؤں میں اعلان ہوا۔

حضرات ایک ضروری اعلان سنو ساتھ والے گاؤں خطرہ ہے اور تمام حضرات اپنے اپنے جان و مال کی حفاظت کریں۔

رات بھر گولیوں کی آوازیں گونجتی رہیں صبح ہوتے ہی ہر طرف شور ہوا کہ کچھ لوگ مارے گئے ہیں اور ایک زخمی بھی ہوا ہے صبح آٹھ بجے کا ٹائم تھا کہ میں صفائی کررہی تھی کہ ٹی وی پر خبر آنا شروع ہو گئی میں نے ساری خبریں سنی میرے سوالوں کے جواب مجھے مل گئے تھے کہ نعیم اپنے کام کے بارے میں کیوں نہیں بتاتا تھا اس خبر میں نعیم ایک بہت بڑا عہدہ تھا مجھے پتہ چل گیا تھا کہ نعیم کیا ہے اس کی کیا حیثیت ہے میں تو غلط سمجھتی تھی اب مجھے یاد آرہا تھا کہ اس دن نعیم ہمارے پاس پارک میں کیوں زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکے تھے۔

میرے خدا کاش مجھے پہلے ہی پتہ ہوتا میں بہت ڈر گئی تھی اور سہمی ہوئی تھی کہ پتہ نہیں میرا محبوب اب کس حال میں ہے میرے پاس تو اس کا کوئی بھی نمبر نہ تھا میرا دماغ اتنا بھاری ہو گیا تھا کہ جیسے کوئی پہاڑ میرے سر پر آن گرا ہو اب مجھے بہت شدت سے بارہ بجے کا انتظار تھا کیوں کہ نعیم صاحب ہسپتال میں جو لوگ زخمی ہوئے تھے ان کو دیکھنے آرہے تھے میں نے نیوز چینل چلایا تو نعیم صاحب سے انٹرویو جاری تھا ایک دم جب انہوں نے میرے نعیم ثمر کا نام لیا تو یوں لگا کہ کوئی خواب ہو جیسے ذہن میں تو یہ تھا کہ شاید میرا محبوب کوئی غلط آدمی ہے لیکن نہیں وہ تو ایک عظیم انسان تھے آفیسر تھے کتنی غلط تھی میں جو قوم کے محافظ کو غلط کہہ رہی تھی افسوس کہ میں نے نعیم کے تمام نمبر اپنے ہاتھوں سے اسے غلط سمجھ کر ڈلیٹ کر دیئے تھے اور وہ سم تو میرے بھائی نے بند کروادی تھی۔

اب میں اس سوچ میں گم تھی کہ کسی بھی طرح ایک مرتبہ اوکاڑہ جاؤں اور وہاں اپنے محبوب سے ملوں دو دن گزر گئے مگر کوئی طریقہ نہ ملا کہ میں نعیم سے مل سکوں بالآخر ایک راستہ مل ہی گیا ہماری ہمسائی بختاور بی بی نے اپنی بیٹی کو اسی ہسپتال میں چائلڈ سپیشلسٹ سے چیک کروانے جانا تھا میں نے بھی تین دن سے سر درد کا رٹا لگا رکھا تھا امی سے اجازت لے کر میں بھی بختاور آنٹی کے ساتھ سر چیک کروانے کے بہانے سے چلی گئی بہت انتظار کے بعد ہمیں اوکاڑہ کی بس ملی تھی میری آنکھوں میں اپنے محبوب کو دیکھنے کی پیاس کس قدر تھی کان کس قدر محبوب کی آواز سننے کے خواہش مند تھے میری روح کو کس قدر اپنے محبوب کی قربت کی ضرورت تھی یہ تو صرف میں ہی جانتی تھی بیس منٹ کا سفر ہی مجھے تو صدیوں کی مسافت لگ رہا تھا بہت بیتاب ہو کر میں اوکاڑہ پہنچی تھی۔ بختاور آنٹی اپنی بیٹی کو چیک کروانے کے لیے چائلڈ او پی ڈی میں چلی گئی اور میں نے بہانہ بنایا کہ میں مڈیک سپیشلسٹ سے چیک کرواؤں گی یوں کچھ وقت مجھے آنٹی سے مل گیا میں نے ادھر ادھر ڈیوٹی پر موجود ایک نرس سے پوچھا۔

زخمی اہلکار کس وارڈ میں ہیں۔

اس نے میری راہنمائی کی میں اس وارڈ تک پہنچ گئی ادھر پہنچ کر میں نے ایک زخمی سے پوچھا نعیم ثمر کہاں ہیں۔

اس کا جواب میرے لیے، بہت دردناک تھا اس جوان نے بتایا کہ نعیم کے سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے ان کا دماغ متاثر ہوا ہے اسی وجہ سے نعیم صاحب کو اوکاڑہ سے لاہور منتقل کر دیا گیا ہے وہاں دماغ اور پٹھوں کا ڈاکٹر ہے۔

یہ جملہ سن کر میرا دل ڈوب گیا آنکھوں کے



www.pdfbooksfree.pk

سامنے اندھیرا ہونے لگا تھا سر چکرا گیا تھا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے تھے جسم بالکل ہی جیسے بے جان ہو گیا ہو پھر اس کے بعد میں زمین پر گر گئی شاید مجھے غش پڑ رہے ہوں مجھے کچھ خبر نہ تھی جب ہوش آیا تو میں مریضوں کے والے بیڈ پر پڑی ہوئی تھی میرے سر پر آنٹی بختاور اور میرا بھائی کھڑے ہوئے تھے دو گھنٹے بعد بھائی اور آنٹی بختاور مجھے گھر لے گئے میرا محبوب نجانے کس حال میں ہوگا اور طبیعت جانے کیسی ہوگی ان کی کھانا کھایا ہے یا نہیں سارا دن اور ساری رات میری یہی سوچتے ہوئے گزر گئی تھی دن گزرتے گئے نعیم کا پیار میرے دل میں پروان چڑھتا رہا اب تو یوں لگتا تھا کہ میں نعیم کے بنا زندہ نہیں رہ پاؤں گی جیسے پیاسے کو پانی کی ضرورت ہو جیسے اندھے کو آنکھوں کی ضرورت ہو جیسے بنجارے کو گھر کی ضرورت ہو اور جیسے بالکل اسی طرح ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مجھے نعیم کی ضرورت تھی۔

ہر پل میں خدا سے التجاء کرتی وہ کوئی تو صورت نکال کوئی تو راستہ ہو جو مجھے میرے محبوب کے قدموں تک لے جائے میں جب بھی نماز پڑھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے مگر شاید خدا دل سے مانگی ہوئی دعا کبھی بھی رد نہیں کرتا رات بارہ بجے کا وقت تھا جب میرے ابو کے نمبر پر کزن علی کی کال آئی مجھے صرف ابو کی یہ بات سنائی دی۔

ٹھیک ہے بیٹا آ جاؤ میں کل گھر پر ہی ہوں گا۔

اسی وقت ابو نے میری سوتیلی ماں سے کہا کہ کل ہمارے بھتیجے علی کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی ہمارے گھر آ رہے ہیں گھر کی صفائی کر لینا وہ ایک گھنٹہ ہمارے پاس رکیں گے امی نے مجھے اور میرے بھائی کو صفائی سمجھا دیا اور صبح صبح کا وقت تھا کہ میں نے پورے گھر کی صفائی کر دی بھائی بازار سے سامان لے آیا تا کہ مہمانوں کو کھانا کھلایا جا سکے۔

نو بجے ہمارے دروازے پر دستک ہوئی میں بیٹھک میں پردہ سیدھا کر رہی تھی جیسے ہی میری نظر کھڑکی سے باہر گئی تو ایک لمحے کے لیے تو یوں لگا جیسے کوئی سپنا ہو نعیم ثمر نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ہماری دہلیز پر۔

اف خدایا زارا یہ کیسی کرم نوازی ہے۔

فوراً میرے ابو دروازے پر گئے اور مہمانوں کو اندر لے آئے سب نے ان کو خوش آمدید کہا اور بٹھا دیا میں تو آج بہت خوش تھی پھولے نہیں سما رہی تھی جلدی جلدی سے مہمانوں کے لیے پانی وغیرہ بھجوایا کھانا تیار کر کے بھجوایا وہ دونوں ایک گھنٹہ ہی ہمارے گھر رکے تھے جاتے وقت نعیم ثمر نے میری سوتیلی ماں سے ملنے کی خاطر بیٹھک سے اندر آ گئے گھر میں داخل ہوئے تو ان کی جھکی ہوئی نگاہوں میں میرے لیے پیار کی پیاس نظر آ رہی تھی نعیم ثمر میری سوتیلی ماں کو ایک عاجزی سے جھک کر ملے کہ جیسا اس کا سگا بیٹا ہو نعیم ثمر امی سے ملنے کے بعد ہمارے گھر سے رخصت ہو گئے مجھے یہ سوچ کر حیرانی ہو رہی تھی کہ میرے سپنوں کا راجہ آج ہماری دہلیز پر کیسے آ گیا ہے۔

یہ سوال میرے ذہن میں بار بار آ رہا تھا کہ میں نے اپنی سوتیلی ماں اور ابو کی آپس میں باتیں سنی میں تو خوشی سے پھولے نہ سمائی تھی جب ابو میری سوتیلی ماں سے سخت الفاظ میں بول پڑے کچھ بھی ہو میری بیٹی کا رشتہ نعیم ثمر سے یہ ہو چکا ہے سوتیلی ماں کو شاید اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ میں نے اتنے سلجھے ہوئے انسان کی دلہن بنوں لیکن خدا تو اپنے ہر انسان سے ستر ماؤں جتنا پیار کرتا ہے جب ستر سگی مائیں ایک ساتھ مہربان ہو جائیں تو ایک سوتیلی ماں کی نفرت کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی خدا نے

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میری تمام تکالیف ختم کر دی تھی والدین ہی ہوتے ہیں آج میرے ابو نے میری سوتیلی ماں کی ایک نہ سنی اور مجھے نعیم ثمر کو سونپنے کا حتمی فیصلہ کر لیا شاید نعیم ثمر میری امانت تھا اسی لیے تو نعیم کو نئی زندگی سے نوازہ کہ خدا بھی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

دسمبر کی گیارہ تاریخ کو ہماری دونوں کی شادی کا دن مقرر کر دیا گیا تھا میرے ذہن میں اب بھی ایک ہی سوال بار بار آتا تھا کہ ایک رات ہمارے گھر میں ایک ڈاکوں نے پناہ لی تھی تھی وہ ہو بہو نعیم کی طرح ہی لگ رہا تھا کیا وہ کہیں۔ بالآخر حتمی طور پر فیصلہ کر لیا کہ اپنی سہاگ رات میں نعیم سے ضرور یہ سوال کروں گی باقی نعیم ثمر کے گھر کا مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت ہی اونچے اور شریف گھرانے کا اچمکتا ہوا ستارہ ہے۔

بہت مشکلات سے دسمبر کی دس تاریخ ہوئی دسمبر گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا صبر و جمیل کے بعد آخر گیارہ تاریخ کا دن بھی آ گیا میں نے اپنے مہندی والے ہاتھوں سے سجی ہوئی دلہن کے روپ میں اس قدر شدت سے انتظار کا جیسے صحرا میں کوئی بھولا ہوا انسان پیاس کی شدت میں پانی تلاش کرتا ہے۔

خدا نے میری تلاش ختم کر دی نعیم ثمر بہت دھوم دھام سے میری بارات لے کر آ گیا نعیم ثمر کے ساتھ اس کا دوست ظہور بھی مزمل بھی اس قدر دھوم دھام سے آئے تھے کہ اہل علاقہ تمام رشک کرنے لگے میری سوتیلی ماں یوں تو مجھ پر بہت سختی کرتی تھی اور مجھ سے نفرت بھی کرتی تھی مگر آج تو وہ بھی مجھ سے سوری کر چکی تھی شاید آج تو سوتیلی ماں کے دل میں بھی ممتا کا جذبہ ابھر چکا تھا۔

وقت رخصتی میری سوتیلی ماں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے میرا چھوٹا بھائی بھی بہت رویا تھا ابو کی آنکھیں بھی نم تھیں میری شادی کے تیسرا سال ہے خدا نے ہمیں ایک بیٹی سے بھی نوازہ ہے سہاگ رات کو نعیم نے بتایا تھا کہ وہ جو آپ کے گھر میں آیا تھا وہ بھی میرا ہی ہمشکل تھا اسی وجہ سے میری اس کو پکڑنے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔

میرے تمام شکوک ختم ہو گئے اب تو میرے دل میں کوئی وسوسہ نہیں ہے، چوبیس گھنٹے بس میری نس نس سے نعیم ثمر کے پیغام ہی آتے ہیں۔

آج نعیم ابھی تک گھر نہیں پہنچا تھا رات کے ساڑھے گیارہ ہو چکے تھے میں اس کے انتظار میں آج بھی شدت سے بیٹھی ہوئی ہوں جس شدت سے کنوارے پن کی حالت میں رہتی تھی۔

یہ تھی زارا کی کہانی کیسی لگی ضرور آگاہ کیجئے گا

---

## غزل

آپ ہوتے جو ہم سفر میرے ساتھ
لوگ رہتے تمام تر میرے ساتھ
وقت مشکل یہ دیکھنا ہے مجھ کو
کوئی مخلص ہے کس قدر میرے ساتھ
جس پہ پورا اتر سکے اے میرے دوست
اب کوئی ایسا عہد کر میرے ساتھ
حاکم شہر کے ستم کے خلاف
کوئی ٹھہرا نہ لمحہ بھر میرے ساتھ
ساتھ چھوڑا نہیں غریبی نے میرا
اب بھی رہتی ہے در بدر میرے ساتھ
وعدہ کرتا ہے ساتھ دینے کا
اور وہ چلتا نہیں مگر میرے ساتھ

محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دوکوٹہ

---


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# یکطرفہ عشق

تحریر..عارف شہزاد.صادق آباد..0315.6736148

محترم جناب شہزادہ التمش صاحب۔

سلام عرض۔امید ہے خیریت سے ہوں گے۔

اس بار جواب عرض کے لیے اپنی ایک نئی کہانی یکطرفہ عشق بجھوا رہا ہوں کیسی ہے اس کا فیصلہ آپ نے اور قارئین نے کرنا ہے۔

جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں ۔مقامات اور واقعات بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوں۔آخر میں جواب عرض کے تمام سٹاف ۔آپ کو اور خصوصاً قارئین کو دل سے سلام عقیدت۔

عارف شہزاد۔صادق آباد۔

بہت بڑا آدمی تھا بڑے سے مراد اس کی دولت وہ نہیں تھی بلکہ اس کا اخلاق تھا اس وجہ سے لوگ اس کی عزت کرتے تھے اس نے ہمارے محلے میں ایک لائبریری کھول لی تھی سب لوگ اسے جاودی کہہ کر بلاتے۔اس سے جان پہچان میری بیوی کی وجہ سے ہوئی تھی میری بیوی شازیہ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا میں اس کے لیے میگزین وغیرہ خرید کر لایا کرتا تھا اس نے جب محلے میں لائبریری کھلنے کی خبر سنی تو کہنے لگی۔

ذرا لائبریری سے میرے لیے کچھ شاعری والی کتابیں تو لا دیں بہرحال میں بیوی کی ضد پر جاوید کی لائبریری پہنچ گیا وہ معمول کے مطابق بہت چپ چاپ گردن جھکائے بیٹھا تھا

کیا اپ کے پاس شاعری والی کتابیں ہیں میں نے پوچھا۔

جی ہاں اس نے جلدی سے گردن ہلا دی۔

میری بیوی کو بہت شوق ہے ان کتابوں کا میں نے کہا ما آپ مجھے ممبر بنالیں یا جو طریقہ کار ہے طے کرلیں میں آپ سے کتابیں لے جایا کروں گا

اس نے ایک فارم میری طرف بڑھایا میں نے اسے پر کر کے اس کی مطلوبہ فیس ادا کردی اور کتابیں لے کر گھر آیا۔میری بیوی کتابیں دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی۔اس کے بعد یہ ہوا کہ میں ہفتے میں ایک بار پرانی کتابیں دے آتا اور نئی کتابیں لے آتا۔

رفتہ رفتہ میری اس سے بے تکلفی اور جان پہچان ہوگئی۔ وہ ایک مہذب اور شریف انسان تھا ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ جاوید بھائی آپ اتنے خاموش کیوں رہتے ہیں پلیز بتاؤ تو جاوید بولا۔ عارف بھائی پلیز مت پوچھو۔

قارئین کرام میں بتاتا چلوں کہ میرا نام عارف شہزاد ہے اور میری جاوید سے اس قدر دوستی ہوگئی تھی کہ میں جاوید کے بارے میں سب کچھ جاننا چاہتا تھا میں نے بہت ضد کی کہ جاوید مجھے اپنا بھائی سمجھ کر ہی بتادے پلیز پلیز تو جاوید بولا۔

اچھا عارف بھائی آئیں پھر دکان میں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔



www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

ہم دکان میں جا کر بیٹھ گئے اور اس نے اپنی داستان سنانی شروع کر دی۔

یہ بات بہت برسوں کی ہے اس نے بتانا شروع کیا میرا خیال ہے کہ کم از کم پندرہ سولہ برس ضرور گزرے ہونگے میرے والد صاحب ریٹائرڈ ہوئے تھے تھوڑے بہت پیسے تھے ان کے پاس وہ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرنے کا سوچ رہے تھے پھر کسی نے مشورہ دیا کہ وہ محلے میں ایک لائبریری کھول کر بیٹھ جائیں سیدھا سادا کام ہے اس میں کوئی جھنجھٹ بھی نہیں ہے۔ والد صاحب نے دوست کی بات مان لی اور ایک لائبریری کھول لی اس وقت میری عمر بھی زیادہ نہیں تھی اور میں نویں کلاس کا طالب علم تھا میں بھی شام کے وقت ابو جان کا ہاتھ بٹانے چلا جاتا ایک شام ایک خاتون کوئی ناول کرائے پر لینے آئی ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی وہ بہت ہی پیاری تھی وہ ایک شان بے نیازی سے دکان سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہوگئی تھی جبکہ وہ خاتون اپنی پسند کا ناول تلاش کرنے میں لگی ہوئی تھی وہ لڑکی مجھے بہت اچھی لگی جی چاہ رہا تھا کہ میں اس سے بات کروں اس کا حال پوچھوں اس کا نام پوچھوں لیکن میں ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا

وہ کیوں میں نے جاوید سے پوچھا

عارف بھائی یہ کیسے ہوسکتا ہے میں تو اسے جانتا بھی نہیں تھا جاوید نے معصومیت سے جواب دیا اور اگر وہ برا مان جاتی تو پھر کون اسے سنبھالتا دوسری بات یہ بھی کہ دکان میں ابا بھی تو تھے وہ تو میری جان لے لیتے۔

عارف بھائی میری صرف ایک ہی خواہش تھی وہ یہ کہ وہ مجھ سے بس ایک بار بات کر لے اس کے بعد چاہے ساری زندگی وہ میری طرف دیکھے بھی نہیں۔

بہت عجیب خواہش آپ کی تھی میں نے پوچھا۔

ہاں صرف اتنی سی بے ضرر سی خواہش عارف بھائی اسی خواہش کے لیے میں روز اپنے والد کے ساتھ لائبریری میں آتا رہا وہ ہر دوسرے یا تیسرے دن اپنی ماں کے ساتھ آیا کرتی تھی لیکن اسی انداز اور اسی تیور کے ساتھ پھر یہ ہوا کہ والد صاحب بیمار پڑ گئے لائبریری ان دنوں بند ہوگئی میں والد صاحب کے علاج اور انکی دیکھ بھال میں مصروف ہوگیا لیکن وہ لڑکی مجھے یاد آتی رہی وہ میرے اعصاب پر سوار ہو چکی تھی بہر حال ہوا یہ کہ والد صاحب کا انتقال ہوگیا گھر کی ساری ذمہ داری مجھ پر آ گئی۔ میں نے سوچا پھر سے لائبریری کھول کر بیٹھ جاؤں لیکن اس سے اتنی آمدنی نہیں ہوسکتی تھی جس سے گھر چل سکتا۔ اسی لیے میرے ایک عزیز نے مجھے ایک جگہ ملازمت دلا دی۔ عارف بھائی میں نے بہت کم عمری میں محنت شروع کر دی اس وقت میں صرف میٹرک میں تھا لیکن ذمہ داریوں کا بوجھ مجھ پر آ گرا تھا اور وہ ذمہ داریاں مجھے کسی طرف دیکھنے نہ دیتی تھیں میں نے وہ لائبریری بھی فروخت کر دی اس وقت میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا کیونکہ اب اس لڑکی کو دیکھنے کی کوئی صورت نہیں رہ گئی تھی اور ویسے بھی کہاں میں اور کہاں وہ۔ کئی سال گزر گئے جی ہاں کئی سال۔ اور لطف یہ کہ اس دوران میں اسے بھول بھی نہیں سکا ایک شام اچانک اس کو دیکھ بھی لیا حالانکہ درمیان میں کئی برسوں کے فاصلے محیط ہو چکے تھے اس کے باوجود میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہی نقوش وہی جاذبیت۔ وہی انداز وہ شاید اپنی سہیلیوں کے ساتھ تھی ہنستی بولتی ہوئی میرے برابر سے گزرتی چلی گئی اس نے میری طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ مجھے جانتی ہی نہیں تھی۔ وہ تو اس وقت بھی نہیں جانتی تھی جب اپنی ماں کے ساتھ کتابیں لینے آیا کرتی تھی۔

تو یوں کہیں ناں کہ آپ کا عشق یک طرفہ تھا۔ میں نے سوال کر دیا۔

جی ہاں بالکل یکطرفہ اور آج تک جب میں اپنی


www.pdfbooksfree.pk

زندگی کے اس موڑ پر کھڑا ہوں یکطرفہ ہی ہے

میں نے کہا عشق کو تو ایسا ہی ہونا چاہیے

جناب مجھے خوشی ہے کہ میرا عشق ایسا ہی ہے

بہرحال اتنے برسوں کے بعد جب وہ نظر آئی تو میرے پرانے زخم پھر سے ہرے ہوگئے یوں کہیں کہ میرے بیتے دن تصویر بن کر میری آنکھوں کے سامنے آگئے وہ لڑکی جس مارکیٹ میں اپنی دوستوں کے ساتھ ملی تھی یعنی وہ آس پاس ہی کہیں رہتی تھی وہ شام کے وقت دکھائی دی تھی اس لیے میں روزانہ شام کو اپنی ملازمت سے فارغ ہوکر اس مارکیٹ میں پہنچ جاتا صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے یا اس سے کوئی بات کرنے کے لیے۔ ہے نا عجیب سی بات کہ میں اس وقت بھی اس سے صرف ایک بات کرنا چاہتا تھا

بہت عجیب سی خواہش ہے آپ کی جاوید بھائی

وہ دھیرے سے بولا۔ یہ تو آپ نے ٹھیک کہا۔

تو کیا وہ لڑکی پھر ملی آپ کو۔ میں نے پوچھا۔

جی ہاں کیونکہ میں نے اس کا سراغ لگا لیا تھا اس نے بتایا میں ہمیشہ دور سے اس کو دیکھا کرتا تھا جیسے اس کی حفاظت کر رہا ہوں اس پر اپنے خلوص کا سایہ اس انداز سے ڈال رہا ہوں کہ اسے احساس تک نہ ہو کہ یہ چھاؤں کس درخت کی ہے ایک بار ایک غنڈا اسے چھیڑنے لگا وہ گلی سنسان تھی اور میں اس سے کچھ فاصلہ پر تھا اس غنڈے کو میں نے دور سے ہی ایک پتھر پھینک کر مارا اس غنڈے کا سر پھٹ گیا وہ لڑکی حیران ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں اس کی مدد کرنے والا کون ہوں۔ پھر وہ چلی گئی۔

میں حیرت سے جاوید کی داستان سن رہا تھا یہ ایک منفرد کہانی تھی الگ مزاج کی جاوید نے یہ ثابت کردیا تھا کہ آج کے دور میں بھی اس انداز کی باتیں ہوسکتی ہیں اس نے پھر سے بتانا شروع کیا۔

برسوں ہوگئے جناب برسوں میں اس کے ساتھ رہا اس کو کبھی احساس بھی نہیں ہوا ہوگا۔ کہ کوئی اسکا سایہ بن گیا ہوگا۔

پھر یہ ہوا کہ میں نے اس کی شادی ہوتے دیکھی وہ کس طرح مجھے پتہ چل گیا تھا کہ اس کی شادی ہونے والی ہے اس کے گھر کے باہر شامیانے لگے ہوئے تھے محلے والوں نے بتایا کہ فلاں لڑکی کی شادی ہورہی ہے۔

اور اس وقت تمہارے کیا تاثرات تھے۔ میں نے سوال کیا۔

کچھ بھی نہیں بس دل سے ایک ہی دعا نکلی تھی کہ وہ جہاں رہے خوش رہے اس کا شوہر اس سے محبت کرے جس وقت اس کی رخصتی ہورہی تھی میں اس گاڑی سے کچھ فاصلہ پر تھا جو اسے اپنے پیا کے گھر لے جانے والی تھی اس وقت میرے دل میں ایک عجیب سی خواہش تھی وہی خواہش جو برسوں سے میرے سینے میں دبی ہوئی تھی کہ وہ بس ایک بار مجھ سے بات کرے کچھ بھی کہہ لے نہ جانے کیا سوچ کر میں گاڑی کی طرف بڑھا بھی تھا لیکن وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اور دلہا دلہن کی گاڑی کو بہت سے لوگوں نے گھیر لیا تھا میں اس تک نہ پہنچ سکا تھا۔ اور وہ رخصت ہوگئی تھی اور میں دیکھتا رہ گیا تھا۔ وہ بولتے بولتے اداس ہوگیا تھا اور میں اس دور کے ایک ایسے انسان کو دیکھ رہا تھا جس نے بہت عظیم محبت کی مثال قائم کی تھی۔

پھر یہ ہوا جناب کہ ایک عرصہ تک اس کی تلاش میں سرگرداں رہا شاید وہ کہیں مل جائے اور ایک بار وہ میرے بھٹکنے کے دوران مجھے دکھائی دے گئی۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی وہ دونوں بہت خوش خوش چلے جارہے تھے ان کے چہرے یہ بتارہے تھے کہ وہ اپنی زندگی سے بہت خوش ہیں اس وقت میرے دل سے یہ دعا نکلی خدا انہیں خوش اور آباد رکھے۔ قارئین کرام یہ تھی جاوید کی کہانی امید ہے کہ آپ کو پسند آئی ہوگی۔

----------------



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# تقدیر کے کھیل

تحریر۔ محمد ابوہریرہ۔ بہاولنگر۔ 0312.0104364

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

دوستو ایک کہانی آپ کی دھی بزم میں لے کر آیا ہوں امید ہے کہ سب اس کو پسند کریں گے یہ کہانی ایسے دیوانے کی ہے۔ کہ اس نے اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اپنی دنیا بسانے کا سوچا اور اپنے پیار کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے سب سے رشتہ توڑ دیا کیوں کہ وہ اپنی الگ دنیا بسانا چاہتے تھے اور خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا شادی کے دن دلہن کے روپ میں اس کو نا جانے کس کی نظر لگ گئی تھی اس کو خدا نے ملنے سے پہلے ہی جدا کر دیا تھا وہ نہ مل پائیں خوشیاں۔ لیتے لیتے وہ اپنا پیار اپنا سب کچھ کھو بیٹھا تھا جس کو پیار کے وہ بہت دعوے کرتا تھا وہی پیار خدا نے اس سے ہمیشہ کے لیے چھین لیا تھا۔ میں نے اس کہانی کا نام تقدیر کے کھیل رکھا۔ امید ہے سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دوستو آج میں ایک کہانی آپ لوگوں کو سناتا ہوں میرے ایک قریبی دوست کی ہے یہ ایک ایسے چاہنے والے کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے سے محبت کی ایک دوسرے کو چاہت سے دیکھا اور ہمیشہ کے لیے ساتھ رہنے اور نہ بچھڑنے کی قسمیں کھائیں لیکن وہ جدا ہو گئے ان کا ملاپ نہیں ہو سکا آیئے اس کی کہانی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ابوذر غفاری ہے میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی تھی میری پیدائش پر میرے والدین بہت خوش تھے اسی خوشی میں تمام گاؤں والوں میں مٹھائیاں بانٹی گئی تھیں کیوں کہ میں اپنے والدین کی شادی کے تقریبا چار سال بعد میں پیدا ہوا تھا سات سال کی عمر میں میرے ابو نے مجھے گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل کروا دیا تھا۔

مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا اسی لیے میں ہر کلاس میں اول آتا تھا تمام استاد اور لڑکے مجھے سکول کا ذہین فرمانبردار شریف لڑکا سمجھتے تھے میں سکول میں اپنی پرائمری کی تعلیم مکمل کر چکا تھا وقت کا بے لگام گھوڑا اپنی رفتار سے دوڑتا ہی رہا تھا اور میں جوان ہو گیا میں بہت ہی خوبصورت تھا۔

میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی اس لئے ابو نے مجھے میری خواہش کے مطابق کالج میں ایڈمیشن لے دیا تھا میں بہت ہی زیادہ خوش تھا ہمیشہ وقت پر کالج جاتا اور وقت پر ہی گھر واپس آتا تھا بہت اچھی زندگی گزر رہی تھی میری اسی دوران میری ملاقات ایک لڑکی سے ہوئی جس کا نام زہرہ تھا وہ ہماری کلاس میں نئی داخل ہوئی تھی وہ بہت ہی خوبصورت تھی اور ذہین بھی تھی سیاہ ریشمی بال خوبصورت دلکش آنکھیں سرخ



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہونٹ اور دودھ کی طرح سفید رنگت تھی کلاس کا ہر لڑکا اس سے دوستی کا خواہش مند تھا پر وہ کسی کو یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ وہ یہاں پڑھنے آئی ہے دوستی کرنے نہیں کلاس میں چونکہ میں ذہین اور شریف لڑکا تصور کیا جاتا تھا اس لیے وہ سبق کے متعلق وہ سوالات جو کہ اس کے سمجھ نہیں نہیں آتے تھے مجھ سے پوچھتی تھی ہم نے کبھی ایک دوسرے سے بے مطلب بات نہیں کی تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم بہت اچھے دوست بن گئے تھے لیکن کیسے یہ ہمیں خود بھی پتہ نہ تھا ہم ایک دوسرے سے ہر بات شیئر کرتے تھے۔

ایک دن مجھے بتایا تھا کہ اس کے چار بھائی ہیں اور وہ ان کی اکلوتی بہن ہے اور اس کے چاروں بھائی شادی شدہ ہیں اس سے بڑے ہیں اور والد ایک پروفیسر ہے مجھے اس سے باتیں کرنا بہت ہی اچھا لگ رہا تھا میں چاہتا تھا کہ میں ہر وقت وہ میرے سامنے اور میرے پاس ہی رہے اور مجھ سے باتیں کرتی رہے میں اسے بس دیکھتا ہی رہوں پتا نہیں یہ میرا پاگل پن تھا یا کچھ اور لیکن حقیقت میں اسے دل میں دل میں چاہنے لگا تھا مجھے اس سے پیار ہو گیا تھا میں ہر پل اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

کالج کے وہ اوقات جن میں وہ مجھ سے باتیں کرتی تھی ایسے تھے اپنے زندگی کے حسین اور خوش قسمت لمحات تصور کرتا تھا جی تو چاہتا تھا کہ اسے اپنے دل کی حالت بتا دوں اس سے اظہار محبت کر دوں لیکن ڈر لگتا تھا کہ پتہ نہیں وہ میرے بارے میں کیا سوچے گی اور میرے اظہار دیوانگی کا کیا جواب دے گی۔

میں دن رات دعائیں کرنے لگا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بھی میرے لیے پیار و محبت پیدا کر دے اس کو بھی میرا عاشق بنا دے کہ وہ مجھ سے پیار کرنے لگے لیکن شاید میری دعاؤں میں اثر نہیں تھا یا دعاؤں کی قبولیت کا وقت نہیں تھا۔

دن گزرتے گئے اور ہماری دوستی مزید پکی ہوتی چلی گئی تھی ہم گھنٹوں بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہتے تھے اور دن میں گزرنے والے تمام واقعات ایک دوسرے کو بتاتے لیکن میں نے اسے اپنے دل کا حال ابھی تک نہیں بتایا تھا مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس بارے میں اس سے بات کروں میں چاہتا تھا کہ اظہار محبت میں وہ مجھ سے پہل کرے لیکن پھر سوچتا تھا کہ وہ لڑکی ہے اور مجھ سے زیادہ شرمیلی ہے اگر میں اس سے بات نہیں کروں گا تو وہ مجھ سے کیسے بات کرے گی لیکن دل میں خواہش تھی کہ پہل وہ کرے۔

ارادہ تو تھا کہ بتا دوں سے اپنا حال دل
مگر ڈر تھا کہ ناواقف ہے اس دور سے مسکرا نہ دے

اس ڈر ہی ڈر میں دو ماہ بیت گئے تھے لیکن میرا انتظار ختم نہ ہوا محبت کا وہ بیج جو کہ میں نے اپنے دل میں بویا ہوا تھا اب ایک مکمل پیڑ بن گیا تھا میرے دل و دماغ اور سارے وجود پر چھا گیا تھا اگرچہ میری یہ محبت یکطرفہ تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن میرا انتظار ضرور ختم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے بات کرے گی لیکن یہ انتظار مجھے کتنی مدت کرنا پڑے گا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن اسے پانے کے لیے اور اس کا ہونے کے لیے میری دعاؤں میں تسلسل تھا مجھے یقین تھا کہ میری دعائیں رائیگاں اور بیکار نہیں جائیں گی۔

ایک دن دعائیں ضرور رنگ لائیں گی اور وہ میری ہو گی کیوں کہ خدا اپنے بندوں کی دعائیں رد نہیں کرتا اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں۔

بالآخر میرا انتظار ختم اور دعائیں رنگ لائیں کیوں کہ اس نے مجھے اظہار محبت کر دیا تھا ایک خط کے ذریعے اس دن مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا تھا۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk

میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب ترین انسان سمجھنے لگا تھا میں نے سب کچھ پالیا تھا جس کی مجھے تمنا تھی اور حسرت تھی میں نے بھی اسے اظہار محبت کر دیا تھا ہم دونوں بہت زیادہ خوش تھے ہم کالج کے فارغ اوقات میں ایک دوسرے سے ملتے اور ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھاتے ایک بار میں نے اس کو کہا تھا کہ رشتہ کے لیے اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجوں لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر روک دیا کہ ابھی نہیں ابھی مجھے بہت کچھ بننا ہے مجھے آگے بڑھنا ہے تم ابھی ان کو نہ بھیجو میں اس کے ہر ایک خواب کو پورا کرنا چاہتا تھا۔

ایک دن پتا نہیں ہماری محبت کی خبر ہمارے گھر والوں کو کس نے دے دی مجھے ابو نے سمجھایا کہ بیٹا دیکھو ان محبت کے چکروں میں نہ ہی پڑو تو بہتر ہے ورنہ ساری عمر رونے اور پچھتانے سے ہی گزر جائے گی تمہاری عمر ابھی وقت پڑھنے کی ہے بیٹا میں نے بھی ابو کو اپنا فیصلہ سنا دیا کہ میں صرف اس سے ہی شادی کروں گا وہ میرا پیار ہے اس کے بغیر میں ایک پل بھی نہیں رہ پاؤں گا اور وہ میری جان ہے وہی میری دلہن بنے گی۔

میرے گھر والے بہت پریشان ہو گئے انہوں نے مجھے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن میں محبت میں اس مقام پر آ گیا تھا جہاں سے واپسی ناممکن تھی اور ابو نے مجھے کہا

بیٹا ٹھیک ہے تمہیں جو کرنا ہے کرو لیکن یاد رکھنا ایک دن تم پچھتاؤ گے اس دن تمہارے آنسو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

میں خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا تھا میں اب مزید ان سے اس معاملے میں بحث نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے چپ چاپ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں اپنی جان زہرہ کے بارے میں سوچنے لگا تھا کہ پتہ نہیں اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہوگا اسی سوچ میں ساری رات سو نہیں سکا تھا مجھے صبح کے ہونے کا انتظار تھا تا کہ صبح جا کر اس سے بات کروں اور احوال اور حال معلوم کروں بالآخر رات ختم ہوئی اور صبح کا اجالا شروع ہو گیا تھا میں صبح بغیر کچھ کھائے پیئے کالج چلا گیا تا کہ اپنی جان سے مل سکوں لیکن وہ آج سکول نہیں آئی تھی پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا سارا دن میرا کالج میں اداس گزرا تھا دوستوں نے جب اداس ہونے کی وجہ پوچھی تو میں نے بہانہ طبیعت خراب کا بنایا کہ ٹھیک نہیں ہوں لیکن وہ میری اداسی اور بے چینی کا سبب اور وجہ جان کے پاس چلا جاؤں لیکن یہ نہیں میرے جانے سے معاملہ اور خراب نہ ہو جائے اور سنگین نہ ہو جائے یہ دن میں نے کسی کرب اور تکلیف میں ہی گزارا تھا صرف میں اور میرا اللہ ہی جانتا ہے میں ٹوٹے دل کے ساتھ واپس آ گیا۔

گھر آتے ہی میں نے ابو اور امی کو راضی کیا کہ وہ میرا رشتہ مانگنے جائیں پہلے پہل تو انہوں نے انکار کر دیا اور مجھے سمجھانے لگے پھر انہیں میری ضد کے سامنے ہار ماننا پڑی کیوں کہ میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں اس پریشانی میں کوئی غلط قدم اٹھاؤں میرے والدین ان کے گھر رشتہ لینے چلے گئے اور میں گھر میں ان کا سارا دن انتظار کرتا رہا ہزاروں خیالات وسوسے اور الجھنیں میں گھر میں رہ گیا تھا پتہ نہیں وہ میرے والدین کو کیا جواب دیں گے پتہ نہیں وہ ان کو ہاں کریں گے یا نہیں میرے لیے ایک ایک لمحہ ایک ایک گھنٹے کے برابر تھا میرا یہ انتظار شام تک رہا کیوں کہ شام کے وقت ابو اور امی واپس آ گئے میں ان کا جواب سننے کے لیے بے چین تھا میں نے ابو سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔

بیٹا اب زہرہ کا خیال بھی اپنے دل سے نکال دیں اس کا باپ بہت ہی سخت طبیعت کا مالک ہے۔

میں نے جا کر جب ان سے بات کی تو انہوں



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نے صاف طور پر ناں کر دی ہے بولے کہ ہم اپنی بیٹی کی شادی اپنی مرضی سے کریں گے جہاں ہمارا دل چاہے گا اور بیٹا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھائی کے بیٹے سے عنقریب کرا دیں گے جو کہ امریکہ میں ملازمت کرتا ہے اس لیے بیٹا تمہیں میرا مشورہ ہے کہ اس کو بھول جاؤ کیوں کہ وہ اب تمہاری نہیں ہو سکتی۔

میرے والدین بات کہہ کر چلے گئے تھے لیکن میرے دل پر جو قیامت گزر رہی تھی اس کا صرف مجھے ہی پتہ تھا اس کو بھول جانا میرے بس میں نہیں تھا میں نے اپنے دل میں ایک عہد کیا کہ ہر حال میں اسے پانا ہے میرے پاس ایک ہی راستہ تھا کہ اسے بھگا کر لے جاؤں میں جانتا تھا کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے لیکن میں اپنی جان کو کھونا نہیں چاہتا تھا اس لیے اس کو بھگانے کے سوا میرے پاس چارہ بھی نہ تھا میں نے ایک خط لکھا اسے گاؤں کی ایک لڑکی کے ذریعے زہرہ تک پہنچا دیا تھا خط میں میں نے لکھا تھا۔

آج رات ٹھیک بارہ بجے ہم یہاں سے بھاگ جائیں گے اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو تمہیں ایسا کرنا ہوگا ورنہ میں سمجھوں گا کہ تم بے وفا ہو ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے میں نے بیگ میں اپنے کپڑے ڈالے کچھ پیسے لیے اور گھر گھر والوں سے بہانہ بنایا کہ شہر میں اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہا ہوں دو تین دن میں لوٹ آؤں گا میں ان کے اپنے اس ارادے کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا کیوں کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے ایسا بھی نہیں کرنے دیں گے میں اپنی تمام تیاری کر کے رات کو وہاں پہنچا جہاں میں نے اپنی جان زہرہ سے آنے کا کہا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے اپنی جان کو پہلے سے ہی وہاں موجود پایا وہ آگئی تھی اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے ہم ایک دوسرے سے ملے اس نے مجھ بہت سمجھایا کہ ایسا

ٹھیک نہیں ہے ہمارے، خاندان کی بدنامی ہوگی لیکن میں نے کہا کہ ایسا کرنا ہماری مجبوری ہے میں تمہیں پانا چاہتا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں ہے آخر کار وہ میری بات مان گئی۔

میں اس کو لیکر لاہور چلا گیا اپنے ایک دوست طلحہ کے پاس چلا گیا میرے بچپن کا دوست تھا ہم نے میٹرک تک ایک ساتھ پڑھا تھا اس کے ابو ایک سرکاری ٹیچر تھے اس کا تبادلہ لاہور ہو گیا تھا اس لیے ان کو لاہور جانا پڑا تھا۔

جب میں نے طلحہ کے پاس اس طرح اچانک پہنچا اور میرے ساتھ لڑکی دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا اور حیران ہو گیا تھا میں نے اس سے کوئی بات چھپانا مناسب نہیں سمجھا اس لیے سب کچھ اس کو سچ سچ بتا دیا تھا اس نے مجھے تسلی دی اور کہا۔

تمہیں یہاں کوئی پریشان نہیں ہوگی اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھو جب تک چاہو یہاں پر رہ سکتے ہو۔

میں نے اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا جس نے اس مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا تھا ہم وہاں آرام سے رہنے لگے میرے، دوست طلحہ نے میرا ہر طرح سے خیال رکھا تھا ہمارے دن ہنسی خوشی گزرنے لگے۔

ایک دن طلحہ نے مجھ سے کہا جب ہم دونوں پارک میں بیٹھے تھے یار تم اس طرح کب تک جیتے رہو گے بھاگے ہوئے ہو اب میری مانو تمہیں شادی کر لینی چاہیے تم اپنا گھر بناؤ اپنی زندگی جیو طلحہ کی بات میں وزن تھا گھر سے بھاگنے کی وجہ سے ہمارا تعلق گھر والوں سے بالکل ہی ختم ہو گیا تھا اور اب ہم واپس بھی نہیں جا سکتے تھے کیوں کہ ہم جانتے تھے کہ واپس جاتے ہی زہرہ کے ابو نے شادی کسی اور جگہ کر دیں گے میں نے گھر آکر یہ بات زہرہ کو بتائی تو اس نے کہا میں نے خود کو آپ کے نام کب کا کر دیا ہے میں تمام رشتے توڑ کر آئی ہو آپ کے پاس تمہیں جو اچھا لگے تم کرو میں تمہارے ہر فیصلے پر سر تسلیم کروں گی


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہو گا مجھے اس کی بات سن کر خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا وہ مجھ سے میری سوچ سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی۔

میں نے طلحہ کو جب بتایا کہ ہم دونوں شادی کے لیے راضی ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا تھا اس نے اپنے ابو سے کہہ کر ہماری شادی کی تیاریاں شروع کر دیں ہم دونوں بہت خوش تھے کہ بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے آخر وہ دن بھی آ گیا جس کی مجھے تمنا تھی آج میرے دامن میں صرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی طلحہ کے ابو نے ہماری شادی کے لیے بیٹوں سے بڑھ کر انتظام کیا تھا۔

میری جان زہرہ کو دلہن کے روپ میں سجانے کے لیے بیوٹی پارلر لے جایا گیا تھا میں بھی دلہے کے روپ میں سج رہا تھا میں مستقبل کے خواب دیکھ رہا تھا اور اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچ رہا تھا میں طلحہ اور اس کے گھر والے بھی بہت خوش تھے لیکن کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ یہ خوشیاں چند گھڑی کی ہیں اس کے بعد ویرانی ہو گی اور ہمیشہ کے لیے رونا دھونا ہو گا میں دلہا بنا اپنی جان زہرہ کا انتظار کر رہا تھا کہ باہر ایمبولینس آ کر کھڑی ہوئی جس میں ایک لاش تھی لاش کو باہر نکالا گیا میرا دل زور زور سے دھک دھک کر رہا تھا کہ پتا نہیں یہ کس کی لاش ہے اور ہمارے گھر کیوں لائی گئی ہے جب طلحہ نے آگے بڑھ کر لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو میں اسے دیکھ کر چیخ اٹھا تھا کیوں کہ یہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ میری جان زہرہ کی لاش تھی مجھے بتایا گیا کہ راستے میں آتے وقت گاڑی کا ایک ٹرک سے ٹکراؤ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ مر گئی ہے میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا تھا۔

طلحہ اور اس کے والدین نے مجھے دلاسا دینے کی کوشش کر رہے تھے میری دنیا ہی ختم ہو گئی تھی روتے روتے میں بے ہوش ہو گیا تھا تو لوگ میری جان زہرہ کو قبر کے حوالے کر کے آ گئے میں قبر سے چمٹ کر زور زور سے رو رہا تھا میں مرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس کے بنا مجھے زندگی نہیں چاہیے یہ زندگی مجھے زندگی نہیں لگ رہی تھی سب کچھ اس کے بغیر بے معنی سا تھا لیکن خود کشی حرام ہے اور اس کی سزا جہنم ہے اس سوچ کی وجہ سے میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا تھا اس کے بنا سب کچھ پھیکا پھیکا سا تھا اور بے فائدہ سا تھا اس دن سے اب تک میں موت کے انتظار میں ہوں۔

آج ابوذر کو زہرہ سے جدا ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے ہیں لیکن زہرہ کی یادیں اس کی ساتھ گزرے ہوئے پل پل اک اک لمحات ابوذر کے ساتھ ہیں اس وقت بھی ابوذر طلحہ کے پاس ہی رہتا تھا وہ ہر روز زہرہ کی قبر پر جاتا ہے اور اس سے پٹ کر گھنٹوں روتا رہتا ہے اور اپنی قسمت پر آنسو بہاتا رہتا ہے لیکن یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ یہ سب خدا کی قدرت اور سب اس کے فیصلے ہیں کوئی بھی کام اس کی منشاء اور رضاء کے بغیر خلاف نہیں ہوتا سب کو اس کی رضا کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے۔

تو دوستو یہ تھی ابوذر کی کہانی امید کرتا ہوں کہ پسند آئی ہو گی آپ کی قیمتی رائے کا منتظر رہوں گا آخر میں شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

ذبح کے وقت تڑپنے پر صنم روٹھ گیا
لہو دوڑا جاتا ہے قدموں میں منانے کے لیے

دوستو زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی خدا حافظ اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

---

چار چیزیں جنت میں بلاتی ہیں
۱) اپنی مصیبت کو چھپانا۔
۲) والدین کے ساتھ نیکی کرنا
۳) چھپا کر صدقہ کرنا
۴) کثرت سے کلمہ طیبہ پڑھتے رہنا
راشد لطیف، صبرے والا ملتان

---



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# عورت کی شان

تحریر۔ چوہدری پرویز سہو کبیر والا۔ 0302.7442524

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں نے بھی پہلی بار جواب عرض میں لکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ قارئین اور آپ میری حوصلہ افزائی ضرور کریں گے پرانے قارئین اور رائٹر حضرات کی رائے کا انتظار رہے گا میں نے اس کہانی کا نام عورت کی شان رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی ایک ایسی مجبور اور معصوم عورت اور ماں کی کہانی جس نے ساری زندگی خوشی کی آس پر بیتا دی مگر اسے خوشی نصیب نہ ہوئی وہ عورت ایک خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی ایک انمول اور سچی پاکیزہ ماں تھی مگر اس کی پاک دامنی پر پھر بھی کیچڑ لگتا ہی رہا اور اس نے سب شکر سے گلے اپنے دامن میں سمو کر صبر کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ مجھے کوثر نے سنائی ہے آیئے آپ بھی کوثر کی زبانی ہی ان کی کہانی سنیئے۔

میری اماں کی عجب کہانی ہے غربت وافلاس کے سائے میں آنکھ کھولی جب چار برس کی تھی تو باپ چل بسا ان کی والدہ نے محنت ومشقت کر کے پالا پوسا اور تیرہ برس کی عمر میں شادی کر دی نانی اماں اس فریضہ کو ادا کرنے کے چند روز بعد اللہ کو پیاری ہو گئیں گویا وہ اس بات کی منتظر تھیں کہ لال جوڑا پہنوں گی خبر نہ تھی کہ اس لال جوڑے کے بدلے زمانے بھر کے دکھ مل جائیں گے ابا ان سے تیس برس بڑے تھے ان کو اپنی بیوی کی کم سنی اور خوبصورتی سے ڈر لگتا تھا امی نا سمجھ تھیں۔ لیکن بیدن ساتھی اس قدر شکی مزاج کے سگے بھائیوں بھانجوں اور بھتیجوں تک سے پردہ کراتا وہ بہت تندخو اور تنگ مزاج تھے تاہم کھانا پینا اچھا تھا اماں کو کسی شے کے لیے نہیں ترسایا ہاں اپنوں کی صورت دیکھنے کو ترستی تھیں کسی سے ملنے یا بات کرنے کی اجازت نہ تھی سگے بھائیوں تک ملنے نہیں آ سکتے تھے ان پابندیوں نے میری ماں کو کم عمری میں ہی مردہ دل بنا دیا ماں نے شوہر کا شکی مزاج دیکھ کر اپنے قریبی رشتے داروں سے ناتا توڑ لیا صبر کو اپنی فطرت بنا لیا اور خود کو گھر کی چار دیواری میں محصور کر لیا۔ تاکہ شوہر کو سکون ملے اور گھر قائم رہے۔

سولہ برس کی عمر میں ماں بن گئی اور پیلے بعد دیگرے تین بچے ہو گئے اماں مضبوطی کے ساتھ گھر کے بھونٹے سے بندھ گئی ابا کو خیال آیا کہ وطن میں محنت کی اجرت سے عزت کی زندگی بسر کرنی محال ہے تو ایک دوست کے توسط سے کویت چلے گئے نقشہ نویس تھے جس کو ملازمت مل گئی۔

آرٹیلیکٹ کہاں جاتا ہے وہاں ایک کمپنی میں



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

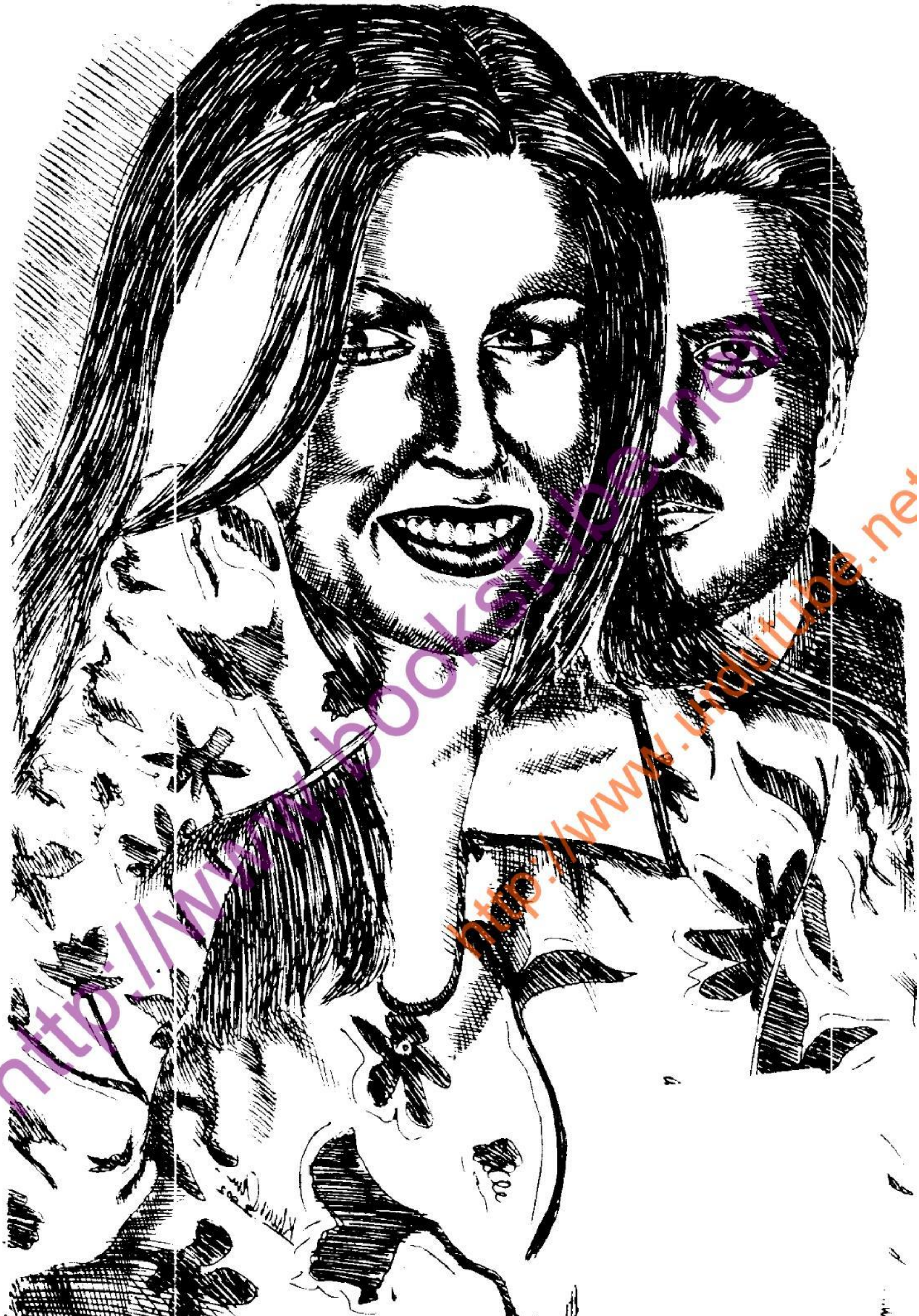

http://www.booksube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ان کو ملازمت مل گئی تنخواہ اچھی تھی میری ماں خوش ہوگئیں کہ پابندی کم ہوئی اور شوہر کی کمائی بھی معقول ہے تو اب انکے دن پھر جائیں گے ابا اپنے بہنوئی کو یہ فریضہ سونپ گئے کہ ان کی نگرانی کرتے رہنا ان کی بیوی گھر سے قدم تو نہیں نکالتی غرض پل پل کی خبر وہ اپنے بہنوئی سے لیتے تھے۔ جبکہ والدہ اپنے اس جاسوس نندوئی تک سے پردہ کرتی تھیں والد کے جانے کے بعد بھی وہ کہیں آتی جاتی نہ تھیں کہ شوہر کی سخت ہدایت تھی سوائے اس وقت بچے شدید بیمار ہوں تب ڈاکٹر کے پاس ابو کے والد کے ہمراہ جا سکتی ہو اس کے علاوہ کہیں نہیں جاؤ گی۔

والد نے جاتے جاتے تنبیہ کی تھی والدہ نے اس نصیحت کو گرہ میں باندھ لیا اور دادا پہلے بیٹی کے گھر رہتے تھے ابا لویت گئے تو وہ ہمارے گھر آ کر رہنے لگے کیونکہ ہم اب اکیلے تھے دادا کا قیام بیٹھک میں تھا جس کا دروازہ باہر کی طرف تھا اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو باہر سے مل کر چلا جاتا گھر کے اندر کسی مرد کو قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی پاس پڑوس والے بھی میرے والد کے مزاج سے واقف تھے لہذا کوئی امی سے ملنے نہیں آتا تھا یعنی کسی پڑوسن کو جرات نہ تھی کہ ہمارے گھر آئے سوائے خالہ حلیمہ کے۔

خالہ حلیمہ ہمارے پڑوس میں رہتی تھی اور والدہ کی یہ رضاعی ماں بھی تھیں اسی وجہ سے وہ گھر کے اندر آسکتی تھی وہ بہت نیک تھیں وہ ہمارے گھر کے حالات جانتی تھیں امی کی ہر طرح سے مدد کرتیں گھریلو کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتیں روز کا کھانا رقم کے علاوہ قرض بھی دے دیا کرتی تھیں۔

والد صاحب کویت سے دادا ابو کو بہت معمولی رقم بھجواتے جو وہ امی جان کو خرچ کے لے دیے دیتے ابا نے کبھی میری ماں کو ایک دھیلا تک نہیں بھیجا تھا امی کیسے گزارہ کرتی تھیں خدا ہی بہتر جانتا تھا۔

ایک بار چار سال کی عمر میں میرے چھوٹے بھائی کو بخار ہوا جو بگڑ کر ٹائیفائڈ کی شکل اختیار کر گیا امی بہت گھبرائیں خالہ حلیمہ کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس بھائی کو لے گئیں یہ ڈاکٹر خالہ کے بیٹے خاور کا دوست تھا اس نے فیس بھی نہ لی اور بہت توجہ سے علاج کیا کافی دنوں کے بعد میرا بھائی صحت مند ہو گیا تھا۔

اس وجہ سے امی خاور اور انکل کی بہت مشکور تھیں اور ان کو احترام سے بڑا بھائی کہتی تھی غرض کے ایسے حالات تھے کہ پانچ برس والد نے خبر تک نہ لی خط بھی اپنے والد یا بہنوئی کو لکھتے تھے ان سے ہماری خیر خبر لیتے تھے بار بار ان کو خطوط میں ہدایت کرتے کہ میری بیوی کی نگرانی رکھنا کہیں بدچلن نہ ہو جائے ان کو بیوی کی بدچلنی کی بہت فکر تھی لیکن اس بات کی فکر نہ تھی کہ کہیں کہ بغیر رقم اس کی عورت اور بچوں پہ کیا بیت رہی ہوگی۔

پانچ سال بعد لوٹے تو امی سے کرید کرید کر پوچھتے رہے کہ ان پانچ سالوں میں تم کیا کرتی رہی ہو میری غیر موجودگی میں کہاں کہاں جاتی رہی تھی پاک دامن ہو نا کہیں کوئی غلطی تو نہیں کی۔

امی ان کی باتوں پر روتی تھی کہ ایسی بے اعتباری تھی تو مجھے چھوڑ کر کیوں گئے تھے امی نے بتایا کہ خالہ حلیمہ آتی تھی، وہ بھی سسر صاحب کی اجازت سے ضرورت پڑنے پر ان کے گھر جاتی تھی ایک بار منصور بیمار ہو گیا تھا تو ان کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جانا ہوا تھا اور تو کہیں نہیں گئی تھی۔

والد کی تشخیص نہ ہوئی دادا کی گواہی پر بھی یقین نہ تھا خالہ حلیمہ کے پاس گئے اور ان کے بیٹوں سے بھی سوال کیے کہ میری بیوی کب کب گھر سے جاتی تھی ہر کسی نے کہا تم اپنے دماغ کا علاج کرواؤ ایک نیک بیوی تمہیں ملی ہے اور تم باتیں کرتے ہو کہ پڑوسیوں کو شرم آ جاتی ہے غرض کے ہر کسی کے منہ سے ایسا جواب سن کر خفت اٹھائی اور خاموش ہو بیٹھے تھے۔

لیکن دل میں مرض تھا تب ہی ایک روز بازار



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

میں کسی عورت کو دیکھا برقع میں تھی اور وہ اس عورت کی انگلی پکڑ کر ساتھ چل رہی تھی شام کا وقت تھا اندھیرا بڑھنے لگا تھا انہوں نے اس عورت کا پیچھا کرنا چاہا لیکن وہ دوا پنی گلی میں مڑی اور گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی یہ گلی کے نکڑ پر کھڑے منہ دیکھتے رہ گئے۔

جب گھر آئے تو امی جان کو چولہے کے پاس روٹیاں پکاتے دیکھا میلے کپڑوں میں تھیں حلیہ بھی ایسا تھا جیسے گھر میں رہنے والا اور کہیں نہ جانے والا انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں گئی تھی اور کوثر کہاں گئی۔

کوثر خالہ حلیمہ کے گھر میں ہے سپارا پڑھنے گئی ہے ابھی آتی ہو گی وہ کچھ یقین اور کچھ بے یقینی کی کیفیت میں گھر سے نکل گئے بات دراصل یہ تھی کہ خالہ حلیمہ کی بہو نے بازار سے کچھ خریداری کرنی تھی اور ان کا برقع میلا پڑا ہوا تھا انہوں نے میرے ہاتھ امی جان کا برقع منگوایا تھا میں نے ان کے یہاں قرآن کا درس لینے جاتی تھی انہوں نے مجھے ساتھ لیا اور بازار چلی گئی جسے دیکھ کر ابو یہ سمجھے کہ کوثر اپنی ماں کے ساتھ بازار میں گھوم رہی ہے۔

ابو نے امی سے مزید تفصیل نہ پوچھی کہ اگر آج گئی ہو تو کل پھر جائے گی تو موقع پر پکڑوں گا ایسے تو ہوشیار ہو جائے گی بات دل میں رکھ لی بہت دنوں تک اسی الجھن میں سلگتے رہے یہاں تک کہ چڑچڑے اور بدمزاجی کی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔

چھپ چھپ کر گھاتیں لگائیں امی گھر سے باہر نہ جاتی تو پکڑ لیتے خدا ایسے لوگوں کو خود سزا دیتا ہے جو نیک کردار اللہ کے بندوں پر تہمتیں دوسروں کے در پہ ہوتے ہیں دراصل والد خود غلط قماش کے تھے اور ماں بدچلن نظر آتی تھی ان کو چلن کا یہ سلسلہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد بھی جاری تھا۔

ایک دن کسی بازاری عورت کے ساتھ پکڑے گئے تھے لوگوں نے دونوں کو پکڑ لیا اس عورت کی وجہ سے پکڑے گئے تھے وہ عورت بازاری عورت تھی اور اس کی وجہ سے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے تھے ان لوگوں کی پہلے ہی ابو سے دشمنی چل رہی تھی تو اس لیے ان کو موقع ہاتھ آ گیا تھا اور اخباروں میں تصویر کے ساتھ ایسی خبر لگوائی کہ عزت خاک میں مل گئی۔

میری نیک ماں نے کافی کوشش کی کہ وہ صحیح ہو جائیں ان کے علاج کے لیے انہوں نے اپنا زیور بیچ دیا تھا حتیٰ کے گھر بھی فروخت کر دیا لیکن ابا کو ٹھیک ہونا تھا اور نہ ٹھیک ہوئے۔

ان کی ذہنی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ گھر میں بیٹھے بیٹھے باہر چلے جاتے تھے اور بلا مقصد سڑکوں اور گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے جب سے ہوش سنبھالا اپنے باپ کا ذہنی توازن خراب ہی دیکھا وہ کئی کئی دن گھر سے باہر رہتے تھے۔

اکثر قبرستان میں جا کر سو جاتے امی پکڑ پکڑ کا لاتی نہا دھلا کر کپڑے پہناتے مگر وہ پھر گھر سے نکل جاتے تھے اور جب ماں ڈھونڈ کر دوبارہ لاتی تو پہلے سے بھی بدتر حالت ہوتی گویا وہ ایک بدنصیب زندگی کا دلکش منظر دیکھنے کی کوشش کرتی رہتی۔

میں اپنی ماں کو سلام کرتی ہوں جنہوں ایسے شوہر سے بیاہ کیا اور برے وقت میں بھی ان کا ساتھ دیا اور علیحدگی کا نہیں سوچا بلکہ ٹوٹے بکھرے ہوئے انسان کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

یہ ہے ایک پاکستانی عورت کی اور شان جو اپنے بچوں کی خاطر شرابی اور نشئی شوہر کے ساتھ بیاہ کرتی ہے اور صبر کا دامن تھام کر رکھتی ہیں۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا مجھے آپ کی رائے کا انتظار رہے گا آخر میں سب پڑھنے والوں کو سلام اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں۔خدا دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

----------------



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

# بے وفائی

تحریر۔ زین نصیر۔ لاہور

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں پہلی بار آپ کی بزم میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ میری حوصلہ افزائی ہو گی اور میری کہانی کو جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں گے مجھے مایوس نہیں کیا جائے گا یہ میری اپنی آپ بیتی کہانی ہے جس میں سب نام مقام فرضی ہیں یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ جس کو پڑھ کر آپ بھی داد دیئے بنا نہیں رہ سکیں گے میں نے اس کہانی کا نام ۔ بے وفائی ۔ رکھا ہے اور یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ جس میں میرا اپنا ہی دل پاش پاش ہو گیا تھا اور میں نے جیسے خود کو سنبھالا یا پھر اس حسینہ کو کو سلام جس نے مجھے سنبھال لیا ورنہ تو میں ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ کیسی لگی میری کہانی ضرور آگاہ کیجئے گا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی میں نے کسی کی نہیں لکھی یا کسی کی کن سنی باتوں کے خیالات کے بارے میں نہیں لکھ رہا یہ سچی اور میری اپنی زندگی کی حقیقت ہے جو کہ میں گزار چکا ہوں اور جو گزارنا چاہتا ہوں یا جو گزر رہی ہے اس کہانی اور حقیقت کا مطلب کسی کا دل دکھانا نہیں ہے اور لازمی نہیں اس میں لکھی ہوئی ہر بات سے سب کا اتفاق ہو ہر ایک انسان کے خیالات ہمیشہ نہیں ملتے اور آخر ہم ان لوگوں کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں جو ہم سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں اور ان سے زیادہ پیار کرتے ہیں جو ہم سے زیادہ پیار نہیں کرتے بلکہ انکا پیار ایک دکھاوہ ہوتا ہے میرے پیارے دوستوں میری کہانی پڑھ کر آپ کو اپنی زندگی کی حقیقت سے کتنا اتفاق ہوتا ہے میں یہ ضرور جاننا چاہوں گا۔

میری کہانی میری زبانی میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے نام۔

میرا نام زین نصیر ہے میں پاکستان کے مشہور شہر لاہور میں 31 مئی۔ کو پیدا ہوا میرے آبائی اجداد بھی لاہور ہی رہنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ماں کی گود اصل درسگاہ ہوتی ہے بچے کے لیے لیکن میرا بچپن تین سال تک کیسا تھا یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے اس اچھی فیملی میں پیدا فرمایا ہے۔

سب سے پہلے میں اپنے پاپا۔ والد۔ کے بارے میں ذکر کرنا چاہوں گا میرے والد جن کا نام نصیر احمد ہے اور میں ان کو پاپا کہہ کر پکارتا ہوں انہوں نے زندگی میں ہمیشہ محنت کرنا سیکھا ہے اور ہم بہن بھائیوں کو بھی سکھایا ہے انہوں نے شروع سے ہی اصولوں کے پابند زندگی گزاری ہے لیکن وہ خوش ہوتے ہیں۔ تو سب کو اتنا خوش رکھنا کہ ہر انسان ان کو یاد کرے ہمیشہ لیکن ساتھ یہ بھی بتاتا

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

چلوں کہ ان کی خوشی کا جو عالم ہوتا ہے اس سے بڑھ کر غصہ کا بھی عالم ہوتا ہے جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو پھر سمجھو کسی کی خیر نہیں ہے بس غلطی کی تو کیوں کی لیکن بچوں سے ہمیشہ پیار کرتے ہیں غصہ بچوں پر ہی آئے گا نہ اگر وہ غلطی کریں گے تو لیکن ان کا دل بہت نرم ہے اپنے بچوں کو خوش بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے اکثر مشکلات بھی دیکھی ہیں لیکن اپنے بچوں کو ہمیشہ خوش ہی رکھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ انہیں خوش بھی رکھا ہے۔

اب میری ماں جنہیں میں امی کہہ کر بلاتا ہوں کہتے ہیں ماں سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی ہستی نہیں یہ بات بھی کسی نے سچ ہی کہی ہے میری ماں اپنے شوہر اپنے بچوں سب سے ہی پیار کرتی ہیں ہر ایک کی مشکل کو دور کرنا ان کی عادت ہے ہر ایک کا خیال رکھنا اپنے بچوں کی ہر خواہش پوری کرنا ان کی سب سے اچھی عادتوں میں سے ایک ہے۔

اللہ کا ذکر کرنا نماز کی پابندی ان کا شوق ہے اور انہوں نے اپنی شادی سے لے کر اب تک بہت تکلیفیں برداشت کی ہیں بلکہ جتنا مشکل وقت انہوں نے دیکھا ہے شاید ہی کسی نے دیکھا ہو لیکن ہر مشکل وقت میں اپنے شوہر کا ساتھ دیا ہے اور یہاں تک کہ اپنے شوہر کی ترقی میں بھی ان کا سب سے زیادہ ہاتھ ہے ان کی دن رات کی محنت شامل ہے اور ہمیشہ اللہ پر بھروسہ کرنا سکھایا ہے کہ وہی سب کی سنتا ہے ہماری بھی ضرور سنے گا۔

اپنے ماں باپ کے بعد میں اپنے بہن بھائیوں کا ذکر بھی ضرور کروں گا ویسے تو میرے دو بھائی ہیں اور بڑے ہی لیکن ان سے پہلے میں اپنی بہن کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی بہن عطا کی ہے اور وہ بھی میرے ماں باپ کی لاڈلی اور ہم سب بھائیوں کی جان ہے لیکن میں شروع سے چاہتا تھا کہ میری بہنیں زیادہ ہوں لیکن کہتے ہیں کہ ایک در بند تو سو در کھلا سچ ہی کہا ہے کسی نے لیکن میں نے کئی منہ بولی بہنیں بھی بنا رکھی ہیں اور آج تک میں نے ان بہنوں میں کوئی فرق نہیں رکھا اور نہ ہی کبھی سمجھوں گا بلکہ ہر ایک کو سچے دل سے پیار دیا او رکوشش کی کہ وہ جو مانگیں وہ اسی وقت پورا کر دوں آگے کی کہانی میں باری باری سب کو ذکر کروں گا۔

لیکن میری بہن جو میرے ساتھ رہتی ہے اس کا ذکر کرتا ہوں ماں باپ کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے وہ میرے آنکھوں کی ٹھنڈک اور نور ہے جب اس کو خوش دیکھتا ہوں خوش جاتا ہوں اگر وہ خوش نہ ہو تو میں بھی خوش نہیں رہتا دل چاہتا ہے کہ اس بہن کی ہی نہیں ہر بہن کی ہر مشکل کو دور کروں جو مشکلات ان کے پاس ہیں وہ میری ہو جائیں اور بس وہ اپنے گھروں میں خوش رہیں آگے۔

میں اس کے بارے میں تفصیل سے لکھوں گا۔

میرے دو بھائی ہیں سب سے پہلے بڑے بھائی کا ذکر کروں گا سب سے زیادہ ماں باپ سے پیار ہے اور پاپا کا تو وہ لاڈلا بیٹا ہے اگر اس کو کوئی تکلیف ہو تو سب سے زیادہ میرے پاپا کو ٹینشن لگی ہوتی ہے اس کو سب سے زیادہ پڑھنے کا شوق ہے یہاں تک کے اس کی شادی کے بعد بھی اس نے پڑھائی نہیں چھوڑی تھی ابھی تک وہ ساتھ ساتھ پڑھ بھی رہا ہے اور ٹیچر بھی ہے اکیڈمی چلا رہا ہے اپنی اور کالج میں پڑھتا ہے وہ بھی اپنے گھر والوں کا بہت خیال رکھتا ہے بلکہ جتنا اس نے ماں باپ کا ساتھ دیا ہے اور بہن بھائیوں میں سے شاید ہی کوئی بیٹا ماں باپ اور بہن بھائیوں کا خیال رکھتا ہو اور غصہ اس کو بھی بہت آتا ہے غصہ میں کیا کہتا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہے اس کو خود بھی نہیں پتہ ہوتا شاید۔

اس سے چھوٹا بھائی وہ ماں کا سب سے لاڈلا ہے اس کو بچپن سے ہی پڑھائی کا شوق نہیں تھا بس پتنگ بازی کرنا یا گھومنے پھرنے کے ساتھ یا دوستوں کے ساتھ رہنے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا یہاں تک کے میری امی قرآن پاک پڑھنے کے لیے اس کو اٹھا کر مسجد چھوڑ کر آتی وہ سب سے زیادہ مار بھی امی سے ہی کھاتا تھا پانچ ہزار کماتا اور دس ہزار خرچ کرنا اس کا اپنا شوق ہے کبھی پیسوں کی پرواہ نہیں کی اس نے ہمیشہ کھلے دل سے پیسے خرچ کئے ہیں۔

اب میں اپنا ذکر کرنا چاہتا ہوں اس گھر کا سب سے چھوٹا بچہ میں ہی ہوں میرے ماں بہن بھائیوں نے مجھے شروع سے ہی بہت پیار دیا ہے بلکہ میں اللہ کا کروڑوں شکرادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے اتنی اچھی فیملی عطا فرمائی ہے جو مجھے بہت پیار کرتے ہیں میں نے شروع سے ہی دوسروں کو پیار دینا سیکھا ہے اور دوسروں کو پیار کرنا بھی سیکھا لیکن اسی پیار کرنے کی وجہ سے میں نے بہت تکلیفوں کو برداشت کیا یہاں تک کہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی تکلیفیں دیکھی وہ شاید ہی کسی نے دیکھی ہوں۔

جس سے بھی کوئی رشتہ بنایا چاہے وہ منہ بولا ہو یا سگا کبھی اس میں فرق نہیں دیکھا ایک اپنے کسی کے نہیں بنتے یہ تو پھر بھی منہ بولے رشتے ہیں دوسروں کو پیار دکھانا شاید یہی میری سب سے بری عادت تھی کہ میں دوسروں کی تکلیفیں سن کر اتنا پریشان ہو جاتا ہوں کہ جب تک وہ دور نہ ہو مجھے سکون نہیں ملتا میرے دل میں چین نہیں آتا بیتاب ہو جاتا ہوں اس دکھ کو دور کرنے کے لیے ہر مشکل کو ختم کرنے کے لیے بس یہی چاہتا ہوں کہ ہر انسان خوش رہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا میں

میری کہانی کا آغاز بڑے دکھ کے الفاظ کے ساتھ شروع کر رہا ہوں، جب میں نویں کلاس کا طالب علم تھا میری نانی امی جن سے میں بہت پیار کرتا میری نانی جو مجھے اپنے پاس سلایا کرتی تھی میرے لطیفے سن کر مجھے گلے لگایا کرتی تھی اور پیسے دیا کرتی تھی آج میں ان کو بہت یاد کرتا ہوں بہت یاد آتی ہیں وہ ان کی جگہ جو میرے دل میں ہے وہ کوئی کبھی نہیں لے سکتا جب ان کی وفات ہوئی میں سکول سے پڑھ کر گھر آیا تھا زندگی میں مجھے کسی کی موت دیکھ کر رونا نہیں آیا تھا لیکن جب میری نانی امی گزری تو خون کے آنسو رویا تھا میں اور آج بھی ان کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں نم ہو جاتی ہیں ہر دعا میں سب سے پہلے اپنی نانی کو یاد کرتا ہوں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں آمین۔

ابھی میری نانی امی کے آنسو اور دکھ دور نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے ایک بڑے امتحان میں ڈال دیا تھا میری چچی کا بھائی فیصل میرے پاپا کا کزن بھی تھا اس کا انتقال ہو گیا وہ ہمارے ساتھ کھیلتا اور خوش رہتا تھا اس کی موت کا بھی بہت افسوس ہوا تھا مجھے اور بہت دکھ بھی ہوا تھا اللہ ان کو بھی جنت الفردوس میں جگہ دیں آمین۔

میری دادی میرے دادا کو ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ اپنا خیال رکھا کرو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی انہیں صرف میرے دادا کی فکر رہتی تھی میں ان سے بہت پیار کرتا ہوں اور پوری زندگی کرتا رہوں گا وہ خود پہلے دنیا سے چلی گئی میرے میرے دادا کا خیال کرتے کرتے۔

میں نے پہلی بار اپنے پاپا کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے سب لوگوں کو انکا بہت دکھ ہوا ہے میرا پورا خاندان ان کو یاد کرتا ہے لیکن انہوں نے جتنی مشکلات دیکھی ہیں شاید ہی کسی نے دیکھی تھی



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

میری زندگی کی شروعات میری نانی کے انتقال کے بعد ہوئی تھی کیوں کہ میرے بچپن میں میں کیسا تھا اور کیا کرتا تھا مجھے زیادہ یاد نہیں ہے لیکن میں نے ہوش سنبھالا ہے جو مشکلات اور خوشیاں دیکھی ہیں ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

اپنی ہر بات لکھنا چاہتا ہوں ہر بات کہ کب اور کس چیز سے مجھے خوشی ملتی ہے اور کس چیز سے دکھ اور تکلیف ہوتی ہے میں جب نویں جماعت میں تھا تب مجھے پڑھنے کا شوق نہیں تھا صبح اٹھ کر سکول جانا اور مغرب کی نماز کے وقت واپس آنا کیوں کہ ساتھ ہی انہیں چیزوں سے اکیڈمی بھی پڑھتا تھا میں اور مجھے چھٹی کلاس سے لے کر تمام کلاسز میں بہت ہی اچھے اساتذہ ملے جنہوں نے مجھے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت دی اور دوسروں کا خیال رکھنا بھی سکھایا۔

جب میں نے نویں جماعت کے پیپر دیئے تو کچھ پیپرز میں سے پاس نہ ہو سکا تھا لیکن تب لوگوں کی باتیں ہر ایک سے کچھ نہ کچھ سننا پڑھا لیکن ان باتوں کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ میں انشاء اللہ اب محنت کروں گا کچھ بن کر دکھاؤں گا اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کا سہارا بنوں گا تاکہ ان کو ناز ہو اور فخر ہو مجھ پر اور مجھے سب سے زیادہ آسان قرآن مجید لگتا تھا میں سات سال کا تھا جب میں نے قرآن پاک پڑھ لیا تھا اور پڑھ کر دوہرائی بھی کر لی تھی۔

مجھے نعتوں کا بھی بہت شوق تھا میں نے نعتوں کے لیے بھی اکیڈمی میں داخلہ لیا تھا اور وہاں سے نعت خوانی سیکھی اور بہت سے مقابلوں میں انعامات بھی جیتے میری ماں کا خواب تھا کہ میرا بیٹا نعت خواں بنے جس کو پورا کرنے کی کوشش کی میں نے اور اس ملک کے ہر نامور ثنا خواں کے ساتھ ملنے اور پڑھنے کی بھی سعادت حاصل کی اور دف بھی بجانا سیکھا اور دل کو نعت خوانی سے بہت سکون ملتا تھا میں اکثر نہیں آ جاتے جاتے ہلکی سی آواز میں نعت پڑھتا ہوں جس سے میرے دل کو سکون ملتا ہے۔

مجھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے اور پوری کوشش کرتا ہوں کہ میں پانچ وقت کی نماز لازمی ادا کروں لیکن اکثر مجھ سے نماز چھوٹ جاتی ہے لیکن بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے نماز کیوں چھوڑ دی اور کوشش کرتا ہوں کہ ساری نمازیں ادا کیا کروں اور دوسروں کا خیال رکھنا دوسروں کو خوش رکھنا میری عادتوں میں سے ایک ہے مجھے دوسروں کی تکلیفیں دور کرنے سے بہت خوشی ملتی ہے ہر ایک کی مشکل سننا اس اس کو اپنی مشکل سمجھنا اور اس کو دور کرنا مجھے اچھا لگتا تھا میری زندگی میں میری خالہ جو میری امی کی کزن تھی تب انہوں نے صحیح معنوں میں قدم رکھا ان سے مجھے اتنا پیار ہو گیا ہے میں خود بھی نہیں جانتا تھا لیکن ان کی فیملی کو اپنی فیملی سمجھتا ہوں میں ان کو اپنی ماں جیسے پیار کرتا ہوں وہ کراچی میں رہتی ہیں وہ جب بھی لاہور آتی ہیں تو میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اتنا خوش ہوتا ہے کہ میں جیسے ساری خوشیاں مجھے مل گئی ہوں انہوں نے جب بھی لاہور آنا ہوتا تھا یعنی ان کے بچوں کی یعنی میرے بہن بھائیوں کی ہر ایک بات پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ان کو بہت زیادہ پیار کرتا ہوں جب سے میں ان سے رشتہ بنایا شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس دن میں نے ان سے بات نہیں کرتا ہوں بلکہ جس دن انہوں نے مجھے جواب نہ دینا میں نے ان سے اکثر ناراض ہو جانا اور روتے رہنا کہ وہ مجھے یاد نہیں کرتے مجھ سے پیار نہیں کرتے انہوں نے کسی بھی ملک کی سیر کے لیے جانا ان سے پھر بھی بات کرنا ان کو ہمیشہ خوش رکھنے



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/

کی کوشش کرتا اور ان کے بچوں سب کی سالگرہ سب سے پہلے یاد رکھتی اور ہمیشہ ان کو سب بچوں کو خوشی سے سرپرائز کرا کچھ نہ کچھ بھیجتے رہنا انہیں میں اپنی چھوٹی ماں کی طرح مانتا ہوں اور بہت پیار کرتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ اکثر انسان کسی کو پیار کرتا ہے تو اس کے دل میں کسی نہ کسی بات کا لالچ ہوتا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو یہ سوچتا ہے وہ کسی سے پیار نہیں کرسکتا میں نے اپنے خالہ کو بہت پیار کیا اور انہوں نے بھی مجھے لیکن میں نے آج تک زندگی میں کبھی اس کے بدلے کچھ نہیں چاہا اور نہ ہی کچھ چاہوں گا یہاں تک چاہتا ہوں کہ شاید سال میں ہی کوئی دن ایسا آتا ہو جب میری خالہ نے مجھے خود فون کیا ہو لیکن ان کو جب بھی میں نے فون کرنا یا بات کرنی صرف اتنی ہی بات سے خوش ہو جانا کہ زین ہمیں ہمیشہ یاد کرتا ہے بچے بھی سب بہت یاد کرتے ہیں اور ہاں میری خالہ جن سے میں سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں وہ مجھے شاید ہی فون کرتی ہیں لیکن ان کے سسرال میں کم سے کم تیس لوگ ہوں گے لیکن انہوں نے بھی مجھے ہمیشہ یاد نہیں کیا بلکہ فون کرتے رہتے ہیں اور پوچھتے رہتے ہیں کہ زین بیٹا کب ملو گے ہمیں زین بھائی کب دیکھیں گے ہم آپ کو لیکن میں نے کبھی ان سے یہ نہیں کہا کہ میری خالہ ایک بار مجھے پکار کر تو دیکھے میں اڑ کر پہنچ جاؤں گا

لیکن ایک بات اور بتاتا چلوں کہ میری خالہ کے بھائی جو کہ رشتے میں ماموں لگتے ہیں وہ کراچی سے لاہور شفٹ ہوئے اور بہت خوش ہیں وہ لیکن میری خالہ مجھے زیادہ فون تب کرتی ہیں جب کراچی سے ان کے سسرال والوں میں سے کسی کو لاہور آنا ہوتا ہے انہوں نے آج تک اپنے بھائی سے نہیں کہا کہ میری نند یا میرا دیور یا میری ساس سسر ہے ان کو ائیرپورٹ سے لے کا جانا ہے بلکہ ہمیشہ مجھے فون کر کے کہتی ہیں کہ زین ان کو بھی کسی کام سے منع نہیں کرے گا۔

اب تو میں نے اپنی گاڑی بھی بیچ دی ہے لیکن جب بھی تک بھی اور اب نہیں ہے اب بھی جب وہ آتے ہیں چاہئے کرایہ پر ہی کیوں لوں میں انکا ہمیشہ خیال کرتا ہوں ان کو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرنے دیتا کہ کہیں میری خالہ کو وہ یہ نہ کہیں کہ زین نے ہمارا بالکل خیال نہیں کیا میں نے زندگی میں مغرب کی نماز کے بعد کبھی گھر سے قدم باہر نہیں رکھا لیکن ان کے لیے میں ان کے سسرال والوں کے لیے پوری پوری رات گھر سے باہر رہتا ہوں ان کے کام کرتا اور ہمیشہ ان کو خوش رکھتا ہوں اور وہ بھی مجھے سے چاہئے پیار کریں یا نہ کریں میں ان سے ہمیشہ پیار کرتا رہوں گا کیوں کہ میرے ماں باپ نے مجھے یہی سکھایا ہے، کہ خود خوش رہو اور دوسروں کو بھی خوش رکھو اور دوسروں کو خوش رہنا سکھاؤں۔

اور یہ بتاؤں کہ ذات برادری کچھ نہیں ہوتی ہم سب مسلمان ہیں ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں آج ہم اپنے مذہب سے اتنا پیچھے ہٹ گئے ہیں کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں مسلمان ہیں ایک ان کا احساس کرنا چاہئے لیکن آج کل ہم ہی ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں اپنے خون کا رشتہ بھی بھول گئے ہیں کیوں کہ دوسروں کا خیال نہیں کرتے کسی کا احساس نہیں کرتے اس لیے ہم ترقی نہیں کر پا رہے کیوں کہ ہم نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگنا شروع کر دیا ہے اور یہاں تک کہ دوسروں کا حق بھی چھیننا شروع کر دیا ہے۔

ہم بھول گئے ہیں کہ اسلام ایک مذہب معاشرہ ہے اس نے دوسروں کو خوش رکھنا انکا اپنے

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سے زیادہ خیال رکھنا اور ہر خواہش پوری کرنا سکھایا ہے لیکن آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ اس کی وجہ سے انسان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے بہت سی تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی ہیں کیوں کہ میں نے بھی اپنی زندگی میں بہت کچھ کھویا ہے اور بہت کچھ حاصل کیا ہے میری شروع سے ہی عادت تھی کہ پتا نہیں کیوں کسی کا دکھ تکلیف پریشانی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی جب بھی کسی کا دکھ سنتا ہوں دل کرتا ہے کہ ابھی اس کو اپنا بنا کر اس کا دکھ اس کی تکلیف دور کر دوں اللہ مجھے اس قابل بنا دیں اور اللہ مجھے ایسا راستہ دکھاتا ہے کہ میں اس کی مدد کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے مجھے اتنی طاقت دی ہے کہ میں دوسروں کے کام آسکا لیکن اکثر وہی لوگ جن کا مشکل وقت میں میں نے جتنا ساتھ دیا ہو وہی جب مجھے کبھی ضرورت پیش آئی تو کبھی میرے کام نہیں آئے لیکن مجھے کبھی کسی سے کوئی کام نہیں پڑا اور میں اللہ سے بھی یہی دعا کرتا ہوں کہ میرے اللہ مجھے اس قابل بنا دے کہ میں ہر کسی کے کام آؤں لوگوں کو پیار کرنا ایک دوسرے کا احساس کرنا سکھاؤں آج تک میں نے کبھی کسی کی مدد لالچ سے نہیں کی کہ کسی کام سے نہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا ہوں سب کو بہت خوش رکھنا چاہتا ہوں۔

آج میں اپنی زندگی کی کچھ حقیقت لکھنے لگا ہوں جو آج تک میں نے کسی کو نہیں بتائی میں نے سب نے سب سے پہلے ایک میرا دوست تھا فیصل اس کو کچھ کام نہیں تھا میں گاڑیوں کو بیچنے اور خریدنے کا کام کرتا تھا اور ساتھ ساتھ بینک میں جاب کرتا تھا تو مجھے اس کے بھائی نے کہا ہمارے گھر کے حالات بہت خراب ہیں تم اس کو کوئی کام پر لگوا دو مجھے پہلے ہی کسی ہیلپ کی ضرورت تھی کام زیادہ تھا اور میں اکیلا میں ان اسے اپنے پاس رکھ لیا اور اس کو کام بتانا شروع کر دیا کہ کیسے کرتے ہیں یہ کام کس طرح کیا کچھ کرنا ہے لیکن ان کے گھر کے حالات اتنے خراب تھے کہ میں آپ کو بیان بھی نہیں کر سکتا لیکن صرف یہ لکھنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی دن میں نے دس ہزار بھی کمائے ہیں تو یا جتنا بھی کمایا ہے کم سے کم سارے پیسے اس کو اکھٹے کر کے دے دیتا کہ جاؤ جا کر اپنی ماں کو دے دو وہ گھر کا کھانے پینے کا سامان لے آئیں اور کرایہ وغیرہ ادا کریں۔

ماں پیسے لے کر کہتی کہ کہاں سے آئے ہیں یہ پیسے تو وہ کہتا کہ زین نے دیئے ہیں تو اس کی ماں نے مجھے جھولیاں بھر بھر کے دعائیں دینی اور ان کی دعا اور باتیں سن کر میری آنکھوں سے آنسو آجاتے اور دل کو بہت سکون ملتا اور اسی طرح فیصل کی وجہ سے اس کی ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے مجھے نقصان اٹھانا پڑا لیکن میں اس وقت بھی اس کا حوصلہ اور سہارا بنا اور وہ میرا بہت خیال کرتا ہے جب بھی مجھے ملتا ہے بہت خوش ہوتا ہے اور اکثر لوگوں میں جب میرے سامنے آتا ہے تو سب کو اکثر ذکر کرتا ہے میرا کہتا ہے زین نے میرا بہت ساتھ دیا ہے میرا کچھ بھی نہیں لگتا تھا میرے اپنے میرے نہیں بنے کسی نے ہمارا ساتھ نہیں دیا مشکل وقت میں لیکن اس نے میرا بہت خیال رکھا ہے کبھی نہیں بھول سکتا۔

یہ سب جب بھی میں اس کو اور اس کی فیملی کو اب ملتا ہوں کہ وہ خوش ہیں تو بہت خوشی ملتی ہے مجھے بہت اچھا لگتا ہے وہ لڑکا بہت اچھا ہے وہ بہت ہی محنت کرتا تھا میرے ساتھ اللہ اس کو اور بھی ترقی دے اور زندگی کی ساری خوشیاں عطا فرمائے جو وہ چاہتا ہے جو اس کے ماں باپ اس کے لیے چاہتے ہیں اس کے ساتھ میرا بہت اچھا وقت گزر رہا ہے۔

اب میری نیچر ان کو نام تو نہیں بتاؤں گا لیکن


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ان سے پڑھتا تھا وہ بہت اچھا پڑھاتی ہیں ہمارا کالج کا ٹرپ تھا منگلہ ڈیم کھیوڑہ گھومنے گئے تھے میری شروع سے عادت تھی کہ میں زیادہ سے سے دوستی نہیں کرتا تھا کسی سے زیادہ فری نہیں ہوتا تھا بس خاموش رہتا ہوں ہم جب واپس نکلے تو وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئیں میں نے اپنی کلاس کا مانیٹر تھا بہت عزت دی اللہ نے میں نے چار ایوارڈ بھی حاصل کیے کالج میں وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی تو کہنے لگیں زین کیا بات ہے تم کسی سے زیادہ بات نہیں کرتے ہو سب مستیاں کر رہے ہیں اور تم چپ کر کے بیٹھے ہوئے ہو وہاں پر بھی ایسے ہی تھا کیا وجہ ہے پریشان ہو تو میں نے کہا نہیں میڈم ایسی بات نہیں ہے بس ویسے ہی ایسے ہی کرتے کرتے ان سے میری بات شروع ہوئی اور وہ کہنے لگی زین شادی ہے مارچ میں کچھ مہینے باقی رہ گئے ہیں میرا ایک ہی بھائی تھا جو کہ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا تھا اور میرے ابو کا بھی کافی دیر پہلے کا انتقال ہو چکا ہے ایک بہن ہے اس کی شادی کئی سال گزر گئے ہیں اور میں اور میری ماں اکیلے رہتے ہیں۔ اور اتنے کام ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا کریں ہم۔

ان سب باتوں کو سن کر ان کی مشکلات دیکھ کر مجھے رونا آ گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میڈم ایک بات کہوں کہتی کیا میں نے کہا آپ مجھے اپنا بھائی بنا لیں لیکن صرف ایک شرط ہے کہ اگر بھائی بنانا تو سچے دل سے بنانا کیوں کہ میں جس سے بھی کوئی رشتہ بناتا ہوں سچے دل سے بناتا ہوں اور بناتا ہوں سچے دل یوں تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر رونے لگی۔

اگلے دن وہ مجھے اپنے گھر لے گئی امی سے ملانے اسی دن مجھے کالج میں کہنے لگی کہ میری امی کہہ رہی تھیں کہ وہ بھی دوسروں جیسا ہی نہ نکلے اور یہ نہ ہو کہ ہمارے کام نہ آئے اور دوسرے لوگوں جیسا ہی نکلے تو یہ بات جب میں نے سنی تو میں پریشان ہو گیا کہ کیا مطلب ہے اس کا لیکن جب میں ان کے گھر اور گیا ان کی ماں سے ملا تو ان کی مشکلات سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے کہ یہ دنیا صرف مطلب پرست لوگوں کی کیوں ہے لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہمیں ہر چیز کا حساب دینا ہے آخرت میں جس نے ہمیں پیدا ہے کہ میدان حجر میں ہر سوال کا جواب دینا ہے لیکن ہم صرف اپنا مطلب کیوں نکالتے ہیں لوگوں سے لوگوں جو جن کا سہارا بنا چاہئے ان کا ساتھ دینے کے بجائے ان کے ساتھ دھوکا کرتے ہیں ان کا یقین توڑ دیتے ہیں میں ایسا کیوں کہہ رہا ہوں یہ بتانا چاہتا ہوں۔

انکی ماں نے مجھے بتایا کہ جب میری ٹیچر کے والد نے وفات پائی تھی اس کے بعد ان کا سہارا ان کا بیٹا بنا لیکن ان کے بیٹے کا انتقال ہوا پھر ان کا سہارا کوئی نہیں تھا تو کسی نے ان کا بیٹا بن کر اور کسی نے ان کا بھائی بن کر ان کی دولت لوٹی کہ ہم نے اس کاروبار میں پیسے لگائے ہیں میں آپ کو اتنا منافع کر دیا کروں گا ہر ماہ لیکن اس کاروبار میں کبھی ان کو منافع نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ نقصان ہوا اور لوگوں نے بھائی اور بیٹا بن کر پندرہ لاکھ سے بھی زیادہ نقصان کیا اور کوئی واپس بھی نہیں کرتا پیسے ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے تو اب کیا کریں ہم کس پر بھروسہ کریں۔

میں نے انہیں کہا کہ آپ انشاءاللہ ایک بار یقین کر کے تو دیکھو انشاءاللہ سب دیکھنا ٹھیک ہو جائے گا جب تک میں ہوں اور اپنی بہن کی شادی میں کوئی کام کم نہیں ہوگا کسی چیز کی پریشانی مت لینا چاہئے وہ پیسے ہوں یا کوئی بھی چیز ہو یا کوئی بھی کام ہو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ سب بہتر کرنے والا ہے



www.pdfbooksfree.pk

اور اللہ کا بہت شکر ہے کہ اس ملک میں ہی نہیں دنیا میں اپنی محنت سے کمانا ہے جتنا بھی کمایا ہے اور بہت کمانا چاہتا ہوں۔

تو سب سے، پہلے میں اس سے جس نے بھی ان سے پیسے لیے، ہیں ان سے ملا ان کو ساتھ لے کر گیا ان سے، ملا ان کی باتیں سنی اور مجھے بہت دکھ ہوا اس بات کا کے ہر ایک ان کو باتوں میں الجھا کر ان کے کوئی پیسے واپس نہیں دیتا لیکن بہت مشکل سے میں نے جیتنے ہو سکتا تھا ان کے پیسے واپس دلوائے اور ان کو سرکاری نوکری دلوائی اور اپنی بہن جیسے میں بہن کہتا تھا پورے دھوم دھام سے اس کی شادی کی اور اپنے ہاتھوں سے قرآن پاک اس کے سر پر اٹھا رکھا تھا اور ان کو رخصت کیا خوشی سے اور جتنا ہو سکا ان کو تکلیف سے نکال کر ان کی خوشیاں ان کو لوٹا دیں اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ وہ اب بہت ہی خوش ہیں۔

جب بھی انہیں کوئی کام ہوتا ہے وہ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں تو فورا چلا جاتا ہوں میں ان کا کام کرنے میرے کام آنے سے جو ان کو خوشی مل جاتی ہے میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں اور کچھ نہیں چاہیے مجھے وہ خوش رہیں بس یہی چاہتا ہوں۔

ایک میری منہ بولی بہن کراچی میں بنی تھی وہ بہت ہی اچھی لڑکی تھی بہت خیال رکھتی تھی میرا وہ دو بہنیں اور دو بھائی ہیں اور ان کے والد صاحب سعودی عرب میں ہیں ان کی فیملی بہت ہی خوش اخلاق ہے ان کے والد صاحب سعودی عرب سے واپس آنے کا پروگرام بنا رہے تھے کیوں کہ ان کے حالات بالکل ٹھیک نہیں لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا ان کے پاپا کو فالج ہو گیا وہ سعودی عرب کے شہر جدہ میں ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا ان کید دستوں نے ویسے تو وہاں ان کے کئی چچازاد بھائی تھے لیکن کوئی ان کا حال پوچھنے والا نہیں گیا کیوں کہ کہیں ہسپتال کا بل ادا کرنا نہ پڑے ان کے گھر میں سوگ منایا جا رہا تھا لیکن کوئی ان کے دکھ میں شریک نہیں ہو رہا تھا۔

میں نے جب سنا تو مجھے اتنا دکھ ہوا کہ میں بتا نہ سکا تو میں نے اس سے پوچھا تو کہنے لگی کہ زین کوئی ان کے پاس بھی نہیں جا رہا ان کا کوئی دوست ہے یا انجان لیکن اس نے کافی خیال رکھا ہے اس نے ہی گھر میں اطلاع دی ہے اور بتایا کہ بہت ضرورت ہے کسی کی یہاں کوئی اپنا ہے تو بھیج دو کیوں کہ ان کو بہت ضرورت ہے سہارے کی۔

اس وقت ان کو اور ہسپتال کا بل بہت زیادہ بنا ہوا تھا اور ان کی حالت بھی بہت خراب تھی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ان کو زندگی مل گئی اور وہ بہتر ہو گئے لیکن جب پتا چلا تو ان کا بل چار لاکھ بنا ہوا تھا پاکستانی ان کے گھر کے حالات بھی ایسے نہیں تھے کہ وہ ادا کر سکیں تو انہوں نے سوچا کہ ہم گھر بیچ دیتے ہیں لیکن میں نے ان سے پوچھا کہ میں کام آ سکتا ہوں اتنے تو نہیں لیکن جتنے پیسے ہیں میں بھیج دیتا ہوں لیکن اس نے، لینے سے انکار کر دیا کہتی آپ مجھے بس بیلنس بھیج دینا جتنا کہوں کیوں کہ مجھے بار بار اس کو فون کرنا پڑتا ہے کیوں کہ وہ سب سے بڑی ہے گھر میں اور بھائی چھوٹے ہیں پڑھتے ہیں تو میں نے جتنا ہو سکا ان سے میرے دوست چچا جان جو بھی وہاں تھا ریفرنس نکال کر بہت مشکل سے ان کو ڈسچارج کروایا ان لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں۔

میں جس جس نے اس وقت مدد کی بل ادا کرنے میں اور وہ واپس کراچی اپنے گھر آ گئے لیکن اب کے گردے بالکل ختم ہو گئے تھے بول بھی نہیں سکتا وہ کیوں کہ فالج کی وجہ سے بولا نہیں جاتا ان سے پریشان ہو گئے سب لوگ اور کوئی کاروبار بھی نہیں تھا اور روز ڈائلسر کروانے تھے اور


www.pdfbooksfree.pk

گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں تھا تو کیا کریں ہم کہاں جائیں گھر میں کھانے پینے کو کچھ نہیں رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کو پیسے بھیجتا ہوں لیکن وہ نہیں مان رہی تھی لیکن بہت مشکل سے مان گئی اور اپنے بھائی ہونے کا حق مانگا اس سے تو اس نے ہاں کر دی۔

میں نے ان کو کچھ رقم دی جتنی بھی کر سکتا تھا کی میں اور اس نے جھوٹ بول کر وہ پیسے دادی کو دیئے کہ میں نے اپنے کسی دوست کے لیے رکھے ہیں لیکن اس طرح ان کے گھر کا خرچہ چھ چھنا شروع ہو گیا ایک دو ماہ پھر ان کے بھائی ان کو جنرل سٹور ڈال دیا اور خود بھی نوکری کرنے لگ گئی تھی جس سے اب ان کے گھر کا خرچہ چلتا ہے ان کے پاپا کی طبیعت ابھی بالکل ٹھیک تو نہیں ہوئی لیکن بہت بہتر ہے۔

اب اور وہ بہت خوش ہیں لیکن بہت اچھی لڑکی ہے کہ بھائی کے ہونے کے باوجود بھی خود محنت کر کے اپنے ماں باپ کی مشکلات کو دور کر رہی ہے اور ان کا پیٹ بھر رہا ہے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اس بات کا فخر ہے اس پر اللہ اس کو زندگی دے اس کی ہر دعا قبول کرے آمین۔

اس کے علاوہ میری زندگی میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے میں کام آیا ہوں ان کی ہر لحاظ سے مدد کرتا ہوں کیوں کہ کسی کی مدد کرنا بھی تو عبادت ہے آج اگر ہم کسی کے کام نہیں آئیں گے تو ضرورت پڑنے پر ہمارے کام بھی کوئی نہیں آئے گا اگر انسان کسی دوسرے انسان کی فکر نہیں کرتا تو کوئی اس کی بھی فکر نہیں کرتا ہم مسلمان ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں ایک دوسرے کی تکلیف میں شریک ہونا چاہئے دوسروں کے کام آنا چاہئے ہر ایک کی پریشانی کو دیکھ کر اس کو حل کرنا چاہئے مدد کرنی چاہئے اس کی کیوں کہ ہم مسلمان ہیں اور یہ سوچنا چاہئے اگر آج اس پر مشکل وقت آیا ہے تو کل مجھ پر آ سکتا ہے ہم دوسروں کی خوشیوں میں تو شریک ہوتے ہیں لیکن کسی کے دکھ اور تکلیف میں شریک نہیں ہوتے ایک مسلمان ہونے سے پہلے ہم انسان ہیں ہمیں انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے کیوں کہ یہ ہمارا فرض ہے اور ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمیں اپنے ہمسائیوں کا اور اپنے والدین کا اور جتنے بھی حقوق ہیں ہمارے سب پورے کرنے چاہئے ہم مسلمان ہیں۔

اللہ اور حضرت محمد ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے جن کی زندگی ہمارے لیے عملی نمونہ ہے یہ زندگی بھی کتنی عجیب ہے کہ آج ہم اپنے ہی بھائیوں کے دشمن بن گئے ہیں کسی کو کھاتا دیکھتے ہیں تو برداشت نہیں ہوتا کسی کی ترقی برداشت نہیں ہوتی ایک دوسرے کی خوشی کے دشمن بن گئے ہیں محنت کرنے کے بجائے دوسروں سے چھین کر کھانا شروع کر دیا ہے بغیر محنت کے دنیا کی ہر خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں محنت کرنا حلال روزی کمانا بھول گئے ہیں لیکن اپنی زندگی میں ایک سبق سیکھا ہے میں نے کہ حلال کمایا ہوا ایک روپیہ حرام کمائے ہوئے لاکھ روپے سے بہتر ہے اور حرام سے کمائے ہوئے لاکھ روپے تو ختم ہو جاتے ہیں لیکن حلال کمایا ہے وہ ایک ختم نہیں ہوتا محنت کرنے سے ہی زندگی میں عزت و مقام اور ترقی ملتی ہے وہ بھی انسان بغیر محنت کے زندگی میں حاصل نہیں کر سکتا اور جتنا آسان پاکستان میں کمانا ہے وہ کسی اور ملک میں نہیں ہے۔

اب میری پیار کی کہانی میں کن الفاظ سے شروع کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا لیکن اس کا آغاز تو کافی دیر سے ذکر ہوتا تھا میرے خوابوں میں لیکن میں اس لڑکی سے کیسے اور کہاں ملاقات ہوئی تو میں نہیں ذکر کروں گا لیکن اتنا ضرور بتاؤں گا کہ یہ



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سب اللہ کو منظور تھا شاید کہ ہم ایک دوسرے کے سامنے اس کروڑوں کی آبادی والے شہر میں بار بار ٹکرایا اس سے اور کرتے کرتے کسی بہانے سے ہمارا آپس میں رابطہ ہو گیا اور ہم لوگوں نے آپس میں رشتہ نانا چاہا وہ کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا ہم ایک دوسرے سے رابطہ نہیں رکھنا چاہتے تھے لیکن پھر بھی کرتے کرتے ہماری دوستی ہو گئی وہ مجھ سے میرے بارے میں جتنا جاننا چاہتی تھی اس نے پوچھنا شروع کر دیا لیکن مجھ سے اجازت لیتی۔

آپ سے کچھ پوچھ لوں تو میں نے اس کو مکمل اجازت دی آپ مجھ سے جو مرضی پوچھ لیں تو اس نے میری پسند کو جاننا چاہا کہ مجھے کیا پسند ہے کھانے پینے رنگ ہر چیز جو بھی زندگی میں ضروری ہوتا ہے بات پوچھ لی اس نے میں نے اس سے اکثر کم بات کرنی کہ کہیں مجھے پیار نہ ہو جائے مجھے وہ پسند نہ آ جائے مجھے اس کی باتیں بہت اچھی لگنے لگیں اور وہ میری سب سے اچھی دوست بن گئی۔

مجھے یاد ہے اس نے سب سے پہلے میری سالگرہ پر مجھے مبارک دی اور مجھے اس سے اتنی خوشی ملی کہ میں الفاظوں میں بیان نہیں کر سکتا لیکن آہستہ آہستہ ہماری دوستی گہری ہوتی جا رہی تھی اس کی ہر بات مجھے بہت اچھی لگتی ہے ہماری بات ہوتے ہوتے ایک دن میں ان کے گھر چلا گیا اس کی فیملی سے ملا اس کی بہن کی سالگرہ پر اور ہم نے ایک دوسرے کے سامنے ڈانس کیا ویسے مجھے ڈانس آتا تو نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کی خوشی کے لیے میں نے ڈانس کیا تھا۔

جب میں ان کے گھر گیا تو میں اس کو بہت پسند کرنے لگا تھا لیکن کبھی اس کو یہ محسوس نہیں ہونے دیا مجھے یاد ہے رمضان کی چاند رات تھی جب اس کو دیکھا میں نے جانا اس کو اس کے بعد رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں اس کو پیار کا اظہار کیا یہ پوچھا کہ مجھ سے، شادی کرو گی اس نے مجھ سے کچھ وقت مانگا کہ میں سوچ کر بتاؤں گی اور اس نے مجھے ہاں کر دی کہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں پیار کرتی ہوں آپ سے وہ میری زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن تھا کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا میں نے رمضان میں ہی اس کے ساتھ اللہ کو گواہ بنا کر نکاح کر لیا اور اس کو اپنی بیوی بنا لیا۔

وہ دنیا کی نظر میں تو میری بیوی نہیں بنی تھی لیکن اللہ بہتر جاننے والا ہے میں نے اس کو اسی دن اپنا بنا لیا تھا وہ میری بیوی ہے اور اس کو اس کا حق بھی دیا میں نے اور اس نے مجھے شوہر ہونے کا حق دیا ہم نے ہمیشہ خوش رہنا بہت خوش رہتے ہیں کبھی ہمارے درمیان چھوٹی موٹی بات سے لڑائی بھی ہوتی لیکن وہ بھی بہت مزہ آتا ہم دونوں کو اور کچھ منٹوں میں ہی ہم دونوں نے ایک دوسرے سے معافی مانگ کر خوش ہو جانا وہ میری ہر خوشی کا خیال کرتی ہے میری ہر بات کا خیال رکھتی ہے میری ہر بات مانتی ہے۔

سب سے زیادہ تو خوشی اس بات کی ہے کہ وہ اپنی فیملی کا بہت خیال رکھتی سب سے زیادہ اپنی ماں کا وہ بیمار ہے ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ اس کا بالکل خیال نہیں رکھتا اس کی ماں کو جتنی تکلیف ہے شاید کسی کی ماں کو ہو اس لڑکی سے تو مجھ سے بعد میں پیار ہوا لیکن پہلے دن جب اس کی ماں کو دیکھا تھا تب سے ان کو اپنی ماں بنانا چاہتا ہوں ان کی ہر مشکل ہر پریشانی تکلیف دور کر دوں اللہ سے دعا کرتا ہوں اے میرے اللہ ان کی تکلیف، کو دور کر دے ان کی ہر پریشانی کو دور کر دو ان کی تکلیف مجھے عطا فرما دے لیکن مجھے یہ موقع کب ملے گا مجھے نہیں پتہ اس دن کا مجھے بے صبری سے انتظار ہے۔

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

وہ بہت ہی اچھی لڑکی ہے اپنی ماں کو ہسپتال لے کر جانا ان کی دوائی کا خیال رکھنا ان کی صحت کا خیال رکھنا سب ذمہ اسی لڑکی اکیلی پر ہے پورے گھر کو اس نے سنبھالہ ہوا ہے کھانا بنانا صفائی ہر مہمان کا خیال رکھنا سب اسی کی ذمہ داری ہے اس کی بہن بھی اس کا ساتھ دیتی ہے لیکن وہ دوسروں کا بھی خیال رکھتی ہے اپنی خوشی کا احساس نہیں کرتی صرف دوسروں کی خوشی پسند کرتی ہے اس نے میرے اور اپنے بارے میں اپنی بہن کو بتایا وہ اس سے بڑی ہے شادی ہوئی ہے اس کی جب اس نے مجھ سے پہلی دفعہ بات کی وہ نہیں مانتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ بہتر کرنے والا ہے اس نے کسی بھی طرح میرے لیے ہاں کر دی اور میری سب سے بڑی خوشی مجھے ملی۔

لیکن اس کی خالہ میرے اور اس کی شادی کے لیے نہیں مانتی صرف ایک بات کہتی ہیں کہ ہماری ذات نہیں ملتی جب کے ہماری ذات ملتی بھی ہے اور جو ذات کہتی ہے جو ہماری ہے بھی نہیں بغیر کچھ جانے کہہ دیا کہ ہم لوگ کیسے ہیں ہماری ذات کیا ہے وہ ایک ضد لگا کر بیٹھ گئی ہے کہ ہم نے نہیں کرنے دینا جہاں آپ چاہتی ہو یہ بات ایک علیحدہ ہے لیکن میں اس سوال کو جواب چاہتا ہوں کہ پیارے اسلام میں کہاں ذات کا برادری کا ذکر ہے کیا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی کسی ذات یا برادری کو دیکھ کر کی تھی اور کیا ہم سب حضرت آدمؑ کی اولاد نہیں ہیں اور اگر ہم حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے نہیں تو میں اس بات کا مان لیتا ہوں کہ ٹھیک ہے یا ہم امت محمد یا نہیں ہیں تو بھی جالیتا ہوں جس کے لیے یہ دنیا بنائی گئی جس کے احکامات اور انکی عملی زندگی پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔

ہم اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں ہم اور اگر میں ذات کو بھی بیچ میں لے آؤں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے اسوہ حسنہ کے مطابق اور قرآن کے مطابق بھی لڑکا لڑکی کی پسند جاننا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ اس بات کا خیال کیوں نہیں کرتی کہ انکی بیٹی کو میں کتنا خوش رکھوں گا وہ یہ پتا کیوں نہیں کروائی کہ میں کیسا انسان ہوں لوگوں کی کیا رائے ہے میرے بارے میں میرا اخلاق کیسا ہے میں کتنا کماتا ہوں اس کے علاوہ تو کسی کو کچھ نہیں چاہیے ہوتا ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

لیکن آج کیوں بھول گئے ہیں کہ ہمیں حشر کے میدان میں اس بات کا بھی جواب دینا ہے کہ کوئی ہماری وجہ سے کسی کا جانے انجانے میں دل تو نہیں دکھایا کسی کو ہماری بات تو نہیں لگا خالہ تو ماں کا مقام رکھتی ہیں تو کیوں وہ مجھے ایک بار دیکھنے بھی نہیں آئیں یہ بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ میں کیسا انسان ہوں وہ مجھے اس لیے منع کرتی ہیں کہ میں کمزور ہوں آپ کی صحت کم ہے۔

لیکن مجھے اس سوال کا جواب دے کوئی کہ کیا ہم نے کسی کو صحت سے زندگی گزارنی ہے یا اگر ہو لڑکی میرے ساتھ خوش نہیں وہ سکتی تو ایسی صحت کا کیا کرلوں گا اگر ہم ذات کو بات کریں تو مجھے یہ بھی بتائے کہ قرآن پاک میں کہاں ذکر ہے کس حدیث مبارکہ میں ہے کسی نبی کا قول ہے ہم لوگ کیوں ایک دوسرے کی خوشیوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔

اگر ہماری بیٹیاں کہیں کسی کے ساتھ خوش ہیں تو اور کیا چاہیے ہمیں لیکن یہ بات بھی غلط نہیں کہ لڑکا اچھا ہونا چاہیے اور اس کی فیملی کا اور اس کا اخلاق اچھا ہونا چاہیے یہی صحت یہ دولت انسان سب کچھ



www.pdfbooksfree.pk

حاصل کر سکتا ہے ایک انسان کے رشتے میں فرق تو نہیں ہوتا سب کا مقام ایسا جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے پیار خلوص نیت اخلاق اور عادتوں میں فرق ہوتا ہے او عدیث شریف میں ہے آپ سب سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو سب سے بہتر ہو ہے کیا اس کی زندگی میں خوشیوں سے بڑھ کر بھی کچھ ہے ایک آدمی بہت امیر ہے دنیا کی کسی چیز کی کمی نہیں ہے اس کو لیکن وہ پھر بھی خوش نہیں ہے پھر بھی مشکلات میں رہتا ہے لیکن ایک غریب آدمی ہے د ہمیشہ خوش رہتا ہے اس کے پاس زیادہ دولت نہیں۔

آپ خود ہی بتاؤ کہ کیوں کوئی ہمارے پیار کو نہیں سمجھتا ۔وں کوئی ہماری خوشیاں چھیننا چاہتا ہے کیا گناہ کیا ہے ہم نے کے سب ہماری شادی کے خلاف ہیں سوچتے کہ ہماری بیٹی کی خوشی ہے ایک دوسرے کے ساتھ خوش رہنے میں ہے لیکن ایک یہ بات بھی ہے کہ ہماری خوشی پوری تب تک نہیں ہو سکتی جب تک سب کی خوشی ہمارے ساتھ شامل نہ ہو میں بھی بھی اس کے والدین۔خالہ۔ماموں۔یا کسی کو بھی ناراض کر کے یا کسی کا دل دکھا کر اس کو حاصل نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان کی سب خوشیوں کے ساتھ اس سے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ صرف میرا خاندان ہی نہیں اس کا بھی پورا خاندان خوش ہو پھر ہماری خوشی پوری ہو گی کیوں کہ میں اپنے پیار میں اتنا پاگل نہیں ہوں کہ دوسروں کی خوشیاں چھین لوں اور اپنی خوشیاں حاصل کر لو ایسا بھی نہیں چاہا میں نے اور اس سے تو میں پیار کرتا ہوں اس کی فیملی تو کیا اگر کوئی اور انسان بھی ہو تو اس کی خوشی چھین کر خود خوش ہونا میری عادت نہیں ہے لیکن یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں اس سے پیار نہیں عشق کرتا ہوں بالکل پاگل ہوں اس کے پیار میں وہ جو چاہے جس بات میں اس کی خوشی ہو اس کو وہی دنیا چاہتا ہوں۔

اگر وہ مجھ سے یہ بھی کہہ دے کہ زین میں آپ سے دور رہنا چاہتی ہوں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی جہاں میرے ماں باپ کہیں گے میں وہی شادی کروں گی یا میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں یا آپ مجھ سے دور چلے جاؤ تو میں چاہیے زندہ نہ رہوں لیکن میں کبھی کس کو یہ نہیں کہوں گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا کیوں وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی جب کے میں اس کے بغیر کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

اس کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گا نہ کرنا چاہتا ہوں بس ہمیشہ اس کے لیے اور اس کی فیملی کے لیے یہی دعا مانگوں گا کہ وہ خوش رہے اور اگر اس کی فیملی اس کی شادی کہیں اور کرنا چاہتی ہے اور وہ وہاں خوش نہیں ہے تو یہ میں کبھی ہونے نہیں دوں گا کہ وہ خوش نہ ہو اور کیوں اس پر اپنی دعاؤں کے پہرے لگا دوں گا لیکن اگر اگر وہ وہاں خوش نہیں رہ پائی تو میں ان سب کو کبھی معاف نہیں کروں گا لیکن پھر بھی ان کی خوشی پر دعا دوں گا کہ وہ سب لوگ خوش رہے زندگی میں پیار ہی نہ ہو تو وہ زندگی کس کام کی پیار سے ہی تو انسان کو خوشی ملتی ہے ہر دکھ ہر غم دور ہو جاتا ہے اگر آپ کا پیار سچا ہو تو جب آپ اس کے پاس ہوتے ہو تو صرف اس کے پاس ہوتے ہو سارے غم بھول جاتے ہیں بس اس کی خوشی کی پرواہ ہوتی ہے۔ میں جس لڑکی سے پیار کرتا ہوں مجھے اس کی ہی نہیں اس کی فیملی کی بھی پرواہ ہے صرف اس کو خوش دیکھ کر خوشی نہیں ملتی بلکہ اس کی فیملی بہن بھائیوں کو سب کو دیکھ کر خوشی ملتی ہے۔

اتنے مسئلے ہوتے ہیں اکثر اس کی زندگی میں کے میں خود پریشان ہو جاتا ہوں کہ میں کیا کروں کیسے اس کو خوش کروں بس اللہ سے یہی دعا مانگتا



www.pdfbooksfree.pk

رہتا ہوں کہ اس کو خوش رکھ میری زندگی کی سب سے بڑی یہی ہے میرے لیے اور میری خوشی اس میں ہے کہ اگر وہ خوش رہے گی تو میں خوش ہوں اگر وہ خوش نہ ہو تو کبھی خوش نہیں رہ سکتا دنیا کی ہر خوشی دینا چاہتا ہوں اپنی زندگی اس کے نام کر دی ہے میں نے پوری زندگی صرف اس کو دیکھنا چاہتا ہوں صرف اس کی خوشیاں اور خواہشات پوری کرنا چاہتا ہوں اپنے دل میں میں نے کبھی کوئی خواہش پیدا نہیں کی کیوں کہ میں صرف اس کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں میری خوشی اس کو خوش رکھنے میں ہی ہے اور کسی چیز میں نہیں۔

لیکن جب اس کو دوست بنایا تھا اور اس کو پیار کیا تھا تب ہی جان گیا تھا کہ اس کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور ہے جس کی وجہ سے وہ پریشان ہے جو باتیں وہ کسی کو نہیں اور نہ کہی کبھی بتائے گی اپنے دکھ کسی کو نہیں بتانا چاہتی کہ کوئی کیا سوچے گا یہ سب کچھ اس کی زندگی میں کیوں ہوا اور یہ باتیں اس کی فیملی کی عزت خراب نہ کر دیں لیکن دل سے سچا پیار دیا ہے اس کو اور اپنے پیار کو سچ تب مانوں گا جب وہ اپنی ہر تکلیف ہر دکھ مجھے دے گی جب وہ یہ مان لے گی کہ زین میرے سارے دکھ ہمارے ہیں صرف میرے نہیں میری ہر تکلیف آپ کی ہے آپ اس قابل بن گئے ہو وہ میری زندگی کی ہر چھوٹی بڑی جس کی وجہ سے مجھے دکھ ملا ہے وہ بتائے اور کہے کہ یہ میری نہیں ہماری پریشانی ہے یہ ہمیں مشکل آئی ہے زین میں اب کیا کروں۔

پہلے کوئی اس کا سہارا نہیں تھا لیکن اس کی زندگی کا سب سے بڑا سہارا بن جاؤں اور میں اللہ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہ خوشی اس سے مل گئی ہے لیکن کئی بار اس کو ناراض کیا میں نے بہت دل میں دکھایا ہے اس کا لیکن مجھے اتنا یقین ہے کہ اس کو بھی مجھے بتانے سے سکون ملتا ہے اس کو بھی خوشی مل گئی ہے اگر وہ مجھے اس قابل سمجھتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کی ہر خوشی دے دی ہے اس نے مجھے اور کیا چاہئے کچھ بھی نہیں۔

اس کو خوش کرنا چاہتا ہوں خوش دیکھنا چاہتا ہوں خوش رکھنا چاہتا ہوں اس کو اس کے گھر والوں کے تمام مسئلے مشکلات کو دور کرنا چاہتا ہوں جو اس نے دیکھی ہیں ان کو مخصوص کر کے اس کو صحیح راستے پر حل کرنا چاہتا ہوں اکثر میں نے جب اس سے اس کے گزرے وقت یا پریشانیوں کا پوچھا تو اس نے کبھی نہیں بتایا اور یا کہا کہ میں بھول چکی ہوں سب کچھ مجھ سے مت پوچھو زین میں آپ کو نہیں بتا سکتی میں مجبور ہوں میں نے اپنی بات آج تک کبھی کسی کو نہیں بتائی ان باتوں کو یاد کر کے مجھے اس کی وجہ سے بہت دکھ ہوتا ہے میں نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں آپ مجھے خوش نہیں دیکھنا چاہتے لیکن اس کو وہ میری برائی سمجھ کر یا اچھا سمجھے لیکن میں اس کا ہر دکھ ہر تکلیف جاننا چاہتا ہوں بانٹنا چاہتا ہوں ہر بات بتائے مجھے وہ اور اکثر اس بات سے میں کتنا دکھ برداشت کرتا ہوں۔

کتنی تکلیف برداشت کرتا ہوں میں آپ کو الفاظوں میں بتا نہیں سکتا کہ جس انسان سے میں اتنا پیار کرتا ہوں وہی مجھے اپنی تکلیفیں نہیں دیتا میں تو جس کو بہن کہتا ہوں بھائی کہتا ہوں اس کے دل کی ہر بات اس کی ہر مشکل جان لیا کرتا ہوں اور وہ تو میری زندگی ہے رہی مجھے بتانے سے منع کر دیا کرتی ہے اور اس وقت میرا کیا حال ہوتا ہے کہ ہو مجھ سے کوئی بات نہیں چھپائے گی اس کی مجھے ہر تکلیف اس کی میری ہی ہوگی وہ مجھ سے خوشیاں نہ بھی بانٹے لیکن اس کا ہر غم میں جاننا چاہتا ہوں میں اس کا ہر دکھ ہر تکلیف جاننا چاہتا ہوں ہو مجھے کہہ دیا کرتی ہے اکثر کہ آپ کی یہ بات غلط ہے۔



www.pdfbooksfree.pk

مگر کہاں غلط ہوں میں خوشیاں تو ہر کوئی بانٹتا ہے اور دکھ کوئی کوئی بانٹتا ہے بلکہ آج کل کے دور میں غم کوئی بھی نہیں بانٹتا جس سے پوچھ کر دیکھو وہ پریشان ہوتا ہے وہی کہے گا کہ مجھے بہت دکھ ہیں آپ کو کیا بتاؤں میں ہر انسان سب کچھ کر لیتا ہے مگر اللہ کا شکر ادا کرنا ہی بھول گئے ہیں کہ اس سے بہتر کون جاننے والا ہے اس کا ہر حال میں شکر ادا کرنا چاہئے میں نے تو جس سے پیار کیا ہے اس کو بھی یہی سکھایا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ کسی انسان پر بھروسہ مت کرنا مشکل وقت ہر کوئی ساتھ چھوڑ دیتا ہے کوئی بھی کام نہیں آتا م سب سے زیاد، پیار جس کو کرتے ہیں وہی مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

صرف اللہ پر بھروسہ رکھو ہر بات پر اللہ پر بھروسہ کرنا اسی خدا سے مانگنا جس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہی سب کی سننے والا ہے اس کے آگے سر کو جھکانا اسی سے مانگنا انسان سے کسی چیز کی امید مت کرنا اللہ سب بہتر جاننے والا ہے وہی سب کی سنتا ہے ہماری بھی ضرور سنے گا انشاء اللہ ہم سب کی خوشی سے ایک ہوں گے اللہ سے مانگو مجھے اسی سے دعا کرتی رہا کرو وہ کسی وقت کسی عادت کو پسند کر لیتا ہے کس وقت ہماری دعا قبول ہو جائے اور ہم ایک ہو جائیں گے۔

اور میں بھی اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اب ہم ایک ہو جائیں بلکہ ہماری فیملی اور اس کی فیملی ایک ہو جائے اللہ ایسا سبب پیدا کر دے ایسا کرم کر دے کہ سب لوگ ہمارے پیار اور ہماری خوشیوں میں شامل ہو کر ہمارا رشتہ اور شادی کر دیں انکی خالہ ماموں پاپا چاچو سب لوگ کی خوشی شامل ہو کسی کو بھی ناراض کر کے دکھ دے کر میں اس کو حاصل نہیں کرنا چاہتا میں سب کو خوش کر کے سب کی خوشیاں شامل کر کے اس کو حاصل کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نیت کو ہمیشہ صاف رکھے اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے آمین اب اس لڑکی کی روز کی زندگی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کام اس کو صبح اٹھتی ہے اور ساتھ ہی کام پر لگ جاتی ہے اٹھتے ہی ناشتہ بنانا پاپا کے لیے اور اتنا کام کرنا جس کی کوئی بھی حد نہیں برتن دھونا اور ہر کام کرنا گھر کا ختم کر کے پھر خود ناشتہ کرنا اور اس کے ساتھ چھوٹے بہن بھائیوں کو سکول سے آتے ہی ان کو کھانا دینا اس کی ماں بہت بیمار رہتی ہیں جن کے لیے میں اتنا کچھ کر رہا تھا مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ لوگ مجھے نظر انداز کریں گے وہ میری محبت میرا پیار میرا سب کچھ تھی۔

ایک دن اس کی بڑی بہن یعنی جو آپی مجھ سے بات کرتی تھی وہ کہنے لگی کہ زین مجھے پیسوں کی ضرورت ہے پلیز مجھے دے دو تو میں نے کسی سے اجازت نہیں لی اور اس کو اتنی ہی رقم دی جتنی ان لوگوں کو ضرورت تھی اس رقم کا اس کے شوہر نے اپنا کاروبار شروع کیا ان کی زندگی خوشیوں سے بھر گئی لیکن مسئلہ تو ان کے خاندان کو راضی کرنا تھا میں ان کے لیے ہر وہ کام کرتا جس سے وہ راضی ہوتے اگر میں چاہتا تو ہم کورٹ میرج بھی کر سکتے تھے یا پھر ویسے بھی گھر سے نکل سکتے تھے مگر میں یہ سوچ کر ایسا قدم اٹھانا نہیں چاہتا تھا کہ اس میں اس کے گھر والوں کی ہی نہیں میرے گھر والوں کی بھی عزت کا مسئلہ ہے ورنہ تو میں کیا نہیں کر سکتا تھا پیسا تھا گھر تھا عزت تھی اور گھر والے بھی میرے ساتھ تھے ان کے گھر والے بھی تقریباً آدھے لوگ میرے ساتھ تھے میں کسی کی نظروں سے گرنا نہیں چاہتا تھا ایک مقام اللہ پاک نے دیا ہوا تھا وہ کھونا نہیں چاہتا تھا میں اسے عزت سے اپنی زندگی میں لانا چاہتا تھا میں ان کو وہ عزت دینا چاہتا تھا جو کبھی انہوں نے سوچی بھی نہ تھی کیوں کہ میرے دل میں



www.pdfbooksfree.pk

اس کا سچا پیار تھا اس کی چاہت تھی اس کا ایک مقام تھا میں نے اس کو پیار کیا تھا اسے چھیننا اپنی ہمت نہیں کمزوری سمجھتا تھا خیر وقت کا بے لگام پہیہ چلتا رہا اور میری محبت میں نے بھی اپنی محبت کا فیصلہ وقت کے ہاتھوں میں دے دیا تھا کہ جو بھی ہو وقت ہمارا ہے اور ہمارے ہی حق میں فیصلہ کرے گا پھر ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس کے لیے کوئی مہمان آئے ہیں اسے دیکھنے کے لیے جو کہ اس کے گھر والوں کی رضامندی سے ہو رہا تھا۔

مجھے بہت دکھ ہوا ایک جھٹکا سا لگا کہ یار اگر اس کے گھر والے راضی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جس کی جی چاہے اس کی ہو جائے یا پھر اسے طرح طرح کے لوگ دیکھنے آتے رہیں وہ خود بھی تو کہہ سکتی ہے کہ میں کسی سے شادی نہیں کروں گی وہ اپنے گھر والوں کو کہہ تو سکتی ہے کہ میں نے زین کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہونا اور نہ ہی میرے بارے میں کچھ سوچو لیکن حیرت اس بات کی تھی کہ وہ چپ تھی۔

پر کیوں؟ وجہ کیا تھی میں نہیں جانتا تھا لیکن مجھے ایک ڈر سا تھا کہ میرے دل کو مسل نہ دے اس کو پانے کے لیے میں نے بہت کچھ کیا تھا اور کر رہا تھا پھر بھی اسے کوئی اور لے جائے یہ مجھ سے کیسے برداشت ہوتا

جس پتھر کو تراشتے تراشتے میری عمر گزری
جب مجسمہ یار بنا تو خریدار آ گئے

میں نے اسکو کال کی تو اس نے کال کاٹ دی مگر وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی اس نے تو کبھی بھی میری کال کو نظر انداز نہیں کیا تھا اسے تو ہر وقت میری کال کا انتظار رہتا تھا اب تو میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا کیوں کہ جب دل پر کوئی وار کرنے کی کوشش کرے تو دل کو خبر ہو جاتی ہے۔

میں بہت پریشان ہونے لگا تھا امی نے مجھے سمجھایا کہ تم اس پر بھروسہ کرو وہ کبھی ایسا نہیں کرے گی پھر کیا تھا وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا وہ بے وفا نکلی اس نے میرے دل کو اپنی انا اور خوبصورتی کی بھینٹ چڑھا دیا تھا میرے ارمانوں کا خون کر دیا تھا کوئی مجھ سے بھی زیادہ امیر مل گیا تھا اس کو چکنا چور کر دیئے تھے میرے سپنے اس نے میں اس کو کبھی معاف نہیں کروں گا میں نے ان کے گھر جانے کے لیے تیار ہو گیا مگر میری امی نے مجھے ہاتھ جوڑے کہ بیٹا غصہ بہت بری چیز ہے اپنے آپ سنبھالو کیوں کہ وہ جانتی تھیں کہ یہ ضرور کچھ نہ کچھ کر دے گا پر اس وقت مجھے کون روکنے والا تھا میں کس کی سنتا اپنے دل کی یا اپنی ماں کی، کیا کرتا ایک طرف پیار تھا اور دوسری طرف ماں کی التجا ہیں کس کو چھوڑوں میں روتا رہا دیواروں سے ٹکریں مارتا رہا مگر کسی نے مجھے نہ جانے دیا۔

میں پاگل ہو گیا تھا اس کے پیار میں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں میں اس کو بار بار فون کرتا رہا مگر وہ تھی کہ اس کو میرے فون کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی وہ تو کسی اور کی ہو چکی تھی اب اس کو میرا انتظار کہاں تھا رو رو کر میرا برا حال تھا میں نے اپنی دل کو کافی سمجھایا مگر نہ سمجھا آخر کار اس نے میری کال ریسیو کی اور میں نے پہلا سوال ہی یہی کیا کہ یہ کیا میں سن رہا ہوں جو ہو رہا ہے وہ سچ ہے کیا

۔

وہ بولی ہاں یہ سچ ہے اور اب میں کسی اور کی ہو گئی ہوں اور مجھے فون نہ کرنا یہ سن کر مجھے ایک شدید ٹھیس پہنچی میں نے اس سے رو کر کہا کہ میرا کیا قصور تھا جو تم نے میرے ساتھ ایسا کیا تو وہ بولی کہ تم سمارٹ ہو اور رنگ بھی گندمی ہے میں اپنے جیسا چاہتی تھی وہ مجھے مل گیا ہے اور وہ بہت اچھا اور میں اس سے شادی کرنے والی ہوں میرا اور آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے آج سے میں آپ سے جڑے ہر تعلق



www.pdfbooksfree.pk

توڑ رہی ہوں اور مجھے تنگ مت کرنا۔

اس کا اتنا کہنا تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے نہیں پتہ کہ میرا موبائل کس نے پکڑا ہو گا اور مجھے کس نے سنبھالا ہو گا پر جب ہوش آیا تو میری امی میری جنت میرے پاس تھیں اور رو رہی تھی میں نے آنکھیں کھولتے ہی اس کو پکارنا شروع کر دیا میری ماں رو رو کر برا حال کر رہی تھیں میرا ماتھا چوما اور میرا سر اپنی گود میں لے کر صدقے واری جا رہی تھیں میں خود کو چھڑا کر اس بے وفا کر ملنا چاہتا تھا مگر ماں کی ممتا کی پکڑ ایسی تھی کہ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا پھر ماں نے مجھ واسطہ دیا کہ بیٹا اب رونے کے کوئی فائدہ نہیں میری امی کو بہت غصہ آیا تھا انہوں نے اس کی بڑی بہن کو فون کیا اور کہا کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا مگر جو کر کیا اچھا نہیں کیا ہم نے کیا بگاڑا تھا آپ کا جو میرے بیٹے کی یہ حالت کر دی ہے کیوں کیا ایسا اور ہاں اگر تمہیں پیسے والا اور خوبصورت چاہیے تھا تو کیوں کھیلتے رہے ہو تم سب اس کے جذبات سے کیوں اس کو لالچ دے رکھا تھا کیوں کھاتے رہے ہو اس کو کیوں اس حسین خواب دکھائے تھے اور کتنا پیسہ چاہیے تھا آپ لوگوں کو کروڑوں روپے اپنے بیٹے کا صدقہ دے سکتی تھی میں اور اب تمہیں کوئی کروڑ پتی مل ہی گیا ہے تو میں کل آ رہی ہوں جو ہم سے ادھار لیا ہے وہ دے دو۔ ہمیں بھی اب آپ کی لڑکی کی ضرورت نہیں ہے میرا بیٹا کسی سے کم نہیں ہے اور اس کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے اسے تو مل جائے گی اور تم لوگوں کی طرح بے وفا نہیں باوفا ملے گی جو اسکو ساری زندگی پیار کرے گے تم لوگوں کو رشتہ نہیں پیسہ چاہیے تھا وہ مل گیا اور اب ساری زندگی یہ پیسہ تمہیں ہر خوشی نہیں دے سکے گا جو سچے پیار سے ملتی ہے۔

پھر اس کی بہن کے پاس کوئی جواب نہ تھا کہ وہ کیا کہے خیر امی اگلے دن ان کے گھر گئیں اور کہا کہ میرے پیسے دے دو اس لڑکی نے قرآن مجید اٹھایا اور اس کے اوپر ہاتھ رکھ کر قسم کھا لی اور کہا کہ ہم نے تم لوگوں سے کوئی پیسہ نہیں لیا جب قرآن مجید کا استعمال ناجائز ہوا تو امی کو بہت دکھ ہوا یہ کیسے لوگ تھے جو انسانوں سے، تو ناجائز فائدہ اٹھا سکتے تھے آج پتہ چلا کہ یہ لوگ، اپنے فائدے کے لیے قرآن پاک کا ناجاز استعمال بھی کر لیتے ہیں خیر امی نے اپنے ایمان کو بچا لیا اور انہوں نے دوسری بات بھی نہیں کی قرآن کی پاکیزگی پر اپنے بیٹے کے ہاتھ سے دیئے ہوئے وہ پیسے انہوں نے صدقہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور گھر آ گئیں، جب انہوں نے بتایا کہ اس نے ایسا کیا ہے جب۔ کہ ایسا کفر ہے تو ہم نے توبہ کی۔

پھر مجھے کہاں چین مل رہا تھا میں تو قید کر دیا تھا ماں اور باپ بھائیوں کی نگرانی تھی کہ یہ کسی وقت بھی باہر جا سکتا ہے پھر میری کوئی بھی نہیں سن رہا تھا آج ہر کوئی مجھے قصور وار ٹھہرا رہا تھا کہ تمہیں پہلے سمجھایا تھا کہ اس لڑکی کے چکر میں مت آؤ مگر تم نے اس پر اپنا سب کچھ وار دیا۔ اب خاموشی سے اس کی جدائی کا زہر پی لو ورنہ تیرا کچھ نہیں بنے گا رونے سے اور نہ ہی وہ ملے گی اس کے لیے رو رہے ہو جس کو تیرے رونے کا کوئی دکھ نہیں مت بہاؤ وہ آنسو جو کسی کے لیے بے تکی ہوں خود کو کلوز کرو اور اس کو بھول جاؤ اور بس اب اپنا خیال رکھو۔

سب کی باتیں سن سن کر میں ٹھہر رہا تھا کہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ رہا کہ زین بیٹا چپ ہو جاؤ ہم اس کو ضرور حاصل کریں گے وہ، کچھ نہیں کر سکتی زین بیٹا ہم جائیں گے اس کا ہاتھ مانگنے اور وہ تمہاری دلہن ضرور بنے گی مگر کسی کے ایسے الفاظ نہیں تھے میرے دل پر کیا گزر رہی تھی میں ہی جانتا ہوں اس بے وفا کی ہر ایک ایک بات اس کا ہر وعدہ ہر قسم جو اس



www.pdfbooksfree.pk

نے میرے ساتھ جینے مرنے کی کھائی تھی جو اس نے خود کو میرے نام کرنے کے وعدے کیے تھے وہ سب کہاں گئے کیوں وہ خدا کو گواہ بنا کر میری بیوی بنی تھی کیوں اس نے میرے ساتھ کلمے پڑھے تھے کہ ہم میاں بیوی ہیں کیا بیویاں ایسا کرتی ہیں نہیں ہرگز نہیں یہ عورت نہیں عورت ذات کی توہین ہے۔

ہر عورت ایسی نہیں ہوتی مجھے پتہ چل گیا اس کی اصلیت کا خیر میں ایک بار اس سے ضرور ملوں گا میں نے ایک رات سوتے میں موقعہ پا کر گھر سے نکلا رات کا وقت تھا گرمی کا موسم تھا ہم لوگ چھت پر سوئے ہوئے تھے کہ ایک سائیڈ پر امی اور دوسری سائیڈ پر پاپا تھے وہ بھی میری حفاظت کے لیے ایسا کرتے تھے کیوں کہ میں رات کو سوتے میں اس کو پکارتا ہوا اس کے گھر کی طرف چل پڑتا تھا جب دیکھتا کے امی پاپا نے گیٹ کو لاک کیا ہوا ہے تو وہی پر بیٹھ کر رونا شروع کر دیتا تھا اس رات میں ہمسائیوں کے چھت سے کود کر باہر کھمبے کی مدد سے نیچے اترا تھا اور اس کے گھر کا راستہ پکڑا راستے میں مجھے چکر آنے لگے میں بے سدھ کر بیٹھ گیا کہ اب تو مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا کیا کروں کہاں جاؤں مایوس ہو کر وہی پر بیٹھ گیا اور رونے لگا رات کے وقت لوگ مجھے روتا دیکھ کر حیران ہو کر گزر جاتے خیر میں لوگوں کی پرواہ کیے بغیر ہی وہاں پر بیٹھا رہا پھر میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ امی ابو پریشان ہوں گے میں ان کو فون کرتا ہوں میں نے کال سل دیکھا تو وہ میرے پاس نہیں تھا میرے بستر پر ہی رہ گیا تھا میں نے ساتھ ہی ایک پی سی او سے گھر میں فون کیا کہ میں فلاں جگہ پر ہوں اور مجھے نہیں پتہ کہ کدھر جانا ہے آ کر مجھے لے جاؤ میرے دماغ بالکل ماؤف ہو گیا ہے۔

پھر ماں نے مجھے کہا کہ بیٹا وہی پر بیٹھو تمہارے ابو تمہیں تلاش کرنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں میں تمہارے بھائی کو بھیجتی ہوں اور فون بند ہو گیا کچھ دیر میں میری امی اور پاپا اور بھیا بھی آ گئے انہوں نے مجھے پکڑا اور گاڑی میں بیٹھایا اور گھر لے آئے میں قربان جاؤں اپنی امی اور اپنے اتنے پیارے رشتوں پر جنہوں نے میرے لیے رات کی نیند کی پرواہ نہیں کی اور کیسے، سب گھر والے میرے لیے پریشان تھے اور مجھے تلاش کر رہے تھے پھر میں نے امی سے سے کہا کہ میں کل اس لڑکے کو ملنا چاہتا ہوں جس سے اس کی شادی ہونے والی ہے۔

امی نے مجھے بہت سخت حکم صادر کر دیا کہ اب تم کسی کو نہیں ملو گے کل میں ان کے گھر جاتی ہوں اور ان سے بات کرتی ہوں کہ جس لڑکی کو تم لوگوں نے قبول کر لیا ہے اس نے میرے بیٹے کا بہت برا حال کر دیا ہے اشاروں پر نچا نچا کر اب تم لوگ سنبھل کر کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی کنگال کر دے وہ پیسے سے پیار کرتی ہے نسان سے نہیں پیار و یار اس کے آگے کوئی معنی نہیں رکھتا اب آگے آپ کی مرضی ہے۔

امی ان کو ان سب باتوں سے آگاہ کر کے گھر آ گئیں تھی کہ انہوں نے امی کے نکلتے ہی اس کے گھر والوں کو بتا دیا کہ اس طرح زین کی امی آئی تھی یہ باتیں کر کے گئی ہیں وہ لوگ ہمارے گھر آ گئے اس کا باپ اور بہنوئی وہی بہنوئی جس نے ہم سے ادار پیسے لے کر اپنا کاروبار شروع کیا تھا۔

اب اس کا انجام بھی بہت برا ہوا قران کسی کو ناجائز تنگ نہیں کرتا ان کو جھوٹی قسم کی سزا بہت جلد مل گئی تھی اس کی دکان کی ڈکیٹی ہوئی اور سب کچھ لوٹ لیا گیا اور اب وہ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

خیر وہ لوگ ہمارے گھر آئے اور کہا کہ آپ ان کے گھر کیوں گئے تھے، امی نے کہا کہ جو سچ تھا وہ بتایا ہے اور تمہارا اصل چہرہ ان کو دکھایا ہے اب تم



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

لوگوں، ہمارے گھر سے چلے جاؤ تو بہتر ہے خیر پھر بھی میرے گھر والوں نے ان کو چائے وغیرہ پلائی اور آرام سے بات کی انہوں نے کہا کہ اب آپ لوگ ان کو کہو کہ ہم نے اپنی مرضی سے رشتے سے انکار کیا تھا اس لیے انہوں نے یہ رشتہ آپ لوگوں کو دیا ہے اس طرح ہماری بیٹی کا گھر بس جائے گا اور تم لوگوں کی قدر بھی بڑھ جائے گی امی نے کہا کہ مجھے ایسے حسین مشورے مت دو نہ ہی ہمیں ضرورت ہے پھر اس لڑکی کے باپ نے امی کی منت سماجت کر کے منایا اور میرے گھر والوں نے ان کو فون کیا کہ ہم اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے رشتہ تم لوگوں کو دے دیا ہے اب ہمارا تم سے یا لڑکی والوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد امی بہت روئی اور پھر میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ سمجھوتہ کرتے کرتے قدرے سنبھل گیا تھا اب بہت کم اس کے لیے روتا تھا میں نے خود کو نشے کی عادت ڈالنا شروع کر دی پھر کیا کرتا اس بے وفا کی یاد سے بھی تو جان چھڑوانی تھی بس گھر والوں سے چوری نشہ کرنے لگا خیر بہت جلدی ان کو خبر ہو گئی اور میری اس عادت سے انہوں نے محفوظ کر لیا۔

اب میں اس کو بھول تو نہیں سکا خیر اس کے بعد میری ملاقات ایسی پری سے ہوئی جس نے مجھے دیکھتے ہی اپنا سمجھ لیا تھا اور وہ کون تھی میں نہیں جانتا تھا اس نے باتوں باتوں میں خود کو میرے لیے مخصوص کر رکھا تھا اب وہ دنیا کو بھول کر مجھے پیار کرتی ہے اور بہت زیادہ۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے والی کا پیار تو کچھ بھی نہیں تھا مگر اب پتہ چلا کہ پیار کس کو کہتے ہیں مجھے میری سوچ سے بھی زیادہ پیار کرنے والی حسینہ کا نام بھی وہی تھی جو اس بے وفا کا تھا۔

اب تو میں اس کا نام بھی احترام سے لیتا ہوں کہ اس حسینہ کے نام کا احترام ہو اور اُس کو میرے پیسے سے پیار تھا اس کو میرے دل سے اور پیار کیا اک بے مثال وفا تھی شاید ہی کسی کو ایسی وفا ملی ہو اب مجھے اپنے پیار پر فخر ہے بھروسہ ہے اعتماد ہے اور اب وہ میری ہے تو میری ہے وہ کبھی بھی کوئی کام مجھ سے پوچھے بغیر نہیں کرتی نہ ہی کبھی اس نے میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھا ہے وہ بالکل میری سوچ سے بھی بڑھ کر نکلی ہے اس کے پیار میں اُس بے وفا کو بھول گیا ہوں اور بھول ہی نہیں میری حسین پری نے اتنا پیار کیا کہ دل میں کسی اور کی یاد ہی نہیں رہی کاش اُس سے پہلے یہ مل جاتی تو جو دکھ میری وجہ سے میرے والدین کو ملے تھے ان سے تو باخبر ہی رہتے خیر اب تو میری دنیا جنت کا نمونہ ہے اور دنیا بہت ہی حسین لگتی ہے بالکل میری پری کی طرح اس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے گورا رنگ گول چہرہ موٹی موٹی پیاری نشیلی آنکھیں درمیانہ قد باریک اور تیکھے نقش ایک حور لگتی ہے اور ہے بھی حور کی طرح ہی۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یہ اس دنیا میں کہاں چھپی بیٹھی تھی شاید یہ کسی اور دنیا سے آئی ہو میرے لیے اور ہے بھی ایسے ہی کہ واقعی میرے لیے اک انمول تحفہ ہے جو مجھے خدا کی ذات نے صبر کے اجر میں دیا ہے اور اب میں اسے کبھی اپنے سے دور نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی اس سے دور جانا چاہتا ہوں۔

باقی دنیا بے وفاؤں کی ہے اس سے آگے میری سوچ میرا خیال نہیں جاتا میرا سب کچھ اب اس کا ہے میں نے کسی اور سے پیار کیا تھا یہ سب جاننے کے بعد بھی اس پری نے میرے لیے پیار کی بارش کر دی اور مجھے قبول کر لیا اور اب مجھے دنیا جہاں کی خوشی دے دی ہے اب میں اس کا ہوں اور تا حیات ہی اس کا رہوں گا آئی لو یو میری جان کبھی مجھے چھوڑ کر مت جانا ورنہ میں ٹوٹ کر بکھر جاؤں گا اور پھر کبھی بھی سنبھل نہیں پاؤں گا۔۔



www.pdfbooksfree.pk

اس کے بعد زین کی وائف لکھتی ہیں کہ۔
زین نے جو وقت گزار لیا اس کا تو مجھے پتہ نہیں ہے کہ وہ کیسا گزر اہے کیا کرتا رہا ہے تھا کس کو پسند کرتا تھا لیکن میں ضرور جانتی ہوں کہ وہ آج اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے اور شاید ہمیشہ ہی کریں یا پھر اس سے بھی کئی گنا زیادہ پیار کریں لیکن میں جس طرح شادی سے پہلے پیار کرتی تھی اس سے کئی گنا زیادہ پیار کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ یہ پہلے کی طرح دکھی ہوں اور خود کو اذیت دیں اب میں ہوں تو ان کو کبھی پریشان نہیں ہونے دوں گی اور نہ ہی کبھی رونے دوں گی میرے لیے یہ ہی سب کچھ ہیں اور میں ان کے لیے ہوں مجھے دنیا کی کوئی فکر نہیں ہے ان کا گھر میرے لیے جنت ہے اور اس گھر میں سب کا بے پناہ پیار ملا ہے اور ملتا رہے گا میں سب کو بہت عزت دیتی ہوں کیوں کہ سب ہی مجھ سے بڑے ہیں کس کس کی تعریف کروں پاپا جان۔ امی جان۔ بڑے بھائی۔ اور ان کی وائف۔ چھوٹے بھائی اور ان کی وائف۔ پھر بہن جو زین کی جان ہے مجھے بھی بہت پیاری ہے اس کے بعد زین یعنی سب سے پہلے بھی زین اور بعد میں بھی زین میری زندگی ان سے شروع ہوتی ہے اور ان پر ہی ختم ہو گی میری ایک ایک سانس ان کے لیے ہے جس دن سے ان کو دیکھا ہے اس دن سے لے کر آخری سانس تک میں ان کی ہوں اور اگلے جہاں میں بھی انہیں کی ہوں۔ مجھے انہوں نے بہت پیار دیا ہے اس گھر کے تمام افراد نے مجھے بے انتہا پیار کیا ہے خدا ہمارے گھر کو کسی کی نظر نہ لگائے اور میرے زین کے تمام دکھ ختم کر کے میری تمام خوشیاں ہم دونوں میں برابر بانٹ دے اور میں ان کے دکھ سکھ میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہوں اور رہوں گی اب نہ تو کبھی وہ روئیں گے نہ ہی کبھی رونے دوں گی رونا تو دور کی بات کبھی ان کے چہرے پر مایوسی نہیں دیکھوں گی زین میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی خدا ہمارے پیار کو دشمنوں کی نظر بد سے بچائے آمین۔

آخر میں ان بہنوں اور ماؤں سے التجاہ کرتی ہوں کہ کبھی بھی دولت کی خاطر اپنی بیٹیوں کا سودہ نہ کرو خدارا کسی کے دل سے یوں نہ کھیلو کہ وہ اپنی زندگی ہی ختم کر دے اسے بھی اس دنیا میں اپنے حق کی زندگی جینا ہے اور اس دنیا کی تمام خوشیوں میں اس کا بھی حصہ ہے اور کسی کو اتنا مجبور نہ کرو کہ اسے دنیا کی خبر ہی نہ ہو ان بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ پیسے کے لیے کسی زین کا دل نہ توڑیں کے وہ نشے کا عادی ہو جائے یا پھر اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور اس کی جدائی میں اس کے گھر والے پاگل ہو جائیں۔

کبھی کسی زین کو اتنے حسین خواب دیکھا کر ان کو چور مت کرو۔ کبھی کسی سے کلمہ کی قسمیں کھا کر خود کو اس کے نام کر کے اس سے خود کو مت چھینو اس کلمے کی قسم کی حفاظت کرو اور اسے نبھاؤ پیسہ سے پیار نہیں خریدا جا سکتا پیار ہمیشہ پیار سے ہی ملتا ہے۔

آخر میں اس بے وفا سے کہوں گی کہ تم نے کسی کے دل کو توڑ کر ہمیشہ خوش رہنے کی توقع بھی چھوڑ دو کیوں کہ یہ خوشیاں بس چند دنوں کی ہے پھر تمہیں تمہاری بے وفائی ضرور یاد آئے گی۔
قارئین اپنی رائے سے ضرور نوازئیے گا۔
آپ سب کی دعاؤں کا طلبگار۔ زین نصیر۔

---

نجانے اس پھول کو پانے کی تمنا کیوں ہے مجھے
جس پھول کو چھونا بھی میری قسمت میں نہیں
تانیہ علی۔ سرگودھا

---



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# زندگی ایک امتحان ہے

تحریر۔عامر جاوید ہاشمی۔چوک اعظم۔0300 7146494

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
دوستو میں اس بار پھر ایک نئی تحریر لے کر آیا ہوں امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اس کہانی میں ایک انا اور دوسری اپنی بیٹیوں کی خوشی کو نظر انداز کیا گیا اور زندگی ختم کر دی مگر ان کی قسمت کا خوشی ان سے چھین لی گئی یہ کہانی بہت ہی دکھی ہے میں نے اس کہانی کا نام۔زندگی اک تماشہ ہے۔رکھا ہے،امید ہے قارئین اسے بھی پسند کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اور اپنے رائے سے نوازیں گے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ہمارا تعلق ایک اچھے گھرانے سے ہے۔اور ہمارے خاندان میں لڑکیوں کی تعلیم پر کوئی پابندی نہیں تھی بلکہ ان کی ہمت افزائی بیٹوں سے بھی بڑھ کر کی جاتی تھی کیوں کہ لڑکیاں لڑکوں کی سے زیادہ پڑھنے کا شوق رکھتی ہیں دادا ابو چند معاملات میں قدامت پسند ضرور تھے لیکن تعلیم کے معاملے میں روشن خیال تھے۔

انہوں نے اپنی بیٹیوں کو بھی پڑھایا ہماری پھوپھیوں نے یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور جب ہماری باری آئی تو انہوں نے ہم پر بھی کوئی پابندی نہیں لگائی میرے دادا علاقے کے معززین میں شامل تھے وہ بہت بارعب شخص تھے ملت ثروت کی کمی نہیں تھی دور دور تک ان کا نام اور عزت اور بڑے بڑے لوگوں سے گہرے رابطے تھے۔

بیٹی ماں بنتی ہے تو اس کی گود میں ایک نسل پرورش پاتی ہے یہ بات خوش آئند تھی کہ دادا جان اس مثبت پہلو کو سمجھتے تھے وہ گاؤں کے لوگوں کو بھی آمادہ کرتے تھے کہ بچیوں کو اسکول بھیجیں انہیں تعلیم سے نہ روکیں ان کے اصرار پر کافی دیہاتیوں نے اپنی بچیاں اسکولوں میں داخل کروائیں تھی جہاں دادا جان کی شخصیت کا یہ مثبت پہلو قابل ستائش تھا وہاں ایک معاملے میں بڑے سخت گیر تھے وہ لڑکی کی پسند کی شادی کے صریحا خلاف تھے ان کا خیال تھا کہ لڑکیاں نادان ہوتی ہیں اور نادانی کی وجہ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لیتی ہیں جس سے نا صرف انکی زندگی تباہ ہوتی ہے بلکہ خاندان کی عزت و ناموس خاک میں مل جاتی ہے۔ایک حد تک ان کی بات درست بھی تھی ہم اپنے خاندان میں ان کی وجہ سے ایک اور بھی تقسیم کے حق میں نہیں تھے کبھی پسند کی شادی کو گناہ سمجھا جاتا تھا اس معاملے میں دادا ابو اتنے سخت تھے کہ اگر کوئی لڑکی ایسی غلطی کی مرتکب ہوتی تو اسے نہ صرف جائداد سے بے دخل کر دیا جاتا بلکہ اس کے



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا میرے دادا اسے مروا دیتے تھے۔

ایسا ایک واقعہ ہماری چھوٹی پھوپھو کے ساتھ پیش آیا تھا یہ قصہ ہم سب کو معلوم تھا اگرچہ بات کو دبا کر رکھا ہوا تھا لیکن دلوں پر یہ داستان نقش کر گئی تھی چھوٹی پھوپھی شہر بانو بہت خوبصورت تھی وہ ذہین بھی تھی اور ہمیشہ کلاس میں اول آتی تھی دادا جان کو پھوپھی شہر بانو سے بہت امیدیں وابستہ تھیں وہ ان سے بہت پیار کرتے تھے وہ اس کو ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے۔ ایف ایس سی نمایاں پوزیشن میں کیا تو انہوں نے بیٹی کر لاہور میں ایک اعلیٰ ادارے میں داخلہ دلوا دیا تھا ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھا دیا۔

بیٹی ایسی غلطی نہ کرنا جس سے ہمارے خاندانی ناموس میں فرق آئے ورنہ جان سے جاؤ گی۔

پھوپھو اچھی طرح سمجھ گئی کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں انہوں نے اپنے والد کو یقین دلایا اطمینان رکھئے کبھی ایسی بھول نہ ہو گی جس سے آپ کو دکھ یا خاندان کی ناموس کو ضرر پہنچے۔

شہر بانو بہت نیک حیثیت اور شریف طبع تھی دادا ان پر پورا بھروسہ کرتے تھے فخر کرتے تھے کہتے تھے کہ میری چار بیٹیوں میں سے سب سے زیادہ لائق ہے وہ ستارے ہیں تو یہ چاند ہے لیکن کبھی کبھی وقت فخر کے مینار کو بھی زمین بوس کر دیتا ا انسان خطا کا پتلا ہے اور حالات کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

جب شہر بانو میڈیکل کے چوتھے سال میں گئی اپنے کالج کے ایک لڑکے کو دل دے بیٹھی تھی اس کا نام حسام تھا اور اچھے خاندان سے تھا وہ ایک لائق اور خوبصورت لڑکا تھا۔

ایک سال تک پھوپھی نے اس معاملے کو چھپا کر رکھا ہوا تھا پہلے خود کو سمجھاتی رہی مگر دل نے اس من کی بات نہ مانی تو سوچا کہ میں مستقبل کی ڈاکٹر ہوں کم سے کم لڑکی کو یہ حق تو ہونا چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کے ساتھی کو چن سکے سوچا جب اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤں گی تو اپنی مرضی سے اپنی پسند کی شادی کرنا ممکن ہو جائے گا ہاؤس جاب مکمل ہو گی۔

اس دوران دونوں کی محبت پروان چڑھتی گئی میڈیکل کی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد جب پھوپھو لوٹیں تو دادا نے ان کی منگنی کا اعلان اپنے بھتیجے وارث سے کر دیا جو بیرون ملک پڑھنے گیا ہوا تھا یہ ایسا وقت تھا کہ پھوپھو سر جھکا لیتی تو یقیناً وہ پھر کبھی اپنی آرزو کی تکمیل نہ کر پاتی کیوں کہ وارث کے آنے میں دو ماہ باقی تھے اور آتے ہی نکاح کی تقریب ہونی تھی۔ چپ رہنے میں عافیت نہ تھی

پھوپھو نے اپنی والدہ کو بتایا کہ میں وارث سے شادی نہیں کروں گی بلکہ حسام سے اپنی مرضی اور پسند کی شادی کرواں گی والدہ کانپ گئی اور کہا۔

کیا اپنے والد کو نہیں جانتی ہو وہ ایسا کبھی نہ ہونے دیں گے۔

پھوپھو بولی وہ جائداد کی خاطر ایسا کرتے ہیں تو میں خود ہی جائداد کے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہوں آپ ان سے تذکرہ تو کریں وہ مجھے بہت چاہتے ہیں ضرور اس بارے میں سوچیں گے کیوں کہ حسام بھی ڈاکٹر ہے جائداد ہے وہ ہمارے ہم پلہ لوگ ہیں اس رشتے کو قبول کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔

بیٹی کے بہت اصرار پر ڈرتے ڈرتے ماں نے شوہر سے بات کی بس پھر کیا تھا جیسے قیامت آ گئی دادا نے کہا۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

کیا اسی کے لیے اس کو اعلیٰ تعلیمی ادارے میں داخلہ دلوایا تھا ڈاکٹر بنایا تھا جب یہ ڈاکٹر بن جائے تو ہمارے منہ پر کالک مل دے اسے کہہ دو یہ خیال ذہن سے نکال دے ہرگز اس کی شادی غیر خاندان میں نہیں کریں گے اگر اس نے ہماری بات نہ مانی تو انجام سے بھی اسے باخبر کردو۔

جوانی دیوانی ہوتی ہے لیکن شہر بانو کو جوانی کا نہیں اپنی تعلیم کا زعم تھا اس کا خیال تھا کہ والد صاحب بالآخر اس موقف کو تسلیم کرلیں گے کیوں کہ وہ خود بھی اعلیٰ یافتہ ہیں لیکن یہ پھوپھو کی خام خیالی تھی زمانہ بدل جائے بعض گھرانوں کی روایات نہیں بدلتیں اعلیٰ تعلیم بھی ان کے ذہن کو تبدیل نہیں کرسکتی وہی ہوا جس کا یقین تھا پھوپھو کی ہٹ دھرمی کو بغاوت سمجھا جا رہا تھا دادا نے سوچا اس سے پہلے کہ صاحبزادی ڈاکٹر ہونے کے زعم میں گھر سے چلی جائے انہوں نے بیٹی کو دوسرے جہاں بھیج دیا اور اس کا جسم خاکی اپنے گھر کے صحن میں دفن کردیا گھر کے چند افراد کے علاوہ اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی۔

سب سے پہلے کہا گیا شہر بانو نے ٹاپ کیا تھا حکومت نے اسے بیرون ملک پڑھنے کے لیے اسکالرشپ دے دیا ہے وہ برطانیہ میں ہے جہاں پاک بیٹیاں کہیں رحمت ہوتی ہیں تو کہیں زحمت پھر وہ خس و خاشاک کی مانند دھرتی کی مٹی میں مل جاتی ہے۔

جب میری کالج جانے کی باری آئی تو امی جان نے مجھ کو شہر بانو کا انجام یاد دلا کر کہا تھا۔

بیٹی جوانی کا راستہ انگاروں سے بھرا ہوتا ہے شہر پڑھنے تو جا رہی ہو اسی کانٹوں پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا ورنہ تمہارا انجام بھی اپنی پھوپھو جیسا ہوگا۔

امی جان آپ فکر نہ کریں میں آپ کی بیٹی ہوں آپ کے سر کو نیچا نہ ہونے دوں گی میں ثمرہ ہوں شہر بانو نہیں ہوں آپ، اطمینان رکھیئے ایسا کچھ نہیں ہوگا مجھے خود پر بھروسہ تھا بہت محنتی اور جفا کش بھی پڑھنے کا بے حد شوق تھا میری دوسری کلاس فیلو لڑکیاں اور لڑکے اکھٹے بیٹھتے تھے لیکن میں ان سے الگ رہتی تھی کسی لڑکے سے میری بے تکلف نہ ہوتی اور نہ ساتھ بیٹھتی اس کی وجہ یہ بھی کہ دادا جان کا خوف دل میں اتر ہوا تھا شامت جب بھی آتی ہے کہہ کر نہیں آتی۔

کلاس میں ایک لڑکا محمود بالکل میرے جیسا ہی تھا وہ بھی سب سے الگ، تھلگ اور لیے دیے رہتا تھا کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھتا اور نہ بات کرتا تھا بس اپنے کام سے کام رکھتا تھا مجھ کو اس کی یہ عادت بہت بھائی کہ وہ کسی لڑکی سے بات نہیں کرتا اور زبان سے بھی کوئی فضول لفظ نہیں کہتا دل میں اس کی قدر بڑھتی رہی اور پھر میں اس کی جانب متوجہ ہونے لگی اگرچہ میں اس قسم کی لڑکی نہ تھی جانے کیوں میں خود پر قابو نہ رکھ سکی اور بہانے بہانے میں اس سے بات کرنے لگی کہ روز کلاس ختم ہونے کے بعد وہ لائبریری چلا گیا کونے میں بیٹھ کر پڑھنے لگا مجھے پتہ تھا کہ وہ فارغ ٹائم پر لائبریری جا کر بیٹھتا ہے۔

اس دن میں بھی تیز تیز قدموں سے اس کے پیچھے ہوئی وہاں پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا آس پاس کوئی موجود نہ تھا اس کے پاس جا کر سوال کیا کیا آپ کے پاس کل کے لیکچر کے نوٹس ہیں اس نے کاپی میری طرف بڑھا دی میں اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور باتیں شروع کردیں باتوں باتوں میں اس روز ہم نے دل کا تمام احوال ایک دوسرے پر کھول کر رکھ دیا میں نے بتا دیا۔

بابا کتنے سخت گیر ہیں وہ کبھی میری شادی میری مرضی سے نہ کریں گے۔



www.pdfbooksfree.pk
http://www.urdutube.net
http://www.bookstube.net
Copyrighted material

یہ سن کر وہ مایوس ہو گیا کہنے لگا امید پر دنیا قائم ہے دیکھا جائے گا خدا نے چاہا تو ہم ایک ہو کر رہیں گے۔

یہ ممکن نہیں محمود اس خیال کو دل سے نکال دو تمہاری پہچان صرف یہاں تک ہی ہے ایسا مت کہو تقدیر اللہ رقم کرتا ہے اور امید پر دنیا قائم ہے زمانہ بدل رہا ہے پہلے کی بات اور تھی آج نیا دور ہے نیا زمانہ ہے کہتے ہیں محرومی آتش عشق کو اور بھڑکا دیتی ہے۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ ہم ایک نہیں ہو سکتے تو اس کے دل میں چاہت کے ہزاروں چراغ جل اٹھے ان کی روشنی اور تپش روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی تعلیم کی تکمیل کے بعد دل میں اس کی یادوں کے روشن فانوس چھپا کر گھر لوٹ آئی۔

ہماری فون پر گفتگو ہوتی لیکن میں ہر بار اسے یہی کہتی کہ مجھے فون مت کیا کرو اگر دادا جان کو علم ہو گیا تو وہ میرے ٹکڑے کر دیں گے۔

انہیں دنوں دادا بیمار ہو گئے اور اپنا میڈیکل چیک اپ کروانے کے لیے لندن چلے گئے یہاں ان کے بڑے بھائی اقامت پذیر تھے جاتے ہوئے کہہ گئے تھے آ کر ثمرہ بیٹی کے رشتے کا فیصلہ کروں گا اس سلسلے میں وہ اپنے چچا زاد بھائی سے گفت شنید کر گئے ان کے جانے کے بعد محمود کا فون آیا۔

میرے والدین رشتے کے لیے آپ کے گھر آنا چاہتے ہیں۔

میں ساری بات بتا کر کہا کہ مجھ سے شادی کا خیال دل سے نکال دو دادا وہاں ہی رشتہ کریں گے جہاں انہوں نے سوچ لیا ہے اب اس قصے کو ختم سمجھو اور محبت کی کتاب کے اس باب کو ہمیشہ کے لیے بند کر دو وہ غیر لوگوں میں رشتہ نہیں کرتے۔

اس نے مجھے تسلی دی کہ تم ایک موقع تو دو میرے والدین بات سنبھال لیں گے وہ کل آ رہے ہیں دادا بیرون ملک تھے میں نے سوچا کہ ابو اتنے سخت مزاج نہیں ہیں بہتر ہے دادا کے لوٹ آنے سے پہلے ہی یہ لوگ ابو سے مل کر چلے جائیں ابو کم از کم ان کی بے عزتی تو نہ کریں گے بس شائستگی سے انکار کر دیں گے مجھے خبر نہ تھی کہ کل شام ہی دادا کے عزیز میرا رشتہ لے رہے تھے وہ بھی آنے والے تھے۔

جب امی نے بتایا کہ دادا کی اجازت سے وہ لوگ تم کو دیکھنے آ رہے ہیں تو دھچکا سا لگا۔ او میرے خدایا۔ میں تو محمود سے کہہ چکی ہوں کہ اپنے والدین کو میرے گھر بھیج دیں کیا ہو گا شام کو میں لڑکے والوں کے سامنے بیٹھی تھی یہ دادا ابو کے رشتے کا بھتیجا تھا اعلیٰ افسر تھا خوبصورت نہایت وجیہ نوجوان دیکھ کر ششدہ رہ گئی۔

ابھی ابا جان ان لوگوں سے بات کر رہی رہے تھے کہ دروازے کی گھنٹی بجی جس بات کا ڈر تھا وہ ہو کر رہ گئی محمود کے والدین آئے تھے انہوں نے اپنا تعارف کروایا کہ ہم آپ کے کلاس فیلو محمود کے والدین ہیں اور آپ کی بچی کے رشتے کے لیے آئے ہیں والد صاحب نے غصے سے میری طرف دیکھا پھر ان کی چائے سے تواضع کر کے کہا۔

یہ ممکن نہیں ہے، آپ تشریف لے جائیں بچی کا رشتہ طے ہو چکا ہے

وہ اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔ مجھے یوں لگا میں مر گئی ہوں دل کی دنیا ویران ہو گئی تھی اس رات میں اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی اور محمود کا فون آ گیا

اس نے کہا میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔


www.pdfbooksfree.pk

مجھے بھول جاؤ محمود میں اب گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔

تم کو گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میں تمہارے گھر سے باہر ہی کھڑا ہوں کھڑکی کھول کر دیکھو۔

میں نے کھڑکی کھولی وہ واقعی عقبی دیوار کے پاس کھڑا تھا اس نے اوپر آنے کا اشارہ کیا میں نے کہا واپس چلے جاؤ مگر وہ نہ مانا مجبورا مجھے گیٹ کھولنا پڑا اس سے پہلے کہ گھر کا کوئی فرد اسے دیکھتا وہ تیزی سے اندر آیا اور سیڑھیوں چڑھ کر اوپر آن پہنچا میرا کمرا اوپر کی منزل پر تھا ابو زمینوں پر تھے باقی لوگ اتفاق سے اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

میرا دل دھڑک رہا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی اجنبی یوں بے دریغ گھر کے اندر اور میرے کمرے تک آ پہنچا تھا لیکن یہ اجنبی نہ تھا میرے دل کا مالک محمود تھا میں نے کہا۔

یہ پہلی بار نہیں آخری بار تم آئے ہو اور اب کبھی مت آنا تم نہیں جانتے کہ تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے اور میری جان بھی خطرے میں ڈال دی ہے بس اب چلے جاؤ اس سے پہلے کے کسی کو تمہارے آنے کی خبر ہو جائے۔

میں نے دروازہ لوک کر دیا تھا کہ کوئی کمرے میں نہ آ جائے۔اس نے اس موقعہ کا فائدہ اٹھایا میں اس کی نیت جانتی تھی تو کبھی گھر کے آنے اجازت نہ دیتی میں سمجھ رہی تھی کہ اس کے والدین کو ابو نے انکار کر دیا ہے اس وجہ سے وہ دکھی ہو رہا ہے کیا پتہ تھا کہ وہ اچانک ہی میرے دامن کو داغدار کر دے گا میں اپنی عزت بچانے کا احتجاج بھی نہ کر سکتی تھی شور مچانا درکنار کیوں کہ یہ میرا اپنا گھر تھا اور وہ میرے گھر میں موجود تھا سسک سسک کر رہ گئی ڈر کے مارے سانس بند ہونے لگا تبھی اس نے کھڑکی کھولی باہر دیکھا اور پھر کھڑکی سے ہی پائپ کے ذریعے نیچے اتر گیا اور گیٹ کے ذریعے باہر نکل گیا وہ جس کو میں فرشتہ سمجھ رہی تھی ایک اعلیٰ درجے کا انسان اپنا آئیڈیل اس نے میرے تصورات کو پاش پاش کر دیا تھا۔ اس کے بعد کبھی اس نے رابطہ کیا اور نہ ہی دیکھائی دیا

ایک ہفتے بعد دادا جان لوٹ آئے اور میری شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں ابھی میں تازہ زخم سے سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ وجاہت کی دلہن بنا دی گئی وہ بہت اچھے انسان تھے مجھ کو زندگی کی نئی حقیقتوں سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔

شادی کے سال بعد میں نے ایک خوبصورت بیٹی کو جنم دیا جس کا نام مومنہ رکھا گیا ابھی پانچ برس کی تھی کہ میری جٹھانی اور دیورانیاں کہتی تھیں یہ ہماری بہو بنے گی میں خاموش رہتی تھی جب مومنہ دس سال کی ہو گئی میرے شوہر جام شہادت نوش کیا اور میں شہید کی بیوہ ہو گئی میرا ان کا ساتھ مختصر تھا اور یہی خدا کی مرضی تھی یہ سوچ کر دل کو سنبھال لیا تھا کہ وہ شہید ہیں اور شہید کبھی مرتے نہیں ہیں۔

اب مومنہ کی کفالت اس کے چچا کرنے لگے وقت گزرتا رہا میری بیٹی بڑی ہو گئی مومنہ اب کالج جانے لگی تھی تبھی میں نے ایک دن اس کو اپنے پاس بیٹھا کر سمجھایا۔

بیٹی دیکھو کہ تمہارے باپ کا سایہ سر پر نہیں ہے تم سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا اور کبھی ایسی غلطی نہ کرنا جس سے میں تمہارے چچاؤں کے سامنے شرمندہ ہوں۔

اس نے جواب دیا امی جان آپ تسلی رکھیں میں آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی۔

کچھ دنوں سے میں اسے کھویا کھویا دیکھ رہی تھی اس کی خاموشی کھلنے لگی تھی ایک روز میں نے



www.pdfbooksfree.pk

اس کے بیگ کی تلاشی کی تو مجھ کو ایک خط ملا یہ ایک لڑکے کی طرف سے تھا جس میں تحریر تھا پیاری مومنہ تم سے پیار کرتا ہوں اور تمہارے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں تمہاری ہاں کا انتظار رہے گا تمہارا حسن۔

مجھ کو لگا میری بیٹی بھی وہی غلط کرنے جا رہی ہے جو میں نے کیا تھا میرے تو پیروں تلے سے زمین نکل گئی مومنہ کو بلا کر حسن کے بارے میں پوچھا وہ ڈر گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی

میں نے کہا مومنہ بیٹا یہ سب مت کرو مہربانی کرو تمہارے تایا اور چچا کو خبر ہو گئی تو تم جانتی ہو وہ تمہارے ساتھ کیا کریں گے۔

اس نے رونا شروع کر دیا کہنے لگی مما میں حسن سے پیار کرتی ہوں اس کے بغیر نہیں جی سکوں گی وہ منت سماجت کرنے لگی۔

ہفتہ بعد ایک شام اس نے بتایا کہ حسن کے والد گھر آنا چاہتے ہیں مما پلیز ایک بار ان سے مل لیں صرف والد والدہ کیوں نہیں۔

میں نے پوچھا مما اس کی والدہ فوت ہو گئی ہیں صرف ابو ہی ہیں مقررہ دن وہ لوگ آئے

میں نے مومنہ کو کہا تم ان کو ڈائننگ روم میں بٹھاؤ میں کپڑے بدل کر آتی ہوں جب میں ڈائننگ روم میں داخل ہوئی تو میرے قدم زمین نے جکڑ لیے سامنے محمود بیٹھا ہوا تھا۔

او میرے خدایا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا یہ تم ہو واپس چلے جاؤ ابھی اسی وقت یہ رشتہ نہیں ہو سکتا مومنہ گھبرا کر میری جانب آئی وہ پریشان تھی

میں نے کہا میں کیا کہہ رہی ہوں میں نے اس کو بازو سے پکڑ کر کھینچا اور باہر لا کر کہا ان لوگوں کو کہہ دو ابھی اور اسی وقت چلے جائیں یہ رشتہ ہرگز نہیں ہو گا

وہ بولی کیوں مما آخر کیوں۔

میں نے کہا ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں بس یہ شادی نہیں ہو سکتی۔

کئی دن تک مومنہ روتی رہی میں نے اس سے بات نہ کی بالآخر مما نے مجبور ہو کر اسے سمجھایا کہ بیٹی یہ آدمی تمہارے ابو کا دشمن ہے اسی وجہ سے انکار کیا ہے تمہارے چچا اسے دیکھتے ہی گولی مار دیں گے بھی ان کو فورا چلے جانے کو کہا تھا شاید یہ میری زندگی کا سب سے بڑا امتحان تھا۔

چند ماہ بعد مومنہ بتایا کہ انکل محمود ہارٹ اٹیک سے فوت ہو گئے ہیں اب حسن اکیلا رہ رہا ہے مجھ کو دکھ نہ ہوا سوچا محمود جیسے پاپی کا چلے جانا ہی اچھا تھا اب میں مزید خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی۔

مومنہ چچا کو بتایا کہ آپ جلدی سے شادی کا فیصلہ کر دیں مومنہ پریشان رہنے لگی ہے لیکن کوئی ایسی ویسی بات نہ ہو جائے وہ سمجھدار تھے فورا انہوں نے اپنے بیٹے سے اس کی شادی کر دی کیوں کہ وہ سالانہ امتحان دے چکی تھی ہم نے اس کو رونے دھونے کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی آج وہ اپنے گھر میں خوش آباد ہے بس شکر کرتی ہوں کہ اس کی ضد کے آگے ہم نے ہتھیار نہیں ڈالے ورنہ حسن سے وفا کی کیا امید کی جا سکتی تھی کیوں کہ جیسا باپ ویسا ہی بیٹا خون کا اثر ہوتا ہے شریفوں کی اولاد شریفوں میں ہی بھلی رہتی ہے۔

زندگی روگ بنی پر اس کی تمنا نہ گئی
وہ کسی اور کے مقدر کا ستارہ نکلا

---

لطیفہ

ایک آدمی کے دونوں کان جلے ہوئے تھے وہ ڈاکٹر کے پاس گیا تو ڈاکٹر نے پوچھا یہ کیسے ہوا ؟۔


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اس نے جواب دیا میں کپڑے استری کر رہا
تھا کہ فون کی گھنٹی بجی عجلت میں میں نے فون کی
بجائے استری کان سے لگالی۔
مگر آپ کے تو دونوں کان جلے ہوئے ہیں
ڈاکٹر نے کہا۔
جی ہاں جونہی میں نے استری نیچے رکھی تو
فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تھی۔
-------- عبدالجبار رومی۔لاہور

تمہیں یوں دیکھ کر رستہ بدلنا بھی نہیں آتا
میں تھک کر بیٹھ جاتا ہوں کہ چلنا بھی نہیں آتا
بہت لاغر سا بندہ ہوں بنا بیساکھیوں کی بھی
اگر میں لاکھ بھی چاہوں سنبھلنا بھی نہیں آتا
مجھے اب ان سناٹوں سے بہت ہی خوف آتا ہے
اندھیری رات میں گھر سے نکلنا بھی نہیں آتا
مجھے اب چاندنی راتیں بہت غمگین لگتی ہیں
تو ایسے حال میں اشکوں کو ملنا بھی نہیں آتا
اگر تم لاکھ بھی چاہو تمہارے عشق میں ہمدم
مجھے تو ٹھیک سے جلنا پگھلنا بھی نہیں آتا
میں واجد دشمنوں کے ساتھ بھی چاہت نبھاتا ہوں
مجھے تو زہر نفرت کا اگلنا بھی نہیں آتا

واجد چوہان

---

احساسات

☆ محبت کا سورج جتنا بھی عروج پر راج کرے اسے آخر زوال کی بھول بھلیوں میں کھونا ہی پڑتا ہے۔

☆ جس شئے کی تمنا آدمی کو دین و دنیا سے لاتعلق کردے کیا وہ تمنا زندگی کے لیے فرحت ہے

☆ یہ حقیقت ہے کہ محبت نہیں مرتی مگر اس کے معیار ضرور بدلتے رہتے ہیں۔

☆ جس سفر کا آغاز پر مسرت ہو ضروری نہیں کہ اس کا اختتام بھی مسکراہٹوں کی سیج پہ ہو۔

☆ جذباتی رشتے کچی ڈور کی طرح نازک ہوتے ہیں اور جذباتی فیصلے نقصان دہ ہوتے ہیں

☆ چاہت میں ڈوبے ہوئے شخص کی کبھی چاہت سے کفارا کشی کا مت کہو وقت اسے خود بخود ہی عشق و وفا کی حقیقتوں سے آشنا کر دے گا۔

☆ رفاقت ایک ناقابل بھروسہ۔ جزباتی جنوں۔ حسین بھول۔ وقتی خمار۔ محسوسات کا دیوانہ پن اور ساحرانہ پندار ہے

خلیل احمد ملک۔شیدانی شریف

---

تجھے شک کہ میں تیرے لیے جان نہ دے پاؤنگی
مجھے یہ ڈر ہے کہ تو بہت روئے گا مجھے آزمانے کے بعد

عثمان ورک۔

---

اسے کہنا ہم بھی خوش بس یادیں کبھی کبھی ستاتی ہیں
اس دوری کا کوئی غم نہیں مجھے بس آنکھیں ذرا بھیگ جاتی ہیں

عثمان ورک۔

---

اسکی وفا نہ ملی مگر اسے وفادار کہتی ہوں
وہ بیوفا ہی سہی مگر میرے جینے کا سہارا تو ہے

عثمان ورک۔

---

تو یہ کہتا تھا کہ چلے جاؤ زندگی سے
اب کیوں رو رہے ہو جب زندگی چھوڑ دی ہم نے

عثمان ورک۔

---

پھر اتنی مایوس کیوں ہو اسکی بے وفائی سے
تو تو خود کہتی تھی کہ وہ سب سے جدا ہے

عثمان ورک۔

---


www.pdfbooksfree.pk

# بے وفا ہے زندگی

تحریر۔محمد سلیم۔کوٹھا کنگن پور۔0307.6490788

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج پھر میں اپنی ایک کہانی۔کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور ہاں میں ان تمام قارئین کا بے حد مشکور ہوں جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان ،۔بے وفا ہے زندگی رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے کوئی اور پیارا سا نام بھی دے سکتے ہیں یہ کہانی بھی ایسی دکھی کہانی ہے کہ جو آپ کے دل پر اثر کر جائے گی اور آپ کو کسی نہ کسی موڑ پر اس کہانی کی یاد آئے گی۔ قارئین پڑھ کر اپنی قیمتی رائے ضرور دینا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے۔وہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

**ایک** دن میں کسی کام سے لاہور جا رہا تھا جب میں قصور کے قریب پہنچا تو مجھے ایک انجان نمبر سے کال آئی۔
ہیلو اسلام علیکم۔
میں نے کہا جی واعلیکم اسلام۔
پھر پوچھا گیا آپ محمد سلیم متوبات کر رہے ہیں
میں نے جواب دیا جی اس نام ہی محمد سلیم ہے پھر اس دوست نے اپنا نام بتایا پر اس نے کہا۔
بھائی میں نے آپ کی کہانی میں سچا پیار پڑھی ہے مجھے بہت اچھی لگی ہے
میں نے اس بھائی سے کہا جناب آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری کہانی کو پسند کیا۔
بھائی نے محمد ساجد نے کہا اگر آپ کے پاس ٹائم ہے ایک میری کہانی ہے جسے جواب عرض میں دینا چاہتا ہوں۔
میں نے اس سے کہا کہ اس وقت تو میں سفر میں ہوں اور شام کو فری ہو کر آپ مجھے رات کو دس بجے کے بعد کال کرنا
اس دوست نے کہا ٹھیک ہے سلیم صاحب آپ کی بہت مہربانی ہوگی کہ آپ نے مجھ سے بات کی
میں نے کہا بھائی جان ایسی کوئی بات نہیں میں بھی آپ جیسا ہی ایک عام سا انسان ہوں۔
اس نے کہا سر میں آپ کو رات کو کال کروں گا
میں نے کہا ٹھیک ہے بھائی جان۔
اس کے بعد کال کٹ گئی۔
میں لاہور پہنچا کچھ کام تھا اس سے فارغ ہو کر شام کو گھر آ گیا تقریبا رات کے گیارہ بجے کے قریب اس دوست نے کال کی تو۔آیئے اسی کی کہانی اس دوست کی زبانی سنتے ہیں۔۔
میرا نام ساجد ہے ہم دو بھائی ایک بہن ہے میں تمام بہن بھائیوں سے سب سے چھوٹا ہوں ہمارا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

گاؤں انتہائی خوبصورت ہے میں جب پانچ سال کا تھا تو میرے والدین نے مجھے سکول میں داخل کروا دیا میں نے پانچ کلاسز گاؤں میں پاس کی اس کے بعد میں اپنے چچا کے پاس شہر چلا گیا میں نے میٹرک تک تعلیم شہر میں حاصل کی اس کے بعد اپنے گاؤں آ گیا جب میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ میں نے میٹرک بہت اچھے نمبروں سے پاس کی ہے تو امی نے شاباش دی۔

میں نے اس کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا
لیکن اس بے وفا نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا

اور پھر پندرہ سو روپے انعام ملا کچھ دنوں کے بعد مجھے بڑے بھائی عمران نے مجھ کو ایک موٹر سائیکل لے کر انعام میں دی۔ ایک دن امی جان نے کہا

بیٹا ہم آپ کی شادی کرنا چاہتے ہیں

میں نے کہا۔ ابھی تو میں بچہ ہوں

یہ سن کر بڑا بھائی بولا۔۔ ساجد بھائی اب تم بچے نہیں ہو تمہارا نمبر ہے اگر کوئی لڑکی آپ کو پسند ہے تو بتا دو۔

میں نے کہا بھائی جان ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے کوئی لڑکی پسند نہیں ہے۔

دل کی خاطر نہ جذبات کی خاطر
تو میرے ساتھ چلی صرف حالات کی خاطر
بات بگڑی بھی تو اس بات کی خاطر

ایک دن اپنے گھر کی چھت پر بجلی کی تار ٹھیک کر رہا تھا تو ساتھ والے گھر میں نظر پڑی وہاں ایک خوبصورت پری بیٹھی ہوئی تھی اس کی طرف بار بار دیکھتا رہا جب اس کی نظر پڑی تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی میں بھی مسکرا دیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اپنی انگلیوں کو ہلایا وہ مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی میں تو اس کی خوبصورت مسکراہٹ میں ہی کھویا رہا اس کی ہنسی میں جانے کیسا جادو تھا کہ میں پہلی بار یوں کسی لڑکی کے دیکھنے جا رہا تھا پھر میں نے اسے جی بھر کے دیکھنے کے بعد چھت سے اتر آیا۔ میرا یہ معمول بن گیا تھا میں روز کسی نہ کسی بہانے چھت پر جاتا اور اس حسینہ کو دیکھتا اور وہ بھی دیکھ کر مسکراتی رہتی تھی پھر میں نے ایک دن ایک خط لکھا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں وہ خط کیسے دوں کس طرح دوں اپنی جیب میں رکھ لیا۔

مجھ کو دن رات نمازوں کی طرح پڑھتا تھا
پھر کیوں وہ ہی شخص آج مجھے قضاء کر بیٹھا تھا

پھر ایک دن میں نے وہ خط اس کی طرف پھینک دیا اس نے اٹھا لیا میں نے خط میں لکھا تھا میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو اگر تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگی ہو تو ٹھیک ہے اگر پیار نہیں کرنا تو بتا دو تمہاری مرضی مجھے یہ دو چار لائنیں یاد تھی اور ڈر بھی رہا تھا کہ اگر اس نے انکار کر دیا تو میرا کیا ہو گا میں کیا کروں گا۔ رات ہو گئی اس پریشانی میں میں ڈر بھی رہا تھا نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔

یہ آنسوؤں سوغات، مجھ پر ہی فرض کیوں
کچھ تو وہ بھی ادا کرے۔ محبت اس نے بھی کی تھی

پھر انتظار ختم ہوا اس نے بھی ایسا ہی خط لکھ کر جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔ میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں مجھے تم اچھے لگتے ہو مگر میں بتا نہیں سکی ایسا کریں رات کو چھت پر ملتے ہیں،

میں نے جب پڑھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جیسے میں نے کوئی فلم دیکھی ہو پھر رات ہو گئی مجھے لگا جیسے وہ چھت پر آ گئی ہو اور چپکے سے گیا تو وہ سچ مچ چھت پر موجود تھی اس رات ہم نے کوئی زیادہ باتیں تو نہ کیں مگر ایک دوسرے کو جان گئے تھے گلشن نام تھا اس کا اس کی طرح خوبصورت پھر چلی گئی اور میں نیچے اتر آیا مجھے خوشی کے مارے نیند نہ آ رہی تھی۔

اس شرط پر کھیلوں گی پیا پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری



www.pdfbooksfree.pk

پھر ہم روز چھت پر ملتے تھے بلکہ ساری ساری رات بیٹھے رہتے تھے اور باتیں کرتے رہتے تھے وہ میری طرح شرمیلی تھی ہم رات کو بہت دیر تک چھت پر بیٹھے رہتے کسی کو پتا نہ ہوتا وہ میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہتی تھی۔

طوفان میں کشتی کو کنارے بھی ملتے ہیں
جہاں میں لوگوں کو سہارے بھی ملتے ہیں
دنیا میں سب سے پیاری ہے زندگی ایس جی
مگر کچھ لوگ زندگی سے پیارے بھی ملتے ہیں

اس طرح ہم ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے ہماری محبت کو دو سال ہو گئے تھے۔

تم موسم موسم لگتے ہو
جو پل پل رنگ بدلتے ہو
تم ساون ساون لگتے ہو
تم صدیوں بعد برستے ہو
تم سپنا سپنا لگتے ہو
جو مجھ کو کم کم دکھتے ہو
تم پل پل مجھ سے لڑتے ہو
پھر بھی اچھے لگتے ہو
بات تو ہے شرمیلی سی
پر کہنے کو دل چاہتا ہے ایسی
لو آج یہ تم سے کہہ ڈالا
تم اپنے اپنے سے لگتے ہو

میں گلشن سے بہت پیار کرتا تھا پھر ایک دن میں اس سے کہا۔ اب ہم کو ایک ہونا چاہئے
اس نے کہا پوری بات بتاؤ تم کیا سوچ رہے ہو
میں نے کہا کہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔
گلشن نے کہا ٹھیک ہے تم اپنے والدین کو میرا رشتہ لینے میرے گھر بھیجو
میں نے کہا ٹھیک ہے
میں بڑی مشکل سے اپنے والدین کو منایا وہ بہت مشکل مانے پھر ایک دن میرے والدین میرا رشتہ کے لیے اس کے گھر چلے گئے میرے والدین نے گلشن کے گھر والوں سے میرے رشتے کی بات کی تو انہوں نے کہا۔
ٹھیک ہے ہمیں منظور۔ ہے پر ہم اپنی بیٹی سے ایک بار پوچھیں گے
جب گلشن کی امی نے گلشن سے پوچھا کہ تم ساجد کو پسند کرتی ہو۔
گلشن نے کہا۔ نہیں میں تو کسی سے بھی پیار نہیں کرتی
گلشن کے والدین نے کہا۔۔۔ ہماری بیٹی کو یہ رشتہ منظور نہیں ہے اور نہ ہی ہماری بیٹی تمہارے لڑکے سے پیار کرتی ہے
میرے والدین نے جب گھر آ کر یہ بات کی تو مجھے بہت دکھ ہوا کہ اس نے تو کہا تھا اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجو۔

رشتہ وفا کو جوڑ کر
پھر دل ہمارا توڑ کر
یوں تنہا ہمیں تم چھوڑ کر
بتاؤ تمہیں کیا ملا
پہلے ہمیں پکار کر
اپنے دل میں اتار کر
پھر نفرت کے تیر مار کر
بتاؤ تمہیں کیا ملا
ہم کو مجبور کر کے
اپنے سے دور کر کے
زخموں سے چور کر کے۔
دل میرا پریشان کر کے
بتاؤ تمہیں کیا ملا

میں امی کے منہ سے یہ بات سنتے ہی میں ایک زندہ لاش کی طرح کی صورت اختیار کر گیا امی کی بات سن کر میری حالت بالکل مرنے کے قریب ہو گئی اور کوئی بات کیے بغیر ہی میں بستر پر سونے کے لئے


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

اپنے کمرے میں چلا گیا۔

چین سے سو رہا ہے سارا جہاں
میری نیند کھو گئی ہے کہاں

میں نے خودکشی کرنے کا سوچا پھر سوچا نہیں خودکشی حرام ہے اور میرے والدین کی بدنامی ہو گی کیونکہ میرے اوپر چھوٹے بہن بھائیوں کی بہت ذمہ داری بھی دل ہی دل میں سوچا کہ گلشن سے ایک بار بات ضرور کروں گا اگر تمہیں یہ رشتہ منظور نہیں تھا تو تم نے مجھے کیوں کہا تھا کہ اپنے والدین کو میرے گھر رشتہ کے لیے بھیجو اس سے یہ بات ضرور پوچھوں گا کہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

ایک دن میں نے ایک بچے کے ذریعے گلشن تک ایک خط پہنچا دیا میں نے خط میں صرف ایک بار مجھے ملو میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں پھر ایک دن وہ چھت پر آئی میں نے اس کو کہا۔

میں نے تیری خاطر اپنے گھر والوں کو تیرا رشتہ لینے بھیج دیا تھا

اس نے میری ایک بات نہ سنی میں نے جس کی خاطر اپنے گھر والوں کی پسند کو ٹھکرا دیا تھا وہ آج بھی مجھ سے کیوں ناراض ہوگئی ہے بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے اس نے مجھ سے صرف مذاق کیا تھا میرے گھر والے آج بھی مجھے شادی کا کہتے ہیں لیکن میں انکار کر دیتا ہوں کہ انسان جس سے پیار کرے۔

ہمیں دیکھ کر اس نے نفرت سے اپنا چہرہ چھپالیا
تسلی سی دل ہوگئی کہ وہ ہمیں پہچانتے تو ہیں

وہ ہی اس کا دل توڑ دے تو انسان کا کسی پہ اعتبار نہیں رہتا میں آج بھی اسے بہت پیار کرتا ہوں اور اسی کی یادوں کے سہارے جی رہا ہوں اپنی زندگی کے دن گزار رہا ہوں میں نے اس سے پہلے کبھی بھی سگریٹ نہیں پی تھی لیکن اب دن میں دس سگریٹ پی جاتا ہوں جس انسان کو کبھی سگریٹ سے اتنی نفرت بھی اگر کوئی سگریٹ پیتا تو میں اسے اتنا دور جا کر بیٹھ جاتا تھا۔

تیری مجبوریاں بھی ہوں گی، چلو یہ مان لیتے ہیں
تیرا یہ وعدہ تھا کہ ہمیں یاد رکھو گے

میرے جیسا انسان جو کبھی محبت سے دور جاتا تھا آج خود محبت کا شکار ہو چکا ہے میرا تو سب کچھ ہی ہے جس نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے میں آج بھی اس سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا

آخر میں تمام لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر کسی سے پیار نہ نبھا سکو تو اس کے پہلے ہی بتادو اس وقت وہ شاید خود کو برداشت کر سکے لیکن جب کسی کے ساتھ دور تک چلو تو پھر اس سے بے وفائی کرو تو وہ انسان جس سے بے وفائی ہوتی ہے وہ نہ تو جیتا ہے نہ مرتا ہے بس ہر وقت اپنے محبوب کی یاد میں کھویا رہتا ہے میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک آپ سب کو خوش رکھے آمین ثم آمین۔

جی قارئین تو یہ تھی میرے دوست کی کہانی جو اس وقت بھی اپنے محبوب سے بہت پیار کرتا ہے۔ قارئین کیسی لگی دوست کی کہانی اپنی قیمتی رائے سے ضرور ضرور نوازیئے گا یہ بالکل سچی اور حقیقت پر مبنی ہے اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ اس غزل کے ساتھ۔

جو جان سے پیارا تھا زندگی میں تنہا چھوڑ گیا
نجانے کیا شکوہ تھا اسے جو سارے بندھن توڑ گیا
اس کی یادوں کو دل میں بسایا تھا اپنا بنانے کے لیے
پھر وہ کیوں پل بھر میں میرا شہر چھوڑ گیا
ہم تو پروانے تھے جو عاشق تھے چراغ صحر پر
اپنی جدائیوں سے میری آنکھوں میں بہتے آنسو



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

چھوڑ گیا

ہمیں زندگی کے آشیاں میں چاہت تھی جس کی
وہ گلفان میری زندگی میں گل چھوڑ گیا
لکھ نہ سکے برگ ورق پہ اس کی دوری کے غم
کچھ سپنے اپنی یادوں کے وہ ادھورے چھوڑ گیا
اگر اس نے جانا تھا تو کیوں آیا تھا میری زندگی
میں
پلا کر مجھے پیار کا جام وہ اپنے ہاتھوں سے تنہا
چھوڑ گیا
اس سے نفرت تھی تو پہلے اظہار کیوں کہ سلیم
پھر آیا کہ مجھے دنیا میں اکیلا چھوڑ گیا
آپ کی دعاؤں کا طلبگار آپ کی رائے کا منتظر
محمد سلیم منیو کوٹھا کلاں

---

ہری مرچیں

☆ ادھیڑ عمر میں بھی اگر آپ کو اپنا چہرہ آئینے میں خوبصورت نظر آئے تو سمجھ لو کہ آپ کی نظر کمزور ہو گئی ہے۔

☆ زندگی ایک موڑ دے ہیں اس پر بھی حادثات ہوتے ہیں احتیاط سے چلیں۔

☆ شریف آدمی وہ ہے جو کسی کا کام کرنے سے انکار نہ کرے مگر اس کا کام کرنے سے ہر ایک انکار کرے۔

☆ پرانے وقتوں میں اولاد بوڑھے والدین کا سہارا ہوتی تھی مگر اب خسارہ ہے۔

☆ نااہل کی تربیت کرنا گیند پر اخروٹ رکھنے کے مترادف ہے۔

☆ شادی کر کے آرام سے رہنے کی توقع کرنا مرغ کے انڈے سے ہاتھی کا بچہ برآمد ہونے والی بات ہے۔

☆ ماں بیٹے کو ادب سکھاتی ہے اور بیوی ادب کراتی ہے۔

☆ جب زندگی کے کسی موڑ پر کوئی راستہ نظر نہ آئے تو کسی اور کے پاس جانا ورنہ وہ آپ کو کسی اچھے سے آئی اسپیشلسٹ کے پاس لے جائے گا۔

☆ دنیا میں امن صرف اسی صورت ہو سکتا ہے کہ مردوں کے سر سے دماغ نکال دیا جائے یا پھر عورتوں کے منہ سے زبان۔

خلیل احمد ملک۔شیدانی شریف

---

خدا کرے کہ یہ خوشیاں صدا میسر رہیں تجھے
سرتاپا سرمایا محبت ملے تجھے
غم سے کبھی نہ واسطہ پڑے رومی
ہر لمحہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ ملے تجھے

عبدالجبار رومی۔لاہور

---

وہ بے وفا نہ تھا یونہی بدنام ہو گیا عثمان
ہزاروں چاہنے والے تھے کس کس سے وفا کرتا
عثمان ورک۔

---

[illegible]
عثمان ورک۔

---

کوئی اداس ہوتا تو ہماری زندگی کی نیند اڑ جایا کرتی
ہم بہت دنوں سے اداس ہیں کسی نے محسوس مگر نہیں کیا
عثمان ورک۔

---

سردار نے ایک مکھی کے پر کاٹ دیئے اور کہا۔
اڑ جا۔۔اڑ جا۔۔
وہ مکھی نہ اڑی تو سردار نے کہا۔
تجربہ سے ثابت ہوا کہ اگر مکھی کے دونوں پر کاٹ دو تو وہ سن نہیں سکتی
فرح ناز۔اٹک



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# محبت کے لالچ

تحریر۔ملک محمد حسین سرگودھا۔0347.6895545

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک نئی کہانی آپ بیتی لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ بندہ ناچیز کی کہانی کو کسی قریبی اشاعت میں جگہ دیں گے کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ پرانے رائٹر ہیں اور پورے سال میں ایک آدھ کہانی لکھتے ہیں تو دوستو ایک سال میں صرف ایک کہانی لکھ سکتا ہوں زیادہ نہیں کیوں کہ میں بہت مصروف رہتا ہوں البتہ ہر ماہ شمارے میں حاضری دیتا ہوں اور سب کی کہانیوں پر تبصرہ کرتا ہوں امید ہے آپ ناراض نہیں ہوں گے اور یہ بھی امید ہے کہ میری کہانی سب کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام محبت کے لالچ رکھا ہے کسی لگی یہ آپ ہی بتا سکتے ہیں اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیے گا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں جو کہانی آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں یہ دوستوں کی ہے آج کل جس سے سن لو یہی کہتا کہ کہ دنیا بے وفا ہے ہر کوئی دوسرے کو مطلب پرست اور دھوکے باز کہتا ہے ہو کوئی یہی کہتا کہ کے میں ہر بندے کی قدر کرتا ہوں مگر میری کسی کو کوئی پرواہ نہیں ہے اگر کوئی ہمارے ساتھ ہنس کر بول لے تو پہلا خیال یہ آتا ہے کہ اس کو میرے تک کوئی مطلب ہے جب کے ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔
میں تو یہی کہوں گا اگر دو یا تین دوست ہیں تو اچھی بات ہے مگر کوشش کرو کہ تم لوگ کسی دوسرے کی بات پر اعتماد مت کرو پھر تم دوستی نبھا پاؤ گے دوستی اللہ کا ایک تحفہ ہے جس کی کوئی بھی قیمت نہیں ہے یہاں ایک دوست آپ کے کام آ سکتا ہے وہاں کوئی اور نہیں آ سکتا۔
آج کل اکثر لوگ اپنے پیار پر دوستی قربان کر دیتے ہیں تو قارئین کرام چلو کہانی کی طرف آتے ہیں میرا نام عدنان قیصر ہیں اور مجھے سب پیار سے قیصر کہتے ہیں ہم سات بہن بھائی ہیں اور میرا نمبر چار ہے میری پیدائش پر سب لوگوں نے بہت خوشی کی سب رشتے دار آئے اور سب کی موجودگی میں میرا نام عدنان قیصر رکھا گیا تھا۔
ابھی میں بائیس دن کا تھا کے سردی لگنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا نمونیا زبردست قسم کا ہوا جو کے میری جان نہیں چھوڑ رہا تھا اور گھر والے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ میری حالت ایسی ہو گئی تھی کہ کوئی بھی دیکھتا تو کہتا بس مہمان ہے ایک یا دو دن کا یہاں چند دن پہلے خوشی منائی جا رہی تھی اب وہ گھر آنسوؤں میں گھرا ہوا تھا۔مجھے لاہور رسول ہسپتال میں لے گئے وہاں بچوں کا بہت اچھا ڈاکٹر تھا اس نے سب والوں کو تسلی دی کہ بچہ بیمار ہے پر امید ہے اس کو کچھ



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نہیں ہوگا باقی زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے آپ لوگ فکر نہ کریں ہم کوشش کرتے ہیں۔

اللہ کی مہربانی اور ماں باپ کی دعاؤں سے میں بچ گیا تھا اور مجھے گھر لے کر آئے اور سب کے سب مجھے پیار کرتے مگر اب وہ باہر نہیں لے جاتے تھے اس بیماری کی وجہ سے میں آج بھی تھوڑا سا توتلہ بولتا ہوں۔

جب میں چار سال کا ہوا تو مدرسہ میں پڑھنے لگ گیا اور پانچ سال کی عمر میں سکول میں داخل کروا دیا تھا میں تین یا چار دن تو بہت شوق سے گیا تھا مگر پھر تو گھر والوں کی ڈانٹ ہی پڑتی تھی تب جاتا تھا جب میں فور کلاس میں ہوا تو میرا ایک دوست بنا عامر شہزاد اب تو میں اس کے ساتھ بہت خوش رہتا تھا اگر کوئی مجھے تنگ کرتا تو توتلہ کہتا تو میں اور عامر اس کی ایسی پٹائی کرتے کہ وہ تو وہ دیکھنے والے بھی آئندہ ایسا کہنے سے توبہ کرتے۔

اسی طرح ہم کھلتے رہتے ہم نے پانچویں کلاس پاس کر لی اور ایک مڈل سکول میں داخلہ لیا ہم دونوں اکھٹے رہتے تھے اور آتے جاتے تھے گرمیوں کی چھٹیاں گزر کر جب ہم دوبارہ سکول جانے لگے تو ایک لڑکا نیا آیا ہوا تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا میں نے عامر سے کہا۔

یہ لڑکا کون ہے چلو اس سے پوچھتے ہیں

عامر نے کہا دفع کرو رہنے دو یار۔

میں اس کے پاس گیا میں نے جاتے ہی اس کو اسلام علیکم کہا اور ہاتھ آگے بڑھا دیا اس نے بھی ہاتھ ملایا میں نے کہا۔

کیا حال ہے جی اکیلے اکیلے کیوں بیٹھے ہو۔

وہ مسکرا کر بولا۔۔ ابھی نیا آیا ہوں نہ اس لیے آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا اور ویسے بھی اکیلا بیٹھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

میں نے کہا آپ کا نام کیا ہے

وہ بولا میرا نام فیصل مشتاق ہے اور میں ساتھ والے گاؤں کا ہوں تو میں حیران ہو گیا کہ میں بھی دوسرے گاؤں کا ہوں

آپ کا گھر کہاں ہے اور کس برادری سے ہو

وہ بولا جی میری برادری فلاں ہے اور میں پہلے ماموں کے ہاں رہتا تھا ابھی پندرہ دن پہلے آیا ہوں اسی طرح ہماری دوستی ہم سارا دن اکھٹے رہتے تھے مگر عامر تھوڑا سا الگ رہتا تھا ایک دن میں عامر کے پاس اس کی تعریف کرر ہا تھا۔

فیصل ایسا ہے ویسا ہے اس کو کوئی یہ پسند ہے یہ نہیں پسند۔

عامر بولا دیکھو عدنان قیصر تم جو کچھ مرضی کر پر میرے سامنے فیصل کی بات مت کرو۔

مجھے بہت غصہ آیا اور میں اٹھ کر چلا گیا وقت گزرتا رہا ہم چار دوست بن گئے عامر عدنان قیصر فیصل اور جیلانی اور ہم 9th میں ہو گئے تھے عمر بھی فیصلہ کے ساتھ ٹھیک ہو گیا تھا ابھی ہمارا نویں کلاس میں پانچواں دن تھا کہ ایک دن ہم سکول جا رہے تھے راستے میں لڑکیاں بھی آتی جاتی تھی میں نے ان میں سے ایک نئی لڑکی کو دیکھا وہ بہت ہی خوبصورت تھی اور معصوم بھی تھی میں تو اس پر مرمٹا تھا میں اس پر فدا ہو گیا تھا میں بار بار اس کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ اس نے ایکبار میری طرف دیکھا۔ پھر سارا راستہ میری طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا تھا اسی طرح میرا اسکول آ گیا سارا راستے میں اپنے دوستوں کو شک نہیں ہونے دیا تھا آج سارا دن میرا اس کی یاد میں گزرا تھا نہ تو پڑھ سکا اور نہ ہی اپنے دوستوں کو ٹائم دے سکا آخر تفریح ہو گئی پھر انہوں نے پوچھا۔

تیرے ساتھ مسئلہ کیا ہے آج بدلے بدلے کیوں لگتے ہو تو میں نے مجبوراً ان کو بتا دیا کہ یہ مسئلہ ہے تو انہوں نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا چھٹی ٹائم ہم لوگ گیٹ کے باہر بیٹھ گئے اور اس کا انتظار کرنے

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

لگے۔تھوڑی دیر میں وہ لڑکیاں آنا شروع ہوگئیں جن میں میں اپنی زندگی کو دور سے پہچان گیا تھا جب وہ قریب سے گزرنے لگی تو میں نے عامر سے کہا۔

یہ ہے وہ۔

فیصل بولا قربان تیری محبت پر کیا حسین لڑکی ہے یار قیصر۔

ایک دم اس نے پلٹ کر فیصل کی طرف دیکھا ہم لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے تھے وہ دو لڑکیاں تھی باقی سب آگے آگے جا رہی تھی مگر وہ ابھی تک لفٹ نہیں کرا رہی تھی اسی طرح ہم لوگ گاؤں میں پہنچ گئے اور روزانہ اسی طرح ہی ہوتا پاک دن میں نے تنگ آکر اپنے دوستوں سے کہا۔

یار اگر اس نے مجھے نظر انداز کر دیا تو۔ایک دن میں خود کو ختم کرلوں گا کیوں کہ مجھ سے برداشت نہیں ہوا تھا میں بہت محبت کرنے لگا ہوں۔

فیصل بولا یار صبر تو کر کچھ کرتے ہیں۔

چھٹی کے ٹائم اس نے پیچھے چل دیئے تو فیصل ہم سے آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ کر اس سے بولا ہیلو پلیز ایک منٹ۔

وہ بولی جی۔

فیصل نے لیٹر اس کی جانب بڑھا دیا اس نے پکڑ لیا اور کوئی بات نہیں کہ اس اور مسکرا کر آگے بڑھ گئی اسی وقت اس نے لیٹر کو کھولا اس کی دوست بھی ساتھ تھی ہم تھوڑے سمجھتے تھے کہ وہ رک گئی اور آج ہم لوگ قریب پہنچے تو وہ بولی۔

جی میرا نام نرگس ہے آپ کا نام ہے۔

فیصل بولا جی میرا نام فیصل ہے اور یہ میرا دوست عدنان قیصر ہے۔

اس کی دوست بولی اس کا نام کیا ہے

اس کا اشارہ صاف جیلانی کی طرف گیا تھا

میں نے کہا اس کا نام جیلانی ہے۔

اس نے کہا ٹھیک ہے اور میرا نام دیدار ہے

پھر وہ چلی گئی میں بہت خوش ہوا کے چلو ان کو میرا پتہ تو چل گیا ہے نہ دوسری صبح دیدار نے جیلانی کی طرف ایک لیٹر پھینکا جو جیلانی نے نہیں اٹھایا تھا میں نے اٹھا لیا تھا جس میں لکھا تھا آئی لو یو جیلانی کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس گیا اور بولا۔

میں ایسا نہیں ہوں اگر آئندہ ایسا کیا تو تیرا منہ توڑ دوں گا۔

وہ غصے سے جیلانی کی طرف دیکھنے لگی اور چلی گئی چھٹی ٹائم جو خط نرگس نے دیا اس میں لکھا تھا کہ اگر جیلانی دیدار سے دوستی نہیں کرسکتا تو میں بھی آپ سے نہیں کرسکتی اب آپ جو مرضی فیصلہ کرلیں

میرا رنگ اڑ گیا تھا وہ آگے، آگے جا رہی تھی اور ہم خاموشی سے راستہ بھر ہم نہ بولے گھر پہنچ کر میں نے کپڑے بدلے بغیر لیٹ گیا تھا اور اس نرگس کے بارے میں سوچنے لگا شام گزاو نا بھی نہ گیا تو رات کو تینوں میرے پاس آگئے فیصل بولا۔

قیصر آپ ٹینشن نہ لیں جیلانی اس کے ساتھ جھوٹا پیار کرے گا جب نرگس کو تیرے پیار پر بھروسہ ہو گا تو جیلانی اس کو چھوڑ دے گا۔

خیر پھر میں بھی مان گیا ویسے اب میرا دل یہی کہہ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے انکی بھی یہی سوچ ہو صبح ہم ان کا انتظار کرنے لگے تو جیلانی نے کہا۔

آج میں جو کہوں وہ کرنا۔

ہم نے کہا ٹھیک ہے۔

جب وہ دونوں آئی تو جیلانی ان کو روک کر اور بولا دیدار کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔

دیدار بولی ہاں میں آپ سے پیار کرتی ہوں

جیلانی بولا ٹھیک ہے آج پھر میری خاطر سکول سے چھٹی لے لو ہم لوگ کہیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔تھوڑی دیر بعد بولی۔

کہاں جانا ہے۔

جیلانی نے پہاڑی کا بتا دیا اور ہم لوگ وہاں پر



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میری دوست نرگس کو لے کر ایک سائیڈ پر بیٹھ گئے اور اس کو اپنے دل کا حال بتانے لگا تو نرگس بولی۔

عدنان پیار تو میں بھی آپ سے بہت کرتی ہوں پر میں مجبور ہوں کہ دیدار نے کہا تھا کہ پہلے تم میری اور جیلانی کی دوستی کرواؤ اس لیے میں تیری طرف نہیں دیکھتی تھی اس کے لیے میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔

اس نے میری طرف ہاتھ جوڑ دیئے تو میں اس کی طرف دیکھنے لگا کے کتنی مجبور تھی یہ اور میرے دل میں نرگس کے لیے اور بھی پیار بڑھ گیا تھا ہم چھٹی ٹائم واپس آ گئے تھے یہ دونوں ہمارے گاؤں کی ہی تھی جو کہ ہمیں پتہ چل گیا تھا وقت گزرنے کے لگا۔ایک دن ہم نے اپنے اپنے نئے موبائل لیے تو فیصل بولا

ان کو بھی لے کر دو بات ہوتی رہا کرے گی اور ویسے بھی آگے چھٹیاں ہو جاتی ہیں کہاں آپ لوگ تڑپتے رہو گے۔

میں محسوس کر رہا تھا کہ اب جیلانی بھی دیدار سے پیار کرتا تھا دل سے مگر ہم سے چھپا رہا تھا خیر دوسرے دن ہم شہر آ گئے ان کے لیے بھی موبائل لیے اور گھر آ گئے جو کہ ان کو دے دیئے۔اب ہم تو کلاس میں ہوں یا گھر میں ہر وقت ان سے بات ہوتی رہتی اب اگر ملنا بھی ہوتا تو فون پر ہی بس میسج لکھتے اور ٹائم اور جگہ فیکس کر لیتے۔دن گزرتے رہے اور چھٹیاں ہو گئی پہلے پہلے تو نرگس میرے ساتھ ہر وقت بات کرتی تھی مگر پندرہ یا بیس دن بعد مجھے پتہ چلا کہ اس کو کیا ہوا ہے اس کا نمبر کیوں بزی رہتا ہے اور میسج کا جواب بھی نہیں دیتی تھی مجھے شک ہونے لگا میں نے یہ بات عامر اور فیصل سے کی تو فیصل بولا۔

اس کے خلاف نہ بولا کر اور جو مرضی بولا کر جیلانی سے کہا تم ہی دیدار سے پتہ کرو

اس نے کہا ٹھیک ہے

اب فیصل نہ تو گراؤنڈ میں آتا تھا اور نہ ہی ساتھ بیٹھتا تھا مجھے بہت افسوس ہوا جب عامر نے اس سے وجہ پوچھی تو وہ بولا۔

میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی آئندہ میرے ساتھ بولنا عدنان قیصر جیلانی کو بھی بتا دینا آج کے بعد میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے

جب عامر مجھے اور جیلانی کو بتایا تو میں نے ہاں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تو جیلانی نے کہا

ہاں عامر سچ کہتا ہے فیصل اور ان اصل میں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اور نرگس اسی کے ساتھ مصروف رہتی ہے یہ بات مجھے دیدار نے بتائی ہے

میرا سر چکرانے لگا تین دن میں نے سخت بخار میں گزارے عامر اور جیلانی میرا پتہ کرنے آتے رہتے تھے مگر فیصل ایک بار بھی نہیں آیا تھا جب میں خود فیصل کے پاس گیا تو فیصل بولا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ میں اور نرگس پیار کرتے ہیں اور وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے ہم تین چار دفعہ مل بھی چکے ہیں اور پلیز اگر آپ مجھ سے دوستی رکھنا چاہتے ہیں اپنے دل و دماغ سے نرگس کا نام نکال دو وہ میری ہے اور میری ہی رہے گی وہ تو پہلے بھی مجھے ہی حاصل کرنے کے لیے تم سے بات کرتی تھی جو کہ مجھے بعد میں پتہ چلا۔

اتنا کہہ کر وہ گھر چلا گیا میرا کہیں بھی دل نہیں لگ رہا تھا کبھی نرگس کی مکاریاں یاد آتی اور کبھی فیصلہ کے بے وفائی مجھے نرگس سے زیادہ فیصل پر غصہ آتا تھا تو عامر نے میرا ساتھ دیا اور کہا۔

دفع کرو گولی مارو چلو پتہ تو چل گیا کہ فیصل کتنے پانی میں ہے جیلانی نے بھی دیدار کو ٹھکرا دیا جو کے بعد میں عامر نے اس سے پوچھا

تم نے ایسا کیوں کیا۔

وہ بولا میں نے کہا ہے

عامر نے کہا۔تم تو جانتے ہو عدنان قیصر نرگس سے کتنا پیار کرتا ہے اور تم دوست کو دھوکہ دے گئے



www.pdfbooksfree.pk

فیصل بولا اگر مجھے آپ جیسے ہزاروں بھی نرگس کے لیے چھوڑنے پڑیں تو میں چھوڑ دوں گا اور واپس چلا تھا اور عامر بولا

تو ہی اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا تو کر لے مجھے پتہ تھا کہ ان لوگوں کو دوستی کی قدر نہیں ہے

خیر وقت گزرتا گیا اور چھٹیاں ختم ہو گئیں اور ہم نے سکول جانا شروع کر دیا تھا۔ اب ہم الگ الگ بیٹھتے تھے بات کرنا تو دور کی بات تھی اب تو مجھے فیصل کی شکل بھی دیکھنا گوارہ نہ تھی سکول سے آتے جاتے وہ دونوں اکثر اکٹھے ہوتے فیصل اکثر کوئی نہ کوئی تنز والی بات کرتا تھا اور میں اندر ہی اندر مرتا رہتا تھا عامر یہ سب جانتا تھا اس کے دل میں پتہ نہیں کیا آئی کہ وہ بھی مجھ سے دور ہونے لگا تھا اور ایک اور لڑکے سے دوستی کر لی جس کا نام عبدالکریم تھا۔ میں نے ایک دن پوچھا۔

عامر آپ کی آج کل کریم سے بہت دوستی ہے

اس نے کہا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ فیصل ہمیں رلا کر خوش رہے میں اس کو بھی رولاؤں گا

کریم خوبصورت اور پیسے والا لڑکا تھا میں نے بہت کہا کہ عامر آپ ایسا مت کرو پھر بھی وہ اپنا دوست رہا ہے تو عامر بولا۔

میں جو کرتا ہوں کرنے دو

لیکن اس نے کریم کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا تو اس نے کہا کہ میں کوشش کروں گا اس کا کوئی فون نمبر مل جائے تو عامر نے کہا

ایک تھا وہ تو اب بند ہے فیصل نے اس کو نئی سم لے کر دی ہے۔

اس نے کہا ٹھیک ہے اب آپ آئندہ میرے ساتھ مت بولنا جو بات بھی کرنی ہوتی فون پر ہی کرتے تو عامر مان گیا ٹھیک تین دن بعد فیصل اور کریم تفریح ٹائم اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے اس نے فیصل کو پارٹی دی جس میں اس نے خوب خرچہ کیا اور نرگس سے بھی باتیں کیں مگر فیصل کو شک نہ ہونے دیا وہ اس کے سامنے ہر ادا کے ساتھ بات کر رہا تھا اور فیصل کو بھی کہہ دیا تھا۔

آپ دونوں کی جوڑی بہت اچھی لگے گی اور نرگس تو ہے ہی ماشاءاللہ بہت خوبصورت۔

نرگس نے جب اتنا سنا تو اس نے اسی وقت فیصل کو نظر انداز کر دیا تھا اس نے فیصل کے سامنے ہی اس نے کریم کا نمبر لیا جس کا فیصل نے کوئی نوٹس نہ لیا اس کو کیا پتہ کے بدلہ لیا جا رہا تھا وہ تینوں اپنے اپنے گھر آ گئے تھے۔

پتہ نہیں کریم اس کو کیا کیا پٹی پڑھاتا رہا کے ٹھیک بیس دن بعد اس نے فیصل کو بالکل ہی بھلا دیا تھا اور صرف اور صرف کریم کی ہو گئی تو اس نے جب یہ بات عامر کو بتائی تو عامر بہت خوش ہوا پر عامر نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ ایک دن عامر مجھ سے بولا

چلو آج سکول نہیں جانا شہر جاتے ہیں

میں اس کے ساتھ شہر چلا گیا ہم ایک ہوٹل میں گئے تو کریم بھی ہم کو لینے آ گیا اور ہم کمرے میں چلے گئے۔ وہاں پر جب میں نے نرگس کو دیکھا تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی پر خوشی بھی بہت ہوئی کہ شاید میری صلح میرا کروائی ہو پر وہاں تو معاملہ کچھ اور ہی دیکھا کریم بولا

عدنان بھائی ہے۔۔ میری جان نرگس بتاؤ کیسے ہے۔

عامر بولا اچھا تو اب یہ آپ کی جان بن گئی ہے پہلے عدنان کی تھی پھر فیصل کی بن گئی اور اب پتہ نہیں کس کس کی ہو گی تو کریم بولا۔

نہیں اب یہ میری جان ہے بس میری اس کی فیصل سے تھوڑی دوستی تھی۔

عامر اور کریم جانتے تو سب کچھ تھے مگر اس کو سنانے کے لیے ایسا بول رہے تھے تو کریم بولا

اچھا چلو آپ لوگ باہر جاؤ میں ابھی آتا ہوں

تھوڑی دیر میں وہ بھی آ گیا اور بولا یہ لو موبائل آپ نے ویڈیو بنائی ہے وہاں میں نے کیمرا سیٹ کر دیا ہے اور وہ دوبارہ اندر چلا گیا اور اس کی اور نرگس کی صاف تصویریں ہماری طرف آ رہی تھی پر عامر مجھے نہیں دیکھا رہا تھا۔ ہم اندر گئے اور اس کو ویڈیو دیکھا کر عامر نے بلیک میل کیا وہ نہ مانی تو کریم نے اس کو ڈرایا کہا۔

یہ ہم دونوں کو بدنام کر دیں گے اور میں آپ کو چھوڑ دوں گا تو نرگس نے مجبوراً عامر کے ساتھ دوستی کی مجھے بھی کہا مگر میں نے انکار کر دیا تو عبدالکریم بولا۔

بھائی اسی طرح ہی تو تو اس سے نفرت کرے گا

اور میں چلا گیا اس کے بعد ہم لوگ اپنے گھر آ گئے وقت گزرتا رہا عامر نرگس سے ملتا رہا۔ ایک دن فیصل نے کہا۔

سناؤ جی عاشق صاحب۔

مجھے بہت غصہ آیا میں لڑنے ہی والا تھا کہ عامر نے روک دیا اور مجھے لے گیا اور اس کو دو ویڈیو دکھائیں اس وقت جو حالت فیصل کی تھی میں جانتا تھا وہ بہت رویا تھا عامر نے کہا۔

کوئی بات نہیں فیصل تو نے اس کے لیے ہمیں چھوڑا تھا جیسا تو نے کیا ویسا ہی تیرے ساتھ بھی ہوا ہے آئندہ اب ہمیں طنز مت کرنا۔

اور اس کو چھوڑ کر واپس میرے پاس آ گیا۔

فیصل برداشت نہ کر سکا اور خود کو نشے پر لگا لیا ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا مجھے فیصل پر ترس آ گیا تھا منت کر کے عامر کو منایا اور فیصل سے دوستی کر لی مگر یہاں تک کہ اس کو نشے سے دور رکھنا تھا دیدار نے بھی جیلانی کو چھوڑ دیا تھا اور وہ دونوں اپنی اپنی دنیا میں مست تھے کریم اور عامر جب جی چاہتا تھا نرگس کو بلا لیتے تھے اور اپنے دل کی پیاس بجھا لیتے تھے تھوڑے سے عرصے میں ہی نرگس مشہور معروف لڑکی بن گئی تھی۔ اب اس سے کوئی بھی پیار نہیں کرتا تھا بس جس کے لیے اس سے دوستی کرنے اور چھوڑ دیتے اس لیے اس کے گھر والوں نے اس کو سکول سے چھٹی کرا دی ہم تینوں نے تو اس سے پہلے ہی 10th میں سے چھوڑ دیا تھا ایک دن اچانک اس کی ملاقات کریم سے ہوئی تو وہ بولی۔

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا میں نے بہت سارے لڑکوں کو پاگل کیا تھا بہت میرے ساتھ بات کرنے کو ترس رہے تھے مگر تم نے مجھے بے وقوف بنا دیا تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔

کریم بولا۔ شاید میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا اگر پہلے مجھے یہ سب معلوم نہ ہوتا میں تیرے قریب آیا ہی عدنان کا بدلہ لینے تھا تمہارے تو مشن تھا کہ بس کھانا اور ٹائم پاس کرنا پر میں سب جانتا تھا اس لیے بچ گیا ورنہ پتہ نہیں تم میرا بھی کیا حال کرتی تم جیسے لڑکیوں کا حل ہی یہی ہے بس روپے دیکھاؤ اور اپنا مطلب نکالو پیار محبت کے لیے اپنی بیوی کافی ہوتی ہے اپنے ماں باپ بہن بھائی کافی ہوتے ہیں۔ جب تیری شادی ہو گی تو تو کیا جواب دے گی اپنے شوہر کے والوں کا۔

قارئین تمام بھائی بہنوں سے میری گزارش ہے کہ پلیز عشق پاک جذبہ ہے اس کو بدنام مت کرو اس غزل کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

اثر دل پر کرے شکوہ شکایت ہو تو ایسی ہو
گلے لگ کر کوئی روئے ندامت ہو تو ایسی ہو
کسی کے خال خد میں اپنے خال خد نظر نہیں
آتے
سفر پا ہے کہیں رفاقت، ہو تو ایسی ہو
مجھے کانٹا چبھے اور تیری آنکھوں سے لہو ٹپکے
تعلق ہو تو ایسا ہو محبت ہو تو ایسی ہو
یہی محسوس ہو جیسے کئی صدیاں گزاری ہیں
فقط اک پل کی فرقت میں اذیت ہو تو ایسی ہو

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی ضرور بتائیے گا۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk

# محبت کا دوزخ

تحریر۔سراج اللہ۔خٹک۔0313.9802103

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں نے بھی جواب عرض میں حاضری کے لیے اپنی ایک کہانی جس کا نام میں نے۔محبت کا دوزخ رکھا ہے امید ہے سب قارئین کو پسند آئے گی یہ کہانی قسط وار ہے اوراس کے پڑھنے کے بعد ہی اپنی رائے سے نوازئے گا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ کہانی ایک سچے پیار کی بنا پر لکھی گئی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب قارئین اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکیں گے اپنی دعاں میں یاد رکھنا۔میں جواب عرض والوں کا بے حد مشکور رہوں گا کہ وہ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ اس کہانی کو جلد ہی کسی قریب شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار سراج اینڈ زیبا۔
نہیں نہیں بولو اپنا پتہ دو گے ہاں مگر جب اگلی دفعہ بات ہوگی تو دوں گی مگر کیا کرنا ہے آپ نے آنا ہے کیا۔
نہیں زیبا دیکھنا تو آپ کا نصیب ہی نہیں مجھے کم سے کم آپ کا پتہ تو ہونا چاہئے میرے پاس۔اگلی دفعہ بتا دوں گی تمہیں۔
ابھی بتانا ہے یا پھر میں فون بند کر دوں۔نہیں نہیں بتانا ہے۔اس نے اپنا پتہ بتا دیا مگر جھوٹ کیونکہ بعد میں اس نے مجھے اپنا صحیح اڈریس بتا دیا جو کہ کہانی کے آگے جانے سے بات آ جائی گی زیبا کا ایک محسوس ٹائم تھا کال کرنے کا اس ٹائم میں بالکل اپنے آپ کو فارغ رکھتا تھا کالج تھا اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پیپر میں گیا تھا کہ زیبا کی مسڈ کال آ گئی۔
میں نے اسے کہا زیبا میں اس وقت کالج میں ہوں اور دور بھی ہوں بارہ بجے کے بعد بات ہوگی۔

نہیں سراج آپ کو بائیک پر آنا چاہئے تھا
زیبا بائیک مجھے اچھا نہیں لگتا
گاؤں کے بہت سے لڑکے یہاں اکھٹے ہم سب آئے ہیں اور اکھٹے ہی جائیں گے مگر میرا نمبر آف رہے گا۔
کوئی بات نہیں میں بعد میں کر لوں گا جب آپ پھر سے نمبر آن کرو گی۔
چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ۔اور فون بند ہو گیا۔
عصر کے وقت ہماری بات ہوئی۔قارئین آج کی رات تھوڑا سا یقین مانوں آرام سے سویا تھا باقی کی راتیں تو بس قسمت والے سوتے ہیں۔کل اسی ٹائم ہماری بات شروع ہوئی زیبا کی آواز کچھ پھیکی محسوس ہو رہی تھی۔
کل کیا کیا آپ نے زیبا۔
تم سمجھ گئے ہو کہ چھوڑ دو کونسا جو ہے وہ اگر ناراض ہو گیا تو ہمارا کھانا بند خود بخود لائن پر آ جائے گا


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

یہ مت سوچنا کہ یہ کر کے میں ہم کون ہوتے ہیں یہ پوچھنے والے ایسی باتیں کرنے میں میرا کوئی مطلب ہے کہ زیبا یہ کہے کہ نہیں تمہیں پورا حق ہے ہمارے لیے تو یہ بھی کافی ہے کہ دو گھنٹے نکال لو ورنہ اس کی بھی فیس دے کر آپکو ٹائم دینے کا تھینکس ویسے ہم جیسے لوگوں کے لیے تو پیار کا لفظ ہی باقی ہے پیار نہیں ہے ہمارے پاس دو وقت کی روٹی مل جائے پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور کیا چاہئے کچھ تو نہیں اور ہاں پیسا ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر ہوتا تو آج میرا نام کہیں اور لکھا ہوتا اس طرح پڑا نہ رہتا۔

نہیں روپے پیسے تو ہمارے پاس بھی نہیں روپے پیسے کی بات اس لیے کہ ہم امیر ہیں جو اس طرح بات کی۔

کیا مطلب نہ لو کہ ہم امیر ہیں

اس لیے یہ کہہ رہے ہیں

تمہارے پاس روپے پیسے سوا کچھ ہے اس لیے تم ایسا کہہ رہی ہو اگر ان باتوں سے جناب کا دل ٹوٹ گیا ہے تو ہزار دفعہ معافی چاہتا ہوں اور سوری بھی آگے آپ کچھ کہہ دو میں تو بہت بک چکا ہوں کوئی بات ہو تو بلا سوچ سمجھ کہ کہہ سکتے ہو۔

واہ سراج واہ داد دینے کو دل کر رہا ہے آپ کو

تو دیتے کیوں نہیں صرف دل کر رہا ہے

ہاں دے رہی ہوں سب کچھ کہنے کے بعد کہتے کہ میں کچھ بولوں جب آپ اتنا سب کچھ کہتے ہو اتنا سب کچھ سمجھتے ہو تو یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اب میرے پاس بولنے کو کچھ نہیں

تمہارے پاس ہو گا بھی کیا کیوں کہ تمہیں تو ضرورت ہی نہیں ناں

زیبا تمہارے اپنے منہ کی کہی ہوئی بات ہے آپ کی منہ سے نکلی ہوئی بات کر رہا ہوں کہ خود کہا تھا کہ کبھی کسی کا انتظار نہیں کیا کبھی کسی کے لیے اتنا نہیں تڑپی۔

ہاں یہ سچ ہے کہ تم نے اس وقت بہت ساری باتیں کی لیکن تمہیں کہہ دیتی کہ اس سے پہلے تم نے کئی بار کہا ہے بولا ہے کہ ابو نے بلایا ہے بھائی نے بلایا ہے اور پھر ہماری بات اچھی طرح سے ختم ہو جاتی ہیں

ایک دفعہ یاد ہے کہ تم نے ناراض ہو کے فون کاٹ دیا تھا اور میں نے کتنی بار کالیں کیں تھیں اور آپ اٹینڈ ہی نہیں کر رہی تھی زیبو دوستی اور محبت ایسی تھوڑی ہوتی ہے ناں جس طرح تم کر رہی ہو کہ نہیں پھر مت کرنا زیبو تم نہیں سمجھو گے اور میں تمہیں اس کو سوچنے پر مجبور بھی نہیں کرتا تم ایسا کچھ نہیں سوچو گے۔ زیبو یہ جو میں تمہارے ساتھ ہنستا ہوں دل سے تھوڑی ہنستا ہوں ایجوکیشن چھوٹ چکی ہے تم کیا جانوں میرے ابو کا کیا حال ہے، ساری عمر اسی ایجوکیشن کے لیے لگائی ہے اب وہ بھی نہ رہے تو کیا فائدہ ہر لمحات میرے لیے کتنے مشکل ہیں تمہارا سوچنا ناممکن ہے کبھی کسی قرب سے گزری نہیں ہو ناں تم زیادہ سے زیادہ سکول گئی ہو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر گئی ہو اس کے علاوہ تم نے اور کچھ کہاں دیکھا ہے میں نے دنیا کا ہر روپ دیکھا ہے اور ہر غم کھایا ہے جو قسمت میں بھی نہیں تھا اور رہی سہی کسر باقی تھی جو تم نکال رہی ہو۔

زیبو میرے دماغ کی اتنی مجال کہاں جو ایک اتنا سب کچھ میرے کرے اور دوسری دفعہ اس کی آواز سن سکیں ایسا ہونا ناممکن ہے دو دن بعد دو دن نہیں ہفتہ بعد تو تمہاری یاد آ ئیگی کہ میں ایک دفعہ پھر میں نے کال کرنے پر مجبور کیا پھر میں اسے ایک دن کا سوچتا ہوں جس دن تمہاری یاد نہ آئی ہے نہ کہ اس ہفتے کو جس میں میں نے تمہیں بھلا دیا ہو پھر کیوں اس ایک ہفتے کے لیے تمہارا دل دکھاؤں نجانے پتہ نہیں لوگ ایسا کیوں اور کیسے کرتے ہیں۔

جو ہمارے درمیان ناراضگی ہوئی تھی تو زیبا جس جگہ بیٹھی تھی کچھ دن پہلے اسی بات پر وہ دوبارہ ناراض



www.pdfbooksfree.pk

ہوگئی تو زیبا نے کہا کہ سراج وہ جگہ میرے سامنے ہے جس جگہ ہمارا جھگڑا ہوا تھا تو پھر میں نے ضد کر کے کہا کہ جاؤ دوبارہ اس جگہ تا کہ وہ داغ دھل جائے مگر تقدیر دیکھو ہمارا پھر سے اسی جگہ پر ہی جھگڑا ہوا۔

زیبا بھی اسی جگہ میں بھی اسی جگہ اور ابھی میں وہی بات دہرا رہا تھا کہ جس جگہ تم بیٹھی ہوئی تھی وہ جگہ سچ ہیں یا پھر میرا منہ۔ زیبا میرے پاس ایک شعروں کی کتاب ہے اس کا نام ہے تیری یاد میں جل کر دیکھ لیا۔ پھر زیبو میں نے تو بغیر ہی جلے تیری یاد میں ایسا کچھ دیکھ لیا ہے اور جب جل جل کر دیکھو گے تو سارا وجود ہی سوچ کر کانپ جاتا ہے۔

زیبو یہ شعر تمہارے لیے بالکل فٹ ہے

زہر آلود سہی لب پہ تبسم تو سجا
کبھی بچھڑنے کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں

یار مجھے تو بچھڑنا بھی نہیں آتا پھر تو کیوں خواں مخواں بچھڑے جاتے ہو زیبو تمہیں راضی کرنا بالکل نہیں آتا کہ سراج ناراض ہو گیا ہے اسے راضی کر لوں زیبا میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ ایسی بحث مت کرو کہ تم بحث تو جیت جاؤ لیکن جبکہ ایک دوست ہار جاؤ میں یہ سب باتیں تمہیں اسلیے کر رہا ہوں کہ جو دل پر بوجھ تھا اسے ختم کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے آپ کو کہا بھی تھا کہ میری سب سے بڑی مجبوری آپ ہی ہو تو تم کو میری مجبوری نہیں لگتی یا پھر اگر لگتی ہے تو اتنی کہ تم کسی کا دل نہ دکھاؤ۔

میرا دل دکھا کر تمہیں کیا ملے گا اور کسی کا دل دکھا کر انسان کو بدلہ تب ملتا ہے جب میں بد دعا دوں گا ہی نہیں تو تمہیں بدلہ کیسے ملے گا۔

زیبو میری ہر بات سے پہلے یہ بات ہوتی ہے کہ ایک بات کہوں ناراض تو نہیں ہوں گے ناں جس سے تمہیں اتنا تو پتہ چلتا ہی ہے کہ میں تمہاری باتوں میں بھی کتنا خیال رکھتا ہوں بس تو پتہ نہیں اگر چلتا تو تمہیں پلکوں پہ بیٹھا لیتا۔

کاش میری ہر مجبوری کبھی نہ ہوتی زیبو تمہیں پتہ ہے کہ پیار کے بعد کسی کو اچھی زندگی کی طرف مائل کرنا اس کے جانے کے بعد اس کا انتظار کرنا ہی اصل پیار ہے۔ زیبو مجھ سے ناراض نہ ہوا کرو۔

پہلے ہم معشوق تھے اب عاشق ہو گئے
پہلے کسی کو دکھ دیا ہوگا اب اس کی سزا پاتے ہیں

کسی نے ہم سے بھی محبت کی ہے مگر میں تو اسے اتنی سزا نہیں دی جتنی آپ دے رہی ہو مجھے میں نے کسی کو دکھ دیا تو نہیں البتہ کھایا ضرور ہے یہ کہتے کہتے تو میرا منہ تھک گیا ہے کہ اگر کوئی بات بری لگے تو کہہ تر دیا کرو تا کہ میری اصلاح ہو جائے اور آپ کا بھی دل نہ ٹوٹے۔

میں نظر سے پی رہا تھا کہ دل نے بد دعا دی
تیرا ہاتھ کبھی زندگی بھر جام تک نہ پہنچے

ویسے بھی آج تک تم نے ایسی بات نہ کی جو فون کے بعد میں اپنے دل پر محسوس کر سکوں کہ آہ۔ کسی نے تو آج دل کی بات مجھ سے شئیر کی ہے یار میں تو ہر نماز کے بعد تمہارے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو خوش رہے تو میرے آنسو خود بخود ہی نکل آتے ہیں اور آنسو تب نکلتے ہیں جب انسان کی کسی کو دل یاد کرتا ہے تم اتنا کچھ تو سمجھ سکتی ہو کہ دل سے کسے یاد کیا جاتا ہے اگر کبھی کسی کو یاد کیا ہو تب۔ سمجھ گئے ناں میری بات۔

قارئین حمیرا میری کزن ہے جس نے حد سے بڑھ کر مجھے پیار کیا مگر زیبا کی وجہ سے میں نے آج تک اس سے پیار کا لفظ تک نہیں بولا بلکہ رشتہ داری ہی ختم کر دی میں نے اور آج کل وہ ایک شعر بار بار سینڈ کر رہی تھی جو میں ابھی زیبا کو کہہ رہا ہوں۔

میں سوچتی تھی تیرا قرب کچھ سکون دے گا
اداسیاں ہی کہ کچھ اور بڑھ گئیں مل کر

زیبو تم سے ملکر مجھے سکون ملنا تھا ناں۔ جو کہ نہیں دے رہے ہو اب اداسیاں تو اور مت دو خدا کے لیے یہ اداسیاں مزید میرے دل پر بوجھ بن رہی ہیں اور



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

شاید اب قبر تک ہی میرے ساتھ جائیں ویسے ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ ہے زیادہ سوچنا تمہارے لیے ٹھیک نہیں اب جب زیبا ہی ایسا کرے گی تو ہم کیا کر سکتے ہیں اب زیبو میرا انہیں ڈاکٹر کی ان باتوں پر عمل کرو پلیز۔ ابھی مزید کچھ کہتا کہ زیبا کے ہاں اذانیں شروع ہوگئیں تو زیبا کی آواز سنائی دی۔

چپ کرو سراج اذان ہو رہی ہے پتہ نہیں کتنا ٹائم لگا رہا اور زیبا کو سناتا رہا اور وہ بھی چپ چاپ سنتی رہی بس اذان والی بات اس نے کی اس کا مطلب کہ اس نے روتے ہوئے میری ساری باتیں سنتی رہی۔

میری ایک عجیب عادت تھی کہ غلطی اگر میری ہوتی تو وہ بھی زیبا کے اوپر ڈال دیتا اور وہ بھی ہضم کر جاتی۔

زیبو میری بات سنو

میں نے پھر کہا خدا کے لیے سراج چپ ہو جاؤ اذان ہو رہی ہے صرف ایک منٹ یہ بھی اس نے روتے ہوئے کہا۔

اذان ہو چکی تو میں نے کہا زیبا پتہ نہیں ہمارا کتنا ساتھ ہو

چپ کرو سراج بس یہی رہ گیا ہے نہ بولنے کے لیے کہ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے باقی باتیں کم تھیں۔ پہلے پہل ایک دو مہینے جب ہماری بات ہوئی تھی تو اس وقت میں نے زیبا کو یہی تھا کہ پتہ نہیں ہمارا کتنا ساتھ ہے تب بھی زیبا نے کہا۔

سراج تم بات بالکل بھی نہیں سوچتے ہو سیدھا دل پہ لگتی ہے بس اس بات سے مجھے اس کے پیار سے اندازہ ہوا کہ وہ پیار کرنے لگی ہے۔

ظاہر سی بات ہے کہ آدھا گھنٹہ سے زیادہ میں بولتا رہا وہ روتے روتے سن رہی تھی بس قصور اس کا صرف اتنا تھا کہ اس نے بیک کال نہیں کی تھی۔

سراج میری اتنی سی غلطی نہیں ہے جو تم مجھ پر اتنا زیادہ الزام لگا رہے ہو۔

الزام کب لگا رہا ہوں زیبو۔

تو اور کیا کر رہے ہو یہ باتیں الزام نہیں تو اور کیا ہے میں نے اتنا بڑا گنا کر دیا ہے جو تم نے ایک ہی سانس میں رشتہ ختم ہونے تک بات پہنچا دی زیبا کا تو ایک ایک منٹ آگ میں گزر رہا تھا جس کا خود زیبا کو بھی یقین نہیں ہے اور ایک تم ہو کہ ہر وقت حد کر اس کرتے ہو۔

ٹھیک ہے میری جان اگر آپ کو لگتا ہے تو نہیں تنگ کروں گا آپ کو اس کے سرتھ اس نے کال بند کر دی میں نے بھی بیک کال نہیں کی وضو کیا نماز پڑھنے چلا گیا نماز میں بھی میرا سر گھوم رہا تھا پتہ نہیں چلا کہ نماز کیسے پڑھ لی گرتے گرتے بچتے بچتے بیٹھک میں آ گیا پیچھے سے میرے ایک کزن نے میرا حال جان لیا وہ بھی میرے پیچھے ہی آ گیا تھا جسکا مجھے علم نہیں تھا۔ یہی وہ کزن تھا جس کے ساتھ میں ایبٹ آباد گیا تھا غالباً اسے پتہ چل گیا تھا کہ میں کونسی بیماری میں ہوں کیا ہوا سراج میں صرف اتنا سن پایا تھا اور پھر اندھیری رات ہوگئی آنکھیں تھوڑی حرکت کرنے لگی تو بس لگا کہ بس میں مر گیا ہوں اور میں جنت میں ہوں آنکھوں کو صاف کیا تو واقعی میں مرنے کے بعد اپنی ممتا اور جنت اپنی ماں کی آغوش میں تھا امی۔۔

آپ آرام سے بیٹا ڈاکٹر نے آرام کرنے کو کہا ہے پھر میں بہت رویا ادھر میرے پاس آ و جی امی۔

امی نے سینے سے لگا لیا بیٹا مسئلہ ہے کچھ تو مجھے بھی بتاؤ نا تمہاری ماں ہوں مجھ سے جنم لیا ہے اتنی ٹینشن کس بات کی تم لیتے ہو حالانکہ پڑھائی کا شوق اب تمہارا ختم ہو چکا ہے اور اب یہ سب پھر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کچھ تو ہے ضرور بتاؤ

امی اب آپ سے کیا چھپ نا۔۔ امی کو ساری روداد سنا دی۔

ٹائم دیکھا تو امی آپ اتنی دیر سے میرے پاس ہیں کچھ نہیں ہوتا۔ بیٹا سو جاؤ۔



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

امی آپ سو جاؤ رات کے بارہ بج چکے ہیں۔
امی گئی اور میں سوچوں میں گم کہ کیا ہوا تھا رفتہ رفتہ سب سمجھ میں آ گیا تھا کہ یار تم زیبا سے اتنا پیار کرتے ہو وہ اتنا ہی کرتی ہے پھر تمہاری تو پوری کہانی ہی جدائی اور لڑائی جھگڑوں سے بھری پڑی ہے۔ ایسا کیوں میں نے کل سے قسم کھائی کہ آج کے بعد ایسا نہیں کروں گا یہ سوچ کر سو گیا صبح اٹھا تو رشتہ دار پوچھنے آئے وہ کزن بھی آیا اور مجھے وہ سائیڈ پر لے گیا اور کافی سمجھایا کہ مزید رشتہ ختم کر دو ورنہ سچ مچ میں ہی تمہیں برین ہیمرج ہو جائیگا اسے تسلی دی لیکن دل بے ایمان کہاں مانتا آگے کچھ اور ہی ہونے والا تھا جواب عرض اپنی کہانی پورا نکال رہا تھا کہ کس طرح تو نے مجھ سے کہا تھا اور کس طرح میں نے عطا کیا اور تو یہ کر رہا ہے تو آگے تقدیر کچھ اور کر رہی ہے یہ سوچتے ہوئے آگے چل دیا آگے کے پلان ترتیب دینے لگا کہ کیا کروں اصل میں قارئین میں تو فون پر اتنا پیار کرنے لگا تھا کہ جب بھی بات کی باری آتی تو زیبا پورا گھنٹہ میری بات ہی سنتی رہتی تھی کیوں کہ میں اسے موقعہ ہی نہیں دیتا تھا بات کا احسان بھی میں نے زیبا کا نہیں بھول سکتا کہ بس وہ میری ہی بات سنتی جاتی خود تو بس آگے انتظار تھا کہ صلح کب ہو گی وہ تو تب ہونی تھی جب زیبا مسڈ کال کرتی آج پورا ایک ہفتہ ہو گیا تھا زیبا نے نہ کوئی مس کال کی نہ ہی کال نہ کوئی میسج میسج تو ازل سے ہی نہیں کرتی تھی دو یا تین سال میں اس کے پانچ یا چھ میسج آئے ہوں گے آج میرا بھی برا حال تھا کہ زیبا سے بات کروں ڈرتے ڈرتے نمبر ٹرائی کیا نمبر آن ہی ملا یہ سوچ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ یار عجیب بات ہے جب بھی ہماری بات ہوتی ہے بات کرنے کے بعد زیبا اپنا نمبر آف کر لیتی ہے جب جھگڑا ہوتا ہے اس کا نمبر آن ملتا ہے یہ چیز مجھے کچھ عجیب سے شک میں ڈال دیتی تھی اور شک پیار کو ختم کرنے کا سب سے بیسٹ طریقہ ہے پھر مجھے یقین تھا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی جس کا مجھے دکھ ہو میں جتنا بھی کروں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کون کون بے وفا ہے۔

کال زیبا نے اٹینڈ نہیں کی میں نے چھوڑ دیا اب پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا دل کرتا وہ میرے سامنے آ جائے اور اس طرح اسے سنا دوں کہ وہ زندگی بھر یاد کرے بھول نہ پائے لیکن یہ میری سوچ ہی رہی اور رہے گی بھی مجھے کنفرم تو یاد نہیں پھر سوچ یہ کہہ رہی ہے کہ میری کال نہ اٹینڈ کرنے کے بعد دوبارہ تین کے بعد زیبا نے کال کی میں نے ڈراپ کر دی اور خود بیک کال کی کال اس نے اٹینڈ کی میں نے سلام بھی نہیں کہا تھا کہ وہ بول پڑی۔

چپ سراج ایک دم چپ۔
مرتا کیا نہ کرتا آج فرسٹ ٹائم زیبا نے مجھے چپ کروایا تھا وہ بھی غصے میں ہاں کیا ہے بولا
چپ تو کرو یار اب خود ہی چپ ہو
میں نے کہا نہ چپ ہو جاؤ اب میری مرضی سے میں جب بولوں ایک دفعہ بس پھر چپ ہو گیا دو منٹ لگ گئے ہم چپ رہے آخر کار بول ہی دیا آخر مسئلہ کیا ہے یہ بات پوری کرنی تھی کہ وہ درمیان میں سے بول پڑی کون ہو تم۔
ارے میں کون ہوں تمہارا دشمن
ارے دشمن کیا ہوتا ہے سراج وہ تو پھر بھی بھیڑ بازار میں لوگوں کا سوچ کر سائیڈ پر مار دیتا ہے اور آپ میرا اتنا باتوں بھرا دل ہوتا ہے جس میں ہزاروں لوگوں کی باتیں ہوتی ہیں صرف آپ سنانے کے لیے بس نہ دیکھو نہ سوچو وہی دل توڑ کر رشتہ ختم کیا تھا تمہارے ساتھ۔
ہاں سراج بولو جواب ہے آپ کے پاس معقول جواب دو۔
زیبا میں کچھ نہیں جانتا کہ کون غلط ہے کون صحیح یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا پھر میں اتنا جانتا ہوں


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

کہ میں نے تم سے پیار کیا ہے اور کرتا ہوں اور تم بھی
شکر ہے سراج کہ آپ نے کبھی یہ تو کہا کہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں ورنہ مجھے تو یہ یقین بھی نہیں تھا کہ آپ اس طرح بھی کہو گے۔
زیبو میں ناں وہ اپنی سٹوری لکھنا چاہتا ہوں جواب عرض میں کیا آپ کی اجازت ہو۔
ہاں بالکل ہے لکھ لو۔
ارے آپ نے تو اس طرح کہا جیسے میں ابھی لکھ لوں اور کل شائع ہو جائے گی۔
آہاہاہا سراج تم بھی ناں۔
ایک بات پوچھوں سراج۔
جی پوچھئے۔
یہ تم میرا دل اتنا کیوں دکھاتے ہو کیا میں اتنی بڑی غلطی کرتی ہوں جس کی میں ہفتوں سزا جھیلتی ہوں۔
ارے بے وقوف ہفتوں تک کیا خود ہی مرا اتنی ہو آپ ہمارا جھگڑا ہو تو آپ کل کال کرنا میں بات کروں نہیں کروں گا میری اتنی ہمت کہاں کہ آپ نے سے بولوں بس ڈائریکٹ کا مسڈ کال کر لیا کرو۔
اچھا ٹھیک ہے۔
زیبو جی بولو۔ زیبو میرے ساتھ ہمیشہ وفا کرنا کبھی بھی بے وفائی مت کرنا اگر بے وفائی ہی کرنی ہے تو میری زندگی کی دعا مت کرنا۔
دیکھو سراج ایک دفعہ پھر تم غلط سائیڈ لے رہے ہو میں پہلے ہی کہہ دیتی ہوں چپ ہو جاؤ ورنہ ویسے ہی ناراضگی کیونکہ آپ کی باتیں بہت سمپل ہوتی ہیں۔
قارئین ایک دفعہ پھر میں آپ کو بتا دوں کہ ہر بات میں نے ایک ہفتہ تک سٹور کر رکھی تھی بس طریقے سے زیبا کو ایک دفعہ اعتماد میں لینا چاہتا تھا میرے اندر ہر شک دور ہو جانا تھا جو کسی بھی طریقے سے میرے اندر پل رہا تھا میں چاہتا تھا کہ یہ سب کلئیر ہو تا کہ پھر سے ہمارے درمیان ناراضگی نہ ہو

زیبو میں نے کہا۔
زیبو مجھے پتہ ہے کہ نہ تو آپ مجھے کچھ سمجھتے ہو اور نہ ہی کچھ بتاتے ہو زیبو کیوں کرتے ہو ایسا میرے علاوہ پورے عالم سے انسانیت بلکہ جانوروں اور پرندوں کی بھی ایسی خواہش ہو گی کہ اس کا۔ لو ہو کسی دوسرے نفس کے ساتھ بات کرتے اور نہ ہی کوئی بات چھپائے۔ بے شک میرے ساتھ چند منٹ بات کرنا وہ بھی خلوص دل سے، صرف چند منٹ زیبو مجھے آپ کی وہ گھنٹوں بھر کی باتیں نہیں چاہئیں جس میں ہمارا جھگڑا ہو جائے مجھے بس چند منٹ جس میں خوشی خوشی بات کریں سلام کریں اور ایک دوسرے کا حال احوال پوچھیں اور خوشی خوشی بات ختم کریں آپ بس صرف اپنی اچھی خبر دینا میں میرا دل یہ سن کر خوش ہو گا اس چند منٹ زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس منٹ آپ سے مانگتا ہوں اس میں بس صرف آپ کی آواز سننی ہے باقی میرا کوئی حق نہیں پھر آپ چاہے غصہ کر دیا ڈانٹو یا پھر کچھ اور۔ زیبو میں پانچ منٹ اس لیے مانگ رہا ہوں ایک منٹ مانگتا تو اب اس پانچ منٹ میں کیوں کہ میری مجبوری ہے نتہا کی حد تک اگر کوئی حد ہوتی تو تب بھی میں صرف ایک منٹ مانگتا اب اس پانچ منٹ میں کوئی گنجائش نہیں کر سکتا مجبوری بہت ہے۔
زیبو تمہاری خواہش تھی کہ میں خوش رہوں میری ہر جائز ناجائز خواہش پوری ہو یہی سب کچھ ہے تمہاری جو خواہش ہے اس خواہش میں تو کوئی ملتی ہی نہیں۔ خوشی کہیں تو غم کہیں سب باتیں ہوئی چیز ہے جب بھی خواہش آئے گی دوسرے تیرے دل ضرور آئیگا اور دوسری خواہش جائز خواہش کی ہے ناں بھی پتہ ہے کہ خواہش کبھی کبھار انسان کو جہنم میں دھکیل دیتی ہے اس لیے اپنی خواہشات کو آخری خواہش میں بدل لو۔ زیبو تمہیں تو خواہش کرنا بھی نہیں آتا مجھ سے پوچھ کہ بس زیبا ہی زیبا اتنا تو اگر خدا کو چاہا ہوتا تو اب


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/ http://www.urdutube.net
Copyrighted material

تنگ دلی بن گیا ہوتا۔

قارئین یہاں میں نے بہت عجیب باتیں لکھ دی ہیں لیکن کوئی پیار بھرا اور نام ہو دل یہ سب جانتا ہے کہ میں کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہوں آخر میں میری ہچکی بندھ گئی اور چپ ہو گیا۔

سراج جی اتنا پیار کرتے ہو۔

ہاں کوئی شک۔

نہیں میری جان کوئی شک نہیں میں کتنی خوش قسمت ہوں جو مجھے اتنا پیار کرنے والا ملا ہے

لیکن زیبو پیار کرنے سے یا ہوتا ہے کبھی ملن کے بارے میں سوچو

یار پیار کرنا نہیں سراج اس کی ابھی بات مت کرو ضرورت آنے پر بات کریں گے۔

چلو جیسے آپ کی مرضی ہے۔

سراج آپ مجھے اتنا ڈانٹتے ہو اتنا غصہ کرتے ہو پھر مجھے ذرہ بھر بھی برا نہیں لگتا

پتہ نہیں کیوں آج تک میری امی ابو نے مجھے نہیں ڈانٹا نہ مارا نہ کبھی غصے میں کوئی بات کی میری کزنز مجھ پر رشک کرتی ہیں کہ زیبا جو چیز مانگتی ہے شام ہونے سے پہلے مل جاتی ہے ساری کزنز مجھ سے جلتی ہیں میں نے کبھی انکا برا نہیں منایا اب پتہ نہیں آپ سے دل کرتا ہے کہ بس ساری رات آپ کے ساتھ رہوں آپ غصہ بھی کرو ڈانٹو بھی اور میں چپ چاپ سنتی جاؤں۔

ارے واہ کیا ڈائیلاگ مارا ہے جناب نے

ڈائیلاگ نہیں حقیقت ہے اور میری دل کی خواہش بھی تو اس خواہش کو تو آپ نے خود مروا دیا ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ شادی کر لیتے ہیں۔

سراج میں آپ سے کیسے شادی کر سکتی ہوں بتاؤ کوئی بھی حل نہیں ہے۔

تو پیار کیوں کیا ہاں۔

سراج کیا پیار شادی کے لیے کرتے ہیں ویسے کوئی انسان دل کو اچھا لگے تو کیا شادی ضروری ہو گئی

ہاں سراج بولو۔

اچھا چھوڑو میں کچھ کہنے والا ہی تھا کہ اس کی کال کٹ گئی اور بعد میں نمبر آف ہو گیا میں نے اپنی سم چینج کر لی اور بات کل پہ چھوڑ دی کل کی کال مجھی اس سے لیٹ ہو گئی تھی کیوں کہ میں تھوڑا سا غصہ ہوا۔

میری جان میں جانتی ہوں ناں اپنی غلطی مانتی ہوں اپنی غلطی جو کچھ بھی کہنا کہ کہہ لو آپ کو اجازت ہے میری غلطی میں مانتی ہوں۔

کچھ نہیں کہنا آپ کو کہنا بھلا میرا چھوڑو ہاں کل آپ کہہ رہے تھے کہ میری کزنز مجھ پر رشک کرتی ہیں کہ جو مانگتی ہوں مل جاتی ہے خوشی زندگی بسر کر رہی ہو اگر آپکے امی ابو آپ کو اتنا پیار کرتے ہیں نا۔

ہاں سراج اچھا تو آپ مجھے نہیں رلاتے کیا بات بات پہ تعلق توڑ دینے یہ کیا ہوتا ہے۔

سراج کچھ بھی تو نہیں آپ خود ہی تو کہتے ہو کہ مجھے کسی نے ڈانٹا نہیں مارا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کوئی تو ڈانٹنے والا ہونا چاہئے ایسا نہ ہو خود بگڑ جائے۔

آہاہاہا۔ واہ کیا بات ہے۔

زیبا اس مہینے میں نے آپ کے نام جواب عرض میں شعر لکھا ہے پڑھا۔

ہاں پڑھا ہے پھر تم زیڈ کی جگہ زیبا نہیں لکھ سکتے تھے کیا۔

لکھتا تو ہوں جب وہ خود ہی بنا دیتے ہیں تو میری کیا غلطی۔ اچھا زیبا کل میں نے خدا سے پتہ ہے کیا دعا مانگی ہے۔

کیا۔ یہی کہ اے خدا اگر زیبا میری ہو جائے مجھ سے شادی کرے تو کیا قیامت تو نہیں آئے گی۔

ہاہاہاہا۔ سراج تم بھی تو نا عجیب ہو۔

اس طرح ہی باتیں ہوئی اور کال کٹ گئی کل اپنے محسوس ٹائم پر کال کی تو نمبر بزی ملا مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہوا کیوں کہ ٹائم اس کے منگیتر کا بھی تو

http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نہیں ہوسکتا تھا کیوں کہ وہ مجھے پتہ تھا کہ رات کو بات کرتے ہیں چار یا پانچ گھنٹے نمبر بزی ملا میں نے عجیب سا لگ رہا تھا۔

میں نے اپنے دوست کو کال کی اور اس کو کال کرنے کو کہا اس نے کال کی دو بیل میں ہی زیبا نے کال اٹینڈ کرلی اب جو باتیں ہوئی میرے دوست اور زیبا کے درمیان میں وہ یہ ہیں۔

ہیلو اسلام علیکم۔

علیکم اسلام۔زیبا نے جواب دیا۔

کیسی ہو سسٹر ارے کیسی سسٹر تیری ماں کی سسٹر میں دھیمی آواز میں بولا وہ سمجھ گیا آگے سے زیبا نے کہا آپ کون۔

ارے کون کیا میں کال کر رہا ہوں مطلب میں نے کال کی ہے۔کسی سے تو آپ کو نمبر ملا ہوگا ناں اور آج تک کل کے زمانے کا تو آپ کو پتہ ہی ہے دنیا کے کسی کونے کا نمبر دوسرے کونے والے کے نمبر سے بندے کو مل جاتا ہے اور دوستی کر لیتے ہیں۔

زیبا تھوڑی سی ہنسی او کیا بات ہے یار۔

مجھ سے رہا نہیں گیا اور موبائل اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا نمبر ڈلیڈ کر کے اسے بنا بتائے ہی وہاں سے چلا گیا وہ پیچھے ہی آوازیں دیتا رہ گیا میں کہاں سننے والا تھا میرے تو دل سے سینے اور دماغ میں آگ لگی ہوئی تھی اچانک مرا سرا اتنا گرم ہو گیا کہ مجھے چکر آنے لگے میں نے آو دیکھا نہ تاؤ سیدھا ٹھنڈے پانی سے سر دھولیا پھر میں ایک بستر پر گر گیا کوئی تھا بھی نہیں سونے پہ سہاگہ رات کا ٹائم اور زورنو لائٹ مجھے ایسا لگا کہ میں آخری سانسیں لے رہا ہوں اسی حالت میں صحرا کی طرف چلا گیا رات کا ٹائم بھی بہت خطرناک ہوتا ہے کیوں کہ علاقہ بھی زہریلہ ہے اور آج کل کے حالات کا بھی پتہ نہیں اچھا خاصہ بندہ مارا جاتا ہے ہماری طرف تو ایسا نہیں ہوتا ڈر صرف کتوں اور زہریلے سانپوں کا تھا پھر مجھے سوجھائی نہ دے رہا تھا بس تھوڑی دیر تنہائی میں تنہا رہنا چاہتا تھا۔

پتہ نہیں زیبا نے ایسا کیوں کہ تھا کیا اسے کوئی کمی تھی دیکھنا تو مرے نصیب میں نہیں تھی وہ کہ میرے علاوہ وہ کسی اور کیطرف دیکھتی میں سمجھتا کہ مجھ سے دل بھر گیا ہے اس وجہ سے کسی اور کی طرف دیکھتی ہے لیکن بات بھی تو صرف فون پر تھی فون پر تو میں اس کی ہر خواہش پوری کر سکتا تھا پر کیوں وہ ہر کسی کے ساتھ کیوں بات کرتی تھی۔

میں صحرا کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے دور سے سریلی آواز سنائی دی خود بخود ہی میرے قدم اس طرف اٹھنے لگے تھے نزدیک ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ لڑکا ہے اور بانسری بجا رہا ہے یہ دو باتیں سامنے آ گئیں تھی کہ ایک جان پہچان نہ تھی دوسری بانسری حرام تھی مطلب سننا اور بجانا دانوں ہی حرام ہیں پر اس ٹائم جو بانسری سن لی جائے شاید غم میں بیٹھ کر غم کا کچھ بھلا ہو جائے اور میری جان چھوڑ دے مجھے دیکھتے ہی اس نے بانسری بجانا بند کر دی بانسری کی وجہ سے اس کی سانسیں پھول رہی تھیں۔

کون۔

ارے جی اس وقت اور اس علاقے میں مجھے اور آپ جیسوں کے علاوہ کون یہاں آ سکتا ہے ہنسنے لگا موبائل آن کیا تو۔

ارے کاشی تو یہاں کیا کر رہا ہے لگتا ہے بھابی نے تمہیں چھوڑ کر چلی گئی ہے

ہاں کون سی بھابی یار مجھ سے تو کم از کم جھوٹ مت بولو

ہم جب کالج جاتے تھے، راستے میں رفعت انتظار کرتا تھا وہ بھی آپ کی وجہ سے بھابی گھر سے آتی تھی یاد ہے آپ کو کچھ کاشو۔

ہاں یار وہ تھوڑا ہنسا کاش وہ دن واپس آ جائیں تو کیا بات ہو۔

کاشی کیا ہوا لگتا ہے معاملہ گڑبڑ ہوا ہے۔



www.pdfbooksfree.pk

ہاں سراج سارے گاؤں والوں کے ساتھ شاید آپ کو بھی معلوم ہو گیا ہو رفعت میرے ساتھ بھاگ کر گئی تھی پھر اصل بات یہ کہ وہ میرے ساتھ بھاگی تھی

کیا۔کیا۔کہا تو نے میرے منہ سے ایک ایسی بات جو سارا گاؤں سننے کے لیے بے تاب تھا اور میں غم کا مارا نکلا کس وجہ سے اور ہوا کیا ہے اسی بہانے اس نے مجھے ساری کہانی مجھے سنا دی اسی بہانے وہ میرا موڈ بھی تھوڑا چینج ہو گیا تھا اور اس کا درد بھی کم ہو گیا کیوں کہ بات ہی کچھ ایسی تھی۔

چھوڑو کاشف یہ بانسری ہاں یار وہ سمجھ گیا بانسری حرام ہے پھر دل کا بوجھ لیے پھر نہیں سکتا تھا۔

قارئین کاشف کی سٹوری الگ ہے جو یہاں مناسب نہیں پھر اس نے میری خواہش پہ بانسری میں گانا گایا اور اک ٹائم کے لیے میں سب کچھ بھول کر بانسری میں کھو گیا تھا۔

تقریباً رات کے دس بجے کے قریب ہم دونوں نے ایک دوسرے سے رخصت مانگی پھر وہ اپنے راستے میں اپنے راستے ہولیا بورے راستے اور پوری رات یہی سوچیں بھاگی جا رہی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا میرے ساتھ مطلب زیبا سے یہاں پر میں زیبا سے ایک ریکویسٹ کروں گا شاید وہ اتفاقاً سٹوری پڑھ نہ رہی ہو۔

زیبا اگر کوئی کسی کے ساتھ وفا اور پیار و عشق کا ناٹک کرنا ہو تو کم از کم بعد میں بتا با تو چاہئے تھا کیوں کسی کو جھوٹے پیار میں پھانس کر اس کی زندگی برباد کرنے کا سوچتی ہو اب پتہ ایک سال میں انیس دن رہ گئے ہیں کہ ہماری بات ہوئی اس کے درمیان میں بھی ہماری باتیں ختم ہو جاتی لیکن پھر ایک انتظار تو ہوتا ایک تم ہو کہ پتہ نہیں کس کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہو اور ایک ہم پتہ نہیں کیوں پیا دری ہو کر بھی تم سے پیار۔

خیر باتیں بہت ساری ہیں جو بیان ممکن نہیں بس یہ لکھوں گا یہی التجاہ ہے کہ آرام سے شادی کر کے ایک سائیڈ تے ہو جاؤ پتہ نہیں پھر تمہارے دل میں کیا چل رہا ہے کوئی چودہ پندرہواں برباد ہو گا۔

قارئین مجھے انتظار تھا اپنی محسوس ٹائم کا کہ کم کال پر بات کر سکیں۔خیر جیسے تیسے کر کے کال کا ٹائم آن پہنچا زیبا کی مسڈ کال اور میری کال کے بعد میرا تو وہ حال ہو یا تھا کہ بولا بھی نہیں جا رہا تھا اس نے کال اٹینڈ کی۔

ہیلو اسلام علیکم۔

واعلیکم اسلام۔میری جان زیبا نے کہا۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا صرف پوچھا ٹائم مل گیا ہم سے بات کرنے کا۔

کیوں آپ کے ساتھ تو میں ہر وقت بات کرتی ہوں اپنے ٹائم لیکن سلام نہ سلام جواب اور سوال بھی بہت عجیب پوچھا میں نے کچھ بھی کچھ نہیں لگتا ہے پھر کچھ ہوا ہے بتاؤں مجھے

میں آپ کو اچھی طرح میں آپ کو اچھی طرح جانتی ہوں۔

کہاں جانتی ہو یار تم مجھے اصل بات تو یہ ہے کہ تم مجھے صحیح طرح سے جان لی نہیں پا رہی پھر میں نے ایک شعر سنایا۔زیبو۔

دوست ہو تو دوستی کی لاج رکھنا
دور رہ کر بھی ہمیں یاد رکھنا
دوستی محبت کا پھول ہے سنبھال کر رکھنا
ٹوٹے نہ کسی کا دل بس اتنا خیال رکھنا

قارئین یہ شعر کہنا اور میری باتوں کا انداز سمجھ کر وہ سیریس ہوئی کیوں کہ کال کے سٹارٹ میں وہ تھوڑی سی چنچل لگ رہی تھی اور اب کچھ اور ہونیوالا تھا زیبو میں اور آپ کب لڑائی ختم کریں گے کب ایک دوسرے کو سمجھیں گے کیا پیار بھری باتیں کریں گے یا ایسے ہر وقت جھگڑا ہی ہو گا تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk

نہیں بالکل بھی نہیں سمجھ پا رہی مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے پھر سمجھ پاؤں گی کہیں ویسے انداز آپ کا ایسا ہے کہ شاید پھر ہماری بات ختم ہو گی۔

ہاں زیبا لیکن اس دفعہ شاید کچھ جلد سب کچھ ختم ہونیوالا ہے زیبو میں آپ کو کبھی نہیں بھول سکتا مجھے یاد ہے کہ آپ نے صرف مجھے آج تک ایس ایم ایس کئے ہیں اور وہ ڈیٹ بھی مجھے یاد ہے لیکن میں لکھ نہیں سکتا جس دن تم نے گڈ مارننگ کا میسج کیا تھا اور ایک میسج جان آئی لو یو والا تیسرا میری جان۔ جان۔ جان والا میسج میری وفا تو کو یاد کر کے رووٴ گے والا میسج زیبا نے رووٴ گے کی جگہ یہ آوٴ گے لکھا ہوا تھا اور آخری میسج کہ زیبا ہوں کال اٹینڈ کرو زیبا کی جگہ یہ زاب لکھا ہوا تھا جو شاید آخری میسج تھا وہ ڈیٹ میرے پاس ہے اس میسج کی۔

زیبو اس سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارے پانچ میسجز ہی میرے پاس ایسے امانت کے طور پر پڑے ہوئے ہیں باقی میرا اور آپ کا رشتہ آپ سوچ بھی نہیں سکتی زیبا پتہ ہے تم نے کیا کہا تھا مجھ سے چھپ کر دوسرے لوگوں سے بات کر لی ہو تمہارا مسئلہ کیا ہے۔

کس سے کی سراج بات میں نے۔

قارئین میں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا

میرے چھوٹے بھائی سے۔

اچھا کب

وہ شام رونگ نمبر والی بات یاد کرو۔

اچھا تو تم میرا پیچھا معلوم کرنے کے لیے دوسروں سے بات کرواتے ہو۔

مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا زیبا میں نہیں اس دن تم نے خود ہی فون کیا تھا زیبا تم کتنی گھٹیا ہو

ووٹ میں گھٹیا ہوں،

نہیں گھٹیا نہیں گھٹیا ترین ہو۔

جو ہرگز ہرگز ہرگز نہ چھوٹے۔

ایسے بری عادت بن گئے ہو تم

قارئین سٹوری بہت لمبی ہے قارئین کی ضد پر میں اس کو بہت بہت شارٹ لکھ رہا ہوں جیسا کہ میں نے بتایا کہ بات ہماری گھٹیا ترین پر ختم ہو گئی اور یہ بھی شاید کہ وہ اکتیس تاریخ کو زیبا نے مجھے میسج کیا تھا کہا تھا کہ زیبا ہوں کال اٹینڈ کرو اس وقت ہوا یہ تھا کہ میں کام کی غرض سے تیس تاریخ کو پشاور گیا ہوا تھا اور ابو بھی ساتھ تھے اور ابو کے دوست کے گھر میں رات گزاری تھی۔

رات نو بجے کے بعد میں باہر نکل کر زیبا سے بات کر رہا تھا اب درمیان میں گھٹیا ترین کے بعد جو ہوا وہ الگ داستاں کرنے لگوں تو بیان کرنا مشکل ہو گا شارٹ پر ہی آتا ہوں صلح کے بعد تیس تاریخ کے بعد میں نے ختم کرنے کو کہا اس وقت زیبا بہت سیریس میں ہو رہی تھی کہ کر دو وہ کرو۔

سراج مجھے ۔۔۔ ہو یہ ساری باتیں کرتی رہی پھر میں نے کل پر رکھ کر کال اینڈ کر دی صبح جب اکتیس تاریخ کو ویسے مجھے زیبا کا بہت خیال آ رہا تھا ناشتے کے دوران میں نے موبائل سائلینٹ پہ لگایا تقریباً دس منٹ کے دوران زیبا نے دو کالیں کی تھی اپنی امی کے نمبر سے اور میسج بھی کیا تھا کہ پلیز کال اٹینڈ کرو میں زیبا ہوں باہر جا کر میں نے بات کی میں یہ اسے کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ تم نے زیبا کی جگہ زابا کیوں لکھا تھا پھر وہ کہہ رہی تھی

اف اللہ میں تمہیں کیا سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں اور تم کیا بول رہے ہو۔

ہاں بولو۔ سراج صبح ہی ابو میرے کمرے میں آئے اور کہا کہ زیبا موبائل سے سم نکال کر مجھے دو میں نے پوچھا ابو کیوں اس نے کہا۔

میں نے لے کر دی تھی

میں لے رہا ہوں، میری مرضی اور ہاں پھر زیبا کیوں کہا پتہ نہیں اس نے کیوں لی ہے۔

پھر میری جان تم ٹینشن نہ لو میں آپ کو فون



www.pdfbooksfree.pk

کروں گی ٹھیک ہے اللہ حافظ۔

مجھے لگا مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے گا کیوں کہ میں ایک فونک پیار پر اتنا اعتماد کر بیٹھا تھا اور وہ جا رہا تھا جیسے چھ ہوا ہی نہیں یہ سوچ کر میرا دماغ پھٹ رہا تھا کہ بس صرف ایک ہی سم کی بات تھی اگر اس نے آف لی تو میں کیا کروں گا کچھ بھی نہیں تو شادی پر رضامند نہ تھی سارے راستے ابو ڈانٹتے ہی رہے کہ کہاں گم ہو کوئی کان ڈھنگ نہیں ہو رہا تھا مجھ سے ۔تقریباً ایم ماہ بعد اس نے فون کیا میں نے اسے اتنا ڈانٹا کہ وہ رونے لگی

جان میری مجبوری ہے میں نے آپ کو تکلیف دی ساتھ ہی اس کی پھوپھو کام کر رہی تھی

کیا پھوپھو اگر کوئی دکھ دے تو کیا کرنا چاہیے

اس نے کہا کہ تم کیوں پوچھ رہی ہو یہ تو اس کو پتہ ہوگا جس کو دکھ دیا ہو خیر ڈھیر ساری باتیں ہوتی رہی اس ٹائم میرا زیبا سے پھر اعتماد اٹھ گیا تھا لیکن دل کی وجہ سے مجبور تھا جو ماننے کو تیار نہ تھا۔

آج پھر چار یا پانچ ہفتے ہو گئے ہوں گے میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا موبائل سائلینٹ پر تھا دیکھا تو زیبا ایک جائز کے نمبر پر دو مسڈ کالز آئی ہوئی تھی ہو نہ ہو یہ زیبا ہی ہوگی میں نے کال کی۔

ہیلو اوسلام علیکم ۔کیسے ہو میری جان آ گئے سے

زیبا ہی تھی وا علیکم اسلام ۔آپ کیسی ہو میں بھی ٹھیک ہوں ۔سراج میری جان یہ سم میں نے چپکے سے لی ہے آج کے بعد ہم اس سم پہ بات کریں گے۔

نہیں زیبو ہم بات نہیں کریں گے کیوں۔

کیوں کہ تم ناگن ہو بھی کیا تو کبھی کیا گل کھلاتی ہو

میری جان میں تھوڑی نا کرتی ہوں مجبوری ہے

گولی مارو مجبوری کو ہر وقت مجبوری تو پیار کیوں کیا تھا۔

تو سراج میری جان مجھے پتہ نہیں تھا اسے بھی حالت آئیں گے۔

ہاں نہیں پتہ تھا تو کم از کم خود و تیار تو رکھتی زیبا میں بات نہیں کروں گا کیوں کہ مجھے کچھ نہیں ہو رہا۔

سراج تمہیں کچھ نہیں ہو رہا اور ادھر میں ہوں کہ میری جان جا رہی ہے اور تمہیں کچھ نہیں ہو رہا۔

ہاں مجھے کچھ نہیں ہو رہا۔

قارئین یہ سب باتیں نہیں ورنہ کون ظالم بات نہیں کرتا میں تو بہانے ڈھونڈتا ہوں خیر پھر کیا باتیں پھر سے روٹین پر آ گئی اس بار میں نے کہا

زیبا آپ کی پہلے والی سم میں اپنے لیے نکال لوں گا یہ آپ کی نشانی ہوگی میرے پاس۔

نکال لو اگر آپ کو اچھا لگتا ہے تو ٹھیک ہے زیبو

دو دن بعد ایک رات میں سویا ہوا تھا اچانک مجھے نیند میں کچھ محسوس ہوا گرمیوں کے دن تھے بڑا بھائی بائیں طرف اور چھوٹا بھائی دائیں طرف سویا ہوا تھا میں اپریل یا مئی سے سٹارٹ کیا ٹائم کی مجبوری اور یہ بات کرنے کو کتنا صبر کرنا پڑا خیر یہ کہ دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھوڑا سا۔

او مائی گاڈ۔زیبا کی چار مسڈ کالز تو میں حیران رہ گیا تھا کہ رات کو اتنے لیٹ زیبا کیسے کال کر سکتی ہے بس اور کا تھا سم جاز والی اور موبائل میں ڈالنے والا ہی تھا کہ نظر بیٹری پر پڑی مایوس ہو گیا تھا بیٹری رہ گئی تھی پندرہ یا بیس منٹ بات ہو سکتی تھی سوچ آئی کے بڑے بھائی کا موبائل لوں دیکھا تو اس میں دو ڈنلیاں رہ گئی تھی خیر موبائل سادہ تھا تو حوصلہ ہوا کہ تھوڑا چل جائے گا چپکے سے موبائل اٹھا کر کمرے کے اندر چلا گیا بنا بجلی کے گرمیوں میں کمرے کے اندر بیٹھنا اور رو اور آواز بھی باہر صاف سنائی دیتی تھی خیر کال ملائی تو پہلی بیل میں ہی زبا نے کال اٹینڈ کر لی بہت زیادہ آرام کر رہے تھا ویسا جیسے پہلی کال پر بات ہوئی تھی اور پہلی دفعہ دل میں کچھ کچھ ہوا تھا سراج جی میری جان سو گئے تھے کیا۔

اتنی گہری نیند کہ موبائل کی آواز بھی نائی نہیں دی۔نہیں زیبوابھی آنکھ کھل گئی ہے وہ بھی یوں۔

دیکھا زیبو آپ نے یاد کیا اور مجھے نیند میں بھی پتا چلا گیا ہے۔

سراج میری جان بہت زیادہ ڈر لگ رہا ہے میں گھر میں اکیلی ہوں اور رونیلگی۔

اُف خدایا کاش تو نے مجھے پیدا کیا ہی نہ ہوتا میں نے خود سے کہا یہ سب۔کہ زیبا اتنی اکیلی ہوگئی ڈر رہی ہے اور میں کچھ نہیں کر پا رہا یہ سوچ کر تو میرا سر گھومنے لگا تھا مجھ سے بھی کنٹرول نہیں ہو رہا تھا ساتھ ہی رونے لگا یقین مانوں زیبو سے زیادہ میں رو رہا تھا میری تو آنکھیں بند ہونے لگی تھی مجھے لگا جیسے زیبا کے پاس جانا چاہئے ویسے پاگلوں والی بات وہ کہاں میں کہاں اور کہاں رات کا ٹائم جہاز تو تھا نہیں اور نہ ہی سوچ سکتا تھا کہ سیکنڈ میں وہاں پہنچ جاؤں۔زیبو تمہیں ڈر لگ رہا ہے اور میں کچھ نہیں کر پا رہا نہیں سراج میری جان تمہیں کچھ کنر ہوگا آپ کی زیبو بہت اکیلی ہے اور بہت ڈر بھی رہی ہے میں ایک دم پیچھے کر پڑا آج پہلی بار زیبو نے کچھ مانگا تھا مجھ سے اور میں ۔۔۔یہ سوچ کر میری آنکھیں بند ہونے لگیں ۔قارئین پیارے قارئین میں آپ کو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا آپ کو ایسا دن یا رات کبھی نہ دکھائے کیوں کہ مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس رات میں زندہ کیسے بچا تھا جو بیس سال کا پورا پیار جو آج تک ماں کو بھی نہ دے پایا تھا پورا کا پورا زیبو سے تھا اور وہ ایسے حالات میں تھی تو مجھے کیسے برداشت ہوتا۔

زیبو حوصلہ کرو تمہیں کچھ نہیں ہوگا سراج امی ابو اور بھائی لاہور گئے ہیں پھوپھو کو میرے پاس چھوڑ کر وہ شام کو چلی گئی تھی وہ سلیم کو میرے ساتھ چھوڑ گئی سلیم زیبا کا منگیتر تھا سلیم کو میں نے گھر بھیج دیا کیوں کہ آپ کو پتہ ہے وہ موٹو پر کبھی بھی شیطان چڑھ سکتا ہے سراج مجھے بہت زیادہ پیاس لگی ہوئی ہے پورے کپڑے پسینے سے پسینے ہو گئے ہیں واہ پاگل پانی بھی نہیں پی سکتی جاؤ جا کے کپڑے بدلو اور پانی پیو تب تک میں ہولڈ رکھتا ہوں نہیں میری جان اور کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا جو پھر وہ تین کزن ہیں سامنے والی چھت پر بیٹھے ہوئے نشے میں۔

اچھا تو آپ کو ڈر اس بات ہے کہ کہ صبح لوگ کہیں باتیں بنائیں گے۔

ہاں بے وقوف شاید آپ کو خیال کہ نہ یقینامانوں یہ ساری باتیں ہم نے روتے ہوئے کی تھی بہت زیادہ زور دینے کے بعد اسے اٹھایا اس کے کپڑے دلے پانی پیا تب تک لائٹ آ گئی تھی۔

سراج جانوں میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے تو زیبو رومال سے باندھ لونا۔

رومال سے بندھا ہوا ہے۔

کس کے باندھ لو پھر درد کم ہو جائے گا

نہیں ہوتا

اللہ خیر کرے گا۔

ابھی تقریباً ہم دونوں ریلیکس ہو گئے سراج بارش ہو گئی ایک منٹ سراج کپڑے باہر پڑے ہیں اندر لے آئی

چلو شکر ہے باقی چھت والے بھی اندر چلے گئے ہوں گے لائٹ بھی آ گئی تو گرمی نہیں ہوگی

میں نے کہا پنکھا چلایا تو وہ بھی گرم ہوا دے رہا تھا خیر تھوڑی دیر بعد صبح ہو جانے کی تقریباً رات کے چار بجے تک ہم باتیں کرتے رہے صبح سات بجے پھر ہماری بات ہوئی تو آواز زیبو کی بالکل مرجھائی ہوئی تھی

ہاں بولو زیبو

امی ابو واپس آ گئے دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا

نہیں کوئی بات نہیں دروازہ کھول کر ناشتہ کرواور پھر سو جانا رات بھی آپ سوئی نہیں۔



www.pdfbooksfree.pk

چلو ٹھیک ہے میری جان اللہ حافظ پھر بات کریں گے امی آ گئی ہیں

اب میں تھوڑا ریلکس ہوا تھا کہ پوری رات زیبو کو کچھ نقصان نہیں ہوا بس سارا دن انہیں خیالوں میں گم رہا تھا کہ کب زیبا کی کال آئے گی اور میں ان سے خیریت معلوم کروں گا۔

خیر وقت نے تو گزرنا ہی تھا دوپہر کے بعد تین بجے زیبا نے مسڈ کال کی سم چینج کر کے کال کی سلام تو یاد نہیں رہا سیدھا پوچھا۔

ہاں زیبو کیا ہوا۔

کچھ خاص نہیں بس امی نے پھپھو کی بے عزتی کی ہے کہ ہماری اکلوتی بیٹی کو چھوڑ کر تم اپنے گھر چلی گئی وہ جھوٹے آنسو بہا کر کہنے لگی مجھے کام میری بیڑی بھی آپ کی تھی اس پر ابو اور غصہ ہو گئے کہ ہماری بیٹی نہیں کیا اس کو بھی ادھر ساتھ لے آتی۔

کہنے لگی بس بھائی غلطی ہو گئی آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

ابو نے کہا کہ آئندہ آپ کو میں بیٹی کے لیے چھوڑنا بھی نہیں ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے پھر امی نے کیا کہا اور آپ نے کیا پوچھا۔

میں نے سراج کچھ نہیں کہا بس صرف انگوٹھی پھینک دی کہ میں نے شادی نہیں کرنی سلیم سے اس پر امی نے ایک تھپڑ مارا کہ نکواس بند کرا اور انگوٹھی اپنے پاس رکھ لی اس کے بعد ہماری روٹین کی باتیں ہوتی رہیں اب جب۔

قارئین زیبا سے ابو نے سم لے لی تھی اس لیے وہ ہفتوں بعد کال کرتی تھی کبھی دو مہینوں بعد کرتی اس طرح ایک ماہ کے بعد زیبا کی کال آئی سراج اٹھارہ کو میری شادی ہے اور آج گیارہ تاریخ ہے ہفتے بعد پھر بات کروں گی تب تک انتظار کرنا میں خود ہی کال کروں گی آپ انتظار کرو اور مجھے بھولنا مت اس کے ساتھ ہی میں نے فون بند کر دیا

یار مجھ سے کیسے برداشت ہوتا زندگی میں میں شہزادہ عالمگیر مرحوم خدا جنت میں جگہ عطا فرمائے آمین کی وہ کہیں ہوئی باتیں بھول سکتا جب میں نے ان سے یہ کہا شہزادہ انکل جی آپ نے مجھے ایک دوست بھی نہیں دیا اور اوپر سے آپ بھی اتنا ستم کرتے ہیں۔

ہاہاہاہا۔ بیٹا سراج انتظار کرو آپ کو پتہ بھی ہے کہ کروڑوں لیٹر سٹوریاں پڑی ہیں تھوڑا سا وقت تو لگے گا ہی نہ۔

اجی انکل پر اس ناچیز کو بھونا مت۔ ہاہاہا بیٹا میرا گلہ خراب ہے زیادہ بول نہیں سکتا۔ خدا خیر کرے ہم سب آپ کے لیے دعا کریں گے،

---

## غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آکر چلا گیا
وہ شخص میرا آشیاں گر کر چلا گیا
کہتا تھا خوشیاں بیچ کر خریدوں گا تیرے غم
غم عمر بھر کا زندگی کو لگا کر چلا گیا
کبھی وہ جو لکھا تھا ہواؤں میں میرا نام
اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہم سفر رہا
صحراؤں کے راستے پر مجھے لگا کر چلا گیا
لاتا تھا چمن سے چن کے میرے لیے وہ پھول
اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
وہ بیچ کر میری وفاؤں کو سر عام
غیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
اس کے گھر میں دیا ہے چراغوں کو جگر کا خون
میری خوشیوں کے چراغ وہ بجھا کر چلا گیا


www.pdfbooksfree.pk

# وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا

تحریر۔ جبین راؤ۔ بہاول نگر

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین ایک کہانی میں بھی دکھی نگری میں لے کر آئی ہوں آپ سب کے حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے اور میں نے اس کہانی کے لیے نا جانے کتنے لوگوں کو یعنی رائٹروں کی منتیں کی مگر وہ بات ہی نہیں سنتے تھے یہ کہانی ایک ایسی لڑکی ہے جس نے اپنے محبوب کو ٹوٹ کر چاہا مگر اس نے اس کے ساتھ بے وفائی کی اور اسے روتے سسکتے ہوئے چھوڑ کر کسی اور کو اپنی زندگی کا ہمسفر بنالیا یہ پیار نہیں ہوتا یہ ٹائم پاس ہوتا ہے پہلے قسمیں وعدے ساتھ جینے مرنے کے عہد و پیماں ہوتے ہیں اور کچھ ہی دنوں بعد کسی امیر زادی کو دیکھ کر اس کی دولت لوٹنے کے لیے اسے اپنا سب کچھ بھول کر اس کے ہو جاتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کردروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں دو سال سے جواب عرض پڑھ رہی ہوں میں نے ایک کہانی لکھوانے کے لیے بہت رائٹروں سے رابطہ کیا کہ میری کہانی لکھ دو مگر کسی نے کہا کہ میرے پاس ٹائم نہیں کسی نے کہا کہ دو دن بعد کال کرنا حتیٰ کے کسی نے کہا پیسے دو تو تمہاری کہانی شائع کروائیں گے مجھے رونا اس وقت آیا جب ہر کوئی خود غرضی کے نام پر چل رہا تھا میں رو رہی تھی کہ کسی کے پاس پیسے ہوتے ہیں کسی کے پاس نہیں ہوتے کیا کروں مجھے ان پر افسوس ہوا جنہوں نے میرا دل توڑا آئے سنتے ہیں۔

میرا نام سمیرا ہے بہاولنگر میں رہتی ہوں ہم سات بہن بھائی ہیں میں سب سے بڑی ہوں ابو میرے سرکاری ملازم ہیں کچھ زمین بھی ہے گھر کا اچھا نظام چل رہا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم رشتے داروں کے گھر گئے ہوئے تھے رات کو کچھ مہمان آئے ان میں ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام عارف تھا میری طرف بار بار دیکھ رہا تھا وہ رشتے میں میری پھوپھو کا بیٹا تھا جب چھوٹے چھوٹے تھے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اب جوان ہو چکے تھے کیوں کہ یہ ہمارا گاؤں تھا سب رشتہ دار گاؤں میں رہتے تھے اور ہم شہر میں رہائش پذیر تھے ماریہ میرے چاچوں کی بیٹی تھی اس سے میں نے پوچھا۔

یہ عارف ہے ناں۔ اس نے بتایا۔

ہاں یہ عارف ہی ہے وہ سب شام کو واپس چلے گئے لیکن میرے دل میں بار بار اس کا میری طرف دیکھنا اور مسکرانا یاد آرہا تھا ماریہ سے اس کے بارے میں تفصیل سے پوچھا عارف۔

کیا کرتا ہے تو ماریہ بولی خیر تو ہے کوئی کام ہے

نہیں بس ویسے ہی پوچھ لیا ماریہ نے بتایا یہ بھی بہاولنگر جاب کرتا ہے رات کو مجھے ٹھیک طرح سے نیند نہیں آرہی تھی بڑی مشکل سے نیند آئی صبح ہوئی تو ہم



www.pdfbooksfree.pk

نے واپس گھر آنا تھا عارف کا گھر بھی گاؤں میں تھا صبح ہم واپس اپنے گھر آ گئے۔

میرا دل بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا دو دن کالج بھی نہیں گئی چار دن بعد میرے نمبر پر کال آئی میں نے جب ہیلو کہا تو اس نے کہا میں عارف ہوں میں نے کہا۔

آپ نے میرا نمبر کہاں سے لیا ہے۔

اس نے کہا یار یہ سے بڑی مشکل سے لیا ہے سمیرا جب سے آپ کو دیکھا ہے آپ سے محبت کرنے لگا ہوں جب اس نے یہ بات کہی تو شرم کے مارے میں نے کال کاٹ دی پیار تو میں نے بھی اسے اسی دن سے کرتی تھی لیکن میں سمجھی کہ شاید عارف کو میں پسند نہ آؤں جب اس نے یہ بات کی تو خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگی تھی۔

عارف کے میسج آ رہے تھے۔

کیا آپ کو برا لگا کیا

نہیں اچھا نہیں ہوں۔

پلیز مجھے جواب دو میں تم سے پیار کرتا ہوں پھر میں نے بھی میسج کیا آئی لو یو۔

اس نے کہا کال پر بات کرو۔

پھر اس نے کال کی اور میں نے بھی بتایا کہ میں نے بھی جب سے آپ کو دیکھا ہے ہر طرف عارف ہی عارف نظر آتا ہے مجھے کبھی دھوکہ نہ دینا میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔

اسی دن ایک دوسرے سے جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اس وقت میں میٹرک میں پڑھتی تھی گھنٹوں ہماری باتیں ہوتی فون پر اب تو کوئی ایسا دن نہیں جب ہماری فون پر بات نہ ہوئی ہو۔

کچھ دنوں بعد میں گاؤں گئی دادی سے ملنے میں نے عارف کو کہا۔

میں گاؤں آئی ہوئی ہوں۔

شام کو عارف مجھ سے ملنے بہاولنگر آ گیا۔ رات کو مجھ سے ملنے آیا ہم ایک کمرے میں بیٹھ گئے تین گھنٹے پیار محبت کی باتیں کیں دوسرے دن میں واپس گھر آ گئی اور میرا دل نہیں لگتا تھا عارف کے بغیر

میں نے کہا۔ آپ اپنے امی ابو سے کہو کہ میرا رشتہ مانگو۔

عارف نے کہا پریشان مت ہو میں بہت جلد امی ابو کو بھیجوں گا ہماری محبت کو چھ ماہ ہو گئے تھے۔

ایک دن عارف نے مجھ سے کہا۔

جب کالج جانا مجھ سے ملاقات کرنا

دوسرے دن جب میں کالج گئی تو عارف میرے کالج کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا اس نے مجھے کال کی اور کہا۔

کالج کے پاس چوک میں ایک ہوٹل ہے تم وہاں چلو میں آتا ہوں۔

میں اس ہوٹل میں جا کر بیٹھ گئی وہاں پر ایک لڑکا کھڑا تھا جو مجھے گھور رہا تھا میں نے اس کی طرف توجہ نہ دی کچھ دیر بعد عارف آ گیا سلام دعا کے بعد اس نے بریانی کا آرڈر دیا پھر ہم پیار محبت کی باتوں میں کھو گئے اچانک عارف نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور عارف نے میرا ہاتھ چوم لیا ٹائم بہت ہو گیا تھا میں نے کہا۔

دیر ہو رہی ہے اب میں گھر جانا چاہتی ہوں عارف مجھ سے پہلے ہی چلا گیا اور میں بعد میں گئی جب میں ہوٹل سے باہر نکلنے لگی تو وہی لڑکا پھر میری طرف بہت ہی غور سے دیکھ رہا تھا میں نے پھر نظر انداز کر دیا وہ ہوٹل کا مینجر تھا۔

کچھ دنوں بعد ہماری ملاقات پھر وہی ہوٹل میں ہوئی وہ لڑکا پھر اسی طرح مجھے دیکھ رہا تھا آج مجھے لگ رہا تھا کہ کوئی بات ہے جو مجھ سے کرنا چاہتا ہے لیکن میں نے کوئی نوٹس نہ لیا کیوں کہ میں عارف سے پیار کرتی تھی مجھے کسی سے بھی کوئی غرض نہ تھی زندگی بہت خوشگوار گزر رہی تھی مجھے کالج کی چھٹیاں ہوئی تو میں

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

گاؤں چلی گئی۔
میں نے عارف کو بتایا کہ میں آئی ہوئی ہوں تو ایک دن اچانک ماریہ نے کہا۔
عارف کی ماموں کی بیٹی سے منگنی ہو رہی ہے
میں یہ سن کر حیران رہ گئی۔
میں نے کہا آپ مذاق کر رہی ہو
اس نے کہا میں کیوں مذاق کروں گی
میں نے اندر آ کے عارف کو کال کی کہا آپ کی منگنی ہو رہی ہے۔
اس نے کہا تمہیں کس نے کہا۔
میں نے کہا ماریہ نے بتایا ہے۔
عارف نے کہا ماریہ جھوٹ بول رہی ہے میں تم سے پیار کرتا ہوں اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا
جب چھٹیاں ختم ہوئی تو میں عارف کو کال کرتی کہتا کہ میں کام میں مصروف ہوں جو بھی بات کرتی ٹال مٹول سے کام لیتا کچھ دنوں بعد ماریہ نے مجھے کال کی بتایا کہ عارف کی منگنی ہو گئی ہے اس دن میں بہت روئی تھی عارف کو میں نے کال کی۔
پلیز مجھ سے بات کرو میں نے پوچھا آپ کی منگنی ہوئی ہے آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کہ میرا کیا قصور تھا اور میں روتی رہی۔
اس نے کہا کل مجھے ہوٹل میں ملنا میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔
دوسرے دن میں کالج جانے کے بجائے ہوٹل میں چلی گئی عارف کو میں نے میسج کیا۔
میں آ گئی ہوں اس کا کوئی بھی جواب نہیں آیا وہ ہوٹل والا لڑکا بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا اور بہت اداس بھی لگ رہا تھا میں خود پریشان بیٹھی تھی کتنے ایس ایم ایس کیے عارف کو کوئی جواب نہیں آیا میرے پاس بیلنس نہیں تھا جو اسے کال کرتی میں نے اپنا نمبر لکھ کر اس لڑکے کو دیا مجھے بیلنس کروا دو تو اس نے مجھے بیلنس کروا دیا اسے میں نے پیسے دینا چاہے اس نے نہ لیے تھک ہار کر میں شام کو گھر آ گئی گھر والوں نے بہت ڈانٹا اس دن میں بہت روئی تھی۔
دو دن بعد ایک نئے نمبر سے ایس ایم ایس آیا
میں نے پوچھا آپ کون ہو۔
اس نے کہا میں خرم ہوں
میں نے کہا کون خرم۔
وہی ہوٹل والا
میں نے کہا کیا کام ہے کیوں میسج کیا۔
اس نے کہا وہ عارف آپ کو دھوکہ دے رہا ہے وہ پچھلے دنوں ایک لڑکی کو لے کر آیا تھا ساتھ دن ہوٹل میں رہے اس دھوکے باز سے بچ کر رہو جب میں نے یہ بات سنی تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی شام کو بڑی مشکل سے عارف سے رابطہ ہوا
اس نے کہا سمیرا مجھے معاف کر دینا میں ماموں کی بیٹی سے شادی کر رہا ہوں وہ بہت خوبصورت ہے ہو سکے تو اب مجھ سے رابطہ مت کرنا
اس نے کال کاٹ دی میں وہی بے ہوش ہو کر گر پڑی دو دن بعد مجھے ہوش آیا میں ہسپتال میں تھی امی ابو پوچھ رہے تھے۔
کیا ہوا بیٹا آپ کو کیا ہوا ہے
میری آنکھوں میں آنسو تھے ان کو کیا جواب دیتی اب مجھے زندگی سے نفرت ہو گئی تھی گم سم سی رہتی تھی کالج بھی چھوڑ دیا تھا کئی بار عارف سے رابطہ کرنا چاہا لیکن اس نے نمبر ہی چینج کر لیا تھا کچھ دنوں بعد خرم کے میسج آنے لگے اس نے کہا۔
مجھے آپ سے پیار ہے جس دن سے آپ کو دیکھا ہے آپ کے ہی خواب دیکھ رہا ہوں اب مجھے پیار سے نفرت ہے پلیز آج کے بعد مجھے میسج مت کرنا
ادھر عارف کو یاد کر کے روتی رہتی تھی۔

تم کو اک بات حقیقت بتا دیتے ہیں
جس کو اکثر یہ لوگ چھپا دیتے ہیں
تم نے گرتے ہوئے پتوں کو دیکھا ہے



www.pdfbooksfree.pk

اپنی ہر سانس وہ ٹہنی پہ گنوا دیتے ہیں
کیا خوب سجاتے ہیں بہاروں میں شجر کو
کڑی دھوپ میں اپنا آپ جلا دیتے ہیں
کتنے بے رحم ہیں شجر نئے پتوں کی خوشی میں
پرانے پتوں کو خزاؤں میں گرا دیتے ہیں
اور وہ جو گر جاتے ہیں قدموں میں شجر کے شاید
وہ اپنے وفاداروں کو پیروں میں دبا دیتے ہیں

خرم کے بہت میسج آتے میں کوئی جواب نہ دیتی میں زندگی سے تنگ آ گئی تھی مجھے اب سب مرد عارف ہی لگتے تھے۔

دو ماہ بعد عارف کی شادی ہو گئی میں بہت بیمار رہتی تھی ادھر خرم نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا تھا۔

میں آپ سے پیار کرتا ہوں میرا یقین کرو میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تم کہو تو اپنے والدین کو بھیجوں گا۔

میں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا میرا پہلے ہی دل ٹوٹ چکا تھا خرم مجھے دن رات میسج کرتا اور کال بھی کرتا لیکن میں کوئی جواب نہیں دیتی آخر کار خرم نے مجھے میسج کیا اور کہا۔

اگر اب آپ نے جواب نہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گا۔ میں نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا میں تو پہلے ہی چوٹ کھا چکی تھی اس میسج کے بعد خرم کے میسج اور کال آنا بند ہو گئی تھی۔

بہت دن ہو گئے تھے میرا دل بہت گھبرا رہا تھا کہیں خرم نے کوئی غلط قدم نہ اٹھا لیا ہو یا پھر اس کو محبت کا جواب نہ ملا ہو گا اور وہ ناراض ہو گیا ہو عارف کی دن رات یاد آتی رہتی تھی اور رونے بیٹھ جاتی تھی دو ماہ بعد میں نے خرم کے نمبر پر کال کی تو اس نے بھائی نے ریسیو کیا تھا

میں نے پوچھا آپ خرم بات کر رہے ہو تو اس نے کہا

نہیں بہن جی میں خرم کا بھائی بات کر رہا ہوں

خرم کو تو دنیا چھوڑے ہوئے دو ماہ ہو گئے ہیں آپ کون ہیں

میں نے روتے ہوئے پوچھا کیسے ہوا یہ سب کچھ۔ اس نے کچھ نہیں بتایا اس نے خود کو گولی ماری تھی اس نے پوچھا آپ کون ہو میں نے کال کاٹ دی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اور میں زاروقطار رونے لگی میں خرم کی مجرم تھی اب بہت بیمار رہتی تھی۔

جب سمیرا نے مجھے کہانی سنائی تو بہت رو رہی تھی اور یہ بھی سچ ہے کہ آج بھی سچے پیار کرنے والے ہیں یہ تھی سمیرا کی کہانی آپ کو کیسی لگی ضرور بتائیے گا۔

محترم قارئین کرام اس کہانی کو لکھنے میں شاہد رفیق صاحب نے میری بہت مدد کی ہے میں انکی شکرگزار ہوں شاہد رفیق کی والدہ ان دنوں بہت ہی بیمار ہیں اور بیرون ملک ہسپتال میں داخل ہیں ان کے دل کا وال بند ہے۔ تمام قارئین ان کے لیے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو جلد صحت یاب کرے

---

## غزل

جب چاہا جذبات سے کھیلے جب چاہا دل توڑ دیا
ہم نے بھی ایسے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا
تم کو کچھ احساس نہیں ہے حیرت تو اس بات کی ہے
تم نے تو باتوں باتوں میں دل کا چھالا پھوڑ دیا
ہم نے بھی ایسے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا
رہ رہ کے یہ سوچ رہا ہوں کون ہے ایسا جادوگر
جس کی اک آواز نے بڑھ کر طوفان کا رخ موڑ دیا
ہم نے بھی ایسے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا
کیا کرنا تھا کیا کر بیٹھے سوچا سمجھا کچھ بھی نہیں
تم بھی تنہا ہو کر مجھ کو بھی تم نے تنہا چھوڑ دیا
ہم نے بھی اسے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا

طاہر خان۔ ناروال

---


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# غم عاشقی تیرا شکریہ

تحریر۔ثناء اجالا۔بھلوال۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں اس بار پھر ایک نئی تحریر لے کر آئی ہوں امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اس کہانی میں بہت درد ہے بہت عشق ہے ایک ایسے انسان کی کہانی ہے جس نے ایک ملکہ عالیہ سے محبت کی اور پھر اس کے ساتھ کیا کیا ہوا یہ اس کہانی کو پڑھنے کے بعد پتہ چل جائیگا یہ کہانی بہت ہی دکھی ہے میں۔نے اس کہانی کا نام۔غم عاشقی تیرا شکریہ۔رکھا ہے امید ہے قارئین اسے بھی پسند کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے اور اپنے رائے سے نوازیں گے

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

مدت ہوئی یہی حال ہے میرا
وہی روز و شب وہی خیال ہے تیرا
بتاؤں تمہیں ایسی حالت کیوں میری
چھوڑ جانے کا ہے ملال تیرا
یہ گردو پیش کیسی عالم ویرانگی
آج کل من میں یہی سوال ہے میرا
تیری چاہت میں کمال عروج تھا کبھی
جانے آج کیوں مجھ پر زوال ہے تیرا
بے رخی تھی تیری محبت تھی ہماری
جان لو تم یہی ہے کمال میرا
کسے ڈھونڈ تے ہو شہر میں آکر ثناء
تجھے کبھی نہ ملے گا خدو خال میرا

قارئین آج میں اپنی آپ بیتی لے کر آپ دوستوں کے پاس حاضر ہوئی ہوں یہ کہانی ایک ایسے انسان کی ہے جو دنیا سے ناامید ہو چکا ہے آئیں اس کے منہ سے اس کی کہانی سنتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

میرا نام کاشف ہے میں آوارہ فطرت آوارہ مزاج نوجوان ہوں گھر کے کسی کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ تک نہیں بٹاتا تھا نہ پڑھ سکا ایسے صبح شام گھومتے رہنا بنا یہ سوچے کہ یہ میرا کتنا فائدہ اور نقصان ہے۔یونہی لہلہاتے جھلملاتے کھیتوں کھلیانوں میں دور دوستوں کے ساتھ نکل جانا شکار کرنے جانا ٹی وی فلم منگوانا پہروں دیکھتے رہنا گھر جانا تو گھر والوں کی ڈانٹ دھتکار علیحدہ خیر زندگی گزر رہی تھی کہ بہت عجیب ہوا تھا۔

قارئین میرے دو بھائی شادی شدہ تھے وہ گھر کا سارا انتظام سنبھالے ہوئے۔تھے لیکن ان کے باوجود میری ماں صبح شام مجھے کام نہ کرنے کے طعنے دیتی تھی اور میں ہنس کر ٹال دیتا تھا پھر سنجیدگی سے سوچتا کہ کیا کام کروں میری یہ الجھن سلجھ گئی۔اماں جان ایک دن آئیں اور کہا۔

کاشف چل چوہدریوں کے ڈیرے پر چوہدری صاحب نے کہا کہ کاشف کو۔لے آؤ ہم خود اس کو کام



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

دے دیں گے۔

میری امی جان چوہدرانی کے ڈیرے پہ جاتی تھی، چوہدرانی صاحبہ کو سلام کرتی اور سبزیاں اگانے چل دیتی تھی ان کے ذمہ چوہدریوں نے ہی کام لگایا ہوا تھا کام آسان تھا نہ صرف چوہدری موسمی سبزیوں سے صحت یاب ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمارا بھی اچھا گزر بسر ہو رہا تھے۔

ٹھیک ہے ماں میں کل کام پر جاؤں گا۔

میں نے حامی بھر لی کام پہ جانے کی ماں سے چھوٹے چوہدری صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک بار کاشف کو ہم سے ملواؤ دیکھتے ہیں وہ کام کیسے کرتا ہے اماں نے تفصیل سے جواب دیا ٹھیک ہے میں نے بھی جواب دیا اور ٹیوب ویل پہ نہانے چلا گیا۔

---

اگلے روز وعدے کے مطابق میں چوہدری کے ڈیرے پر چلا گیا۔

آ کاشف تیری بڑی تعریف سنی ہے چوہدری نے خوشدلی سے مجھے گلے لگایا چوہدری صاحب سے بغل گیر ہو کر مجھے خود کا عجیب احساس ہوا عجیب احساس ہوا کہ چوہدری مجھ جیسے ہی راہ ایالی غیر سنجیدہ نوجوان تھے آجا یار آج تو پہلی بار ہمارے ڈیرے پر آیا ہے کیوں خالہ جان کو تنگ کرتا ہے کوئی کام وام کرنا ہے، یا نہیں۔ مجھے کرسی پر بیٹھا کر انہوں نے پوچھا۔

کروں گا چوہدری صاحب آپ کام بتائیں نا میں بیتاب ہوا۔

انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں تمہیں کام بھی بتائیں گے آج پہلی بار تو ہمارے ڈیرے پر آیا ہے کوئی دودھ لسی ہو جائے چوہدری قہقہہ لگا کر ہنسے اور بات کی اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر ڈیرے کے ساتھ ملحقہ اپنی اندرونی کوٹھی کی جانب بڑھ گئے۔ میں ادھر ہی بیٹھا رہا تھا کچھ دیر میں وہ مجھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

یار کاشف تیرے لیے لسی کا کہنے گیا تھا تیرے سارے گھر والے آتے رہتے ہیں لیکن تو نہیں آتا چوہدری نے پوچھا۔

چوہدری صاحب جی بس دوستوں کے ساتھ گھومتا رہتا تھا اسی وجہ سے آپ کی طرف آیا ہوں میں نے وضاحت دی۔

چلو کوئی بات نہیں اب آ گئے ہو تو آتے رہنا کام یہ ہے کہ ہماری بھینسوں کے لیے چارا کاٹنا لانا بھینسوں کو دوہنا تمہارا کام ہے اس کام میں نے تم اکیلے نہیں ہو تمہارے ساتھ دو اور لوگ بھی ہوں گے چوہدری نے کام کی تفصیل بتائی۔

میں نے سر ہلا دیا اسی اثناء میں ایک حسین پری پیکر مجھے اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دی اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے خدا نے جنت کی کوئی حور کو بھیجا ہو ہماری میزبانی کے لیے ایک لمحہ کے لیے میں دنگ رہ گیا باغوں کے پھول مسکرانے لگے، بادل اڑتے چلے آ رہے تھے روئی کی بگولوں کی طرح صاف شفاف تیز وطرار میں مدہوش ہو گیا اسے دیکھ کر ہوش تب بحال ہوئے جب اس نے ٹرے سامنے کی اور میں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ چوہدری کیا کہتا ہو گا میں نے دو گلاس دودھ ملے بادام کے غٹا غٹ پی لیے اس پری پیکر نے چوہدری کو بھی دودھ دیا اس نے بھی پیا اس کے بعد وہ کمرے میں چلی گئی جو بالکل سامنے تھا اور چوہدری کو اشارے سے بلایا چوہدری اٹھ کر سامنے اس کے پاس چلا گیا پھر پتہ نہیں ان دونوں کے درمیان میں کیا بات ہوئی مجھے کوئی خاص پتہ نہ چل سکا کچھ لمحے بعد وہ آئی برتن اٹھانے الوداعی مسکراتی نگاہ مجھ پر ڈالی اور چلی گئی ساری بہاریں اپنے ساتھ لے کر۔

اچھا کاشف میں چلتا ہوں مجھے دہ ایک دوست کی شادی میں اسلام آباد جانا ہے دو تین دن تک واپسی ہو گی تم کل کام پہ آ جانا وہ دونوں لڑکے تمہاری مدد بھی کریں گے تمہیں کام بھی سمجھائیں گے کرتے


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
Copyrighted material

رہنا اور تمہیں تمہارا معاوضہ بھی دے دیا جائے گا وہ مصروف سے انداز میں بولا میں نے اس سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

کی ٹھیک ہے۔ اور گھر کی طرف چل دیا وہ بھی ڈیرے سے ملحقہ کوٹھی نما محل کے اندر چلا گیا اور میری نگاہوں نے اس کوٹھی کا دور تک پیچھا کیا۔ گھر آ کر میں کھویا کھویا رہا تھا بات تو کوئی نہ تھی مگر اس لڑکی کے بارے میں سوچتا رہا تھا مجھے پہلی بار کوئی بہت پیاری لگی تھی ویسے تو دوستوں کے ساتھ پھرتا گھومتا رہتا ایک سوا ایک خوبصورت لڑکیاں ہوتی ہیں لیکن پتہ نہیں یا خاص بات تھی یہی بات سوچتا سوچتا کب نیند کی وادی میں چلا گیا پتہ نہ چلا۔

---

اگلی صبح میں اعلی الصبح بیدار ہو گیا موبائل چیک کیا ہاتھ سے بال سنوارے وہی کپڑے پہنے جو کل سے پہنے ہوئے تھے پہن کر صبح کی تازہ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے چل دیا خدا کے بنائے ہوئے درخت پر پرندے سب اپنی مستی میں خدا کی ثناء میں مصروف تھے اور میری طرح خوش بھی تھے۔ دور آسماں کی وسعتوں میں کھو گیا تھا نیلے فلک پہ پرندوں کے غول در غول اڑتے جارہے تھے مجھے اسی پری کا خیال آرہا تھا اسی کے خیالوں میں میں اس کے ڈیرے کی طرف چل دیا۔ ڈیرے کے نزدیک مجھے کسی کا احساس ہوا نظروں نے دیکھا تو کچھ ساتھ حسینائیں آ رہی تھیں میں ذرا دور انہیں کھڑا ہو کر دیکھتا رہا۔ ایک بار مجھے اسی کل والی پری پیکر کا گمان ہوا اسی لمحے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا نظروں سے نظریں ملیں دل سے دل ہم ہم نہ رہے وہ وہ نہ رہے عجیب عجیب خوبصورت احساس تھا اس نے مجھے جی بھر کے دیکھا پھر وہ رفتہ رفتہ قدم اٹھائے میری طرف بڑھی میرا دل دھک دھک دھڑکنے لگا تھا میں لڑکا ہو کر ہمت نہ کر رہا تھا وہ لڑکی ہو کر بڑی مضبوطی سے قدم بقدم میری طرف بڑھنے لگی مجھے ٹھنڈے پسینے آنے لگے ساتھ حیرت اور خوشی بھی ہوئی میرے نزدیک پہنچ کر وہ بولی۔

صبح بخیر۔۔۔ اس نے ایک ادائے بے نیازی سے کہا۔

صبح بخیر آپ کو بھی۔ میری نگاہیں اس پر ٹکی تھیں

تم اس گاؤں میں نئے آئے ہو۔۔۔ اس نے میرے سر سے پاؤں تک کا جائزہ لیا۔

نہیں جی۔۔ میں نے دو لفظوں میں جواب دیا خالہ فاطمہ کو آپ جانتی ہو میں نے اپنی امی کا حوالہ دیا

اوہو اچھا تو آپ ان کے بیٹے ہیں میرے خیال کے مطابق انہوں نے جلدی سے میری بات کاٹی۔

جی ہاں۔ میں نے اسی تیزی سے جواب دیا

یہ جان کر اچھا لگا کہ آپ خالہ فاطمہ کے بیٹے ہو لیکن آپ کا ذکر پہلے نہیں سنا لیکن ایک بات ہے۔ ذرا سی میرے نزدیک آئی آپ، وہ تو نہیں جیسے خالہ نکھٹو کام چور اپنا بیٹا کہتی ہیں۔ اس درجہ شناسی پر میں حیرت زدہ رہ گیا اور اس پری کا چہرہ دیکھنے لگا میں مزید شرمندگی کی تہوں میں چلا گیا تھا پہلی ملاقات وہ بھی اس ناداز میں پیچ وتاب کھا کر رہ گیا تھا وہ ہنسنے لگی۔

خیر آپ پریشان نہ ہوں چھوٹے چوہدری نے آپ کو کام پر رکھ لیا ہے نا۔

اس کے درست قیاس پر میں چپ ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا سہانی صبح ہیں میں آپ کو کس نے کہا کہ میں نکھٹوں کام چور ہوں۔

مجھے میرا کام نہیں ملا اس وجہ سے میں فارغ گھومتا رہتا تھا روز دوستوں کے ساتھ بھی آئی میں پاس پڑے پتھر پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر میں نے ہمت کر کے پوچھا۔

آپ کا نام۔

مشال۔ دھیرے سے جواب آیا۔

واؤ۔ امیزنگ بہت خوبصورت نام ہے آپ کی طرح آپ۔ بہت خوبصورت۔ ہیں پری آئی لو یو میں



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا وہ نروس ہو گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

کوئی بھی نہیں ہے تم مجھے جواب دو۔۔۔۔۔۔ میں جلدی سے کہا۔

اتنی جلدی اس نے پوچھا۔

ہاں بہت جلدی ہے مجھے میں ایک دم پتھر سے اٹھا اور اس کے روبرو کھڑا ہو گیا بولو جواب دو میں نے آہستگی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ حیران و پریشان مجھ سے ہاتھ چھڑا کر قدرے دور جا کر کھڑی ہوگئی تھی۔

میں آپ کو کل اسی جگہ پر اسی وقت جواب دے دوں گی۔۔ اور بھاگ کر وہاں سے چلی گئی میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا تھا اور صبح سحر کے خوبصورت وقت کے ساتھ جھومنے لگا تھا۔

شکر ہے کہ اظہار ہو گیا۔

کبھی تجھ پر اقرار ہو جائے
عہد و وفا تیرے میرے درمیان یار ہو جائے
میں تجھے جدا نہ کروں خود سے زندگی بھر
تو جو میرا یار ایک بار ہو جائے
تیری آنکھوں میں اپنے لیے بھی تو محبت دیکھوں
کہیں ایسا بھی کمال اظہار ہو جائے
کہیں دور سے آ کے پھر چلے نہ جانا
ایسی چاہت تجھے میرے ساتھ یار ہو جائے

قارئین کرام۔ یہ اس پری پیکر مشال سے پہلی ملاقات تھی اس کے بعد میں جلدی سے گھر گیا۔ امی نے ناشتہ دیا ساتھ لیکچر بھی دیا کام پہ جانے کا میں نے کالی پرانی سی جینز نکالی اور اوپر اپنی قمیض ڈالی اور پری پیکر کے ڈیرے کی طرف چل دیا ادھر جا کر عالیان اور علی دونوں بھائی تھے دونوں پڑھے لکھے نہ تھے ماں باپ نے کام پہ لگا دیا سات سال سے کام کر رہے تھے انہوں نے مجھے بتایا۔

اب ہم چارہ کاٹنے جائیں گے پھر مشین پہ کتریں گے پھر جانوروں کو ڈالنا ہے پانی پلانا ہے پھر شام کو بھینسوں کو چرانے جانا ہے، شام کو دودھ دوہنا ہے اتنے کام تفصیل پر میں حواس باختہ رہ گیا لیکن مجھے علی اور علیان کا بھی ساتھ تھا میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کیا کروں اتنے میں میرا بلاوا آ گیا۔

کاشف بھائی آپ کو بڑے چوہدری صاحب اندر کوٹھی میں بلا رہے ہیں۔

میں اپنی قسمت پر انگشت بدنداں رہ گیا کہ ہم اب اندر کوٹھی میں جائیں گے یہ پیغام ملتے ہی میں برق رفتاری سے کوٹھی میں چلا گیا کوٹھی دیکھ کر مجھے کسی جنت کا گمان ہوا اتنی پیاری کوٹھی ڈبل ٹرپل کمروں کے اندر کمرے برآمدہ ڈبل لیٹریز فرنشڈ کچن زبردست زبردست سا باغ سائیڈ پہ پجارو مرسیڈیز ۔سائیڈ پہ باوردی نوکر میں دیکھ کر حیران پریشان بھی ہوا کہ اس پری چہرے کے نسبت میں بہت امارت میں کم ہوں۔

میرے گھر کی عمارت میری طرح شکستہ تو نے پوچھا تو یہ بھی بتاؤں کی چوہدری صاحب نے مجھے کام دوبارہ بتایا اسی دوران وہ پری پیکر مشال اپنی ملازموں کے ساتھ آن وارد ہوئی چوہدری صاحب نے ملازمہ سے کہا۔

اسے لسی پلاؤ

لیکن پری پیکر اپنے ہاتھوں سے مجھے لسی پلائی اور میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔ چوہدری صاحب نے مجھ سے سلام لیا اور اپنا فون سننے کے لیے کمرے سے باہر چلے گئے مشال نے ملازماؤں کے برتن لے جانے کا حکم صادر کیا اور خود میری نگاہوں کے سامنے بیٹھ گئی

کاشف جی آپ نے مجھ سے ایک جواب مانگا تھا اس وقت میں جلدی میں تھی آپ کو جواب نہ دے سکی میں نے سوچا آپ کو کل جواب دوں گی مگر آپ کی طرح میرا دل بھی بے قابو ہے بہت اس لیے اس نے



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میری طرف دیکھا اور بولی آئی لو یو۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں ایک دم سے اٹھا اور اس کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

شکریہ مشال جی میں آپ کی قدر کروں گا آپ کی لاج رکھوں گا۔

شکریہ آپ کا بھی۔ ہم دونوں مسکرا دیئے۔

ہمارے ساتھ کمرے کی ہر شے مسکرانے لگی تھی

تیری آنکھوں میں بس جانا چاہتی ہوں۔
میں تیرے دل میں آنا چاہتی ہوں
جب کوئی غم ملے مجھے زمانے سے
اسے تجھے بتانا چاہتی ہوں
اپنے مدہوش لبوں کی تسلی دو مجھ کو
اک سانولی سی شام
تیرے ساتھ بیتانا چاہتی ہوں۔
آنکھوں میں بسائے میں نے تیرے سپنے
وہ ست رنگ الفاظ تجھے سنانا چاہتی ہوں
باد صبا اگر گزرے اس کے شہر سے بتانا
میرا میں کہاں رہتی ہوں
میرے دل میں تم آؤ
کبھی لوٹ کر جاؤ
محبت کی دلکش ادا تمہیں بتانا چاہتی ہوں

کاشی۔ مشال کے اتنی زور سے پکارنے پر میں چونک گیا تھا۔

کیا ہے میں نے پوچھا۔

نیچے دیکھو۔۔۔ اس نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔

کہاں۔ میں نے اس کے پاؤں سے دور دیکھا جان بوجھ کر کر رہے ہو مشال پری پیکر کو غصہ آیا

کہاں میری متلاشی نظریں اس کے پاؤں کے گرد تھی جب میں نے غور سے دیکھا۔

اوہ میرے خدا یہ ہے کیا میں نے شعری انداز میں لہک لہک کر گایا اور بھاگ کر اپنی پری پیکر کے پاس گیا۔ اس کی سانسیں تیز چل رہی تھی مجھے یہ پسینہ آ گیا اتنا بڑا بچھو دیکھ کر۔ میرے ساتھ چارہ کاٹنے آئی میں چارہ کاٹ رہا تھا وہ دھیان سے پیڑھی پر بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے پاؤں کے پاس کہیں سے بچھو آ گیا تھا۔

اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو۔

اس نے مجھے آنکھیں دکھائیں۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مس پری پیکر جی میرا سیدھا نام بلاؤ اس نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

منہ کے زاویے بگاڑ کر مشال پری

میں نے کہا وہ ہنس دی اچھا میں چلتی ہوں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

میں نے پوچھا کس سے میرے ہوتے ہوئے تمہیں کس سے بھی قطعی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

اچھا وہ مسکرائی اور وارفتگی سے میری طرف دیکھنے لگی میں نے چارہ کاٹنا چھوڑا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اس کے گالوں پہ چٹکی کاٹی اور اس کے لمبے بالوں کی پونی کھینچی محبت سے وہ چیخی۔

کیا ہے ناراضگی غصہ لاڈ بھرے انداز سے محبت جتائی اس نے اچھا ٹھیک ہے ہو لو مجھ سے ناراض میں نے منہ پھیر لیا مشال نے میرے چہرے پر کان پر اپنے ہاتھ رکھے پھر ہاتھ کانوں سے اٹھا کر کہا

آئی لائیک یو

میں نے منہ بنایا آئی لو یو بس

میں نے ہوا میں مکا لہرایا اور ہم دونوں ہنسنے لگے۔ قارئین کرام ہم دونوں کی ملاقاتیں روز بروز بڑھ رہی تھیں ہم ایک دوسرے پہ مرنے لگے تھے مشال نے مجھ کو اپنی کبھی کوئی بات نہ بتائی نہ میں نے ہم دونوں خوش تھے محبت کے پرندے تھے خوشی و مسرت سے آسمان پر اڑنے لگے تھے۔

وقت گزرتا رہا مجھے ایک سال سے زائد عرصہ



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہونے لگا مشال اور میں موقع ملتا تو ملتے باتیں کرتے فون میں کالز لمبی لمبی غرضیکہ کسی کو ہم پہ ذرا بھی شک نہ ہوا۔ پھر ایک دن مشال کو چھوٹے چوہدری کے ساتھ بائیک پر جاتے ہوئے دیکھ لیا مجھے نہیں پتہ تھا ان دونوں کے رشتے کے بارے میں کہ یہ کون ہیں بہن بھائی یا کزنز مجھے مشال کو چھوٹے چوہدری کے ساتھ بائیک پر دیکھ کر بہت دکھ ہوا میں پریشان ہو گیا۔ میں نے فوراً اسے پہلے فون کیا تو مطلوبہ نمبر بند تھا میں شہر جانے والے راستے سے ذرا سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گیا میرے دل بے چین ہو گیا درد بڑھنے لگا میں نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر۔

چلو درد کو یوں کرتے ہیں بیان
جس میں دل رہے نہ جان
جب غموں کے بادل چھا جائیں
جب اپنا رہے نہ کوئی مہربان

کچھ دیر بعد علی دوڑتا ہوا آیا۔

کاشی بھائی بھینسوں کی آج کس نے چرانے لے کر جانا ہے اس کا سانس پھولا ہوا تھا وہ دوڑ کر آیا

مجھے نہیں پتہ علی سے کہو وہ لے جائے میری صحت ٹھیک نہیں۔

اس نے بے بسی سے میری طرف دیکھا اور جی اچھا کہہ کر چلا گیا مجھ ادھر بیٹھے ہوئے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ مجھے مشال پری پیکر اور چھوٹے چوہدری آتے ہوئے دکھائی دیئے مجھے اتنا شدید غصہ تھا کہ میرا دل کر رہا تھا کہ میں سارے بندھن پری پیکر سے توڑ دوں لیکن بے بس تھا اپنے دل کے لیے۔ پری پیکر نے اپنا چہرہ بڑی چادر سے لپیٹا ہوا تھا اور کالے رنگ کے جدید لباس زیب تن کیا ہوا تھا دونوں کوئی بات کر رہے تھے میرے دل پہ چھریاں چل رہی تھی۔

مجھے مل کے میرا ہم سفر کیوں رہ میں مجھے چھوڑ گیا
اسے چاہنا خطا تھی میری جسے پیار میں نے بڑا کیا

تھوری دیر بعد میں نے فون کیا تو فون آن تھا خدا کا شکر ہے تیسری بل پر مشال نے فون اٹھایا

ہیلو مشال نے سرعت سے کہا۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا اس کے تین چار ہیلو پر میں سسک اٹھا تھا

تم رو رہے ہو کاشی۔

ہاں۔۔

لیکن کیوں مشال نے پوچھا

تمہیں پتہ ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

ہاں جانتی ہوں بہت بے انتہا اسکی آواز میں خوشی تھی تمہیں پتہ ہے میں تمہیں کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا۔

ہاں جانتی ہوں۔۔اس کی آواز دھیمی تھی۔

پھر تم کیوں چھوٹے چوہدری کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہو بائیک پر جا رہی تھی میری آواز غصے سے بہت اونچی تھی۔

تمہیں نہیں پتہ کاشی اس کی آواز مائیک پر گونجی کیا۔ میں چیخا۔

واقعی نہیں پتہ۔۔اس نے دوبارہ مستحکم لہجے میں پوچھا۔ میرا جواب پھر نہیں تھا۔

اوکے فون بند کرو میں ڈیرے کے پچھواڑے آتی ہوں۔

میں نے کال کاٹ دی اور مشال کا انتظار کرنے لگا ڈیرے کے پچھواڑے میں جہاں میں بھینسوں کا دودھ دھو رہا تھا تھوڑی دیر میں مشال آتی ہوئی دکھائی دی میرے سینے میں ٹھنڈ پڑی میں آدھی ناراضگی بھول گیا تھا لیکن تھوڑی سی خفگی باقی تھی وہ بالکل میرے سامنے آ کر بیٹھ گئی تھی۔ میں دودھ دھوتا رہا تھا وہ ایک ٹک میری طرف دیکھتی رہی میں نے ایک نظر سے دیکھا پھر اپنے کام میں جت گیا لیکن وہ میری طرف ایسے چند ثانئے دیکھتی رہی میں اس کے اس طرح دیکھنے پر جھلملا گیا۔

مشال۔۔میرے بلانے پر وہ چونکی اور اس کی


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

آنکھوں میں نمی سمٹ آئی۔ رو کیوں رہی ہو میں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا مجھ سے اس کا رونا برداشت نہ ہوا۔

کاشی چوہدری چھوٹے میرے خاوند ہیں۔

جتنی تیزی سے اس نے بات مکمل کی اتنی تیزی سے بھینس نے پاؤں مارا اور بے اختیار دودھ کا برتن الٹ گیا سارا دودھ زمین نے اپنے اندر جذب کر لیا شاید زمین پیاسی تھی جس تیزی سے مشال کی بات مکمل ہوئی تھی اتنی تیزی سے میں رونے بیٹھ گیا تھا۔ مجھے کوئی ہوش نہ تھا کہ میں کیا کرنے لگا تھا کیا کر رہا تھا اپنی ساری ناراضگی مشال کو دیکھ کر بھول گیا تھا اتنے بڑے دھچکے پر مجھے مر جانا چاہئے تھا وہ میرا پہلا پیار میری آنکھوں سے زور و شور سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

مشال بھی نم آنکھوں سے نم لہجے سے کہہ رہی تھی ہم دونوں چیک اپ کے لیے شہر گئے تھے بڑے چوہدری کی خواہش ہے کہ ہمارا بچہ ہو ہماری شادی کو چار سال ہو گئے ہیں تمہیں نہیں پتہ کاشی۔

وہ پتہ نہیں اور کیا کیا کہہ رہی تھی میری نگاہیں بس اس کے ہلتے لب دیکھ رہی تھی میں یک دم اٹھا اور شکستہ قدموں سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا میری بربادی مجھے پتہ نہ تھا مشال تھوڑا سا میرے پیچھے آئی تھی لیکن پھر واپس چلی گئی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے مجھ میں جان ہی نہیں رہی میں مردہ قدموں سے گھر داخل ہوا اور کمرے میں جا کر دروازہ مقفل کا مجھے کوئی ہوش نہ تھی۔

میرے درد کا میرے صبر کا
میری بے بسی میرے ضبط کا
جو یقین نہ آئے تو دیکھ لے
ہوا میں پھول اچھال کر

قارئین کرام میں کئی دن بے سدھ بخار میں پڑا رہا تھا میری نگاہوں میں بار بار ایک ہی منظر مشال اور چھوٹے چوہدری بائیک پہ ہنستے مسکراتے جا رہے تھے یہ منظر گھومتا رہتا تھا۔

بے قراری کا اظہار مت کرنا
کسی سے پیار مت کرنا
بدلتے موسموں کی باتیں ہی
بدلتے ہوئے نین چار مت کرنا
وہ دل کا ایک بھاری لمحہ
مگر کسی کو پار مت کرنا
راہ گزر جو گزرے دل پہ کبھی
اس کا دیدار مت کرنا
محبت بھی تم لوگ کرتے ہو کیوں
اس پہ خود کو نثار مت کرنا

کچھ دنوں میں میں تندرست ہو گیا تھا پھر کام پہ جانے لگا ذہن میں مشال پری پیکر بھی مجھ سے پیار کرتی ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں سارے الجھے کام سلجھ جائیں گے میں چارہ کاٹ رہا تھا کہ مجھے ایک لڑکی سیاہ چادر میں آتی ہوئی دکھائی دی اس نے میرے قریب اپنی چادر سے نقاب اتار دیا اور میں دیکھ کر گنگ رہ گیا تھا وہ پری پیکر مشال تھی کاشی وہ میرے گلے لگ گئی اسی طرح سرعام اگر ہمیں کوئی دیکھ لیتا میں نے اسے خود سے علیحدہ کیا اس کے آنسو صاف کیے اور تسلی دی اس کو سامنے بٹھایا اور درانتی سے گھاس کاٹنے لگا ہم دونوں خاموش تھے۔

کاشی کچھ کہو گے نہیں۔

کیا کہوں میں نے مصروف سے انداز میں کہا تم اس دن ناراض ہو گئے تھے یہ جان کر میں شادی شدہ ہوں۔

میں مسکرایا۔ تم میری زندگی ہو اعتبار ہو سب کچھ ہو میرا تم میری جان ہو

اچھا مشال۔۔ ہنس دی۔

تو پھر تم اس دن تمہیں کیا ہوا تھا

میں یہ سن کر حیران رہ گیا تھا کہ تمہاری شادی



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہوئی ہے یہ سن کر مجھے ایک دھچکا سا لگا
تمہیں بتاؤں کاشی تم پہلے دن مجھے اچھے لگے تھے جس کی وجہ سے میں نے تم سے اقرار کیا ہے میں تم سے جدا نہیں ہو سکتی۔

میں بھی۔ میں مسکرایا۔۔۔اور تم ایک وعدہ کرو میرے ساتھ کیا تم میرا ساتھ دو گی۔

میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا اور مشال پری پیکر نے میرا ہاتھ تھام لیا اور میں نے اسے پہلی بار اپنے گلے سے لگایا تھا بہت شدت سے بہت بے اختیاری سے پہلی بار۔

---

اس کے بعد مشال میرے ساتھ آج شہر کے مہنگے ریسٹورنٹ میں تھی جہاں میں نے آئی اسے پہلی بار خوبصورت ترین چمکتی دمکتی سونے کی انگوٹھی گفٹ کی تھی گھر والوں کو اس نے یہ کہا۔

میں ماں کے گھر میں دو دن رہوں گی

ہمارے منصوبے کے مطابق چوہدری یعنی مشال پیکر کے سسر جی اس کے میکے چھوڑنے گئے تھے صبح صبح اور میں نے تقریباً دس بجے مشال پری کو وہاں سے لیا اور ہم دونوں آج مشال کے سالگرہ کی وجہ سے اس کے مہنگے ترین ہوٹل میں اس کی سال گرہ منائی ہے مشال پری گھر والوں کو سہیلی کے گھر کا پتہ بتا کے آئی ہے مشال آج ریڈ لباس میں نظر آنے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی کانوں میں ٹاپس آنکھوں کا کاجل ہاتھوں کے کنگن چہرے کی چمک یہ بتا رہی تھی کہ واقعی مشال پری میری جان میری صرف میری ہے۔

مشال آج تمہاری سالگرہ ہے میرے لیے کیا خاص ہے میں نے آنکھوں میں محبت سمو کر کہا اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا۔

میں تمہاری ہوں تا عمر۔

لیکن رہتی تو چھوٹے چوہدری کے ساتھ ہو۔

میرے اس سوال پر ہاتھوں میں پکڑا ہوا گلاس لرزہ رنگ بدل گئی۔

کیا تمہیں اپنی محبت پر یقین نہیں ہے

پہلے تھا بہت اب بھی۔ ہے لیکن تم مجھے یہ خیال ستاتا ہے کہ تم کو کوئی اور دیکھتا ہے محسوس کرتا ہے کیا ایسا نہیں ہے اس نے چونک کر میری طرف دیکھا

ایسا ہے لیکن اصل میں اس کے ساتھ ہوتی ہوں لیکن ہر وقت میرے احساس میں تم ہو تم لمحہ زندگی ہو میرا سب کچھ ہو میں تھوڑا پریشان تھا لیکن تمہیں پتہ ہے کاشی میری ابھی تک اولاد کیوں نہیں ہوئی کیوں کہ میں جس بے تمہیں دیکھا تھا سمجھا تھا تو چوہدری کو میں نے نظر انداز کر دیا یقین کرو میرا تم ہر لمحہ میرے ساتھ ہو گیا۔

ہاں ہر لمحہ اس نے مجھے یقین یہ یقین دلایا اب میں مطمئن تھا پرسکون تھا تھوڑی دیر کھانا کھایا پھر میں نے چھوٹا سا کیک کاٹا مشال کے منہ میں کیک ڈالا وہ خوش تھی بہت مشال بائیس سال کی ہوگئی تھی۔ اب ہم میوزک پہ جھومنے لگے تھوڑا سا ریسٹورنٹ کا ماحول تبدیل ہوا ہلکے سے سروں میں سنگیت بجنے لگا میں نے مشال پری پیکر کی بانہوں میں بانہیں ڈالیں اور ہم ڈانس کرنے لگے۔ آنکھوں سے دل میں اتر کے تو میری دھڑکن میں ہے

میرے یار او میرے یار

مشال میرے کندھوں پہ سر ٹکائے میری بانہوں میں جھوم رہی تھی میں نے اس لمحے اک چھوٹی سی شرارت کی اس کی آنکھوں چھوٹی سی کس کی اس کے بعد مشال نے بھی میرے ماتھے پہ کس کی جو ہمیشہ مجھے یاد رہے گی مشال پری پیکر نے کچھ ایسی ادائے معصومیت سے کی تھی اس کے بعد شام کے تین بجے ہم نے واپسی کی تیاری باندھی اک خوشگوار دن کا اختتام مسرت بھرا دن غموں سے دور بہت حسین گمنام سی بستی میں بدلتے سویرے ہیں کچھ سنوں ہماری بھی



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہم بالکل اکیلے ہیں جذبہ ہے احساس ہے خیال ہے
اک عشق ہے جس کے دل میں بسیرے ہیں گھر کب
آؤ گی مشال پری سے میں نے پوچھا
بس تم کل آ جاؤ پھر ملنے آؤں گی۔
میں نے بیتابی سے کہا کیوں نہیں پکا ضرور ملوں
گی قسم ہے تمہاری
اچھا بابا ناراض کیوں ہوتے ہو
اگلے دن میں صبح صبح گیا تو دیکھتا ہوں کہ مشال آئی ہوئی تھی۔

قارئین کرام اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس روز جدائی نے ہمارے گلے ملنا ہے تو شاید میں کبھی بھی وہاں نہ جاتا میں دودھ دھو رہا تھا مشال مجھ سے خود دودھ پکڑنے آئی بڑی پیاری میری پری لگ رہی تھی میں نے اس کے بھرپور نظر ڈالی اچھا نظر لگانے کا ارادہ ہے مشال نے کہا۔

جی ہاں ذرا قریب آؤ تو بتاؤں تمہیں

مشال قریب آئی اسی دوران چھوٹے چوہدری آ گئے تو ہم دونوں ساکت رہ گئے کہ یہ کیا ہو گیا مشال پری نے دوپٹہ اوپر اچھی طرح پھیلایا اور چھوٹے چوہدری کے سامنے سے گزر کر کمرے کے اندرونی کمرے میں چلی گئی۔ چھوٹے چوہدری نے آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا تھا انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے گریبان سے پکڑ لیا اور مجھے مارنے لگ گیا میں نے خود کو چھڑاوایا اور چوہدری کو منہ پہ گھونسہ مارا وہ گرا ہمارے درمیان میں زبردست لڑائی شروع ہو گئی اس نے شور کر کے سب کو بلا لیا اور بتایا کہ میں نے مشال کو چھیڑا تھا بڑے چوہدری صاحب نے مشال کو آواز دی وہ آئی تو چوہدری بولے۔

مشال بیٹی میں تمہارا سسر ہونے سے پہلے ماموں ہوں بیٹی سچ سچ بتاؤ کیا واقعی ایسا ہے جیسا چھوٹا چوہدری کہہ رہا ہے۔

مشال سر جھکائے کھڑی تھی سسکتی رہی اس کا دوپٹہ گلے پر پڑا ہوا تھا آدھا زمین کے ساتھ گھسیٹ رہا تھا اس نے اپنا سر جھکا لیا سر نہ اٹھایا تو بڑے چوہدری کو شک تھا جو وہ یقین میں بدل گیا تھا اسی دوران میری امی جان اور چوہدرانی بھی منہ پہ ہاتھ رکھ لیا چوہدری نے اپنے خاص بندوں سے کہا کہ مجھے ماریں ان کے مارنے سے پہلے میری امی جان نے آگے بڑھ کر چوہدری کے پاؤں پکڑ لیے اور پاؤں میں گر کر رونا شروع کر دیا۔ چوہدری کو ترس آ گیا وہ بولا۔۔

لے جاؤ اپنے حرام زادے کو آئندہ تو اور یہ دونوں ہمارے ڈیرے پر نہ آنا اگر اسے میں نے اپنے ڈیرے پر دیکھ لیا اس کی بوٹیاں کتا کھائے گا

انہوں نے تنبیہہ کی تھی مجھے۔

میں مشال کو چاہتا ہوں یہ بھی مجھے پیار کرتی ہے بولو جواب دو مشال سب کو بتاؤ تمہیں میری قسم میں زور سے چلایا مشال تیزی سے وہاں سے بھاگ گئی چھوٹا چوہدری بندوق تان کر کھڑا ہو گیا لیکن چوہدرانی نے میری اماں سے کہا۔۔

مجھے وہاں سے لے جائے ہماری عزت پہ ہاتھ ڈالنے کی تیری ہمت کیسے ہوئی کمینے نیچ بدذات لوگ چوہدری بولا۔

خاموش زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں نیچ بدذات بے غیرت تم لوگ ہو کیا کر لو گے میرا میں اکیلا نہیں ہوں مشال سے بھی پوچھو وہ میرے ساتھ ہے اور رہے گی میں نے جاتے ہوئے اسے للکارا تھا اماں مجھے پکڑ کر گھر لے آئی تھی گھر چوہدری بکتا رہا گھر آ کر اماں نے مجھے خدا کے واسطے دیئے وہ بڑے لوگ ہیں نہ ان سے مغز مار تو کوئی پیار ویار نہیں کرتا اس سے اماں نے بیزاری سے ہاتھ جوڑتے ہوئے مجھے کہا۔

کچھ بھی ہو اماں تو نہیں سمجھے گی میں نے الٹا اماں کو لاجواب کر دیا اماں مجھے کوسنے شروع کر دیا مجھے خاموش بیٹھا اگلا منصوبہ سوچتا رہا آیا مجھے کیا کرنا ہے



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میرے ہمسفر تو میرے پاس تو ہے
کہ ہر لحظ تجھے میرا احساس تو ہے
اڑتے آوارہ پرندوں کو سنو
گھر رستے کا احساس تو ہے

مشال سنوں آج رات تم ڈیرے سے نکل آنا ہم کہیں دور چلے جائیں گے میں نے شام کو چھ بجے اسے فون کر کے کہا۔

ٹھیک ہے کاشی میں پیسے زیور بھی لاؤں گی تا کہ ہمارا خرچہ چلتا رہے اس نے روتے ہوئے کہا

تمہیں رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ہوں ناں میں نے مشال کی ہمت بندھائی

ٹھیک ہے نہیں روتی تم خیریت سے تو ہوناں۔

میں خیریت سے ہوں بالکل تم کو چوہدری نے کچھ پوچھا تو نہیں ہمارے بارے میں۔

نہیں کچھ نہیں پوچھا میرے خاوند نے کہا ہے کہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے سارا قصور کاشی کا ہے کسی نے مجھے کچھ نہیں کہا

اچھا ٹھیک ہے میں نے کہا

شکر ہے تمہارے سر الزام نہیں آیا۔

اور کسی کو ذرہ بھی شک نہ ہونے دیتا اور نہ ہی مجھے دوبارہ فون کرنا پڑے۔

تین بجے ضرور ڈیرے کے پچھواڑے آ جانا میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

قارئین کرام وہ دن میری بربادی کا تھا میری ساری زندگی کی ناکامی کا دن تھا میں تین بجے صبح اٹھا اور اپنے کپڑے دو تین جوڑے لیے ضروری سامان چھوٹے سے بیگ میں ڈالا اور روانہ ہو گیا اپنے محبوب کے گھر کی طرف مجھے پتہ ہوتا تو شاید میں کبھی بھی ادھر کا رخ نہ کرتا مشال پری میری بتائی گئی جگہ پر کھڑی تھی ساتھ میری طرح بڑا سا سفری بیگ تھا

چلیں مشال نے کہا تو میں نے اسے روکا اور کہا ملو گی نہیں

وہ دھیما سا مسکرائی اور بولی نہیں۔

میں نے پوچھا کیوں

وہ بولی نہیں ساری زندگی اب آپ کے ساتھ ہی تو ملنا ہے آپ کے پاس ہی رہنا ہے

میں ہنس دیا اور مشال بھی بھرپور محبت سے مسکرا دی ہم دونوں چل دیئے گرتے پڑتے رستے بجھ[illegible] دے رہے تھے مگر پھر بھی ہم بھاگنے کے انداز میں جا رہے تھے۔ ہمیں پیچھے سے فائرنگ کی آواز آئی ہم ایک جھاڑے کے پیچھے چھپ گئے تھے انہوں نے ہمیں گھیر لیا تھا ہماری بھاگنے کی کوشش ناکام کر دی گئی تھی مشال تو رونے لگ گئی۔

کاشی ہم جدا ہو جائیں گے۔

محبت کرنے والے کبھی نہیں ملا کرتے
یہ ایسے پھول جو کبھی نہیں کھلا کرتے
تمہیں خبر نہیں ان راہوں کی
جن پر دیپ کبھی نہیں جلا کرتے

میں نے اس کی ہمت بندھائی تسلی دی مگر وہ لوگ ہمارے سر پر پہنچ گئے تھے مشال کو مجھے پکڑا اور چوہدری کے پاس لے گئے مری ماں سارے ملازم چوہدری کے دونوں بیٹے چوہدرانیاں بھی تھی انہوں نے مشال کو آگے بڑھ کر پکڑا اور کمرے میں لے گئیں چوہدری نے سارا سامان چیک کیا اور نہ صرف مجھے یہ کہا کہ میں مشال کو بھگا کے لے جا رہا تھا بلکہ ان کے سارے پیسے اور زیور بھی لے جا رہا تھا۔

قارئین کرام اتنا بڑا الزام مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ تھی چوہدری کے بندے آگے بڑھے اور مجھے مارنا شروع کر دیا میں نے بھی جوابی کروائی کی میں نے بھی انہیں مارنا شروع کر دیا تقریبا پندرہ تو مار کھا چکے تھے مجھ سے لیکن پھر بھی بڑھ کر گئے آ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ جب میں قابو نہیں آ رہا تو انہوں نے مجھے رسیوں سے باندھ دیا تھا میرے ہاتھ پاؤں بھی اور مجھے بھی مارنا شروع کر دیا۔ قارئین مجھے کوئی ہوش نہ تھا



www.pdfbooksfree.pk

تقریباً چار دن بعد ہوش آیا جب مجھے ہوش آیا تو میں کسی جگہ پہ تھا اپنے گاؤں سے دور کسی دوسری جگہ پر میں نے ماں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارا سب کچھ بک گیا ہے ہم بے عزت ہو گئے ہیں لٹ گئے ہیں برباد ہو گئے ہیں میں ساکت رہ گیا میں کچھ سمجھا نہیں تھا نہ کچھ سمجھ میں آ رہا تھا کچھ بھی نہیں۔

اماں آپ کیا کہہ رہی ہیں سر درد بھی سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی میں کچھ سمجھ نہیں سکا تھا لیٹے لیٹے میں نے پوچھا میرا سارا جسم سوج چکا تھا درد ہی درد تھا بیٹا میں تجھے ٹکور لیے دیتی ہوں تم ٹھیک ہو جاؤ گے سب بتاؤں گی۔

انہوں نے رنجیدہ لہجے میں کہا لیکن میں بضد تھا سب جاننا چاہتا تھا چوہدری نے تجھے بہت مارا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے کہا

یہ جگہ شام سے پہلے ہی بیچ کر چلے جاؤ ورنہ تمہارے بیٹے کاشف کو جان سے مار دیں گے بیٹا مجھے تم پیارے تھے آخر کار ماں ہوں چاہئے اولاد جیسی بھی ہو جتنی بھی بری ہوتی ہے ماں سینے سے لگا لیتی ہے اولاد کو کچھ نہیں کہتی صرف تمہاری خاطر وہ جگہ چند گھنٹوں میں بیچ دی ہے اب تمہاری بہن کے گاؤں میں ہیں۔ اماں نے تفصیل سے روتے ہوئے بتایا۔ میں درد سے کراہ اٹھا تھا اٹھنا چاہا لیکن بے سود کوئی فائدہ نہ تھا میرا سب کچھ لٹ چکا تھا جسم میں ہمت نہ تھی بڑی بے تابی سے آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے ہم سے وہ جگہ اونے پونے پیسوں میں دے دی ہے چوہدری نے کہا ہے کہ تم لوگ جتنا جلدی ہو سکے یہاں سے جاؤ ہم کسی کو خود ہی آگے بیچ دیں گے میرا صدمے سے برا حال تھا غم غصے کی اتھاہ گہرائیوں میں چلا گیا تھا اماں مجھے ٹکور کر کے باہر چلی گئی میں نے اپنی جیب سے موبائل ٹٹولا لیکن نہ ملا بے ساختہ رونے لگا میرے آنسو بہنے لگے یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ میں خدا سے شکوہ کر کے بہت اداس ہو گیا تھا۔

سزا ایک ایسی ہے محبت
دیتی ہے سب کچھ لٹوا یہ محبت
یادیں پھر بھی رہتی ہیں دل میں
کچھ ایسا چکر چلا دیتی ہے محبت

قارئین کرام یہ ہے میری آپ بیتی آپ لوگوں کو کیا بتاؤں محبت میں میں نے سب کچھ گنوا دیا چھ ماہ کے قلیل عرصے میں ٹھیک ہو گیا لیکن مجھے اپنی محبت کھونے سے اپنوں کے دکھ زیادہ ہے دو بھائی شادی شدہ تھے ایک علیحدہ ہوتا اپنی فیملی کے ساتھ اور دوسرا سب ہمارے ساتھ ہی ہوتا تھا اور میں میرا سب کچھ برباد ہو گیا تھا میرا گھر تک بک گیا آج میں کرائے کے گھر میں ہوں نہیں مرلے کا ہمارا گھر تھا جو وہ بھی بک گیا اور آج میں کام کرتا ہوں کوشش کر رہا ہوں جو غلطی ہوئی ہے اپنے والدین کو گھر خرید کر دوں مشال واقعی مشال تھی اپنے نام کی طرح بے وفا دوستوں ابھی تک وہ ہی نمبر ہے شادی مشال مجھ سے رابطہ کرے اسی امید پر وہی پرانے حوصلے محبتیں ہیں لیکن پتہ نہیں کیوں موسم بدلنے کے ساتھ دل والے بھی بدل جاتے ہیں موسم کی طرح بھونے مکر بی فریبی ہوتے ہیں۔

بہار آ چکا
ست رنگ نکھار لا چکا
منتظر کیوں ہوں میں اس کی
وہ دل کہیں لگا چکا
بھیگا دسمبر جا چکا
وہ دل کو میرے بھا چکا
چپکے سے روئی میں تھی
دسمبر بھی رو کے جا چکا
پت جھڑ آ چکا
وہ دل کا ناز اٹھا چکا
میرا گرنا باقی ہے
زرد پتے جھڑ گرا چکا

غم عاشقی تیرا شکریہ



www.pdfbooksfree.pk

اک موسم گرم آ چکا
میرے دل کو وہ جلا چکا
نام کیا سب کچھ اس کے
مجھے زندہ لاش جو بنا چکا

قارئین کرام میری آپ بیتی کیسی لگی اگر مشال شادی شدہ نہ ہوتی تب کوئی بھی برابلم نہ تھی لیکن مشال شادی شدہ ہونے کے باعث میں اس کو اپنا بنا نہ سکا میں کاش ویسا ہی رہتا اپنے دوستوں کیساتھ آوارہ مزاجے شوخ۔ چلبلا۔ میری ماں بھی مجھے کہتی ہیں کہ وہ مجھے نہ کہتی اور نہ میں چوہدری کے ڈیرے پر کام کرتا وہ اب خود کو مورد الزام ٹھراتی ہیں۔

قارئین کرام سارا دن کام کرتا ہوں شام کو بہت دور کسی ویرانے میں نکل جاتا ہوں اور مشال کو یاد کرتا ہوں اس کی یادوں میں روتا ہوں اب اس کی ہی یادیں ہیں دوستو اب جینے کو دل نہیں کرتا۔

بہت بے چین رہتا ہوں
سردیوں میں سردی سہتا ہوں
کام سے آ کر کسی تنہائی گوشے میں
بیٹھ کر یوں آنسو بھگوتا ہوں

میرے لیے دعا کرنا مجھے بتانا واقعی میں نے صرف کھویا ہے ناں بہت برا کیا ہے ناں اس محبت کو کر کے دوستو آپ ضرور محبت کریں لیکن یہ ضرور معلوم کریں کوئی مشال شادی شدہ نہ ہو بے وفا تو نہیں مجھے دکھ ہے اس بات کا کاش وہ ایک بار مجھے پکارے بلائے میں اپنے گاؤں بھی نہیں جا سکتا حالانکہ وہاں میرے ابا جان دادا جان باقی رشتہ دار بھی ہیں لیکن میں اگر وہاں گیا تو مجھے مار بھی سکتے ہیں شاید مشال کی خاطر چلا بھی جاتا لیکن میری ماں کے آنسو وعدے مجھے یہ سب کرنے سے روکتے ہیں بے وفا لوگوں سے بچو محبت کرو لیکن وفادار سے۔

میں ثناء اجالا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے حوصلہ دیا انہیں میں نے کہانی بتائی ثناء اجالا نے کہا میں لکھ دوں گی جواب عرض میں جواب عرض بہت اچھا رسالہ ہے اس کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں اس نظم کے ساتھ اجازت۔

کبھی رک گئے کبھی چل دیئے
کبھی چلتے چلتے بھٹک گئے
یونہی عمر ساری گزار دی
یونہی زندگی کے ستم سہے
کبھی نیند میں کبھی ہوش میں
تو جہاں ملا تجھے دیکھ کر
نہ نظر ملی نہ زبان ہلی
یونہی سر جھکا کر
گزر گئے
کبھی زلف پر کبھی چشم پر
کبھی تیرے حسین وجود پر
جو پسند تھے میری کتاب میں
وہ شعر سارے بکھر گئے
مجھے یاد ہے کبھی ایک تھے
مگر آج ہم ہیں جدا جدا
وہ جدا ہوئے تو سنور گئے
ہم جدا ہوئے تو بکھر گئے
کبھی عرش پر کبھی فرش پر
کبھی ان کے در کبھی در بدر
غم عاشقی تیرا شکریہ
ہم کہاں کہاں سے گزر گئے

قارئین کرام میں نے کہانیاں کبھی نہیں لکھیں ایسے کئی کاشف کئی مشال میرے ارد گرد ہیں جو وفا کی تلاش میں ہیں لیکن وفا ملتی ہی نہیں وفا نایاب ہے آپ کو کاشف کی آپ بیتی کیسی لگی ضرور بتائے گا۔

والسلام ثناء اجالا۔

---



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# غزلیں

## غزل

اب نہ کسی کا اعتبار کریں گے ہم
اب نہ کسی سے پیار کریں گے ہم
آج بھری محفل میں نگاہیں پھیر
لیں
انہوں نے
اب نہ کسی کو یار کہیں گے ہم
خوشیوں سے بھری رہی جھولی اس کی
غموں کو سینے سے لگا کر جی لیں گے ہم
وہ نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں تو
کیا
ہوا
انہیں دیکھ کر مسکرا لیا کریں گے ہم
ہم اکیلے زندگی گزارنا بھی سیکھ لیں
گے
تنہا
اب نہ کسی کی یاد میں رویا کریں گے ہم
(بابر تنہا، نوناری)

## غزل

کہیں سوچا ہے سپنوں میں
چھڑا لو ہاتھ تو جانیں
تمہیں باندھا ہے سانسوں میں
تمہیں پاتی ہوں ساتھ اپنے
جہاں سے بھی گزرتی ہوں
میں خوشبو کی طرح پل پل
تمہیں محسوس کرتی ہوں
تمہارا مجھ سے جدا ہونا
تمہارے بس سے باہر ہے
ادھر دینا ادھر تم ہو
مجھے دنیا سے کیا کہنا
ادھر میں ہوں جدھر تم ہو
میرے احساس میں تم ہو
میرے چاروں طرف تم ہو
میں خوشبو کی طرح پل پل
تمہیں محسوس کرتی ہوں
تمہیں رکھا ہے پلکوں میں
تمہیں سوچا ہے سپنوں میں
(پرنس افضل، بہاولنگر)

## غزل

تمہارے چاند سے چہرے پہ غم
اچھے نہیں لگتے
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم اچھے
نہیں لگتے
نہیں وہ زخم دو جاناں جو ساری عمر
نہ بھر پائیں
جو جلدی بھر کے مٹ جائیں وہ زخم
اچھے نہیں لگتے
تمہیں ہر غزل میں لکھنا دستور ہے
لیکن
سر محفل تیرے چرچے مجھے اچھے
نہیں لگتے
میں چاہت کی اس منزل پہ آ پہنچا
ہوں سعدی
تمہارے چاہنے والے مجھے اچھے
نہیں لگتے
(پرنس افضل شاہین، بہاولنگر)

## دل

دھڑکتا ہے یہ دل میرا تڑپتا ہے یہ
من میرا
بنا تیرے چین نہیں آتا
یہ دل کہیں بھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں بھی روتی ہیں
نہ جگتی ہیں نہ سوتی ہے
پل، پل تنہائی ڈستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے یہ کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم
دل میں اپنے بسا لو تم
ہمی کو ہم سے چرا لو تمہیں اب
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں N
(نوید ملک، گولارچی)

## غزل

وہ اپنی چال بدلتا نہیں کبھی


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پھول سائے کے ساتھ چلتا نہیں کبھی
دے کے داغ جدائیوں کے ہمیں
میرے غم میں تیرا پیار ڈھلتا نہیں کبھی
تیری سوچوں کے گہرے سمندر میں
یہ دل میرا پھر سے ڈوبتا نہیں کبھی
فضا بھی صاف ہے تیرے پیار کی طرح
کوئی کسی کے غم میں جلتا نہیں کبھی
ہم کیوں نہ بدل لیں راہے اپنی
یہ دل کسی کی یاد میں دھڑکتا نہیں کبھی
(نوید ملک، گولارچی)

## صنم

کبھی تم سارے پردے ہٹاؤ صنم
میری مدتوں کی پیاس بجھاؤ صنم
آؤ جان میری باہوں میں آؤ
میرے خوابوں کو حقیقت بناؤ صنم
نہیں ترستے ترستے مر نہ جائے نوید
مجھے اپنے ہونٹوں کا جام پلاؤ صنم
(نوید ملک، گولارچی)

## شام

تجھے یاد دکھا تب بھی نہیں چین پایا ہم نے
تجھے بھول کر بھی ظالم رونا پڑا
خواب اشکوں سے بہہ گئے پلکوں سے
آنسوؤں سے پھر ایک دیپ جلانا پڑا

ہم قابل تو نہیں تھے تیری بزم کے
سر جھکائے ہم کو پھر بھی آنا پڑا
چاہتے تو بے پردہ کر دیتے سر محفل
پھر بھی تیری بیوفائی کو چھپانا پڑا
آگ لگائی جو میرے دل کے آنگن میں
اپنے ہی اشکوں سے اسے بجھانا پڑا
وہ مسکراتا رہا جلا کے میری بربادی کا دیا
نوید اس عنایت کو بھی پلکوں پہ اٹھانا پڑا
(نوید ملک، گولارچی)

## غزل

کچھ تو سوچتے مجھے بھلانے سے پہلے
دل پہ ہاتھ رکھتے مجھے رلانے سے پہلے
بسایا تھا صرف تم کو اپنے دل میں
نکالا ہوتا دل مجھے جلانے سے پہلے
کیوں توڑا میرا پختہ یقین و اعتماد
جام زہر پلاتے مجھے ٹھکرانے سے پہلے
انتہائے عشق بنایا چوم کر مرمریں بدن کو
نئے دوست بنا لیے مجھے دفنانے سے پہلے
صلے اس کا مستحق نہ تیرا خلیل
سوچا ہوتا نظروں میں مجھے گرانے سے پہلے
(خلیل احمد ملک، شیدانی شریف)

## منزل پیار کی

پیار کرنے سے پہلے دل سے پوچھنا ہو گا
دماغ کیا کہتا ہے سوچنا ہو گا
پہلے تم دوستی کرو گے پھر آگے بڑھنا ہو گا
سوچ سمجھ کے قدم رکھنا پیار نبھانا ہو گا
بہت مشکل ہے منزل پیار کی پار کرنا ہو گا
بہت غم بہت دکھ تم وکی برداشت کرنا ہو گا
نہ مل سکا پیار تو پھر تم کیا کرنا ہو گا
یہ سب باتیں پہلے پیار سے سوچنا ہو گا
کچھ درد کے راستوں پر چلنا ہو گا
ان سب کو سہہ کے آگے بڑھنا ہو گا
پھر ملے گی منزل پیار کی تم کو
وکی اس منزل کو تم نے پانا ہو گا
(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

## دنیا چھوڑ کر چلا گیا

کر کے بے نقاب وہ مجھ کو چلا گیا
کسی شہر کسی گلی میں کھو گیا
بہت تلاش کیا اس کو گلیوں میں بازوؤں میں
پر وہ مجھ کو بھول کر چلا گیا
بہت تڑپ تھی مجھ کو اس کے پیار کے
آج تنہا تنہا وہ مجھ کو چھوڑ کر چلا گیا
کون کرے گا اب پیار اس زمانے میں
ہر کوئی پیار کو بدنام کر کے چلا گیا



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نہ گلشن کا انتظار کسی نے کیا نہ پیار کا
پھر اس مسرت دنیا میں رو کر چلا گیا
اتنا بے چین مجھے کو کیا اس نے دید کی
پھر وہ مجھ کو دنیا کی دید کے لیے چھوڑ کر چلا گیا
بس کر دو کی اب اس دنیا کا مقابلہ
لقمان تو اس دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا
(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

## غزل

ساحل سمندر میں اتر کے دیکھیں
بہت پہلے ہمیں بچھڑ کے دیکھیں
سماج سے سب مٹا کے جھگڑے
ابتداء میں لگے گا مشکل بہت
بہت سی راتیں سو نہ سکیں گے
کبھی تو ہاتھوں کو ملیں گے
کبھی آنکھیں کو نم کریں گے
ہر ایک نصیحت بری لگے گی
جہاں دوستی کم رہے گی
پھر آخر بہت دنوں بعد
چل پڑیں گے.....
(ناصر سلیم گل آبا، خانیوال)

## غزل

اٹھتے ہوئے شعلوں کو ہوا نہ دے
جہاں ملیں نہ محبتیں وہاں وفا نہ دے
سورج کی کرنوں کو سلام تو کر لوں
ڈھلتی جوانی کو رضا نہ دے
زمانے کے رنگوں میں ایک رنگ ہی تو دیکھا ہے
ان مسلے ہوئے پھولوں کو سزا نہ دے
حسرت ہی رہے ہے مجھے اپنانے کی ناصر
اٹھوے ہوئے ہاتھوں کو دعا نہ دے
(ناصر سلیم، گل آباد، خانیوال)

## کاش......!

کون رو کے......
ڈھلتے ہوئے سورج کو
جس کے ساتھ......
ہماری تمنائیں بھی ڈوب رہی ہیں۔
(ناصر سلیم گل آباد، خانیوال)

## ساتھ

تم نے کہا تھا
ساتھ دو گے میرا
تا حیات اندھیروں میں، اجالوں میں
لیکن یہ کیا
تم تو آدھے راستے میں ہی
لوٹ گئے۔
(ایس امتیاز احمد، کراچی)

## غزل

میں کوئی خواب نہیں ہوں کہ بکھر جاؤں گا
مجھے کو جانا ہے جہاں خاک بسر ہو جاؤں گا
اک جھلک دیکھ لو اس کی اگر دل دے بیٹھو
پھر میرے ساتھ چلو میں جدھر جاؤں گا
میرے ایمان کی خود تم ہی گواہی دو گے
آج کہہ لو مجھے کافر میں گزر جاؤں گا
زرد جنگل ہے کہیں، سرد ہوائیں ہیں کہیں
گھر سے نکلوں گا تو کیا لوٹ کے گھر جاؤں گا
رات تاریک سہی، عزم جواں ہے اپنا
جستجو میں تیری میں تا بہ سحر جاؤں گا
زندگی موت کی وادی کو بھی سر کرے گی
شوق آوارہ کے ہمراہ اگر جاؤں گا
تم نے امتیاز کبھی یہ تو کہا ہوتا
آپ اگر ساتھ نہ دیجیء گا تو مر جاؤں گا
(ایس امتیاز احمد، کراچی)

## غزل

میرے ہاتھوں میں اپنے نام کی لکیر دیکھو
میری آنکھوں میں اپنے حسن کی تصویر دیکھو
کیا تھے اور کیا بنا دیا تیری الفت نے
کیسے بن گیا ہوں تیرے پیار میں فقیر دیکھنا
بہت ناز ہے نا تجھے اپنے حسن کی دولت پر
میرے پاس بھی ہے زخم کی جاگیر دیکھنا
میرے ہو اور میرے ہی رہو گے


http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

رنگ لائے گی سچے پیار کی تصویر ہمیشہ دیکھنا
بہت ظلم سہے ہیں تیری جدائی کے ہم نے
سدا ایک جیسی نہیں رہتی تقدیر دیکھنا
(فرمان ساقی)

## غزل

کون کس کا دوست ہے اور کون کس کا آشنا
بزم میں اک دوسرے کے ہم ہیں چہرے آشنا
مد و جزر کیف و غم میں کھیلتا موجوں کے ساتھ
ہے سفینہ زندگی کا کب سے دریا آشنا
عشق کہتا ہے کہ اس کے در سے مت اٹھنا کبھی
عقل کہتی ہے کہ وہ ہے ہر کسی کا آشنا
اے دل ناداں جفا کے دوست تجھ پر ختم ہے
اس سے نسبت ہے جو ٹھہرا ہے وفا کا آشنا
کیا خبر تھی خوار ہونا ہے دیارِ غیر میں
وہ بھی بیگانہ ہی نکلا جس کو سمجھا آشنا
تھا زمیں سے تا فلک بازیچہ خواب و خیال
آسمان پر رات تھی اک اک ستارہ آشنا
نفسانفسی کا ہے عالم کیا قیامت ہے امتیاز
وہ گھڑی آئی نہیں کوئی کسی کا آشنا
(ایس امتیاز احمد، کراچی)

## ماں

وہ میری بدسلوکی پر بھی مجھے دعا دیتی ہے
آغوش میں لے کر سب غم بھلا دیتی ہے
یوں لگتا ہے جیسے جنت سے آ رہی ہے خوشبو
جب وہ اپنے آنچل کی مجھے ہوا دیتی ہے
میں جو انجانے میں کروں کوئی غلطی
میری ماں اس پر بھی مسکرا دیتی ہے
کیا خوب بنایا ہے رب نے رشتہ ماں کا
ویران گھر کو بھی ماں جنت بنا دیتی ہے
ماں کے بعد میرا سہارا کون بنے گا
ضیافت
یہ سوچ مجھے اکثر رلا دیتی ہے
(ضیافت علی، کوٹلی آزاد کشمیر)

## غزل

مت توڑ وہ تعلق جو تیری ذات سے ہے
تو خفا میری کس بات سے ہے
تو بھی نہ الجھا کر مجھ سے اس طرح
جو تو اچھی طرح واقف میرے جذبات سے ہے
میں کیسے جی لوں تم سے روٹھ کر
میری ہر سانس وابستہ تیری یاد سے ہے
میرا تعلق جڑا ہے کچھ اس طرح تم سے ہے
ضیافت
جیسے انسان کا رشتہ خود اپنے آپ سے ہے
(ضیافت علی، کوٹلی آزاد کشمیر)

## اگر مر جائیں تو پھر کیا

شام ہوتے ہی میں اپنے زخم کو نشہ دیتا ہوں
کسی کی یاد میں تڑپنے نہیں دیتا ہوں
شام آئی بھی ایک درد بھری داستان لے کر
بہت دیر ہو چکی اب زخموں کو سی لیتا ہوں
رات کی تاریکی بہت ہو گئی یادیں بے چین
اب رات بھر شراب پینا چاہتا ہوں
کبھی ہوتا تھا نشہ تیرے پیار کا اب شوق دید
پھر سوچتا ہوں اب اگر مر جائیں تو پھر کیا
شراب دے کے جا چکے ہیں دکی کو اب پینا چاہتا ہوں
نہ زندہ رہوں تو اب کیا بے نام ہو گیا مرنا چاہتا ہوں
(محمد لقمان اعوان، شیخوپورہ)

جب سب کچھ ہوتا ہے ایک بار
تو پھر آپ کی یاد کیوں آتی ہے بار بار
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)


http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# گلدستہ

## درد کا احساس

درد کا احساس صرف اپنوں کو ہوتا ہے اور کوئی درد کا احساس نہیں کرتا کسی کو اپنا غم بتاؤ تو اس کو مذاق نظر آتا ہے اور پھر غم دے کر ہنسی اڑاتے ہیں اور دوسروں کے دلوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کے دلوں پر کیا گزرتی ہے ایک تو دل پر غم بہت ہوتا ہے دوسرا یہ کہ اپنے غم پر مذاق اڑاتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کو کتنا غم ملتا ہوگا آپ کی ہنسی پر اس لیے کسی کے پیچھے ہنسا نہ کرو نہیں کہ ان کے دل کو جو چوٹ پہنچتی ہے کل آپ کے پیچھے کوئی ہنسے تو آپ پر کیا گزرے گی۔

## بدلے چہرے

چہرے کیوں بدل جاتے ہیں وہی جو ہمارے جینے کا سہارا ہوتے ہیں جو ہمیشہ اپنے لگتے ہیں جن کے تصور سے زندگی مہک اٹھتی ہے لیکن جب یہ چہرے بدل جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی میں کچھ باقی نہیں رہا جو پہلے بھی زندگی کا پیغام دیتے تھے بعد میں وہ چہرے ہمارے لیے خزاں کا پیغام بن جاتے ہیں اور ہماری زندگی میں بے شمار دکھ ماضی کی یادیں بے اعتباریاں اور بے وفائی کا دکھ ڈال جاتے ہیں۔

(محمد جنید جانی، پشاور)

## چاہت باقی ہے

آج بھی تیرے لیے دل میں
چاہتیں باقی ہیں
تجھ سے جو کرنی تھی وہ باتیں باقی
ہیں
کیسے سوچ لیا تم نے ہمیں تمہاری نہیں
طلب
دل میں اتر کر دیکھ اب بھی تیری
آرزوئیں باقی ہیں
کبھی فرصت ملے تو آ کر دیکھ
میرے مکان میں
آج بھی تیری خوشبو، تیری
پرچھائیاں تیری سرگوشیاں تیری
آہٹیں، تیری چاہتیں باقی ہیں
دیکھ میرا ظرف کہ میں ٹوٹ کر بھی نہیں
بکھرا
آنکھ میں آنسو ہیں مگر لب پر
مسکراہٹیں باقی ہیں

(عرفان، راولپنڈی)

## سنہری کرنیں

زندگی ایک ایسی ٹرین ہے جو ہمیشہ ایسے اسٹیشن پر رکتی ہے جہاں ہم اتارنا نہیں چاہتے ہیں۔

حسد ایک زہر ہے پیتے ہم ہیں اور توقع دوسروں کے مرنے کی کرتے ہیں۔

حسن ایک تنہائی کی سلطنت ہے جس میں خدم و حشم کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کتابوں کے اوراق کی نسبت انسانوں کے چہرے کا مطالعہ زیادہ دلچسپ اور سبق آموز ہوتا ہے۔

بڑھاپے کی تمام کھڑکیاں ماضی کی طرف کھلتی ہیں۔

عزت دل میں ہونی چاہیے الفاظوں میں نہیں ناراضگی الفاظوں میں ہونی چاہیے دل میں نہیں۔

دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی سے مٹی پر لکھنا دوستی کر کے نبھانا اتنا مشکل جیسے پانی سے پانی پر لکھنا۔

دریا میں مچھلی کی طرح تیرنا آ گیا فضاؤں میں پرندوں کی طرح اڑنا آ گیا زمین پر انسانوں کی طرح چلنا نہ آیا۔



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

محبت اور بارش ایک ایسی ہوتی ہے فرق صرف اتنا بارش جسم بھگو دیتی ہے محبت جلائی آنکھیں بھگو دیتی ہیں۔

شرم کی کشش حسن سے زیادہ ہوتی ہے۔

انسان کو باد صبا کی طرح ہونا چاہیے ہر کوئی اس کے آنے کا انتظار کرے۔

راستوں کی ویرانی اور جلتی دھوپ سے ڈرنے والے کبھی بھی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

(سید عارف شاہ، جہلم)

## ہنسنا منع ہے

ایک عورت نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیرتے ہوئے بولی السلام علیکم منے کے ابا۔

دوسری عورت: ارے بہن یہ کیا کہہ رہی ہو تم، سلام پھیرتے وقت السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ کی بجائے منے کے ابا کیوں کہتی ہو؟

پہلی عورت وہ بات یہ ہے کہ مجھے منے کے ابا کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔

☆

ڈاکٹر نے مریض کو بتایا لیبارٹری رپورٹ کے مطابق میرے پاس آپ کے لیے اچھی خبر نہیں ہے۔ رپورٹ کے نتائج بتاتے ہیں کہ آپ صرف چوبیس گھنٹے مزید زندہ رہ سکتے ہیں۔

مریض نے تشویش سے پوچھا۔ یہ تو بہت خطرناک بات ہے آپ کے خیال میں اب کیا ہوگا۔ ڈاکٹر نے فوراً جواب دیا یہی بات بتانے کے لیے تو میں گزشتہ دو روز سے آپ کو تلاش کر رہا تھا۔

☆

کراچی ریلوے اسٹیشن پر دو آدمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے کہا بس زیادہ باتیں مت کر ورنہ ایسا مکا ماروں گا کہ لاہور پہنچا دوں گا۔

دوسرے نے کہا میں تمہیں ایسا مکا رسید کروں گا کہ پشاور پہنچا دوں گا۔

ایک غریب دیہاتی یہ لڑائی دیکھ رہا تھا وہ بھاگتا ہوا آیا اور التجا کے انداز میں کہنے لگا بھائیو! کیا تم ہلکا سا مکا مجھے بھی رسید کر کے حیدر آباد پہنچا سکتے ہو۔

☆

بیوی خاوند سے میں پڑوس میں جا رہی ہوں۔

پندرہ منٹ بعد ہانڈی چولہے سے اتار دینا اور ایک گھنٹے بعد بے بی کو فیڈر سے دودھ پلا دینا میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔

☆

سردار چوہدری صاحب سے: جب میں چھوٹا ہوتا تھا تو میں مینار پاکستان سے نیچے گر گیا تھا۔

چوہدری تو پھر مر گئے یا بچ گئے۔

سردار کہنے لگا مجھے یاد نہیں میں چھوٹا ہوتا تھا۔

☆

ایک صاحب نے کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد ایک بکرا منتخب کیا اور اس دوران بکرے کی نسل، شکل وصورت، خاندان اور ماضی و مستقبل کے بارے میں اتنے سوالات کیے جو عام طور پر ہونے والے داماد کے بارے میں بھی نہیں پوچھے جاتے۔ بکرے والا ان کے ہر سوال کا جواب دیتا رہا۔ لیکن تمام انکوائری کے بعد جب خریدار نے کہا...... اور تو میاں سب ٹھیک ہے مگر اس کے سینگ بہت چھوٹے ہیں تو بکرے والے سے رہا نہ گیا اس نے جل کر کہا معاف کیجئے گا آپ کو اس کی قربانی دینی ہے یا اس کے سینگوں پر کپڑے لٹکانے ہیں؟

(ایس امتیاز احمد، کراچی)

## لطیفہ

پولیو ٹیم پٹھان کے گھر آئے پٹھان نے اپنی بیگم کو آواز دی کہ بندوق اور کارتوس کہاں ہیں پولیو والے بھاگ گئے پٹھان نے پیچھے سے آواز دی مت بھاگو بندوق اور کارتوس میرے بچوں کے نام ہیں۔

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# میری زندگی کی ڈائری

## میری زندگی کی ڈائری

انسان کی زندگی میں کبھی غم آتے ہیں اور کبھی خوشی زندگی کے اتار چڑھاؤ بعض اوقات انسان کو گھائل کر دیتے ہیں ماضی کی تلخ یادیں ایک خوفناک اژدھے کی مانند انسان کو ڈسنے لگتی ہیں بعض اوقات پرانے دوستوں کی یادوں کے دروازے پر دستک دینے لگتی ہے اور جو انسان چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ گزرے لمحات دل کے لیے کسک بن جاتے ہیں۔ میرے زندگی میں چندلوگ ایسے ہیں جو میرے لیے ایک پھول کی طرح ہیں جنہیں اگر توڑ لیں تو مرجھا جائیں گے اگر چھوڑ دوں تو کوئی اور لے جائے گا۔ میری زندگی میں کچھ لوگ ایسے بھی آئے تھے جنہوں نے میری زندگی کو ویران صحرا کی مانند بنا دیا۔ میری زندگی ان محلوں کی طرح ہیں جو دیکھنے میں بہت خوشگوار مگر اندر سے سنسان ہیں۔

(عرفان، راولپنڈی)

## ڈائری کا ایک ورق

یادیں جو تلخ بھی ہوتی ہیں اور شیریں بھی ہوتی ہیں جن کے سہارے کچھ لوگ زندگی کے دن پورے کرتے ہیں پھر یہی دن انسان کی حیات کا سرمایہ ہوتے ہیں انسان محسوس تو کرتا ہے مگر دیکھ نہیں سکتا یہی یادیں بھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتیں بلکہ کالے ناگ کی طرح ڈستی رہتی ہے اور انسان کو صحراؤں میں بھٹکنے پر مجبور کر دیتی ہیں زندگی کے طویل سفر میں نہ جانے کتنے لوگ ملتے ہیں اور بچھڑ جاتے ہیں کچھ چند لمحوں کے ہمسفر ہوتے ہیں اور کچھ بچھڑ کر بھی زندگی بھر بھول نہیں پاتے جتنا بھلانا چاہیں ان کو یہ اور زیادہ یاد آنے لگتے ہیں ان کی پرچھائیاں نظر آنے لگتی ہیں تو ایسے میں دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے کیونکہ دل نادان مجبور بے بس ہو جاتا ہے۔

(عاشق حسین طاہر، منڈی نونانوالی)

## میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری کے ہر ورق میں میرے تین پھولوں کا نام ہے جو کہ مجھے بڑی بے دردی سے یاد آتے ہیں میں اپنے ان تین پھولوں سے بے پناہ محبت کرتا ہوں لیکن مجھے دکھ اس چیز کا ہوتا ہے کہ جب میں ان سے بچھڑ کر دور چلا جاتا ہوں اور جب تین ماہ بعد ان سے میری ملاقات ہوتی ہے تو میرے دل کو سکون مل جاتا ہے اور سکون ملے بھی کیوں نہ کیوں کہ وہ میرے تین پھول میرے تین بیٹے ہیں میرے لخت جگر ہیں میں ان سے دور ہو کر جس طرح ٹائم گزارتا ہوں وہ مجھے پتہ ہے یا پھر میرے، اللہ کو بہت یاد آتی ہے ان کی لیکن دور جانا بھی میری مجبوری ہے کیونکہ اگر میں گھر سے باہر نوکری نہیں کرونگا تو پھر ان کا پیٹ کیسے پلے گا۔ میرے تین بیٹے جن کے نام محمد زین مقصود، محمد زوہیب اور محمد حمزہ۔ میرا سب سے چھوٹا بیٹا محمد حمزہ ہے جس کی سالگرہ 22 جنوری کو ہوتی ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ ہر دفعہ اپنے پیارے پھول کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں شامل ہو جاؤں لیکن بعض دفعہ کسی مجبوری کی وجہ سے میں گھر نہ جا سکوں تو مجھے انتہائی غم ہوتا ہے اور دل ہی دل میں روتا ہوں۔ آخر پر میری اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ان تین پھولوں کو ہمیشہ ہمیشہ مسکراتے رکھنا اور مجھ سے کبھی جدا نہ کرنا اس کے علاوہ میرے ان تین پھولوں کی ماں کو بھی ہمیشہ خوش رکھنا کیونکہ میری شریک حیات بہت ہی اچھی اور خدمت کرنے والی بیویوں میں سے ایک بیوی ہے اور میرا زندگی کا ساتھی ہے کیونکہ میاں اور بیوی کی مثال ہے۔ کہ میاں اور بیوی کا تعلق سائیکل کے ان دو ٹائروں کی مانند ہے اگر

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ایک خراب ہو جائے تو سائیکل چل نہیں سکتی۔

غم تو اتنا ہے کہ رولوں تو سمندر نکلے
ضبط اتنا ہے کہ رونے کی تمنا ہی نہیں
(مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

## میری زندگی کی ڈائری

یوں تو کچھ کم نہ تھی میرے خلوص کی قیمت
کچھ کم شناس لوگ تھے جو لوگ دولت پہ مر گئے

میری زندگی میں اس بے وفا کی یادیں ہی یادیں ہیں اس نے میری زندگی تباہ کر دی ہے لیکن میرے دل سے آج بھی تیرے لیے دعائیں ہی نکلتی ہیں اس دنیا میں وفا ختم ہو گئی ہے ہر کوئی ہاتھ میں خنجر لیے پھرتا ہے انسان کے خلوص کی کوئی قیمت نہیں رہی ہر کوئی اپنے مطلب کے لیے کسی سے پیار کرتا ہے نہ محبت ہے نہ لحاظ نہ خلوص ہے میں تو شرمندہ ہوں اس دور کا انسان ہو کر اس دنیا کے لوگوں سے اب میرا اعتبار ختم ہو گیا ہے یہاں کوئی بھی کسی کا نہیں مجھے آج تک کسی سے پیار نہیں ملا جو بھی ملا ہے کوئی نیا درد ہی دے کے گیا ہے جب میں سوچتا ہوں کہ میری ساری زندگی ایسے ہی گزر جائے گی تو خدا کی قسم مجھے رونا آ جاتا ہے کاش مجھ سے بھی کوئی پیار کرتا یہ دنیا محبت سے خالی ہے یہاں انسان نہیں پتھر بستے ہیں۔ ایک سے پیار ملا ہے وہ بھی دکھاوے کا پیار کرتی ہے مجھ سے کوئی بات نہیں یہ زندگی تو گزارنی ہے سکھ میں گزر جائے یا دکھ میں جینا تو ہر حال میں پڑتا ہے یہ دنیا میری وفا کا صلہ دے چکی مجھے Z تم بھی میرا خلوص میرے منہ پہ مار دو۔
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

## بابر تنہا کی ڈائری کا ورق

زندگی کے اس لمبے اور کٹھن سفر میں پتہ نہیں انسان اتنا غمگین کیوں رہتا ہے کبھی کبھی میں سپنوں میں آتا ہوں تو نظریں متلاشی ہوتی ہیں تو تیری تصویر میری پیاسی آنکھوں میں آ جاتی ہے میں نیند سے ہڑ بڑا کر اٹھ جاتا ہوں میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا چاند ستاروں، ڈھلتے ہوئے سائے اور چاندنی رات کی قسم میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں آئی لو یو ایلس۔
(بابر تنہا، نوناری)

## میری زندگی کی ڈائری

میں ہمیشہ اس انتظار میں رہا ہوں کبھی تو موسم بدلے گا میری بے رنگ زندگی میں کبھی تو بہار آئے گی میں بہت دنوں کا پیاسا ہوں کبھی تو میری پیاس بجھے گی میرے حالات بہت تنگ ہیں کبھی تو میری تنگی دور ہو گی میری سبھی خواہشیں ادھوری ہیں میری سبھی چاہتیں ابھی ادھوری ہیں مجھے بھی اوروں کی طرح منزل پہ جانا ہے مجھے اپنی زندگی کو بہت سنوارنا ہے میں ہاتھ اٹھائے کب سے رو رہا ہوں کبھی تو میری دعا قبول ہو گی۔ کوئی تو ہو ایسا جو میری زندگی کو حسین بنائے کوئی تو ہو ایسا جو میری زندگی کو زندگی بنائے کوئی تو ہو ایسا جو میں روٹھ جاؤں وہ مجھے منائے کوئی تو ہو میں اسے درد سناؤں وہ مجھے سنائے کوئی تو ہو جو مجھے دنیا کی ٹھوکروں سے بچائے کوئی تو ہو جو مجھے اس حال میں بھی چاہے۔ کوئی تو ہو جو خود کو میرے لیے سجائے کوئی تو ہو جو مجھے غریبی میں بھی چاہے کوئی تو ہو جو میرے دل کی پیاس بجھائے کوئی تو ہو جو میرے ان خوابوں کو حقیقت بنائے۔
(راشد لطیف، صبرے والا ملتان)

## ہر شخص کا ہو جانا

ہر درد پہن لینا ہر خواب میں کھو جانا......
کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا ہو جانا......
اک شہر بسا اپنا بچھڑے ہوئے لوگوں کا...... پھر شب کے جزیروں پر...... دل تھام کے سو جانا موقع سخن کچھ ہوتا دیر اسے تکنا...... ہر لفظ پہ رک جانا ہر بات پہ کھو جانا...... کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا ہو جانا...... آنا تو بکھر جانا سانسوں میں مہک بن کر...... جانا تو کلیجے میں کانٹے سے چبھو جانا...... جاتے ہوئے چپ رہنا...... ان...... بولتی آنکھوں کے خاموش تکلم سے پلکوں...... کو بھگو بھگو جانا...... کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا ہو جانا

☆ ............... عبدالوحید بندیال



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net/
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# قلمی دوستی

نام: محمد توصیف عاشق

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: خدمت خلق کرنا
پتہ: گاؤں تھرا ڈاک خانہ حبیب آباد، تحصیل چونیاں، ضلع قصور

نام: ملک اللہ دتہ پنوار

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: گلی نمبر 11، جان محمد کالونی، معصوم شاہ روڈ، ملتان

نام: محمد قاسم لاشاری بلوچ

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: سکنہ کھنجانی، تحصیل گنڈاواہ، ضلع جھل مگسی

نام: شاہد عمران پریم

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: مطالعہ کرنا
پتہ: بمقام رتو ڈاک خانہ باہری، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین

نام: رب نواز بھٹی

عمر:
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: پوسٹ آفس کنڈان، تحصیل شاہ پور، ضلع سرگودھا

نام: فریاد علی جٹ

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بنگلہ نمبر 608 آر.ی فورٹ کالونی، ملتان کینٹ

نام: سردار محمد اقبال خان مستوئی

عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: دوستی کرنا
پتہ: سردار گڑھ، ڈاک خانہ خاص، تحصیل و ضلع رحیم یار خان

نام: فریدون خان جدون

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام نوشہرہ، ڈاک خانہ حویلیاں، تحصیل و ضلع ایبٹ آباد ہزارہ

نام: فوجی شاہد احمد ساگر

عمر:
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈیرہ روڑانوالہ، ڈاک خانہ رسول نگر، تحصیل وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

نام: قمر زمان بوبی گجر

تعلیم:
عمر: 20 سال
مشغلے: میوزک سننا، ڈائریاں لکھنا
پتہ: پوسٹ بکس نمبر 34882، دوبئی

نام: شفیع اللہ شفی

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: تحصیل و ضلع کوہاٹ

نام: جواد قریشی

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: موسیقی سننا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: برادرز نک سینٹر، ظفر آباد، ڈی آئی خان



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نام: سید عارف شاہ

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: شالیمار کالونی، اسلامیہ ہائی سکول روڈ، اسامہ چوک، جہلم

نام: ضیافت علی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: ڈاک خانہ چوکی موہنگ، ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

نام: سلمان شاہ

عمر: 14 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، مطالعہ کرنا
پتہ: جونالین، تحصیل اورماڑہ، ضلع گوادر، بلوچستان

نام: مناظر علی گوندل

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

نام: محمد سلیم شاہین

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں محمد رفیق بروہی، دیہہ 107، میرپور خاص، سندھ

نام: زاہد حسین خان نیازی

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت اللہ توکل کریانہ سٹور، بالمقابل واپڈا دفتر، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

نام: محمد واجد قریشی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بستی ڈیرے محل، شہر روہیلانوالی، ڈاک خانہ ہرپلو، تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

نام: عمر بٹ

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: نوستر روڈ، گھوڑے شاہ بازار، نگر آبادی، گوجرانوالہ

نام: ایم مجاہد جاوید

عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ہاشم ٹیلرز، گلی نمبر 5 بازار نمبر 3، رضا آباد، فیصل آباد

نام: عرفان

عمر: 31 سال
تعلیم:
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: چک نمبر 443 گ-ب خاص، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

نام: محمد عارف خان بروہی

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: الوی ٹرونکس لمیٹڈ حب بلوچستان

نام: سید اظہر حسین شاہ کاظمی

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: میوزک سننا، جواب پڑھنا، شاعری کرنا
پتہ: گاؤں ناہیر، ڈاک خانہ موئیل، تحصیل برنالہ، ضلع بھمبر آزاد کشمیر

نام: عمران قریشی

عمر: 28 سال
تعلیم:
مشغلے: سرحدوں کی حفاظت کرنا
پتہ: جنید بک ڈپو، ہٹیاں بالا، تحصیل و ضلع ہٹیاں بالا

نام: محمد حسنی نگری

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں تھول، پوسٹ آفس نگر نمبر 1، ضلع ہنزہ نگر

نام: مجتبیٰ عامر بھٹی

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: موسیقی، شاعری پڑھنا، فٹ بال کھیلنا
پتہ: چک نمبر 594 گ-ب، ڈاک خانہ و تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد

## ملاقات

www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نام: سجاد حسین

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: ڈھوک تریہہ سکنہ وڈالی ٹمن، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال

نام: محمد شہباز انمول

عمر: 23 سال
تعلیم:
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: چک نمبر 55 گ-ب، ڈاک خانہ 54 گ-ب، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نام: حافظ شیراز

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا
پتہ: گاؤں کوٹلی بہرام، ڈاک خانہ لیسیان، تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم

نام: مدثر اقبال بسراجٹ

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں راؤکے، ورتیاں ڈاک، خانہ نارووال، تحصیل وضلع نارووال

نام: اظہر سیف دکھی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: محلہ مسجد بلال سنگھیکی منڈی، تحصیل پنڈی بھٹیاں، ضلع حافظ آباد

نام: محمد علی

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: نارگیٹ سٹریٹ، محلہ بنات پارک، سیالکوٹ

نام: عبدالروف بلوچ

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا
پتہ: ہزار گنجی، ڈاک خانہ نال، تحصیل نال، ضلع خضدار

نام: مسکین منور علی

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری کرنا اور قلمی دوستی کرنا
پتہ: بلوچ مسافر خانہ، کوئٹہ روڈ، ڈیرہ اللہ یار

نام: عبدالواحد

عمر: 28 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: C-1 پلاٹ، سیکٹر 27، لانڈھی انڈسٹریز لمیٹڈ، کراچی

نام: میاں حسین احمد مدنی

عمر: 26 سال
تعلیم:
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: بستی نواں شہر، موضع گلشن آباد، ڈاک خانہ سرائے سدھو، تحصیل کبیروالہ، ضلع خانیوال

نام: محمد عثمان دکھی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: معرفت عوامی نیوز ایجنسی، کنگن پور، ضلع قصور

نام: احمد Z

عمر: 30 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 282 گ-ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نام: زبیر احمد

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: سب ڈویژن اریگیشن دفتر ہیڈ مرالہ، تحصیل وضلع سیالکوٹ

نام: محمد طیب کنول

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت خمرا ٹینٹ فیکٹری، 21 کلومیٹر فیروز پور روڈ، لاہور

نام: عمران رمضان کمبوہ

عمر: 16 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: وارڈ نمبر 3 نزد غلہ منڈی ٹھینگ موڑ، الٰہ آباد، ضلع قصور


www.pdfbooksfree.pk

# مختصر اشتہارات

ہمیشہ خوش رہو اور دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کیا کرو کیوں کہ بڑا انسان بننے میں وقت نہیں لگتا اور اچھا انسان بننے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے

عثمان غنی قبولہ شریف

---

مجھے انتظار ہے ماریہ لوٹ کر آ میری جان گول متول جانے من تیرا عباس مر جائے گا پلیز جان پلیز مجھے سے بچھڑ کر تو کس طرح خوش رہ سکتی ہے ماریہ۔

امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

---

تمام قارئین سے میری گزارش ہے کہ جو کچھ آپ کے دل میں ہے اس کو جواب عرض کی زینت بناؤ بلہ وجہ کسی کی غزل ارو الفاظ جواب عرض میں لا کر خدارا اسے گندہ مت کرو پلیز پلیز۔

سید ہمراز حسین شاہ کاظمی

---

ندیم بھائی جون کا جواب عرض لیا اس میں آپ کی کوئی چیز بھی نہیں ملی برائے مہربانی کچھ نہ کچھ لکھ لیا کرو پلیز اا پ میں بہت مس کرتا ہوں

ایم واجد ساہیوال

---

زندگی بہت اداس اور غموں سے بھری ہوئی ہے مجھے ایک ایسے انسان کا انتظار ہے جو میری زندگی کو غموں سے نکال کر خوشیوں کی طرف لائے۔

ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

---

ایم عاصم بوٹا چوک متیلا اور فوزیہ کنول کنگن پور کے نام جن کی آنکھوں میں خواب ہوتے ہیں ان کے جیون عذاب ہوتے ہیں دل کی دنیا اجاڑ دیتے ہیں جن کے چہرے گلاب ہوتے ہیں۔

نزیر ساغر شہ سلطان پور

---

اے آر راحیلہ مس فوزیہ کنول کنگن پور کے نام

آپی راحیلہ کہاں گم ہو جواب عرض میں واپس لوٹ کر آ جاؤ فوزیہ کنول صاحبہ تسی وی آ جاؤ واپس منتظر ہیں ہم۔

ایم عاصم بوٹا متیلہ

---

زوبیہ کنول کے نام محترمہ ستمبر میں آپ کی لکھی ہوئی تحریر ایم عاصم بوٹا کی داستاں زندگی بہت اچھی لگتی ہے آپ کی پہلی تحریر رسالے میں شائع ہوئی مبارکباد

قبول ہوا

ایم ناصر جوئیہ چوک متیلا

---

سب کے نام

اگر آپ سے کسی کو پرابلم ہو تو یہ اس کا پرابلم ہے آپ کا نہیں کیا سمجھے

آسنہ شہزادی جہانیاں

---

فرزانہ سرور کے نام

محترمہ جولائی میں آپ کی تحریر بہت اچھی لگی تھی مگر ایک دو جگہ پر بہت ہی نازیبہ الفاظ تحریر کئے ہوئے تھے خدارا احتیاط کیا کریں

ایم عاصم بوٹا چوک متیلا

---

شازیہ جاوید شازی کے نام

شازی دیکھ لے شادی تو میں نے کر ہی لی ہے ماہ نور سے مگر تو نے اچھا نہیں کیا تھا شازی اچھا وقت گزر را تھا تمہارے ساتھ اس لیے معاف کیجئے گا

آصف علی سانول چشتیاں

---

زخمی دل والوں کے نام

میں تمام زخمی دل والوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتا ہوں جو



مختصر اشتہارات
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material
http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net

بھی مجھے خط لکھے گا میں اسے
خلوص سے جواب دوں گا لیکن
شرط یہ ہے وفادار ہونا لازمی ہے
سیف الرحمٰن زخمی سیالکوٹ

---

ایک اچھے جیون ساتھی کی
تلاش ہے جو میرے دکھ درد کا سمجھ
سکے جو مجھ سے اتنا ہی پیار کرے
کی دنیا کی ہر بڑی سے بڑی خوشی
اس کے پیار کے آگے چھوٹی لگے
ملک عبدالرحمان ساحل خانپور

---

جواب عرض پڑھتے ہوئے
مجھے اٹھارہ سال ہو گئے ہیں اور
لکھتے ہوئے پندرہ سال میری
ایک ہی خواہش ہے کہ یا تو میری
تنہائی دور ہو یا پھر مجھے کوئی باہر بلا
لے یا مجھے کوئی اچھی سی نوکری مل
جائے مگر آج تک کوئی بھی خواہش
پوری نہیں ہوئی۔
محمد آفتاب شاد دوڈ

---

جان کے نام
گل جی بندہ ہر وقت آپ کو
یاد کرتا ہے اور حد سے زیادہ پیار
کرتا ہے آپ سے میری زندگی کی
ہر سانس تیرے نام میری پیاری
گل صدا خوش رہو جان۔
محمد اشرف شریف دل ننکانہ

---

دوستو محنت کرو اور دل لگا کر
کام کرو اگر آپ ترقی کرنا چاہتے
ہو تو ہمیشہ سچ بولو شکریہ۔
تنویر رستم تھہ بھلو قصور

---

اللہ کی رضا باپ کی رضا میں
ہے اور اللہ کا غصہ باپ کے غصے
میں ہے۔
نوید احمد لاہور

---

گل پری کے نام
میری جان پیاری جان چار
جنوری کو برتھ ڈے ہے میری
طرف سے آپ کو ہیپی برتھ ڈے
آپ کے لیے ڈھیر ساری
دعائیں۔
محمد اشرف شریف دل

---

لوگ کہتے ہیں کسی ایک
کے جانے سے ہماری زندگی رک
نہیں جاتی لیکن یہ کوئی جانتا ہے
کہ لاکھوں کے مل جانے سے اس
ایک کی کمی پوری نہیں ہوتی
آمنہ شہزادی جہانیاں

---

مس صبا کے نام
ہو سکے تو ایک بار مجھ سے
ملاقات کرو کیونکہ آپ کے شہر میں
ہماری بھی مسز صبا ہے۔
محمد سلیم منیو گنگن پور

---

اپنی فیملی کے نام
وقت محبت اور تعلق قیمت
سے نہیں یہ کھو جائیں تو ان کا
احساس ہوتا ہے
شکیل احمد ساجن تربت

---

رائٹرز کے نام
تمام رائٹرز سے اپیل کرتا
ہوں کہ کسی پر اٹیک کرنے کے
بجائے اس کو پیار سے سمجھایا
جائے کہ آپ کی یہ غلطی ہے۔
محمد آصف جاوید ساہیوال

---

اشمل مہک کے نام
باجی رابطہ رکھنے کا بہت
شکریہ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ
ہمارے شہر کے ہیں اور جواب
عرض بھی پڑھتی ہیں۔
پرنس مظفر شاہ پشاور

---

نیم جاوید نسیم۔خرم شہزاد
۔حافظ شفیق عاجز۔محمد نزاکت علی
ارمان سنگم۔عمر دراز آکاش۔جمیل
فدا۔الطاف حسین دکھی۔حسن رضا
کریم بٹی۔سب کو سلام۔
شہزاد کیف الکویت

---

جواب عرض کے سب
قارئین اپنے ملک پاکستان اور
پاکستانی عوام کے لیے دعا کریں
اللہ پاک پاکستان کو ہر مشکلات
سے آسان فرمائے آمین۔
شہزاد سلطان کیف

---

قارئین کے نام میری کہانی



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

افغانی محبت پسند کرنے ہر تمام قارئین کا مشکور ہوں خاص کر ریاض احمد صاحب کا جس نے مجھے حوصلہ افزائی بخشی۔اور میری سٹوری کوشائع کیا۔
پرنس مظفرشاہ پشاور

---

فاطی میرے لاڈلے کی ماں تم اور میرا لاڈلا میری زندگی ہو راضی ہو کر زندہ لاش کو دوبارہ زندہ کردوا۔
حکیم محمد طفیل طوری کویت

---

رقیہ خلیل کے نام
اگر تم چاہو تو پھر دے ٹوٹے بندھن جڑ سکتے ہیں ان کے اٹھتے طوفان کا ان ہجر کی رتوں کا منہ موڑ سکتے ہیں اب پربت کو ٹوٹے دھاگے کی گرہن پھر سے جوڑ سکتے ہیں پھر سے محبت کا سلسلہ تمام یہ حسن صبح و شام ایک دوجے کے نام کردیں
خلیل احمد ملک شیدانی شریف

---

کرن اینڈ رمزہ کے نام
مجھے بتا تو دیتی کہ تم سے دل بھر بھی گیا ہے یا سر میں یوں تیرے واپس آنے کا انتظار نہ کرتا
یاسر وکی دیپالپور

---

میں صادق آباد اور رحیم یار خان میں کسی اور اچھی اور پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں سرپرست رابطہ کریں
میر احمد میر بگٹی

---

اگر آپ کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتے تو کسی کو دکھ بھی نہ دیں کیونکہ اگر کوئی آپ کی وجہ سے تکلیف میں ہے تو یہ بات اللہ تعالٰی کو پسند نہیں۔
عثمان غنی قبولہ شریف

---

میں تمام دوستوں اور جواب عرض پڑھنے والوں کو اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ماں باپ کا احترام کریں یہ وہ ہستی ہے جو ایک بار بچھڑ جائے تو پھر کبھی نہیں ملتی۔
وسیم احمد تنہا خانیوال

---

میں اپنے دوست خرم وقار کو کہتا ہوں کہ مجھے ایک بار مل جائے میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں میں نے بے چینی سے اس کا انتظار کیا ہے کرتا ہوں۔
ذوالفقار تبسم۔میاں چنوں

---

قارئین کے نام
محمد زبیر شاہد۔مریز گوندل۔قمر گوندل۔احسن۔ریاض پریمی۔شعیب۔ریاض ملک۔فرام قادر آباد آپ سب کا بہت شکریہ جناب۔
حماد ظفر ہادی گوجرہ

---

دوستوں کے نام جواب عرض کے جن دوستوں قارئین نے بھی میری سٹوری پسند کی ان کا بہت شکر گزار ہوں۔
حماد ظفر ہادی

---

مجھے شکوہ ان لوگوں سے ہے جو کسی سے سچا پیار نہیں کرتے وعدے کر کے بعد میں بھول جاتے ہیں
اشفاق دکھی۔وہاڑی

---

بے وفا جانی کے نام
کب تجھے انتظار میرا تھا
یہ تو بس اعتبار میرا تھا کچھ
میری ہی خوشی تھی شاید کہ تجھ پہ
اختیار میرا تھا
مس صبا کلر سیداں

---

مجھے جواب عرض پڑھتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں بہت ہی اچھا رسالہ ہے
سردار اقبال مستوئی

---

مجھے اچھے دوستوں کی تلاش ہے کب سے لکھ رہا ہوں پر لگتا ہے کہ کوئی دوست نہیں ملے گا مخلص دوست جو دوستی کا مطلب جانتے ہو تو رابطہ کریں انشاء اللہ مخلص

مختصر اشتہارات

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پائیں گے۔
شاہد احمد رسول پور

------------

ان دوستوں کے نام جو میرے ساتھ پڑھتے تھے ان کبھی یاد بھی نہیں کیا اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔
سجاد حسین کنگن پور

------------

جس کی جواب عرض پڑھنے والی دکھی ہو یا جس کو محبت میں ناکامی ہوئی ہو اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور مس آمنہ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں
پرنس عبدالرحمٰن نین رانجھا

------------

زندگی کے لیے اس سفر میں ایک اچھے اور دکھ درد میں ساتھ دینے والے ساتھی کی تلاش میں ہوں دیکھتا ہوں کہ میری تلاش کب ختم ہوتی ہے
ملک عبدالرحمان ساحل

------------

اسماء کے نام
اسماء پلیز مجھ سے رابطہ کرو مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے آپ کی مہربانی ہوگی پلیز۔
وقاص انجم گ ب۔

------------

بورو کے نام
آپ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدہ پورا نہیں

کیا آپ ایک نمبر کے جھوٹے انسان ہو میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔
منور سعید خانیوال۔

------------

میرے اپنوں خدا تمہیں سلامت رکھے اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو مجھے دکھ کون دے گا ذرا سوچئے
غلام فرید جاوید ہجرہ شاہ مقیم

------------

تمام جواب عرض کے قارئین کو دوستی کی دعوت
محمد صفدر دکھی کراچی۔

------------

دعا ملتان کے نام
دعا صاحبہ میں آپ سے صرف دوستی کروں گا اور آپ صرف میری اچھی دوست رہ سکتی ہیں باقی میں ملتان کے گلی کوچوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔
پرنس مظفر شاہ پشاور

------------

میری محبت کے نام
میں آپ کا نام نہیں لکھوں گا صرف یہ کہوں گا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں کرتا تھا اور کرتا ہی رہوں گا۔
سید ہمراز جعفر رضا ناز

------------

ریاض انکل کے نام
آپ کا بہت بہت شکریہ جو آپ نے اپنے قیمتی وقت سے

وقت نکال کر ہمارے کالز سنتے ہیں اور ہماری پرابلمز سنتے ہیں خدا آپ کو اس کا اجر دے گا۔
سیدہ امامہ علی راولپنڈی۔

------------

ریاض بھائی میری سٹوری بہت محنت کر کے لکھی ہے پلیز میری سٹوریوں کو جلد شائع کیا کریں امید ہے کہ آپ میری بات کا۔ سنڈ نہیں کریں گے شکریہ

------------

قارئین کے نام میں شہر کے لڑکے لڑکیوں سے سچی محبت اور دوستی اور خط و کتابت کرنا چاہتا ہوں پلیز مجھ سے رابطہ کریں میں ایک ہمدرد انسان ہوں ہر لیٹر کا جواب ضرور دوں گا۔
دکھی شوکت دلی انجم سکھیکی

------------

میری قارئین سے گزارش ہے کہ میں کچھ عرصہ پہلے جواب عرض سے دور رہا ہوں اصل میں مجھے ایک میں مبتلا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے دور ہوا دعا کریں کہ جلد ہی آپ کے ساتھ مل جاؤ۔
اللہ دتہ مخلص راولپنڈی

------------

پیاری آپی کشور کرن جی آپ کی کہانیاں بہت متاثر کرتی ہیں پلیز زیادہ سے زیادہ لکھیں۔
ناز۔ کیو۔ روالپنڈی

------------



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# ابھرتی ہوئی شاعرہ تانیہ علی کی پسندیدہ شاعری

اگرتم مل جاؤ تو دنیا چھوڑ دیں گے
تمہیں اپنا بنانے کیلئے رسمیں توڑ دیں گے
اگر بنے گا کوئی رکاوٹ ہمارے رستے میں
تو زندگی کو موت کی جانب موڑ دیں گے

---

ہم کو تم سے چاہت ہے اتنی
دل کو ہے سانسوں سے جتنی

---

محبت میں جینا ہے محبت میں مرنا ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ عہد پورا کرنا ہے
دنیا کو دکھانا ہے محبت میں مر جانا ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے تمہیں اپنا بنانا ہے

---

ہر ملاقات پر وقت کا تقاضا ہوا
ہر بار پر دل کا درد تازہ ہوا
سنی تھیں صرف غزلوں میں جدائی کی باتیں
اب خود پر بیتی تو حقیقت کا اندازہ ہوا

---

کب تک رہو گے دور دور ہم سے
ملنا پڑے گا ایک دن ضرور ہم سے

دامن بچانے والے یہ بے رخی کیسی ہے
کہہ دو اگر کوئی ہوا ہے قصور ہم سے
ہم چھوڑ دیں گے تم سے یوں بات چیت کرنا
تم پوچھتے پھرو گے اپنا قصور ہم سے
ہم چھین لیں گے تم سے یہ شان بے نیازی
تم مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم سے

---

سمجھتا نہیں یہ دل سمجھانے چلے آؤ
دو دلوں کے فاصلے مٹانے چلے آؤ
جنون عشق میں پاگل ہو گئے ہم
اپنی بانہوں میں مجھے سمانے چلے آؤ
نہ دور رہ کر تڑپاؤ نہ دل کو ترساؤ
اپنا بنا کے اپنانے چلے آؤ
میرا عشق سچا ہے میرا اعتبار کر لو علی
میرا عشق میرا پیار آزمانے چلے آؤ

---

نجانے کیوں ادھوری سی رہ گئی زندگی میری
لگتا ہے جیسے خود کو کسی کے پاس بھول آئے ہیں

---

اسی بات نے اسے شک میں ڈال دیا ہو شاید
اتنی محبت اف کوئی مطلبی ہی ہو گا علی

---

اے رب رحم کر مجھ پر میں بھی تیرا بندہ ہوں
ایک محبوب تو بھی رکھتا ہے مجھے بھی رکھنے دے

---

حسین یادوں میں کھویا تھا بچھڑنے سے ذرا پہلے
بڑا خوش فہم سویا تھا بچھڑنے سے ذرا پہلے
وہ جو ہاتھ تک، چھونے کو بے ادبی سمجھتا تھا
گلے سے لگ کر رویا تھا بچھڑنے سے ذرا پہلے
اسے معلوم تھا شاید جدائی ہے مقدر میں
وہ ان سوچوں میں کھویا تھا بچھڑنے سے ذرا پہلے

---

دل نہ توڑنا تم پر اعتبار بہت ہے
یہ دل تمہاری محبت کا طلبگار بہت ہے
میرا ساتھ چھوڑنے سے پہلے اتنا سوچ لینا
اس پاگل دوست کو تم سے پیار بہت ہے
تانیہ علی۔ سرگودھا۔

---



http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk

# نئی ابھرتی ہوئی شاعرہ فضیلہ ایوب۔ بھاگ نگر کی شاعری

اک کام کردو
میری زندگی آسان کردو
مجھ کو پھر سے مل جاؤ
اور احسان کردو
یہ آنکھوں کی بارش بہت تکلیف
دیتی
ہے
خدارا اس کے تھمنے کا کوئی امکان
کردو
لوگ پوچھے؛ ہیں سرخ آنکھوں کی
تشریح
ان سرخیوں کی وضاحت تم ہی
بیان
کردو
رنگ برنگی چہروں کے بیچ وفا کی
جھلک
تلاشنا مشکل ہے تم ہی کوئی پہچان
کردو
میرے دامن پر پڑے تمام خار
نکال
دو
کچھ یوں کرو کہ ایک بستی کو بیابان
کردو
کچھ دیر میرے ساتھ چلو خوشنما
راستوں کے بیچ
عید کا سماں بندھا ہو ایسا میرے
مہربان کردو
اک مدت سے تیری دید سے محروم
ہیں فازی
دیدار محبت دو ہمیں اور جان کردو

---

ہر فقیر کے در سے اک تیرے ملن
کی دعا کرائی ہے
میری آنکھوں کی روشنی اور چہرے
کی مسکراہٹ
تیری گم گشتہ یاد اور سوچ سے ہی
آئی
ہے
اے حال گذشتہ میں بسنے والے
ظلمت کدہ کے لوگو
کیا مجھ سے دور کرنے کی کوئی
قیمت لگائی ہے
بیچ سمندر میں بیٹھی چاروں طرف
پانی
ہے
بپھرتی موجوں کو تکتے میرا دل
تماشائی
ہے
مقدر سے تھک سے نڈھال
پرندے کی طرح تیرے کوچے
سے ٹکرائی
ہے
آ کبھی پوچھ مجھ سے کہ کیسے کیسے
تیر ہضم کئے ہیں
اب تو قلب آگ سے قلب
شناسائی
ہے
لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں حال
مست کا سبب فازی
میں کیا بتاؤں انہیں یہ بڑھتے درد
کی دوائی ہے
فضیلہ ایوب۔ بھاگ نگر

---

ہم تو تیرے ہی ہیں اک جھیل کے
پانی کی طرح
اگر ہوتے دریا تو بہت دور نکل
جاتے
فرح ناز۔ اٹک

---

محبت، تو صرف دل دیکھ کر کی جاتی
ہے دوست
چہرہ دیکھ کر تو لوگ محبت کا سودا
کرتے ہیں
فرح ناز۔ اٹک

---

یوں نہ کرو تم ہم سے محبت کی جھوٹی
باتیں
جن کتابوں سے تم نے محبت سیکھی
وہ کتابیں ہم نے ہی لکھی ہیں
فرح ناز۔ اٹک

---

آنسو نکل پڑے خوابوں میں اسے
دور جاتا دیکھ کر
آنکھ کھلی تو احساس ہوا کہ عشق
سوتے ہوئے بھی رلاتا ہے
فرح ناز۔ اٹک

---

پوچھا ہم نے ان سے بھلا دیا ہم کو
کیسے
چٹکیاں بجا کے بولا ایسے ایسے
ایسے
**فرح ناز۔ اٹک**



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

# آئینہ روبرو

وقاص انجم۔ جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام وعلیکم۔ ریاض صاحب کیسے ہیں آپ جواب عرض کی پوری ٹیم کو ممبران کو محبتوں بھرا اسلام قبول ہو اس ماہ ستمبر کا جواب عرض اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو میں نے مکمل پڑھ لیا ہے قسم سے اس بار جواب عرض نے بہت انتظار کروایا ہے آخر کار اتنے انتظار کے بعد مل ہی گیا پتہ نہیں جواب عرض اتنا انتظار کیوں کرواتا ہے جبکہ ابھی تک نومبر کا جواب عرض نہیں ملا آپ جانتے ہیں کہ میں جواب سے کتنا پیار کرتا ہوں اور یہ ہمیں اتنا انتظار کرواتا ہے جب تک یہ ملتا نہیں ہمیں چین نہیں آتا بے چینی سی لگی رہتی ہے اب آتا ہوں۔۔۔۔ دسمبر کے جواب عرض کی طرف جواب عرض پورے کا پورا ہی تبدیل تھا جسے پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی سب سے پہلے۔۔۔۔ اسلامی صفحہ پڑھا بہت ہی اچھا لگا پھر آئینہ روبرو میں۔۔۔۔ آپی کشور کرن کا لیٹر بہت اچھا لگا تھا۔۔۔۔ کہانیوں کی طرف آیا جن میں۔۔۔۔ پتھر کے صنم اللہ دتہ چوہان۔۔۔۔ محبت جب شمار کرنا انتظار حسین ساقی۔۔۔۔ اور محبت شنا اجالا ء۔۔۔۔ اور اس کے بعد کہاں ہے تیرا پیار سجنا منظور اکبر۔۔۔۔ لازوال محبت خرم شہزاد۔۔۔۔ پھر پیار میں دھوکہ مقصود احمد۔۔۔۔ پھر معاشرتی برائی ڈاکٹر زریاب۔۔۔۔ اور پھر بھول ندیم عباس ڈھکو۔۔۔۔ اس کے بعد میں اور تم اگر ہم ہو جائیں حماد ظفر ہادی۔۔۔۔ اک ذرا سی بھول تحریر ثناء شا جی آپ کی قلم میں پتا نہیں کیا جادو ہے کمال کی سٹوری تھی آپ کی۔۔۔۔ اللہ آپ کو اس سے بھی زیادہ اچھا لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔۔ ارمانوں نے زخم نوشابہ یاسمین۔۔۔۔ یہ عشق نہیں آساں۔۔۔۔ یہ زندگانی۔ سلمان بشیر۔۔۔۔ یادوں کے سائے رینا محمود۔۔۔۔ ناکام محبوبہ غزالہ شبنم۔۔۔۔ بلکہ اس بار تو پورا شمارہ ہی خوبصورت تھا جس نے ماہ نومبر کے شمارے کی کمی پوری کر دی لیکن اس بار بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس بار بھی میری سٹوریاں آپ نے شائع نہیں کیں ریاض صاحب دو سٹوریاں آپ کی نظر کی تھیں پلیز کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں اللہ آپ کو پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے اور دکھوں سے دور رکھے آمین۔

---

عبدالجبار رومی۔ چوہنگ لاہور سے لکھتے ہیں۔ اسلام وعلیکم۔ خوبصورت سرورق کی خوبصورت کاجل آنکھوں سے ہنستی مسکراتی چاند چہرے شانوں پہ بال بکھرائے پیاری دوشیزہ لاجواب محبتوں کے سفیر جواب عرض کے محبت نمبر کے ساتھ محبت کی بھرپور عکاسی کر رہی تھی اپنی غربت اور صبر کا دوسروں پر ظاہر مت کرو تسبیحات حضرت فاطمہ اسلامی صفحہ پڑھ کر بہت اچھا لگا۔۔۔۔ اس دفعہ آئینہ روبرو میں تھا تو سچ میں بہت خوشی ہوئی اسے شروع میں رہنے دیا جائے تاکہ سب سے پہلے میل ملاقات ہو جائے پہلے نمبر پہ۔۔۔۔ آپی کشور کرن کو دیکھ کر بہت اچھا لگا آپی جی آپ نے ٹھیک کہا ہے لیکن ہمیں ایسی سمجھانے والی ہی باتیں تو اچھی لگتی ہیں۔۔۔۔ سیف الرحمن زخمی آپ اتنے اداس نہ ہوا کریں ایم عاصم بوٹا تو لڑکیوں میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں لگتا



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

ہے چاہئے بھی کم پڑ گئی ہے ہاہاہا۔۔۔۔واہ جی واہ شاہد رفیق سہو جواب عرض سے آپکی محبت بھی لاجواب ہے ۔۔۔۔اور ثمن شہزادی یہ جواب عرض خوفناک ڈائجسٹ نہیں خیر ویلکم۔۔۔۔ایم یعقوب کا تبصرہ بھی اچھا لگا۔۔۔۔نداعلی عباس آپ نے ٹھیک کہا دراصل ہمارا ذہن بھی کہانی کا ایک کردار کے سوچنے لگتا ہے تبھی تو وہ باتیں ذہن میں سے نہیں نکلتی۔۔۔۔آصف سانول نئی زندگی پر مبارک ہو دل برداشتہ نہیں ہوتے حالات کی نزاکت کو سمجھ کر چلنا چاہئے۔۔۔۔پرنس مظفر شاہ آپ کا تبصرہ سے التصاف بھی اچھا لگا۔۔۔۔حکیم طفیل طوفی آپ کو جواب عرض سے بچپن کا ناطہ ہے سن کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔فنکار شیر زمان کی محبت بہت پسند آئی۔۔۔۔محمد بلال باسی شکریہ بھائی نے ہماری وجہ سے جواب عرض پڑھنا شروع کیا پھر پور استفادہ کیجئے ۔۔۔۔ملک نعمان نواز آپ کا اظہار بھی زبردست ہے۔۔۔۔عابدہ رانی آپ کی حوصلہ افزائی اور خوشبو سے نے ہنستی مسکرانی باتیں ہیں۔۔۔۔محمد سلیم جاوید کی ترجمانی اور حوصلہ افزائی قابل دید ہے۔۔۔۔وقاص انجم کا تبصرہ بھی بھرپور تھا۔۔۔۔بی ابو ہریرہ ویلکم۔۔۔۔حرا رمضان آپ کے دل کا درد تو باتوں باتوں سے عیاں ہے خوش رہا کریں اور جواب عرض تو حاضر ہے ہم سب کے لیے آپ کبھی نہ ہارنا آگے بڑھتی رہو۔۔۔۔کیانیوں میں پتھر کے صنم۔۔۔۔اور مختصر کہانیاں کیا یہی محبت ہے اچھی رہیں۔۔۔۔محبتیں جب شمار کرنا میں آج کل کی محبت تو ایسی ہی ہوتی ہے ٹوٹنے کا پتا بھی نہیں چلتا اور پھر آنکھیں ہی بھیگ جاتی ہیں محبت کیا بے قراری اور دل کا درد اور مل جائے تو خوش نصیب جیسے خاموحبت مل گئی۔۔۔۔اشکوں کا بہتا دریا ایک بیٹی پر ظلم کی نتہا اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔۔۔۔وفا کی وفا بھی زبردست ہے مگر ساحر کیوں آنکھیں چرانے لگا دیکھتے ہیں محبت اگلی دفعہ کیا رنگ لاتی ہے تیسرہ سال محبت میں گزرے مگر وہ پھر بھی اپنی محبت کی قدر نہ کر سکا۔۔۔۔کہاں ہے تیرا پیار سجنا بہت افسوس ہو۔۔۔۔اک ذرا سی بھول میں نادیہ کے ساتھ ہوتے ظلم یہ دکھ ہوا لڑکیاں تو خطا کر لیتی ہیں مگر لڑکوں کو سوچنا چاہئے جوانی کے لیے بھی ظلم کی حد پار کر جاتے ہیں خدا ہوش کے ناخن لیں۔۔۔۔کلثوم کرن کی عشق آساں نہیں بھی کڑے امتحان سے گزر کر اچھا تاثر دے گی اور اینڈ میں گھر کو جنت بنا لیا۔۔۔۔آئے ہائے تم بن زندگی ادھوری ہے سلمان بشیر کی یہ زندگی گانی بھی خوب رہی۔۔۔۔یادوں کے سائے۔یادیں تو بس دل کا روگ ہی بنتی ہیں رینا محمود کی اچھی کاوش تھی۔۔۔۔اور ساتھ میں کیا ایسا بھی ہوتا ہے رابعہ ذوالفقار۔۔۔۔غزالہ شبنم کی ناکام محبوبہ بھی بہت پسند آئی۔۔۔۔خلیل احمد ملک۔۔۔۔گلشن ناز۔۔۔۔اے آر رحیلہ۔۔۔۔اور شازیہ چوہدری کی ڈائری کے پیج اچھے لگے۔۔۔۔شاعری میں کرن شہزادی۔۔۔۔بٹ نازش قدوس ۔۔۔۔ظفر نواز بھٹی محمد اشرف شریف دل۔۔۔۔رخسانہ حویلی لکھاں کی شاعری اچھی لگی۔۔۔۔اور سب قارئین کو نیا سال مبارک ہو زندگی اور دکھوں سکھوں سے لبریز ماہ نامہ جواب عرض پڑھنے والوں کے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے اور زندگی کو سمجھنے کے لیے لاجواب تحریریں چھوڑتا جاتا دھڑکتے دلوں کے ساتھ کون کون ہے جو اپنی زندگی کو سمجھنے کو سمجھ لے کہ اسے کسی کے لیے خود کو ضائع کرنا ہے سنبھلنا ہے۔والسلام۔

---

**محمد ظہیر اعوان لکھتے ہیں۔** اسلام وعلیکم۔جواب عرض کے قارئین کو اور پورے اسٹاف کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو جواب عرض میرا پسندیدہ رسالہ ہے کیوں کہ اس میں سچی کہانیاں ہوتی ہیں میں آٹھ ماہ سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں اور مجھے ہر ماہ بے صبری سے انتظار کرنا پڑتا ہے وادی۔لیپا میں جواب عرض بہت لیٹ ملتا ہے اکتوبر کا جواب عرض نومبر میں ملا ہے۔۔۔۔اکتوبر کا جواب عرض پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔۔۔۔محمد عرفان



www.pdfbooksfree.pk

ملک۔۔۔رفعت محمود۔۔۔اور انتظار حسین ساقی کی تحریریں بہت زبردست ہوتی ہیں۔۔۔ان سب کو دل کی اتھ گہرائیوں سے مبارکباد اگلے ماہ اٹھارہ اکتوبر کو زلزلے کے بارے میں ایک تحریر بھیجوں گا ضرور شامل کرنا جواب عرض میں یہ میرا پہلا خط ہے خدا حافظ۔

---

سید ہمراز حسین شاہ مظفر آباد سے لکھتے ہیں۔ اسلام وعلیکم ماہ اکتوبر کا جواب عرض میرے ہاتھوں میں ہے اور کافی اچھا ہے ماں کی یاد میں کافی اچھا لکھا ہوا ہے شاعروں میں۔۔۔اسلم جاوید۔۔۔۔خلیل احمد ملک۔۔۔کہانیوں میں تماشہ ہے زندگی رفعت محمود۔۔۔۔اب اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے انتظار حسین ساقی۔۔۔آخر میرا قصور کیا ہے سحرش شاہین۔۔۔۔فنائے عشق سائرہ ارم۔۔۔۔میری زندگی ہے تو ندا علی عباس۔۔۔۔کافی اچھی سٹوریاں تھیں باقی بھی اچھی تھیں وقت نہ ملنے کی وجہ سے ابھی تک نہیں پڑھیں محترم شہزادہ صاحب میری آپ بیتی تم بھو گئے آپ کے پاس ہے مہربانی کر کے اسے بھی جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں اس کے ساتھ میری دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

---

عافیہ خان گوندل جہلم سے لکھتی ہیں۔ اسلام وعلیکم۔آج دو ماہ بعد روبرو ہوں میدکرتی ہوں کہ مجھے پھر سے ویلکم کہا جائے گا پہلے تو چلتی ہوں اگست کے شمارے کی طرف۔۔۔۔خلش نمبر پڑھا اور سوچا کہ اپنے الفاظ آپ لوگوں تک پہنچادوں مگر حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے۔۔۔۔جلتے خوابوں کی راکھ کے عاشق حسین ساجد صاحب سے میری درخواست ہے کہ یا تو یہ قسط وار کہانی لکھنا چھوڑ دیں یا ہر ماہ لکھا کریں دو ماہ کے بعد ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم نے کوئی جلتے خوابوں والی کہانی بھی پڑھی تھی۔۔۔۔اور یہ کیا زلف محبوب کرن آپی آپ نے بھی دل توڑ دیا ستمبر کے بدلتے رشتے میں بھی زلف محبوب نہیں تھی۔۔۔۔اور رکن سٹی والو چھا گئے ہو جی۔۔۔۔انتظار حسین ساقی بڑے عرصے بعد نظر آئے ہیں بڑی خوشی ہوئی ستمبر کے شمارے میں بہت ہی زبردست رہیں چھا گئے ہو رکن سٹی والو سلامت رہو تمام لکھنے اور پڑھنے والو آمین۔

---

ملک علی رضا فیصل آباد سے لکھتے ہیں۔اسلام وعلیکم۔میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے خدا کرے آپ کے حوصلے بلند اور ارادوں کی مضبوطی اور مقصد حیات سے محبت ہمیشہ برقرار رہے آمین۔آج میں کچھ پرانے رسالے جواب عرض اور تصویریں نکال کر دیکھ رہا ہوں جن میں کچھ تصاویریں میرے پیارے دوستوں کی ہیں جن میں میرے پیارے دوست۔۔۔۔عاشق حسین ساجد۔۔۔۔مجید احمد جانی۔۔۔۔ندیم عباس۔۔۔۔منظور اکبر۔۔۔۔انتظار حسین ساقی۔۔۔۔عرفان سنگم۔۔۔۔حافظ شفیق عاجز۔۔۔۔اشرف شریف دل۔۔۔۔دین محمد بلوچ۔۔۔۔ارم جھنگ۔۔۔۔مقصود بلوچ۔۔۔۔منیر رضا۔۔۔۔اور جناب افضل صاحب شامل ہیں۔۔۔آپ دوستوں کے وہ جذبات و احساسات میرے لیے انمول خزانے سے کم نہیں باقی جواب عرض دسمبر محبت نمبر ملا شائع ہونے والی سب کہانیاں غزلیں نظمیں۔۔آئینہ روبرو۔۔اپنی مثال آپ تھیں۔۔۔عمر دراز بادشاہ کی سٹوری کا ٹائٹل ذرا ہٹ کے تھا۔۔۔۔اور محترم حکیم جاوید نسیم صاحب آپ جہاں بھی رہیں خوش آباد رہیں جواب عرض کی باقاعدہ اشاعت پر ڈھیروں دعائیں اپنی نگارشات بھیج رہا ہوں برائے کرم شامل اشاعت کر کے ممنون فرمائیں۔

---


www.pdfbooksfree.pk

**محمد ابو ہریرہ بلوچ بہاولنگر سے لکھتے ہیں۔** دسمبر کا جواب عرض اس دفعہ کافی لیٹ ملا ابھی اس کو پڑھا نہیں کیوں کہ ہمارے امتحان قریب ہیں انشاءاللہ ان پر تبصرہ ضرور اگلے ماہ ہوگا۔آپ کی بزم میں دو کہانیاں پیار کی جیت اور تقدیر کے کھیل بھیجی ہیں ان کا کیا بنا کیا وہ قابل اشاعت ہیں یا نہیں اگر شائع ہوسکتی ہیں تو کب پلیز بتائیں رسالے کے لیے دعا گو ہوں کہ مزید سے مزید ترقی کرے اور ہاں ایک بات خوفناک کی طرف سے جواب عرض میں بھی خطوط کے جواب دیئے جائیں بیشک یہ ترقی کے لیے مثبت قدم ہوگا۔

---

**ندیم عباس ڈھکو۔ساہیوال سے لکھتے ہیں۔** اسلام وعلیکم دسمبر کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے جس میں سٹوری بھول کو پا کر بے حد خوشی ہوئی دوستوں نے بھی کال کر کے مبارکباد دی سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں خاص طور پر۔۔۔عمر دراز آکاش۔۔۔۔رانا بابر علی ناز۔۔۔۔نزاکت علی سانول۔۔۔۔عامر وکیل جٹ۔۔۔۔رمضان پریمی۔۔۔۔اور باقی سب دوستوں کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے رائے سے آگاہ کیا کچھ عرصہ لیٹروں میں حاضر نہ ہوسکا میں اس لیے معذرت چاہتا ہوں۔کچھ دوستوں سے بھی رابطہ نہ ہوسکا اس کی وجہ میری سم گم گئی تھی جس میں سب دوستوں کے نمبر تھے میں سب دوستوں سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ جلد از جلد رابطہ کریں اب آتے ہیں دسمبر کے شمارے کی جانب اپنی مثال آپ تھا سب دوستوں نے بہت اچھا لکھا ہوا ہے سب دوستوں کو عید مبارک ہو ریاض احمد صاحب آپ سے ریکویسٹ ہے کہ میری ادھوری خوشی کہانی شائع کر دیں مجھے اور میرے چاہنے والوں کو اس کہانی کا بے چینی سے انتظار ہے جنہوں نے لیٹر میں یاد کیا ان کا ذکر کرنا چاہوں گا۔۔ندا علی عباس۔۔اظہر سیف ردکھی۔۔ایم یعقوب بھائی یہ بات ہی میں نے اپنے لیٹر میں لکھی تھی کچھ رائٹر آج کل غائب ہیں پلیز وہ بھی لوٹ آئیں جن میں آمنہ۔۔انعم نزیر۔۔گلشن ناز۔۔نرگس ناز میں آپ سب سے ریکویسٹ کرتا ہوں ۔پلیز لوٹ آئیں اور نئے لکھنے والوں کو میں دل کی گہرائی سے خوش آمدید کہتا ہوں لکھنا کوئی مشکل نہیں جو لوگ ابھی تک سوچ رہے ہیں پلیز قلم اٹھائیں اور جلد سے جلد دکھی نگری میں شامل ہو جائیں اک بار کوشش تو کریں کوشش کرنے سے خدا مل جاتا ہے امید ہے کہ ضرور نئے لکھنے والے اس شمارے میں نظر آئیں گے جن دوستوں نے فیس بکس ندیم عباس ڈھکو موبائل نمبر پر اور لیٹروں میں اپنی رائے دی ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔والسلام۔

---

**محمد بلال عباسی بستی خمیسہ سے لکھتے ہیں** اسلام وعلیکم جواب عرض کی پوری ٹیم کو تمام لکھنے پڑھنے والوں سلام میں جواب عرض کے سٹاف کا شکرایہ ادا کرتا ہوں مجھے اپنی محفل میں شامل کیا جواب عرض کی محفل میں جو بھی دوست شریک ہیں ماشاءاللہ اچھا لکھ رہے ہیں دل کرتا ہے جواب عرض کو بار بار پڑھتا رہوں دوستوں سے ایک درخواست ہے کہ جو بات اچھی لگتا ہے وہ پرانی ہو یا نئی اچھی بات تو اچھی ہی ہوتی ہے تو دوستو کسی کی لکھی ہوئی تحریر کا شکوہ نہ کیا کرو اچھی بات نہیں ہے اس سے لکھنے والے دوست کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے اور آخر میں وسیم عباس بھٹی ایڈووکیٹ۔۔ایس او حاجی نذیر احمد بھٹی قائمپور۔ کے لیے اور سب دوست جو جواب عرض کی محفل میں شریک ہیں اور جواب عرض پڑھتے ہیں ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو خوشیاں دے تا کہ سب آپ سب کے چہرے پر مسکراہٹ رہے ہمیشہ۔

---



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

سلیمان بشیر۔ بہاولنگر سے لکھتے ہیں جواب عرض کے پورے سٹاف کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو۔ماہ دسمبر کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے اپنی پہلی سٹوری کو جواب عرض میں دیکھ کر جو خوشی ہوئی اس کو بیان کرنے کے لیے لفظوں کا چناؤ کرنا میرے لیے بہت ہی مشکل ہے سب سے پہلے تو میں۔۔۔ریاض احمد صاحب کا بہت شکر گزار ہوں جنہوں ۔۔۔ مجھے سٹوری کے بارے میں سب سے پہلے اطلاع دی شکریہ بھائی جان میں ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری پہلی سٹوری کے بارے میں تعریف کی۔۔۔۔شاہد رفیق ۔۔۔ منظر لاہور۔ کا بہت شکر گزار ہوں جوانہوں نے میری کہانی کے بارے میں میرا حوصلہ بڑھایا اور میرے ارادوں کو شہہ دی زندگی نے وفا کی تو آئندہ بھی آپ کو میری کہانیاں پڑھنے کو ملیں گی میں نے ایک سٹوری اور لکھی ہے جواب عرض کو ارسال کر دی ہے امید کرتا ہوں کہ میری اس کہانی کو بھی جلد از جلد منظر عام پر آنے کا موقع ملے گا کہانیوں میں۔۔۔۔انتظار حسین ساقی کی محبتیں جب شمار کرنا۔۔۔۔اللہ دیتہ چوہان کی پتھر کے صنم ۔۔۔تمنا کی محبت کی ادھوری داستاں۔۔۔۔سراج اللہ خٹک کی محبت کا دو رخ شاندار تھیں۔میری ریاض احمد صاحب سے گزارش ہے کہ وہ بھی جلد از جلد کوئی نئی کہانی لے کر آئیں۔۔۔۔آپی کشور کرن پتوکی آپ کو دوبارہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی آپی ویلکم اگین۔انکل جی آپ سے فون پر بات ہوئی تھی یقین مانیں بہت اچھا لگا تھا میں نے اپنی سٹوری یہ زندگانی کے لیے بات کی تھی مگر جب اس کا کوئی رد عمل نہیں نکلا تو میں پھر بھی مایوس نہیں ہوا تھا اس لیے کہ۔۔۔۔آپی کشور کرن نے خط میں لکھا تھا کہ نیو رائٹر کو مایوس نہیں ہونا چاہئے ان کی تحریر ایک نہ ایک دن ضرور منظر عام پر آئے گی آپ کی ان باتوں نے میرا حوصلہ بڑھا دیا شکریہ آپی کشور کرن جی آپ کا یہ بھائی آپ کو سلام پیش کرتا ہے۔۔میں نے اپنی ایک اور سٹوری مکمل کر لی ہے امید کرتا ہوں کہ یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی مجھے رائٹر بننے کا بہت شوق ہے میں نے جواب عرض کی نگری میں اپنے شوق کی طرف پہلا قدم بڑھا دیا ہے اور امید کرتا ہوں کہ دوسرے قدم میں آپ کا ساتھ ضرور نصیب ہو گا میں اپنا نام جواب عرض میں دیکھ کر ایک مستقل رائٹر کے طور پر دیکھنا چاہتا ہوں اللہ نے زندگی دی تو دکھ سکھ شیئر کرتے رہیں گے آخر میں دعا ہے کہ یہ رسالہ دن دگنی رات چوگنی ترقی پائے آمین۔اب اجازت دیں انشاء اللہ جلد ہی دوبارہ حاضر ہوں گا تب تک کے لیے اللہ حافظ۔

---

محمد امین۔ملتان سے لکھتے ہیں۔ماہ دسمبر کا شمارہ شاہد رفیق نے گفٹ کیا تھا بہت اچھا لگا اس کو پڑھ کر بہت سکون ملا کہانیاں بہت اچھی تھیں اور سب سے زیادہ خوشی شاہد رفیق سہو سے مل کر ہوئی وہ بہت اچھا بچہ ہے ہے تو ہم سے چھوٹا لیکن اس کا خلوص دل کو موم کر گیا بہت اچھا ہے دل کرتا ہے کہ اس کی تعریف ہی کرتا رہوں اور انشاء اللہ شاہد بھائی سے وعدہ ہے جواب عرض ہر ماہ پڑھا کروں گا اور دوستوں کو گفٹ بھی کیا کروں گا میرے خط ضرور شامل کرنا مجھے بہت خوشی ہو گی۔

---

راشد لطیف۔صبرے والا سے لکھتے ہیں ماہ دسمبر کا شمارہ ملا کہانیوں میں۔۔۔دو بول محبت کے۔۔۔پیار میں دھوکا۔۔۔۔سرخ جوڑے کی خواہش۔۔۔۔خاموش محبت۔۔۔۔سب کی کہانیاں اچھی تھیں جن دوستوں نے یاد کیا۔۔یعقوب ڈی جی خان۔۔سیف زخمی۔۔اظہر عباس اٹک۔۔راز بابر ناز پرنس مظفر آباد سے آپ کی وفاؤں کا شکریہ۔۔اور ریاض احمد صاحب۔شاہد رفیق سہو کی کہانی جو میں نے لکھی پلیز اس کو


www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
http://www.urdutube.net

جگہ دیں آپ کی مہربانی ہوگی آخر میں ڈھیروں دعا کے ساتھ شاہد رفیق کو سلام۔ راشد لطیف صبرے والا۔

---

**مظہر نظیر۔ کیوائی بالاکوٹ سے لکھتے ہیں** اسلام وعلیکم۔ محترم میں ایک ادنیٰ سا قاری ہوں اور کبھی کبھی کچھ ٹوٹا پھوٹا سا لکھنے کی کوشش بھی کرتا رہتا ہوں کیوں کہ لکھنے کا مجھے بہت شوق ہے میرے پاس اپنی ذاتی لکھی ہوئیں کچھ کہانیاں پڑی ہیں آج ایک کہانی آپ کو ارسال کرر ہا ہوں امید ہے کہ آپ اسے جلدی جگہ دیں گے پہلے آپ اسے ضرور پڑھ لینا انشاء اللہ یہ آپ کے معیار پر پوری اترے گی نثر کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی میں نے اپنی سی کوشش کی ہے جو کہ ایک کتاب کی صورت میں ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اسے آپکے زیر شفقت رہ کر ادارہ جواب عرض سے ہی شائع کروانے کا ارادہ ہے نمونے کے طور پر اسے غزلیں بھیج رہا ہوں پلیز شائع ضرور کرنا میں پہلے بھی جواب عرض میں اپنی شاعری بھیج چکا ہوں مگر مایوس ہوا ہوں اور اب ایک بار پھر امید کے ساتھ ارسال کرر ہا ہوں کہ آپ ضرور اسے شائع کریں۔

---

**محمد افضل آزاد ساہیوال سے لکھتے ہیں۔** اسلام وعلیکم۔ ماہ اکتوبر کا 2014 کا جواب عرض لیٹ ملا ملک علی رضا نے بتایا کہ جواب عرض مارکیٹ میں آ گیا ہے اسلامی صفحہ پڑھا حدیث شریف پڑھی دل کو سکون ملا ماں کی یاد میں بھائی زبیر نے بہت اچھا لکھا میری جنت تو میری ماں کے قدموں کے تلے ہے۔۔ شاعری میں سید ہمراز کی شاعری اچھی لگی۔۔۔۔ غزلیں میں جناب علی رضا فیصل آباد سے۔۔۔۔ عامر وکیل جٹ۔۔۔۔ ندیم عباس ڈھکو۔۔۔۔ رابعہ ارشد۔۔۔۔ رینا محمود قریشی۔۔۔۔ حماد ظفر بادی کی غزلیں زبردست تھیں۔۔ سٹوری میں بھائی آصف جاوید زاہد آپ نے محنت تو بہت کی بھائی کی غلطیاں بھی تھی۔۔۔۔ بھائی انظار حسین ساقی کی سٹوری اب اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے نمبر ون رہی لکھنے پر مبارک باد قبول ہو ساقی بھائی۔۔۔۔ رفعت محمود کی سٹوری تماشہ ہے زندگی۔۔۔۔ یونس ناز کی ہرجائی۔۔۔۔ زخمی پرندے عامر جاوید ہاشمی۔۔۔۔ پھر بھی محبت ہے راجہ عمران ساحل۔۔۔۔ موبائل کی محبت راشد لطیف۔۔۔۔ آخر میرا قصور کیا سحرش شاہین۔۔۔۔ کانٹوں کی سیج سیدہ امامہ۔۔۔۔ میری زندگی ہے تو نداعلی عباس۔۔۔۔ محبت کا زخم ایم یعقوب۔۔۔۔ اور جواب عرض کی مایہ ناز رائٹر آپی کشور کرن چتوکی کی سٹوری بہت اچھی لگی زبردست لکھنے پر مبارکباد اور باقی سب رائٹروں کو بھی مبارک ہو۔۔۔۔ غزلوں میں شاعری میں اپنی غزل اور شعر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی بہت مہربانی بھائی۔ علی رضا بھائی نے پڑی میں پڑھ کر یاد کیا بہت مہربانی بھائی کی آپ یاد کرتے رہتے ہو عامر وکیل جٹ خیریت تو ہے رابطہ کرو ور سٹوری کب بھیج رہے ہو جواب عرض میں۔۔۔۔ عمر دراز آکاش۔۔۔۔ ندیم عباس ڈھکو۔۔۔۔ عامر وکیل جٹ۔۔۔۔ جناب ریاض حسین شاہد۔۔۔۔ باؤ عمر دراز۔۔۔۔ مس افشاں کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو اور افضل آزاد کی طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کی طرف سے اپنی منگنی مبارک ہو۔۔۔۔ سائرہ ارم کی سٹوری فنائے عشق۔۔۔۔ ساحل ابڑو کی سٹوری خواہشوں کے سراب زبردست تھی۔۔۔۔ نداعلی عباس کو اچھا لکھنے پر مبارکباد کہتا ہوں۔

---

**ایم وکیل عامر جٹ۔ ساہیوال سے لکھتے ہیں** اسلام وعلیکم۔ ماہ اکتوبر کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی سبھی نے کمال کا لکھا ہے۔۔۔۔ رفعت محمود ویلڈن۔۔۔۔ تماشہ ہے زندگی میرا دیا آصف جاوید



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

زاہد۔۔۔۔اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے ہمارے قابل احترام استاد انتظار حسین ساقی ویری نائس۔۔۔۔آپی کشور کرن زلف محبوب بہت زبردست تھی آپ کی تحریر تو ہوتی ہے بہت اچھی ہیں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے آپ کی تحریر پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہم تو رائٹر ہی نہیں ہیں ہمیشہ لکھتی رہنا۔۔۔۔ایک لیٹر پڑھا تھا۔ مس ندا علی عباس کا جو شاید ہمارے۔۔ بھائی ندیم عباس ڈھکو پر چوٹ کی گی تھی ندا آپ کو سچے دل سے بھائی کہتی ہیں اور تو آپ کا ندیم سے ایک رشتہ بن گیا تھا جس سے کوئی رشتہ ہو ان کو تذلیل نہیں کیا جاتا ندیم اتنا برا بھی نہیں ہے اگر اس سے کوئی غلطی ہوگئی تھی تو اسے لیٹر لکھتی یا اسے فون کر کے کہہ دیتی یہ آپ نے غلط کیا۔ہے آپ نے سب کے سامنے انہیں تماشہ بنا دیا پلیز میری بہن آئندہ ایسا نہ کرنا میری ہاتھ جوڑ کو آپ سے ریکویسٹ ہے۔ملک علی رضا بھائی آپ کا ایک لیٹر پڑھا تھا جو شاید میرے نام تھا کہ میں وکیل ہوں یا اس کے ساتھ والے گھر میں رہتا ہوں پڑھ کر بہت ہنسی آئی تو جناب میں کوئی وکیل نہیں ہوں میرا نام عامر ہے اور میری امی جان کی خواہش تھی کہ میں وکیل بنوں وہ مجھے وکیل ہی کہتے تھیں پر جٹ صاحب نے کیا کیا وکیل تو بنے نہیں بن جائے عاشق لے لیا داخلہ عشق کے سکول میں بہت مشکل سے میٹرک کی تب تک جناب کو عشق کے پھٹ لگ چکے تھے۔کہہ دیا سکول کو الوداع اور بھاگ گئے گاؤں سے تب سے لے کر اب تک اپنے نام کے ساتھ وکیل لکھ رہا ہوں امی جان کی خواہش تھی چلو ویسے نہیں تو ایسے ہی سہی وکیل تو ہیں ہم۔باقی انتظار حسین ساقی۔۔۔۔خالد فاروق آسی مجاہد صاحب اگر مجھ سے کوئی ناراضگی ہو تو پلیز معاف کر دیں ہم چھوٹے ہیں ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں آپ تو بڑے ہیں معاف کر دیں۔۔۔۔افضل آزاد صاحب آپ تو آزاد ہیں پھر کیوں نہیں کوئی سٹوری لکھتے آجا میرے بھائی۔۔۔راشد لطیف آپ تو چھا گئے ہیں۔۔۔۔اور شاہد رفیق ہمیں بھی موقع دو کبھی ملنے کا۔۔۔۔میرا بھائی عاصم بونا دکھی تو جان ہے جواب عرض کی۔۔۔۔عابد شاہ بہت عمدہ لکھتے ہیں آپ شاہ جی ہمیں بھی کوئی تعویز لکھ دو سنا ہے کہ جو شاہ ہوتے ہیں ان پر اللہ کی خاص رحمت ہوتی ہے۔۔۔۔محمد سلیم مئیو یہ اچھی بات نہیں آپ ساہیوال سے ہو کر واپس چلے گئے آپ کا دل نہیں کیا جٹ سے ملنے کو۔۔باقی آپی کشور کرن۔۔مس افشاں۔۔سائرہ ارم ۔۔شازیہ جاوید شازی آپ بہت اچھا لکھتی ہیں میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ لکھتی رہیں۔۔رینا محمود قریشی آپ تو کمال کرتی ہیں دل کرتا ہے کہ آپ کی تحریریں پڑھتے رہیں آپ بہت محنت کرتی ہیں۔۔ندیم عباس ڈھکو بھائی خطا میں معاف۔۔آصف زاہد آپ سے ملاقات کر کے بہت اچھا لگا میرے بہت دوست ناراض ہیں کہ میں رابطہ نہیں کرتا تو سب سے ریکویسٹ ہے کہ میرے گردوں پر سوزش ہے اور میں شرائگ پر ہوں تو دعا کرنا میں ٹھیک ہو جاؤں۔

---

امداد علی عرف ندیم عباس تنہا میر پور سے لکھتے ہیں۔اسلام وعلیکم۔مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے میری کہانی میری چاہت کو جگہ دی امید ہے کہ میری باقی تحریروں کو بھی نظر انداز نہیں کریں گے جواب عرض کے جن دوستوں نے میری کہانی کی تعریف کی ان کا بہت شکر گزار ہوں اور یہ جن بھائیوں نے تنقید کی ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ضیاقت علی کوٹلی بھائی جان آپ کو میری تحریر پسند آئی آپ کا شکریہ۔۔جواب عرض کی پوری ٹیم کو امداد علی عرف ندیم عباس تنہا کا آخری سلام قبول ہو میری اپنی کہانی بھی مکمل ہوگئی ہے جس کا پہلا قدم پوسٹ کر دیا ہے اور اس کا دوسرا حصہ اگلے ہفتے پوسٹ کر دوں گا امید کہ کہ میری اس کاوش کو بھی ضرور جگہ دیں گے جواب عرض نے میرا بہت ساتھ دیا ہے مگر زندگی اب ساتھ دینے سے انکار کر رہی ہے میری کہانی جب شائع ہوگی تو اس



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

وقت شاید میں پڑھنے کے لیے اس دنیا میں نہ رہوں مگر پھر بھی اپنی کہانی پوسٹ کر کے جا رہا ہوں میرے پیارے دوست علی رضا صاحب ۔۔ندیم اقبال قریشی صاحب شاید آپ سے میرا رابطہ اب نہ ہو سکے مگر بھائی علی رضا آپ ماریہ کو خط کے ذریعے اطلاع کر دینا میرا اب اس کے ساتھ بھی کوئی رابطہ نہیں ہو رہا میری زندگی کی آخری خواہش ہے جناب ایڈیٹر صاحب میری کہانی کو ضرور شائع کرنا اس امید کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں ہمیشہ کے لیے جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین ثم آمین ۔ ماریہ کو امداد علی عرف ندیم عباس تنہا کا آخری سلام قبول ہو خدا حافظ ۔

---

حسنین کاظمی ۔ منڈی بہاوالدین سے لکھتے ہیں ۔ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام دوستو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ حسنین کاظمی آپ سب کو دو لڑکیوں نے اپنے حالات زندگی بتائے اس دن میری آنکھوں میں آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے ان کا نام شازیہ ساہیوال ۔اور عشا سوات ۔ یہ تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ ان کے لیے دعا کریں اور انشاء اللہ کوشش ہو گی حسنین کاظمی کی کہ ان کی کہانی بھی لکھی جائے گی اور عشا سوات سوری چاہتا ہوں کہ آپ کا نمبر مجھ سے ڈلیٹ ہو گیا اور آپ نے بھی پھر سے رابطہ نہیں کیا اور میرے محترم دوست قاضی سلیم آپ کو اللہ پاک ہمیشہ خوش رکھے آمین میں نے دو کہانیاں بھیجی ہوئی ہیں دعا کریں انہیں بھی جلدی جگہ مل جائے آخر میں سلام سب قارئین کو محبتوں بھرا سلام ۔

---

ایس شاہین شاہ صادق آباد سے لکھتی ہیں ۔ اسلام وعلیکم بھیا جی آپ کے پیارے جواب عرض میں پہلی بار ہمت کر کے کوئی کہانی بھیج رہی ہوں کہانی کا نام وہ میرے مقدر کا ستارہ ہی نہ تھا رکھا ہے پلیز بھائی آپ ضرور شامل کرنا تا کہ میں مزید لکھ پلیز میری کہانی کو جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں بات ہو جائے جواب عرض کی تو سب سے پہلے جو خاص رائٹر ہیں کمال کا لکھتے ہیں خاص کر آپو کشور کرن جی ویلڈن ۔۔۔۔اور بھائی جی انتظار حسین ساقی آپ بھی غضب کا لکھتے ہیں سلیوٹ ہے آپ کو باقی سب ریڈرز اینڈ رائٹر کو سلام ۔۔

---

عنوا ایمان حیدر ۔ کہوٹہ سے لکھتی ہیں امید کرتی ہوں کہ سب خیریت سے ہوں گے آج میں فرسٹ ٹائم آپ کی خدمت میں خط اور کچھ اشعار لکھ رہی ہوں پلیز بھائی ریاض صاحب شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں اینڈ آخر میں تمام جواب عرض پڑھنے لکھنے اور تمام جواب عرض کی ٹیم کو سلام ۔

---

پرنس عبدالرحمن گجر منڈی بہاوالدین سے لکھتے ہیں ماہ دسمبر کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور میں سارا پڑھ چکا ہوں اسلامی صفحہ بہت اچھا تھا اور اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔اس کے بعد کہانیاں میں ۔۔۔۔ ایم منیر رضا ۔۔۔۔ گڑیا چوہدری ۔۔۔۔شازیہ چوہدری ۔۔۔۔سیدہ امامہ ۔۔۔۔رابعہ ۔۔۔۔میرے بہت اچھے دوست عمر دراز ۔۔۔۔منظور اکبر تبسم ۔۔۔۔نثار حسرت ۔۔۔۔انتظار حسین ساقی کی کہانیاں بہت اچھی تھیں سب کو بہت بہت مبارکباد ۔اس کے بعد ڈائری میں گلشن ناز ۔۔شازیہ چوہدری کی تحریر اچھی تھی ۔۔غزلوں میں شہزادی کی غزلیں اچھی تھی ۔۔ باقی ثوبیہ حسین اور باقی جن کو میری تحریریں پسند آئیں ان کا شکریہ ۔

---



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

نعیم اکبر بستی محمد پور سے لکھتے ہیں۔ اسلام وعلیکم۔ میں جواب عرض پڑھتا رہتا ہوں پاکستان کے تمام اچھے رسالوں میں لکھ رہا ہوں اب میرا دل چاہا کہ اپنی دکھی کہانی جواب عرض کی نظر کروں تو بس میں نے قلم اٹھایا اور کاغذ پر ایک حقیقت لفظوں کی صورت میں درج کر دی امید کہ اسے جلد ہی جگہ ملے گی آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے اور شکریہ کا موقع دیں گے۔

---

ایم یعقوب ڈیرہ غازیخان سے لکھتے ہیں۔ اسلام وعلیکم۔ ہپی نیو ائیر۔ نئے سال کی مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپکی دکھی محفل کو صدا سلامت رکھے اور بہت خوشیاں دے۔۔ اور ریاض بھائی آپ کو بھی نئے سال کی مبارکباد اللہ تعالیٰ آپ کو لمبیٰ زندگی دے آمین۔۔ اپنے دوستوں کو جن کے نام۔۔ جناب حسنین کاظمی مغرور صاحب ۔۔۔سفیر انجم۔۔۔ ۔ناصر عباس ۔۔۔۔طارق انجم ۔۔۔۔شراز ۔۔۔۔عدنان ۔۔۔شہباز راشد۔۔۔۔راشد لطیف سب کو نیا سال مبارک ہو۔۔ عامر فراز۔۔ وسیم جھنگ۔۔ ارسلان احمد ۔۔۔ مجید احمد جائی۔۔۔ مقصود احمد بلوچ۔۔۔ عبدالغفار۔۔۔۔ عابدان سب کو اور میرے تمام دوستوں کو نیا سال مبارک ہو جو مجھے دعا میں یاد رکھتے ہیں اور اپنا ہونے کا ثبوت دیتے ہیں تھینکس آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔۔

---

محمد اسلم آزاد۔ سبی بلوچستان سے لکھتے ہیں اسلام وعلیکم۔ ماہ دسمبر 2014 کا مبت نمبر ملا میرے ہاتھوں میں ہے جس کا ٹائٹل محبت نمبر کی طرح خوبصورت ہے مگر اس سے لاکھ درجہ بہتر اسلامی صفحہ میں۔۔ آپی کشور کرن آپ اپنی بہنوں کے لیے ایسی ہی خوبصورت باتیں جواب عرض کی زینت بناتی رہیں ان۔۔ اسلامی صفحہ کے بعد آئینہ روبرو میں بھی بہت دوستوں سے حال احوال ہو گیا تو سب سے پہلے۔۔۔۔ جناب اللہ دتہ چوہان صاحب کی تحریر پتھر کے صنم پڑھی جو بہت اچھی لگی مگر اس میں ارم لڑکی نے اپنی محبت کو پانے کے لیے خودکشی کی اور بڑی اذیت کے بعد اس دنیا میں لوٹ آئی تو اس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کی پگڑی اپنے قدموں میں دیکھ کر فیصلہ بدلا تو اس میں وہ سنگ دل اور پتھر کے صنم نہ بنی اگر اتنی قربانی مرد دے دے تو میں اس کو سلام کروں مگر ارم کی قربانی پر جس طرح پانی پھیرا گیا وہ حیران کن ضرور ہے۔ اور اپنی ارسال کردہ کہانی آپ کے ہاتھوں میں دے کر اجازت طلب کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ میری تحریر داغدار محبتیں کی طرح اس تحریر کو جلد شائع کریں گے بلکہ پروف ریڈنگ کی غلطیوں سے بھی جواب عرض کو بچانے کی کوشش کریں گے اس کے ساتھ ہی ان تمام دوستوں کا شکر گزر ہوں جنہوں نے میری تحریر پر ایس ایم ایس اور کال کے ذریعے مبارکبادی اور خوش آمدید کہا مجھے امید ہے کہ ان کو میری آنے والی تحریر بھی پسند آئے گی آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔۔

---

ساجد علی۔ ڈھنگ شاہ قصور سے لکھتے ہیں۔ ماہنامہ جواب عرض کے سب قارئین کو سلام قبول ہو سر میری کہانیوں کو بھی جگہ دیں تاکہ میں بھی اس دنیا میں اپنے قدم رکھ سکوں آپ کو اپنے دل میں اور بھی جگہ دوں اس نگری کو جو میرے دوستوں نے چار چاند لگانے میں مصروف ہیں ان کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن میں پہلا نمبر۔۔۔ محمد سلیم مٹیوں کا جس نے میری دوستی کو بہت اہمیت دی۔ اور اس کے بعد۔۔۔۔ آپی کشور کرن کو۔



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

وہ میرا نہیں تو مجھے غم بھی نہیں۔ مگر اس زمانے کے غم کم بھی نہیں ہیں۔ جن کی اس غزل نے میرے دل میں بہت اچھی جگہ بنالی ہے اور اس کے بعد میرے اس دوست کے نام جس نے میرے ساتھ کالج میں ایک سال اور چھ ماہ گزارے اور بنا بتائے کالج چھوڑ دیا اگر وہ جواب عرض پڑھتی ہو تو اس کو میرا اسلام اس کا نام میں اس میں نہیں لکھ سکتا لیکن اس بے وفا کا نام ن سے شروع ہوتا ہے جس نے کھڈیاں سے کالج میں آئی اور کالج میں آ ئی کام کیا تھا۔

---

یاسر ملک مسکان۔ جنڈ اٹک سے لکھتے ہیں دسمبر کا شمارہ پڑھا بہت پسند آیا سب کی سٹوریاں اچھی تھیں جواب عرض عروج پر ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اسے اور بھی ترقی عطا فرمائے۔۔۔۔۔۔ریاض احمد بھائی آپ سے مجھے شکایت ہے میں دوسری بار تحریر بھیج رہا ہوں لیکن آپ میری تحریر شائع نہیں کر رہے میں پانچ سال سے جواب عرض کا قاری ہوں پہلی بار تحریر بھیجی ہے امید ہے اس دفعہ آپ ضرور جگہ دیں گے اور حوصلہ افزائی کریں گے انشاء اللہ تھوڑے دنوں بعد سٹوری بھی بھیج دوں گا اور وہ بھی ضرور شائع کرنا آخر پہ میں جواب عرض پڑھنے والوں کو میرا دعاؤں بھرا اسلام میری دعا ہے کہ سب ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہو آمین یاسر مسکان جنڈ اٹک۔

---

سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ سے لکھتے ہیں ماہ دسمبر کا شمارہ جب ملا تو بہت خوشی ہوئی میں نے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جو دل کو پیارا لگا میری طرف سے۔۔۔۔آپی کشور کرن کو سلامی صفحہ لکھنے پر مبارکباد قبول ہو میں جب کہانیوں کی طرف آیا تو۔۔۔۔اللہ دتہ چوہان کی پتھر کے صنم اپنی مثال آپ تھی۔۔۔۔گڑیا چوہدری کی کیا یہی محبت ہے۔۔۔۔انتظار حسین ساقی کی محبتیں جب شمار کرنا۔۔۔۔منیر رضا کی اشکوں کا بہتا دریا۔۔۔۔نثار احمد حسرت کی سرخ جوڑے کی خواہش۔۔۔۔سیدہ امامہ کی حوا کی بیٹی بھی اپنی مثال آپ تھی میری طرف سے آپ کو مبارکباد قبول ہو میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔۔۔۔مقصود احمد بلوچ کی پیار میں دھوکہ۔۔۔۔کلثوم کرن کی عشق آسان نہیں بھی اپنی مثال آپ تھی۔۔۔۔رینا محمود کی یادوں کے سائے۔۔۔۔نوشابہ یاسمین کی ارمانوں کے زخم میری طرف سے ان سب تمام لکھنے والوں کو مبارکباد قبول ہو میں اپنے پیارے دوست۔۔۔حافظ شفیق کو سلام پیش کرتا ہوں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔

---

محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک ڈوکوٹہ سے لکھتے ہیں محترم شہزادہ صاحب اسلام وعلیکم۔ مجھے آپ سے شکایت ہے کہ آئینہ روبرو میں اکثر قارئین کے نمبر آتے ہیں ہماری باری جانے کب آئے گی۔ اب آتے ہیں اکتوبر کے جواب عرض کی جانب جو میں نے مکمل پڑھ لیا ہے سب سے پہلے تو۔۔۔۔اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے جناب انتظار حسین ساقی کی کہانی پڑھی اور پڑھ کر شازیہ کی موت کا دکھ ہوا اعظم اپنے انجام کو پہنچ گیا دعا کرتا ہوں کہ سجاول ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔گھر سے بازار تک محمد عرفان ملک راولپنڈی کی کہانی پڑھی جو کچھ شگفتہ کے ساتھ اس کے بھائیوں نے کیا اللہ اس کا بیڑا غرق کرے۔۔۔۔عشق نے بنایا بھکاری آصف جاوید زاہد ساہیوال کی کہانی پڑھ کر دکھ ہوا کہ ساجد کتنا لائق تھا اور ایک لڑکی نائلہ کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو برباد کر دیا اور بھکاری بن گیا۔۔۔۔فنائے عشق۔ سائرہ ارم جہلم کی کہانی پڑھی اچھی لگی مگر سمت کی موت بہت دکھ ہوا۔۔۔۔کسے آواز دوں اقصد علی فراز کی کہانی پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے بہت دکھی کہانی تھی۔۔۔۔کسے دیا رنہ



www.pdfbooksfree.pk

وچھڑے شالیہ کی کہانی مجھے دکھی کر گئی اصل قصور اس کے دوستوں کا تھا ہانیہ کی موت کا دکھ ہوا۔۔۔۔میری چاہت امداد علی عرف ندیم عباس کی کہانی بڑی دکھ بھری تھی عظمت اور ندیم اپنے انجام کو پہنچے جو کسی کے ساتھ برا کرتا ہے اس کے ساتھ بھی برا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔میری زندگی ہے تو نداعلی عباس سوہا دہ کی کہانی پڑھی جو بہت مزے کی تھی پاکیزہ اور عفان کی محبت جیت گئی تھی پاکیزہ کے باپ کی ٹانگوں کا بہت دکھ ہوا۔۔۔۔پیار میں زندگی ہار گئے رینا محمود قریشی کی کہانی پڑھ کر کشف کی موت کا بہت دکھ ہوا۔۔۔۔یہ کیسی محبت ہے پرنس عبدالرحمن گجر نین رانجھا کی کہانی سبق آموز تھی اس نے جو باتیں لکھیں ہیں سب ہی ان باتوں پر عمل کریں۔۔۔۔زلف محبوب آپی کشور کرن کی کہانی پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا کیوں کہ صاحب جی کو رفعت مل ہی گئی تھی اور میری دعا ہے کہ وہ دونوں خوش خرم رہیں۔۔آخر میں جواب عرض کے سب سٹاف کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو۔۔

---

مظہر حسین دین پوری۔عبدالحکیم لکھتے ہیں۔اسلام وعلیکم۔اس بار اکتوبر کا جواب عرض مجھے مجبورا انٹرنیٹ سے ڈاؤن لوڈ کرنا پڑا کیوں کہ میں سندھ میں جیکب آباد میں جاب سٹارٹ کی۔ہے ادھر تو ارجنٹ مل جاتا تھا لیکن یہاں پر یہ سہولت میسر نہیں ہے تمام کہانیاں بہت اچھی تھی اپنی کہانی پڑھی تو محسوس ہوا کہ وقعی کوئی ہمارا درد بھی جاننے والا ہے۔۔ذوالفقار احمد پرنس سے میری گزارش ہے کہ اپنے آپ کو غریب نہیں سمجھنا چاہئے حالانکہ غریب تو وہ ہے جس کے پاس اخلاق واخلاص نہیں ہے اس کے بعد شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔سحرش آزاد کشمیر۔بھائی نومان کراچی۔۔حافظ ذیشان لاہور۔محترم بھائی ارشد تھل۔۔باجی انفال مظفر گڑھ۔۔اور وجیہہ کائنات راولپنڈی کا اور ان کو میری طرف سے خاص طور پر سلام قبول ہو اور جن کے نام نہیں لکھ سکا ان محترم قارئین سے دلی طور پر سوری کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری کہانی کو پسند کیا آخر میں دعا ہے کہ اللہ پاک جواب عرض کر اسی طرح ترقی وکامرانی نصیب فرمائے آمین۔۔

---

محمد عباس جانی ایس ایس لکھتے ہیں۔اسلام وعلیکم۔ماہ اکتوبر کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی خاص پر۔۔نداعلی عباس کی کہانی پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا تھا میں ادارے والوں کا شکر گزار ہوں کہ وہ میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو جاڑ کر کے شائع کر دیتے ہیں اور اور میں بھی لکھتا رہوں گا اور کہانیاں سب کی اچھی تھی جن کے میں نام لکھنا لازمی سمجھوں گا۔۔۔۔تمانہ ہے زندگی رفعت محمود کی۔۔۔۔اب اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے انتظار حسین ساقی۔۔۔۔ادلے کا بدلہ مظہر حسین۔۔۔۔آخر میرا قصور کیا سحرش شاہین کی۔۔۔۔گھر سے بازار تک۔عرفان ملک۔۔۔۔ہرجائی یونس ناز۔۔۔۔عشق نے بنایا بھکاری آصف جاوید زاہد کی۔۔۔۔کانٹوں کی سیج سیدہ امامہ۔۔۔۔فنائے عشق سائرہ ارم۔۔۔۔خواہشوں کے سراب ساحل ابڑو کی۔۔۔۔کسے آواز دوں اقصد علی فراز۔۔۔۔میری چاہت امداد علی عرف ندیم عباس۔۔۔۔میری زندگی ہے تو نداعلی عباس۔۔۔۔پیار میں زندگی ہار گئے رینا محمود۔۔۔۔پھر بھی محبت ہے راجہ عمران ساحل۔۔۔۔سچا پیار محمد سلیم مٹیو۔۔۔۔کیسی محبت ہے پرنس عبدالرحمن۔۔۔۔زلف محبوب۔آپی کشور کرن کی شکریہ آپی آپ کو ٹائم بھی ملا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور آپ کی امی جان کو بھی صحت وتندرستی عطا فرمائے آمین۔۔۔۔ادھوری محبت بے وفا نزاکت علی سانول۔۔۔۔جانے کیسی تھی محبت ارشاد حسین۔۔۔۔مجبوری محمد رضوان آر کی۔۔۔۔موبائل کی محبت راشد لطیف کی۔۔۔۔پیار کا دستور محمد رمضان بگٹی کی۔۔۔۔قافلہ آصف ایان کی۔۔۔۔شکی لڑکی میر احمد



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

میر ن ۔۔۔۔زی پرندے عامر جاوید ہاشمی کی ۔۔۔۔باقی گلدستہ میں بھی سب نے اچھا لکھا ہوا تھا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ان سب بہن بھائیوں کو خوش رکھے آمین ۔۔

---

**ملک کاشف اعوان عبدالحکیم لکھتے ہیں۔** ماہ جنوری کا شمارہ مجھے اس وقت ملا جب میں شاہد کے پاس گیا ان کی والدہ کی عیادت کرنے کے لیے۔ مکمل پڑھا دل کو بہت سکون ملا پہلے سچی کہانیاں پڑھتا تھا لیکن میرے خیال سے جواب عرض ہی بیسٹ رسالہ ہے اور انشاء اللہ اب ہر ماہ لوں گا۔۔ بھائی شاہد کی کہانی بہت پسند آئی اور میری طرف سے ان کو مبارکباد قبول ہو امید ہے مجھے جواب عرض میں ضرور جگہ ملے گی۔۔

---

**صدام سراج۔ دین پور سے لکھتے ہیں۔** ماہ جنوری کا شمارہ عتیق کتاب گھر سے ملا جواب عرض شاہد رفیق سہو کے کہنے پر پڑھنا شروع کیا پہلے میں ڈر پڑھتا تھا جواب عرض اپنی مثال آپ ہے اور اب ہر ماہ خریدوں گا اور پڑھوں گا اور بہت جلد اپنی کہانی بھی لکھوں گا۔۔ بھائی شاہد آپ کی کہانی مجھے بہت پسند آئی ہمیشہ لکھتے رہنا جواب عرض کے پورے سٹاف کو سلام۔۔

---

**شاہد رفیق سہو۔ کبیر والا سے لکھتے ہیں۔** اسلام وعلیکم۔ جنوری کا شمارہ ملا سب کہانیاں اچھی تھی کس کس کی تعریف کروں دوستو میری والدہ کی طبیعت خراب ہے ان کا لندن میں علاج ہو رہا ہے سب پڑھنے لکھنے والوں سے اپیل ہے کہ ان کی صحت کے لیے دعا کریں اور جو دوست مجھ سے رابطہ کرتے ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں سب کو نیا سال مبارک ہو اور بہت جلد شہزادہ عالمگیر کی قبر پر حاضری دوں گا آخر میں میرے پیارے بھائی راشد لطیف صبرے والا اور مقصود احمد بلوچ کا سلام۔۔

---

**آنیہ خان لکھتی ہیں۔** اسلام علیکم۔ بھیا جی کسی بھی ادارے کا شمارے میں میری پہلی کوشش ہے مجھے لکھنے کا کافی حد تک شوق ہے شاید تب سے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور لکھتی بھی آئی ہوں مگر شائع کروانے کے بارے میں اب سوچا ہے میرا مضمون بھی اردو میں نہیں ہے جس کی وجہ سے کوئی استاد بھی اس حوالے سے رہنمائی کرنے والا نہیں تھا جن کو دکھا کر میں اپنی کہانی یا ناول کے بارے میں اصلاح لیتی آپ کی پرانی رائٹر میں نینا ناز نے مجھے جواب عرض کے بارے میں بتایا انہی سے میں نے ایڈریس لیا کیونکہ اصلاح کرنے والا کوئی نہیں ہے اس کی وجہ بغیر اصلاح کے ہی ایک افسانہ بھیج رہی ہوں۔۔ ریاض بھائی اس میں کوئی غلطی کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے اگر غلطی ہو تو اصلاح ضرور فرمایئے گا آپ کی حوصلہ افزائی میرے قدم مضبوط کرے گی اور لکھتے رہنے کا حوصلہ بھی رہے گی آئندہ بھی لکھی ہوئی چیزیں آپ کے شمارے میں بھیجتی رہوں گی۔ آنیہ خان۔۔

---

**محمد صدیق مدینہ منورہ سے لکھتے ہیں۔** اسلام وعلیکم۔ قارئین میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے چھوٹی سے عمر میں ماں باپ فوت ہو گئے تھے اب ماں باپ، بہن بھائی کی تلاش ہے مدینہ میں نوکری کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہوا ہے کمی ماں باپ، بہن بھائی کی ہے آپ لوگوں کے سامنے آیا ہوں کہ میری مدد کر سکیں تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر ضرور دے گا میری دعا آپ سب کے ساتھ رہے گی دکھی انسان ہوں میری دکھی کہانی جواب عرض



www.pdfbooksfree.pk

میں ضرور شائع کرنا ہر ماں جواب عرض لیتا ہوں اور پڑھتا ہوں آپ کے لیے بہت دعا کرتا ہوں میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت زیادہ دیں آمین ثمہ آمین۔آپ کا بیٹا بھائی حاجی محمد صدیق، ریبنہ منورہ۔۔

**محمد زبیر شاہد۔ ملتان سے لکھتے ہیں** دسمبر کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی بتا نہیں سکتا کیوں کہ میری سٹوری دووفا کرنے والے شائع ہوئی جن میرے دوستوں نے کال کی میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزر ہوں کہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور رہی بات سٹوریوں کی تو سب کہانیاں اچھی تھی سب نے اچھا لکھا تھا میری دعا ہے کہ سب ہنستے مسکراتے رہیں آخر میں سب کو سلام سب کی دعاؤں کا طلبگار۔۔

**عامر شہزاد چوہدری۔شور کوٹ سے لکھتے ہیں۔** عید کی وجہ سے جواب عرض نے اپنی دید اٹھارہ اکتوبر کو کروائی گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو سامنے ٹیبل پر جواب عرض دھرا ہوا ہے جس میں کچھ لکھنے کے لیے طلسماتی اسلوب کا سہارا لازم ہے سرورق زبردست تھا داستانوں کی بستی میں۔۔۔۔سیدہ امامہ۔۔۔۔آپی کشور کرن کا راج ہے۔۔۔عابدہ رانی۔۔۔شگفتہ ناز۔۔۔۔ثوبیہ حسین کھوٹہ تو جیسے ڈائجسٹ کی جان ہیں۔۔۔۔سائرہ ارم جی کی فنائے عشق زبردست تھی۔۔۔۔سحرش۔۔۔۔ثنالیہ جی کی جدوجہد متاثر کن ہیں میرے گلے شکوے جواب عرض کے سٹاف سے برقرار ہیں کہ ہماری تحریروں کو ضرور لگائیں سب کیدعاؤں کا طلبگار۔۔

**اے آر رانی ساہیوال سے لکھتی ہیں۔** اسلام وعلیکم۔ ماہ اکتوبر کا جواب عرض بہت ہی اچھا ہے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل کو سکون ملا ماں کی یادیں۔۔۔محمد زبیر شاہد بھائی نے بہت خوب لکھا ماں کے بارے میں۔۔۔ضیاقت علی بھائی نے بھی اچھا لکھا۔۔پھر شاعری میں پہنچی تو۔۔۔محمد اسلم جاوید۔۔۔خلیل احمد ملک۔۔۔بشارت علی پھول کی شاعری بھی خوب تھی بشارت علی پھول بھائی آپ نے تخلص پھول تو رکھ لیا پر پلیز کبھی بکھر نہ جانا سب کو خوشبو دینا۔۔اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تو۔۔۔۔تماشہ ہے زندگی رفعت محمود بہت خوب ویلڈن۔۔۔۔اب اشک آنکھوں میں نہیں ٹھہرتے جناب انتظار حسین ساقی صاحب بہت اچھی سٹوری ہے آپ کی شاعری کی بک مجھے گفٹ دیا تھا کسی نے بہت اچھی شاعری تھی پلیز اب دوسرا ایڈیشن بھی نکالیں پلیز۔۔۔۔باقی سٹوریاں بھی اچھی تھی۔۔۔۔آپی کشور کرن آپ تو آسماں کا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہو آپ جب بھی دکھائی نہ دیں تو دل سے ایک آہ سی نکلتی ہے پلیز آپی لکھتی رہنا۔۔۔۔عشق نے بنایا بھکاری میرے سوہنے ساہیوال کا سوہنا سا میرا ویر۔۔۔۔آصف جاوید زاہد بھی چھا گئے جب بھی ساہیوال کا نام نظر آتا ہے تو دل بہت خوش ہوتا ہے کہ میں بھی وہاں پر رہتی تھی۔۔باقی سب رائٹرز خوب محنت کر رہے ہیں ان کی محبت کی مثال ان کی تحریروں میں ہے میری سب قارئین سے ریکویسٹ ہے کہ میں نئی رائٹر ہوں اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی تو تو پلیز معاف کر دینا اور پلیز۔۔ریاض بھائی میر تحریر ضرور شائع کر دینا تاکہ میں اور لکھ سکوں۔۔۔۔آپی کشور کرن۔۔۔۔آپی افشاں۔۔۔۔آپی عابدہ رانی۔۔۔۔آپی رینا محمود مجھے آپ کی سٹوریز بہت پسند ہیں پلیز لکھتی۔۔۔۔رہنا انکل ریاض حسین شاہد پلیز آپ بھی کوئی تحریر لکھیں باقی ساہیوال کے رائٹر تو ساہیوال کی جان ہیں میرا ان رائٹرز کو سلام محفل میں ہمیشہ موتیوں کی مالا پروتے رہو۔۔منیر رضا۔۔آصف جاوید زاہد ساہیوال۔۔۔ندیم عباس ڈھکو۔۔ایم عامر وکیل جٹ پلیز آپ ہمیشہ لکھتے رہنا سانسو نے وفا کی تو پھر حاظر ہوں گی تب



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پرنس مظفر شاہ پشاور سے لکھتے ہیں۔طویل انتظار کے بعد آخر کار محبت نمبر ملا نومبر کا شمارہ نہ پا کر دکھ ہوا کیوں کہ پورا مہینہ انتظار میں گزارا مگر شمارہ مارکیٹ میں نہیں آیا البتہ دسمبر کا جواب عرض پا کر سارے گلے شکوے دور ہو گئے خاص کر۔۔۔۔آپی کشور کرن کا اسلامی صفحہ بہت اچھا نکلا تھا کہانیوں میں۔۔۔۔انتظار حسین ساقی کی محبتیں جب شمار کرنا۔۔۔۔محمد اسلم سبی کی داغدار محبتیں۔۔۔۔محمد زبیر کی دو وفا کرنے والے۔۔۔۔مقصود احمد بلوچ کی پیار میں دھوکہ۔۔۔۔ڈاکٹر زریاب کی معاشرتی برائی۔۔۔۔ندیم عباس ڈھکو کی بھول۔۔۔۔حماد ظفر ہادی کی میں اور تم گر ہم ہو جائیں۔۔۔۔میرے دوست نثار احمد حسرت کی سرخ جوڑے کی خواہش۔۔۔۔ثالیہ کی اک ذرا سی بھول۔۔۔۔سلمان بشیر کی یہ زندگانی اچھی کہانیاں تھیں۔۔۔۔کلثوم کرن کی سٹوری عشق آساں نہیں نے شمارے کو چار چاند لگا دیئے۔۔۔۔نوشابہ یاسمین کی کہانی ارمانوں کے زخم نے جواب عرض کی ساری کمی دور کردی۔۔۔۔اور آخر میں خرم شہزاد مغل کی لازوال محبت نے جواب عرض کو ٹاپ کیا آپ سب کو مبارکباد قبول ہو۔تاہم۔۔۔۔عمر دراز آکاش کی خاموش محبت۔۔۔۔اللہ دتہ چوہان کی پتھر کے صنم۔۔۔۔سراج اللہ کی محبت کا دوزخ کے کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔۔۔۔اسپیشل اپنے ناراض دوست منظور اکبر تبسم کی کہانی کہاں ہے تیرا پیار سجنا کے بارے میں بالکل خاموش رہوں گا کیونکہ اگر ناراضگی اور بڑھ گئی تو منانا مشکل ہو جائے گا باقی کالم اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں شمارہ بھی اپنی مثال آپ ہے تمام دوستوں کو پرنس کا سلام۔۔

---

سرفراز انجم دھیر کوٹ سے لکھتے ہیں۔ماہنامہ جواب عرض اٹھارہ کو ملا پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل کو سکون ملا اتنا اچھا لکھنے پر مبارکباد اس کے بعد کہانیوں کی دنیا میں آیا کہانیوں میں۔۔۔۔گڑیا چوہدری۔۔۔۔ثنا اجالا۔۔۔۔انتظار حسین ساقی بھائی۔۔۔۔تمنا۔۔۔۔شازیہ چوہدری۔۔۔۔منظور اکبر۔۔۔۔سیدہ امامہ۔۔۔۔کلثوم کرن۔۔۔۔رابعہ۔۔۔۔نوشابہ یاسمین۔۔۔۔اور عمر دراز آکاش کی سٹوریز پسند آئیں تمام رائٹرز کو مبارکباد۔۔۔۔سیدہ امامہ علی کی سٹوری سب سے بیسٹ تھی آپ انعام کی حقدار ہیں۔۔۔۔اس کے بعد ماہنامہ جنوری نیا سال مبارک خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ ملا میں نے گلگت سے خریدا میری طرف سے تمام لوگوں کو نیا سال مبارک ہو سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان کو تازہ کیا۔۔۔۔خلیل احمد ملک آپ نے بہت اچھا لکھا ہے اس کے بعد ماں کی یاد میں۔۔۔۔عثمان غنی اور آپی کشور کرن نے لکھا۔آئینہ روبرو میں تمام لوگوں نے ہی بہت اچھا لکھا مگر اپنی کوئی تحریر نہ پا کر دلی دکھ ہوا اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا قارئین نے بہت اچھی سٹوریز لکھی ہیں مگر جو زیادہ پسند آئی ان میں۔۔۔۔خشک گلاب آپی کشور کرن۔۔۔۔اب نشانہ کون مس فوزیہ۔۔۔۔محبت آخری سٹوریز ثنا اجالا۔۔۔۔کیا ہی پیار ہے عافیہ گوندل۔۔۔۔آئیڈیل کی موت رفعت محمود۔۔۔۔دوستی امتحان لیتی ہے سلیم اختر۔۔۔۔امتحان ہے زندگی آصف دکھی۔۔۔۔غم عاشقی تیرا شکریہ رابعہ ذوالفقار بہت پیاری سٹوری تھی۔۔۔۔رب اعشق نہ ہوئے انتظار حسین ساقی بہت اچھی سٹوری لکھی ہے آپ نے آپ پہلے تو بہت سٹوریز لکھا کرتے تھے اب کبھی کبھی بھیا مسلسل لکھا کریں پلیز۔۔۔۔مشکلا مکافات عمل یونس ناز آپ تو بالکل ہی غائب ہو گئے تھے کدھر گئے تھے آپ۔۔۔۔آپی کشور کرن۔۔۔۔آسیہ چغتائی آسی لاہور۔۔۔۔اثراء بٹ راولپنڈی۔۔۔۔یوسف دردی نارووال۔۔۔۔عثمان غنی عارفوالہ کی شاعری پسند آئی۔۔گلدستہ میں



www.pdfbooksfree.pk

ایم خالد محمود۔۔۔۔شمع ناصر مندرہ۔۔۔۔کرن خان ٹھٹھہ قریشی۔۔۔۔قمر زمان بوبی دتہ کی تحریریں بہت پسند آئیں۔۔ڈائری میں۔منظور اکبر تبسم۔۔اور ارشد وفا کی تحریر بہت پسند آئی۔۔کالم میں ماں سے پیار کا اظہار میں الطاف بھیا۔محمد عرفان۔۔آپی کشور کرن پتوکی کی تحریر بہت پسند آئی۔۔عابدہ رانی۔۔نازش خان سمندری۔۔مس فوزیہ۔۔عائشہ نور عاشا۔۔کی شاعری پسند آئی۔۔دکھ درد ہمارے میں صدف دکھی۔۔بہن ایم بوٹا دکھی صاحب آپ ہم سے بھی رابطہ کرنا جو ہو سکا ہم آپ کی مدد کریں گے۔ماشاء اللہ جواب عرض کامیابیوں کی دہلیز پہ ہے دعا ہے کہ یہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔دوستوں میں اٹھارہ ماہ بعد دوبارہ جواب عرض کی نگری میں آیا ہوں کچھ مصروفیات کی وجہ سے لکھ نہ سکا پڑھتا ضرور رہا تھا مگر دو دن کبھی کسی نے مجھے یاد کیا۔۔سرفراز انجم مر گیا ہے کہ زندہ ہے مگر آپ لوگ میری یادوں میں رہتے ہو بہر حال یاد رکھنا بس میں ہوتا ہے، یاد کروانا نہیں دوستو جواب عرض وہ پودا ہے جسے شہزادہ عالمگیر بھیا نے لگایا تھا اور ہم اس کا پھل کھا رہے ہیں دعا ہے خدا۔۔عالمگیر بھیا کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔۔۔تمام سلسلے بہت اچھے جا رہے ہیں دوستو ہماری اک بہن۔۔شمائلہ نیاز راجہ فیاض کی بیٹی اس دنیا کو چھوڑ چکی ہے۔اس کے لیے دعا کرنا کہ خدا۔ے بھی جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے آمین۔اور میں بہت جلد اپنی سٹوری کے ساتھ حاضر ہوں گا اللہ حافظ۔

---

**طاہر خان۔نارووال سے لکھتے ہیں**۔دسمبر کا شمارہ ملا پڑھا دلی سکون ہوا بہت پسند آیا۔۔۔۔ثنا اجالا کی کہانی محبت پیاری تھی۔۔۔۔اللہ دتہ چوہان کی پتھر کے صنم۔۔۔۔یہ عشق نہیں آسان سیدہ امامہ۔۔۔۔انتظار حسین ساقی کی محبتیں جب شمار کرنا سب بہت اچھی تھیں۔۔۔۔مگر جو کہانی میرے دل کو چھو گئی ہے وہ پڑھ کر دکھ بھی ہوا وہ تھی۔۔۔۔نوشابہ یاسمین کی کہانی ارمانوں کے زخم کیا کہانی تھی نوشابہ جی ویلڈن خوش رہیں دعا ہے کہ آپ تمام رائٹر ہمیشہ ہی جواب عرض میں لکھتے رہیں اور قارئین کے دلوں کو رونق بخشتے رہیں آمین۔۔

---

**محمد سلیم کوٹھا کلاں سے لکھتے ہیں**۔اسلام وعلیکم جناب ریاض احمد صاحب اینڈ جواب عرض کے قارئین سب کو سلام۔جواب عرض دسمبر کا شمارہ لکی پور سے ملا اس کا ٹائٹل بہت اچھا تھا اس بار تو ویسے بھی جواب عرض کے قارئین کا ثبوت ملک بھر میں باقاعدگی سے شائع کرنے پر دوسرے تمام رسالوں میں سب سے پہلے نمبر پر آ گیا ہے اللہ پاک جواب عرض کو بہت زیادہ ترقی دے میری جواب عرض کے سب قارئین سے ملاقات ہوئی ہے وہ سب کے سب بہت اچھے ہیں میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آخر میں اپنے پیارے بھائی۔۔امین کراچی سے اور پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں نیک تمناؤں کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ۔۔

---

**میر احمد میر بگٹی سوئی گیس سے لکھتے ہیں**۔جواب عرض کا شمارہ ماہنامہ اکتوبر میں شائع ہوا تو مجھے خبر ملی تو میں ہمیشہ کی طرح جواب عرض لینے چلا گیا ایک تاریخ سے پانچ تاریخ تک رسالہ لینے جاتا رہا آج میرے کئی رونگ نمبر سے کالیں آئیں تھی اٹینڈ کی تو دوسری طرف سے۔۔سائرہ کی کال تھی اور اس نے مبارکباد دی میری لکھی ہوئی کہانی کو پسند کیا اور مجھے بتایا کہ آپ کی تحریر شائع ہو چکی ہے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔۔سائرہ جی کا شکریہ کہ جس نے مجھے سب سے پہلے کال کی اس کے بعد میں فوراً وہاں سے جواب عرض لینے چلا گیا۔۔


www.pdfbooksfree.pk

ارشد بک سٹال پہ گیا تو میرا دوست۔۔ارشد بھی میری کہانی پڑھ رہا تھا تھا اور اس نے مجھے مبارکباد دی میں اپنی لکھی ہوئی تحریر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا موبائل نمبر بھی تھا میں پھر اس کے بعد مجھے بے حد کالز آئیں بہت سے لوگوں نے کالز کی اور میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔۔۔۔راشد بگٹی کوئٹہ۔۔۔۔اسد بلوچ گوادر۔۔۔۔محمد ابراہیم سرگودھا۔۔۔۔امیر نان ملک راولپنڈی۔۔۔۔علی گجرات۔۔۔۔نثار احمد حسرت گجرات۔۔۔۔ندیم گجرات۔۔۔۔شاہد رفیق کبیر والا۔۔۔۔محمد یعقوب ڈیرہ غازیخان۔۔۔۔فوزیہ حنیف ٹوبہ ٹیک۔۔۔۔محمد حنیف خانیوال۔۔۔۔کٹورا قیصر محمود۔۔۔۔پرنس مظفر شاہ پشاور۔۔۔۔مائیک حمید جلال پور والا۔۔۔۔عطیا جہلم۔۔۔۔آصمہ بی بی ملتان۔۔۔۔سائرہ ارم فیصل آباد۔۔۔۔بہت سے لوگ جن کے میں نام نہ لکھ پایا کئی صفحے بھر جاتے ان کا شکریہ جن کا میں نام لکھا آپ کا بھی شکریہ ایک نام ضرور لکھوں گا ٹیچر۔۔۔۔صباء پیر محل آپ کا بھی شکریہ اور۔۔۔۔ریاض احمد بھائی کا بے حد مشکور ہوں کہ میری تحریر کو جواب عرض میں جگہ دی اس خط کے ساتھ ہی اجازت چاہتا ہوں ایک اور تحریر ارسال کر رہا ہوں قابل غور کرنا۔۔

---

وقاص انجم 126 جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔محترم ریاض بھائی کیسے ہیں آپ امید کرتا ہوں کہ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو اور اس کے ساتھ جڑے تمام ممبران کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو ماہ جنوری کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو کہ میں مکمل پڑھ چکا ہوں سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد ماں کی یاد میں پڑھا جس کو۔۔۔۔عثمان غنی نے بہت اچھے طریقے سے لکھا ہوا تھا اس کے بعد آئینہ روبرو میں۔۔۔۔فنکار شیر زمان کا لیٹر پڑھا بہت اچھا لگا۔پھر کہانیوں کی طرف نظر ڈالی تو سب سے پہلے۔۔۔۔خشک گلاب کہانی آپی کشور کرن۔۔۔۔اس کے بعد محبت ثنا اجالا کی۔۔۔۔اور پھر رباعشق نہ ہوئے انتظار حسین ساقی نے تحریر کیا تھا ساقی جی بہت اچھی سٹوری لکھی ہے ایسے ہی لکھتے رہنا ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔۔۔۔اب نشانہ کون مس فوزیہ۔۔۔۔پھر کوئی ہے میرا پردیس میں یاسر وکی کی کہانی زبردست تھی۔۔۔۔اس کے بعد۔۔۔۔دوستی امتحان لیتی ہے یہ کہانی بھی اپنی مثال آپ تھی لیکن آج کل ایسی دوستی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔امتحان ہے زندگی آصف دکھی۔۔۔۔اور بھنور ایم یعقوب۔۔۔۔کون بے وفا عابد شاہ۔۔۔۔اس کے بعد مٹی کے انسان مجید احمد جائی یہ کہانی بہت اچھی تھی۔۔۔۔میں شاعری کی طرف گیا تو۔۔غلام فرید کی شاعری بہت اچھی تھی اس بار تو پورا شمارہ ہی خوبصورت تھا لیکن۔۔۔۔ریاض احمد بھائی سب مجھے اس بار بھی بہت دکھ ہوا کہ اس بار بھی میری کہانی نہیں لگی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مجھے اس بار جواب عرض میں شامل نہیں کیا گیا پلیز انکل جی ایسا نہ کریں اور میری کہانیوں کو بھی جگہ دیں شکریہ۔ ۔

---

ماہ نور کنول آزاد کشمیر سے لکھتی ہیں۔بھائی امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے ماہ جنوری کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اس بات کی ہوئی کہ اس بار جواب عرض بہت جلدی مل گیا تھا اللہ کا شکر ہے کہ زیادہ ویٹ نہیں کرنا پڑا سب کی سٹوریاں اچھی تھی خاص کر۔۔۔۔باجی ثنا اجالا۔۔۔۔بھائی سلیم اختر۔۔۔۔بھائی عمر حیات شاکر۔۔۔۔آپی کے کے۔۔۔۔بھائی انتظار حسین ساقی۔۔۔۔باجی عافیہ گوندل۔۔۔۔بھائی سراج آپ سب نے تو کمال کر دیا واقعی کیا خوب لکھا ہے پڑھ کر آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل



http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net
www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

پڑے اور کچھ پرانی یادیں تازہ ہوگئی۔۔اس کے علاوہ اور سب سٹوریاں بھی بہت اچھی تھیں سب کو میری طرف سے مبارک باد ہو اب بھائی پلیز میری سٹوری برباد محبت کی داستاں کو بھی اپنے قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں بہت شدت سے انتظار ہے آخر میں بھائی ڈاکٹر حسن علی کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو آپ سب کی دعاؤں کی محتاج۔۔

---

**سیدہ اماہ علی لکھتی ہیں۔** انکل ریاض جی آپ سب کو سیدہ امامہ کا سلام انکل جی ہمارے شہر کہوٹہ میں آپ کا پرچہ لینے کے لیے بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اول تو ملتا ہی نہیں ہے اگر مل جائے تو تین تین مہینوں بعد جسکی وجہ سے بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم پرچے کے مطالعے سے محروم رہ جاتے ہیں میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ماہ جون سے لے کر اب دسمبر بھی گزر گیا ہے جبلہ مجھے ابھی تک پرچہ نہیں ملا برائے مہربانی برائے مہربانی اس مسئلے کو توجہ سے حل کریں کوئی مثبت طریقہ اختیار کریں تا کہ ہمیں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اتنی تحریریں لکھنے کے باوجود نہ تو ہم پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی قارئین کی رائے جان سکتے ہیں میری پریشانی کو دور کرنے آپ نے سندیسہ دیا تھا کہ آپ کے شمارے مجھے ارسال کر دیں گے مگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے میں آپ کی مشکور رہوں گی جو میری تحریروں کو جگہ دیتے ہیں۔اور اسی حوصلے کی وجہ سے میں مزید لکھتی ہوں مگر اس لکھنے کا کیا فائدہ جب میں پڑھ ہی نہیں سکتی آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ پرچہ ارسال کر دیں میرا ایڈریس آپ کے پاس موجود ہے امید ہے کہ مجھے مایوسی کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا اس کے ساتھ ہی ایک اور تحریر بھیج رہی ہوں جو امید کے مطابق آپ کے معیار پر پوری اترے گی اجازت دیں دعاؤں میں یاد رکھیئے گا

---

**کشور کرن۔پتوکی سے لکھتی ہیں۔** اسلام وعلیکم قارئین کی محفل میں قدم رکھتے ہی ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے کہ جو خواہشات ادھوری تھیں وہ پوری ہوتی جا رہی ہیں کیونکہ ہم اپنے پیارے جواب عرض کی دنیا میں بہت خوش ہیں اور خوش کیوں نہ ہوں کیونکہ ہماری تحریریں اپنی اپنی باری پر شائع ہو رہی ہیں اب تو میری تحریروں کی خوشی اتنی نہیں ہوتی جتنی خوشی مجھے اپنے بہن بھائیوں کے خط پڑھ کر ہوتی ہے کہ میرے انہی بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی نے مجھے کامیاب کیا ہے اور انشاء اللہ سب کی ایسے ہی حوصلہ افزائی ہوتی رہے گی ہمت مت ہارو پیارے قارئین میری عادت نہیں کہ کسی کی بھی کہانی کی تعریف وتنقید کروں مگر یہ ضرور کہوں گی کہ اتنا بلند ہو جاؤ کہ منزل تمہیں پکارے شاید اس وقت وہی شعر والا جملہ یاد آیا ہوگا سب کو۔۔لیکن حقیقت میں ایسے بن جاؤ اور اپنی قلم میں ایسا نکھار پیدا کرو کہ ہر کسی کو آپ کی تحریر کا اتنی بے چینی سے انتظار ہو کہ جتنا عید کے چاند کا انتظار ہوتا ہے اور آپ اپنی تحریر کے لفظوں کو ایسا نکھار دو کہ پڑھنے والا آپ کی تحریر کے ہر لفظ میں ڈوبتا ہی چلا جائے اور ویسے بھی وہی تحریر پڑھنے کا مزہ آتا ہے جس کے لفظوں میں انسان ڈوب جائے اور پتہ تب چلے جب ہم کنارے پر آئیں تو ہوش آئے اور یقین ہو کہ ہم نے اس تحریر میں کیا کچھ دیکھا کیا کچھ سیکھا اور کیا کچھ حاصل کیا اور ہم اس سے دوسروں کو کیا سبق دے سکتے ہیں۔تو قارئین اب کوئی میری ان باتوں پر عمل کریں یا نہ کریں یہ تو اپنی مرضی کی بات ہے۔مگر جونیئر رائٹرز کے لیے یہ باتیں بہت کارآمد ہیں۔باقی میری ادارے سے ریکویسٹ ہے کہ میری یک کہانی تھی دوستی جو کہ تقریبا تین یا چار سال پہلے شائع ہوئی تھی مجھے وہ رسالہ نہیں مل رہا کیونکہ پرانا رسالہ بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملا اگر وہ سٹوری آپ کے پاس ریکارڈ میں موجود ہے تو پلیز اسے دوبارہ شائع کر دیں کیونکہ

http://www.bookstube.net
http://www.urdutube.net


www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material

بہت سی دوستوں نے اس کی فرمائش کی ہے وہ اس سٹوری کے لیے بے چین ہیں اپنی دوستوں کی فرمائش پر میں نے اس سٹوری کی دوبارہ اپیل کی ہے اور دوسری بات جن بہن بھائیوں نے میری تحریروں کو پسند کیا نام تو نہیں لکھ سکتی کیونکہ خط بہت بڑا ہو گیا ہے اور ہو سکتا ادارے والے میرا خط ۔۔۔ خیر نہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے سمجھ تو سب ہی گئے ہوں گے پھر بھی سوری ۔ میں نے سب کے خط پڑھے ہیں سب کی تحریروں پر غور کرتی ہوں مگر میرا دل یہی کہتا کہ کسی بہن بھائی کا دل رکھنا بہت بڑی بات ہے کسی کا دل توڑنا بہت آسان ہے ۔ خیر سب کی تحریریں اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں اور میرے ویر یاسر وکی کی تحریر بھی کافی اچھی تھی بھائی آپ نے اپنی اس بہن کا حوصلہ بلند کیا اور اس بہن کو ایک بھائی ہونے کا ثبوت دیا تو آپ کا بہت شکریہ خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوش رکھے آمین اور ایک اور بات کرنا چاہوں گی کہ اگر ہم اپنے خطوط کی سیٹنگ کچھ اس طرح کریں تو کیسا رہے گا کہ فرض کرو جنوری کا رسالہ آیا ہے تو فروری میں جنوری کے رسالے کی تعریف و تنقید ہونی چاہئے اس سے پچھلے رسالوں کی نہیں کیوں کہ فروری میں اکتوبر نومبر دسمبر یعنی کہ کوئی اور خط شائع نہ کریں صرف ایک ماہ پچھلے رسالے کے بارے میں جو کچھ بھی ہو وہ اگلے رسالے میں لگایا جائے تو اس کے لیے ہمیں رسالہ ملتے ہی بہت جلد اس کی تعریف و تنقید کے بارے میں لکھ کر ادارے کو بھیج دینا چاہئے کیوں کہ ہم جتنا لیٹ کریں گے اتنے ہی ہمارے خط اگلے شمارے جگہ حاصل کریں گے میرے خیال سے اگر ہمیں رسالہ بیس تاریخ کو ملا ہے تو ہم پچیس سے لے کر یکم تک اپنے خط ارسال کر سکتے ہیں اور اگلے شمارے میں شامل ہو سکتے ہیں ورنہ وہ تیسرے شمارے کا حصہ ہی بنیں گے تو دوستو کیسا لگا میرا مشورہ ضرور بتائیے گا ۔ اور میرے سے پہلے جتنے سینئر رائٹرز بھائی یا بہن ہیں کے حوصلے افزائی کی ضرورت ہے اور ان سب سینئر اور جونیئر ریڈرز اور رائٹرز کو میرا اسلام اور اس نئے سال کی خوشی میں ہمیں رسالے کو بھی تو نکھارنا چاہئے تو جتنی بھی محنت کریں کم ہے ہم سب ساتھ ہیں اور چلتے رہیں گے اگر کوئی بات غلط ہو یا بری لگی ہو تو معذرت چاہتی ہوں میری تحریریں پسند کرنے والوں کا بہت بہت شکریہ ۔ دعاؤں میں یاد رکھنا ۔

---

جواب عرض کی اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے ہر ان قارئین کی جو اس کو چلانے میں ہمارے ساتھ جہد و جہد کر رہے ہیں ۔ گلے شکوے تو ہزاروں ہیں اور بہت قارئین کو بہت زیادہ شکوے ہیں تو ہر اک کا شکوہ دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ وقاص انجم آپ کی شکایت پر غور کر لیا ہے انشاء اللہ جلد دور کر دیں گے ۔۔۔ سلمان بشیر دسمبر میں آپ کی سٹوری شائع ہو چکی ہے اب مزید کچھ عرصہ انتظار کریں ۔ سید ہمراز آپ کی شکایت بہت جلد دور کر دیں گے ۔۔۔ مظہر نظیر صاحب ۔ امداد علی عرف ندیم عباس ۔ ایس شاہین صاحبہ ۔ عنوا ایمان ۔ نعیم اکبر ۔ یاسر ملک ۔ ملک کاشف اعوان ۔ عامر شہزاد ۔ آپ کی سٹوریاں اور تحریریں جلد شائع کر دیں گے ۔ سیدہ امامہ آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے ۔ پریشان نہ ہوں ۔ آنیہ صاحبہ ۔ بہت خوشی ہوئی آپ کی آمد کی ہماری طرف سے ویلکم آپ کو بھی حوصلہ افزائی ملے گی لکھتی رہیں ۔ کچھ رائٹرز حضرات کے بارے میں بہت سی اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہ لڑکیوں کو کہانیاں لکھنے کی آڑ میں نہ صرف تنگ کرتے ہیں بلکہ انکے نمبر مختلف لڑکوں کو دے کر ان کو پریشان بھی کرتے ہیں ایسے رائٹرز جن کے بارے میں ہمیں شکایتیں موصول ہو رہی ہیں وہ اپنی ان حرکتوں سے باز آ جائیں ۔ اور تمام قارئین لڑکوں اور لڑکیوں سے گزارش ہے کہ وہ کچھ بھی لکھنا چاہتے ہوں یا ان کا کوئی بھی مسئلہ ہو وہ ڈائریکٹ ادارہ سے رابطہ کریں ۔ ادارہ جواب عرض آپ کے تمام مسئلے حل کرے گا ۔

(ادارہ جواب عرض)



www.pdfbooksfree.pk
Copyrighted material